درجہ عالمیہ بنات کے وفاقی نصاب کے مطابق ابوداؤد شریف کی جامع اُردو شرح

خیر المعبود

شرح اُردو

سُنَن اَبی دَاوٗد

مقدمہ از افادات

شیخ الحدیث عارف باللہ

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ

جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری مدظلہ

(اُستاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

چند خصوصیات

- متن حدیث بمع اعراب
- عام فہم ترجمہ و جامع تشریح
- صحیح البخاری..... صحیح المسلم
- جامع الترمذی اور ابوداؤد کے

سابقہ وفاقی پرچہ جات کیساتھ

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

درجہ عالمیہ بنات کے وفاقی نصاب کے
مطابق ابوداؤد کی جامع اُردو شرح

صحیح البخاری - صحیح المسلم - جامع الترمذی اور سنن ابوداؤد کے سابقہ وفاقی
پرچہ جات کے اضافہ کیساتھ.... درجہ عالمیہ کی معلمات و بنات کیلئے
بہترین اُردو شرح جدید خوبیوں سے آراستہ

مقدمہ از افادات
شیخ الحدیث عارف باللہ
حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب
دامت برکاتہم العالیہ

تقریظ
جامع المعقول والمنقول
حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری مدظلہ
(اُستاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ مُلتان پاکستان
(061-4540513-4519240

خیر المعبود شرح اردو سنن ابی داؤد

تاریخ اشاعت.................. ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ

ناشر.................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت.............سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان　　مکتبہ رشیدیہ.......راجہ بازار......راولپنڈی
ادارہ اسلامیات.........انار کلی........لاہور　　یونیورسٹی بک ایجنسی.......خیبر بازار......پشاور
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار......لاہور　　ادارۃ الانور.........نیوٹاؤن.......کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ.......اُردو بازار .... لاہور　　مکتبہ المنظور الاسلامیہ....جامعہ حسینیہ....علی پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ..........بلاک زیڈ.......مدینہ ٹاؤن........بنک موڑ......فیصل آباد

ادارہ اشاعت الخیر - حضوری باغ روڈ - ملتان

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K　　119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE　　BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

علوم اسلامیہ میں مروجہ ''درس نظامی'' اپنی خاص اہمیت وافادیت کی وجہ سے ہر دور میں مقبول رہا ہے۔ اور زمانہ کی ضروریات کے پیش نظر اکابر علماء کی طرف سے اس میں معمولی کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ لیکن مجموعی نصاب اپنی تمام تر خیر و برکات کیساتھ حسب سابق ہی رہا۔ درس نظامی کے اختتامی درجہ ''عالمیہ'' اس لحاظ سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اس درجہ کی کامیابی پر عالم/ عالمہ کی سند جاری کی جاتی ہے اور احادیث کی اہم کتب کی تدریس اسی سال میں ہوتی ہے۔ درجہ عالمیہ بنات کے زیر درس حدیث کی کتب میں سے ابوداؤد شریف بھی ہے جو ہر گلے را بوئے دیگر است'' کے مطابق اپنی جگہ ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر نے ہر دور میں اس کی عربی اردو تراجم وشروحات لکھنے کا اہتمام کیا اور طلباء وطالبات نے اس کی درسی تقاریر کو محفوظ کیا۔

زیر نظر کتاب ''خیر المعبود'' خدمت حدیث کی ایک مبارک سعی ہے جس میں ابوداؤد شریف کے وفاقی نصاب کے مطابق مقررہ حصہ کا متن ترجمہ وتشریح بیان کی گئی ہے شروع میں حضرت شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ کے افادات سے مقدمہ دیا گیا ہے جو حدیث اور اس کے مبادیات پر مشتمل ہے۔

احادیث کا عربی متن عربی خط میں مع اعراب دیا گیا ہے۔ اور آسان عام فہم ترجمہ کے بعد جامع تشریح ذکر کی گئی ہے۔

احادیث کا ترجمہ وتشریح کیلئے طالبات کو مکمل مترجم سیٹ خریدنا پڑتا تھا۔ جبکہ وفاقی نصاب ابوداؤد شریف کا ایک حصہ ہے۔ اس شرح کو صرف عالمیہ بنات کے کورس کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے تاکہ طالبات کی جیب پر بوجھ نہ بنے۔

متعلقہ احادیث کے درس سے پہلے اس شرح کو ایک نظر دیکھ لیا جائے پھر اسباق توجہ سے سننے کے بعد تکرار کیا جائے تو احادیث کا ترجمہ مشکل وامتحانی مقامات اختلاف مذاہب ودیگر ضروری مباحث کا یاد رکھنا انتہائی سہل ہو سکتا ہے۔

ابوداؤد شریف ودیگر کتب احادیث کے حل شدہ وفاقی سوالات زیر ترتیب ہیں۔ ارادہ تھا کہ اس شرح میں ابوداؤد شریف کے حل شدہ سوالات ملحق کر دیئے جائیں لیکن ان کے انتظار میں مزید تاخیر ہو جاتی اس لئے اس میں صرف سوالات دیئے گئے ہیں جو کہ فائدہ سے خالی نہیں۔

اس سے قبل بھی ادارہ ''الخیر الجاری'' شائع کر چکا ہے جو کہ بخاری شریف کی ساٹھ شروحات سے منتخب ہے۔ اسی طرح تقریر ترمذی/ دروس ترمذی ودیگر کتب وشروح احادیث عربی اردو شائع کرنے کا شرف بھی ادارہ کو حاصل ہو چکا ہے۔ اللہ پاک اس خدمت کو قبول فرمائے آمین۔

طالبات کی سہولت کیلئے ابوداؤد شریف کے وفاقی سوالات کے علاوہ صحیح البخاری، صحیح المسلم اور جامع الترمذی کے بھی سابقہ سوالات دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح یہ مبارک شرح دیگر شروحات کی نسبت جامعیت کی شان لئے ہوئے ہے۔

اللہ پاک جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری مدظلہم (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان) کو جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے حسب سابق ادارہ کی درخواست پر خیر المعبود کیلئے تقریظ تحریر فرما کر اس شرح کو استناد کے درجہ علیہ پر فائز فرما دیا۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ الحمدللہ اس شرح کا مکمل کام حضرات علماء کرام کی زیر نگرانی ہوا ہے اس لئے ان شاءاللہ اس میں کوئی بات بھی غیر مستند نہیں۔

اللہ پاک ادارہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور خدمت حدیث کے اس شرف کو روز محشر سید الاولین والآخرین شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

محمد اسحٰق عفی عنہ — جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا شبیر الحق صاحب کشمیری دامت برکاتہم

استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ علی من لا نبی بعدہ اما بعد

الحاج حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب زید مجدھم مالک ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کتب دینیہ خصوصاً کتب حدیث اور ان کی توضیح وتشریح سے متعلق کتب کی اشاعت کا بہت ہی زیادہ جذبہ اور ذوق رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اہل علم کے استفادہ کے لئے اشاعتِ کتب کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدارین

اسی جذبہ خیر کے تحت بنات درجہ عالیہ (دورہ حدیث) کے نصاب سے متعلق حدیث پاک کی اہم ترین کتاب ''سنن ابی داؤد شریف'' کے نصاب سے متعلق حصہ کی توضیح وتشریح کے لیے اردو زبان میں ایک انتہائی عمدہ حسین گلدستہ تیار کیا ہے جس میں احادیث کو اعراب اور اردو ترجمہ کے بعد احادیث کی عام فہم تشریح دی گئی ہے جو احادیث کے معانی اور احادیث سے متعلق مباحث کے فہم کے لئے کافی وافی شافی ہے اور مبادیات علم حدیث سے متعلقہ فوائد کا مخدوم العلماء والصلحاء استاذ الاساتذہ حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور کی سنن ابی داؤد سے متعلق شرح ''حسن المعبود'' سے انتخاب کیا گیا ہے اس اعتبار سے یہ گلدستہ دورۂ حدیث کے اساتذہ اور خصوصاً طلبہ اور طالبات کیلئے عمدہ علمی ہدیہ وتحفہ ہے جس کا مطالعہ احادیث سے متعلقہ مباحث کے فہم وتفہیم میں مفید ہونے کے ساتھ ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان میں بھی امتیازی حیثیت سے کامیابی کا ذریعہ ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علمی گلدستہ کو اہل علم کے ہاں شرفِ قبولیت نصیب فرمائے اور حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب زید مجدہم کے لئے صدقہ جاریہ بنائے آمین یرحم اللہ عبدا قال امینا!

کتبہ

العبد الضعیف شبیر الحق کشمیری عفا اللہ

مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴۲۸/۶/۱۳ھ

فہرست عنوانات

مُقَدِّمَہ

ازافادات: عالم ربانی حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ العالی

مقدمہ میں تین قسم کے مبادی ہیں۔

ا۔ ہر عمل کے مبادی۔ ۲۔ علم حدیث کے مبادی۔ ۳۔ سنن ابی داوٗد کے مبادی۔

ہر عمل کے مبادی

ہر اختیاری کام کرنے سے پہلے چار چیزوں کا خیال کرنا ضروری ہوتا ہے ہم اِن کو اسباب اور مبادی کہتے ہیں اور فلاسفہ اور مناطقہ ان کو علل اربعہ کہتے ہیں اُن کے نزدیک چار میں بند ہونے کی وجہ جسکو وجہ حصر کہا جاتا ہے یہ ہے کہ علّت معلول میں داخل ہو گی یا نہ اگر داخل نہ ہو تو موثر بلاواسطہ ہو گی یا بواسطہ اگر بواسطہ موثر ہو تو علّت غائیہ۔ ا۔ کام کرنے کا مقصد کیا ہونا چاہئے جسکو فلاسفہ اور مناطقہ علّت غائیہ اور اگر بلاواسطہ موثر ہو تو علّت فاعلیہ اور اگر معلول میں داخل ہو تو اس سے معلول بالفعل ہو گا یا بالقوہ اگر بالفعل ہو تو علّت صوریہ ورنہ علت مادیہ۔ ا۔ کام کرنے کا مقصد کیا ہونا چاہئے جس کو فلاسفہ اور مناطقہ علت غائیہ کہتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **انما الاعمال بالنیات** . ہمارے اعمال تین قسم کے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں دوسرے وہ جن سے وہ ناراض ہوتے ہیں تیسرے وہ جن سے نہ ناراض ہوتے ہیں نہ قرب حاصل ہوتا ہے ان کو مستحسنات مکروہات اور مباحات کہتے ہیں۔ مکروہات کا کرنا تو انسانیت ہی کے خلاف ہے ان کو تو بالکل ہی چھوڑ دینا ضروری ہے مستحسنات اور مباحات میں نیت ٹھیک ہونی چاہیے اگر مستحسنات میں نیت خراب ہو گی تو ثواب نہ ملے گا حدیث پاک میں ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جائیں گے ایک خیرات کرنے والا ہو گا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے ہماری نعمتیں کہاں خرچ کیں کہے گا نیکی کے کاموں میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے **لا بل لیقال انك جواد فقد قیل** دوزخ میں ڈال دیا جائے گا دوسرا شخص عالم میں ہو گا عرض کرے گا پڑھتا پڑھاتا رہا فرمائینگے **لا بل لیقال انكّ قاریٌ عالم فقد قیل** دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ایسے ہی تیسرا آدمی جو جہاد میں گیا ہو گا اس کو بھی پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہماری نعمتیں کہاں خرچ کیں کہے گا جہاد میں مشغول رہا حتیٰ کہ اپنی جان بھی آپ کے راستے میں پیش کر دی فرمائیں گے **لابل لیقال انك جری فقد قیل** اس کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ نیت کا ٹھیک ہونا اتنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر ایمان بھی معتبر نہیں ہوتا بلکہ اچھی نیت کے بغیر ایمان لانے والا منافق ہوتا ہے جو عند اللہ کافر ہوتا ہے اور مباحات میں بھی جب عبادت کی تیاری کی نیت کر لی جائے تو وہ عبادت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ سوئے اس نیت سے کہ تھکاوٹ دور کر کے کوئی عبادت کروں گا بول و براز میں نیت کرے کہ فارغ ہوتا ہوں تاکہ یکسوئی سے کوئی عبادت کر سکوں پھر دنیا میں گناہ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص رات کے اندھیرے میں ٹرنک اور کسّی (پھاوڑا) لے کر جنگل میں جائے اور ایک ڈھیر کو قیمتی چیزوں کا ڈھیر سمجھ کر کسّی سے ٹرنک میں ڈال لے گھر آ کر روشنی میں کھولے تو سانپ اور بچھو نکلیں کوئی بیوی کو کاٹے کوئی بچوں کو کاٹے کوئی خود اس کو کاٹے اور اچھی نیت کے بغیر مباحات کا کرنا ایسا ہے جیسے قیمتی چیز سمجھ کر جنگل سے معمولی اینٹ اور پتھر اپنے ٹرنک میں بھر لائے اور اعمال صالحہ کی مثال یہ ہے کہ واقعی ہیرے اور

جواہرات ٹرنک میں بھر لائے اور جائز کاموں میں اچھی نیت سے وہ مباحات سونا اور چاندی اور ہیرے اور جواہرات بن جاتے ہیں۔ انما الاعمال بالنیات میں یہ کیمیاگری سکھائی گئی ہے۔ ۲۔علت فاعلیہ کہ کام کرنے والا کیسا ہو، حق تعالےٰ کا ارشاد ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں کہ اُن کے بارے میں حضرت شعیب علیہ السلام سے ان کی صاحبزادی نے عرض کیا انّ خیر من استاجرت القوی الامین ، معلوم ہوا کہ کام کرنے والا قوی بھی ہونا چاہیے اور امین بھی ہونا چاہیے، قوی ہونا دو قسم کا ہوتا ہے ایک اختیاری قوی وہ شخص ہوگا جس نے وہ سب کتابیں پڑھی ہوں جن پر دورہ حدیث پڑھنا موقوف ہوتا ہے مثلاً صرف، نحو، ادب، لغت، عروض، بیان، معانی، بدیع، تفسیر، عقائد، فقہ، اصول فقہ، تہذیب اخلاق، تجوید، قراءات، رسم الخط، علم الوقف والابتداء کہ آیات میں کہاں ٹھہریں پھر کہاں سے شروع کریں جسکو علماء نے ط۔ج۔م وغیرہ رموز لگا کر تلاوت کو آسان کر دیا ہے۔دوسری قسم قوی ہونے کی استعداد فطری ہے جو شخص بہت زیادہ غبی ہو کہ استاد دس دفعہ سمجھائے پھر بھی کچھ پلے نہ پڑے تو اسکو ان گہرے علوم میں مشغول نہ ہونا چاہیے بلکہ اپنی زبان میں بہشتی زیور جیسی آسان کتاب پڑھ کر عمل صالح میں پوری کوشش کرنی چاہئے اس کی نجات کے لئے ان شاء اللہ تعالےٰ بالکل کافی ہے۔ اور جو درمیانے درجے کا ذہین ہو اس کو خوب محنت کرنی چاہیے بعض دفعہ کم ذہن والا محنتی بڑے بڑے ذہینوں سے آگے نکل جاتا ہے جیسے ایک کچھوے اور خرگوش میں مقابلہ ہوا کہ کون فلاں جگہ پہلے پہنچتا ہے۔ کچھوا آہستہ آہستہ چلتا رہا اور خرگوش سو گیا کہ میں تو ایک چھلانگ لگا کر پہنچ جاؤں گا تو کچھوا جا پہنچا اور خرگوش سویا ہی رہ گیا اور اگر زیادہ ذہن اللہ تعالےٰ نے دیا ہوتا تو بطور شکر کے زیادہ محنت کرے تاکہ دین کی خدمت کر کے اللہ تعالےٰ کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرے اور امین ہونا یہ ہے کہ دین کے ضروری کاموں کا پورا پورا پابند رہے قال الامام الشافعی۔

شکوتُ الی وکیعٍ سُوءَ حفظی   فاوصانی الی ترک المعاصی
فان العلم فضل من اله   وفضل اللہ لا یُعطی لعاص

۳۔علّت مادیہ

اسباب وآلات۔ یہ آج کل مدارس کے منتظمین کے ذمہ ہوتے ہیں کہ وہ اساتذہ اور کتب وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں طلبہ کے ذمہ صرف یہ ہے کہ وہ مدرسہ کے قوانین کی خلاف ورزی نہ کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدرسہ والے کہہ دیں **هذا فراق بینی وبینك** .

۴۔علت صوریہ یعنی طریق کار

سنن ابی داؤد پڑھنے میں طریق کار یہ ہونا چاہیے کہ کم از کم دس بارہ منٹ سبق سے پہلے کسی وقت آپ یہ شرح ایک نظر دیکھ لیا کریں تاکہ آج کے سبق کے مسائل کچھ نہ کچھ ذہن میں آجائیں اور اگر آدھا گھنٹہ غور سے اسی خیر المعبود فی حل ابی داؤد کا مطالعہ کریں تو حدیث پاک سے بہت زیادہ مناسبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے اور ہمارے لئے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔

علم حدیث کے مبادی

تعریف الحدیث:۔ **الحدیث هو قول النبی صلی الله علیه وسلم و فعله و تقریره** . تقریر کے معنی یہ ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی صحابی نے کوئی کام کیا ہو اور اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا ہو تو کم از کم یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کام جائز ضرور ہے ورنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ضرور منع فرماتے اِسکو تقریر کہتے ہیں یہ بھی حدیث ہی

ہے۔ وجہ تسمیہ:۔ ا۔ حدیث بمعنی حادث ہے۔ قرآن پاک قدیم ہے اور اس کے مقابلہ میں حدیث پاک حادث ہے اس لیے اس کو حدیث کہتے ہیں۔ ۲۔ دوسری وجہ تسمیہ کا سمجھنا سورہ ضحیٰ کے آخری حصہ کی تفسیر پر موقوف ہے۔ حق تعالیٰ نے اس حصہ میں تین انعام ذکر فرمائے اور ہر انعام پر ایک حکم متفرع فرمایا۔ پہلا انعام یہ ذکر فرمایا کہ ہم نے آپ کو یتیم پایا تو آپ کو اچھا ٹھکانا دیا اس لیے آپ بھی یتیم کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ دوسرے انعام کا ذکر ہم بعد میں کرینگے ان شاء اللہ تعالیٰ تیسرا انعام یہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو محتاج پایا پس غنی بنادیا اس پر اشکال ہوتا ہے کہ حدیث پاک میں تو یہ آتا ہے کہ بعض دفعہ تین تین دن چولھے میں آگ بھی نہ جلتی تھی اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غنی ہونے کے ساتھ ساتھ سخی بھی تھے جو مال آتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی ہی خیرات فرمادیتے تھے دوسرا جواب یہ ہے کہ اس سورت میں غنی سے مراد نفس کی غنی ہے۔ دوسرا انعام یہ ذکر فرمایا کہ ہم نے آپ کو ناواقف پایا پس ہدایت دی۔ ضال کے معنی ہیں الخالی عن الشرائع التی لا تستبدّ العقول بدرکہا اس پر حکم یہ مرتب فرمایا کہ آپ ان احکام کی تفصیلات کو آگے بیان فرماویں۔ چونکہ اس بیان فرمانے کو حدّث کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بیان فرماتے ہیں اسکو حدیث کہتے ہیں۔

تعریف علم الحدیث

هو علم يعرف به اقوال رسول الله صلى الله عليه وسلم و افعاله و تقريراته.

موضوع:۔ **ذات رسول الله صلى الله عليه وسلم من حيث هو رسول الله صلى الله عليه وسلم غرضه: معرفة العقائد و الاخلاق و الاحكام الفرعية لرضاء الله تعالىٰ.** ضرورۃ الحدیث: حق تعالےٰ کا ارشاد ہے **واسبغ عليكم نعمه ظاهرةً و باطنةً** ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے جن عقائد اور اعمال اور اقوال اور اخلاق کی ضرورت ہے وہ حدیث پاک سے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ فضیلۃ علم الحدیث:۔ ا۔ دس علوم جو دین میں مقصود ہیں۔ تفسیر، حدیث، عقائد، اخلاق، اصول فقہ، فقہ تجوید، اختلاف قراءات، رسم خط علم الوقف والابتداء کہ تلاوت میں کہاں ٹھہریں اور کہاں سے دوبارہ شروع کریں ان سب کا سر چشمہ حدیث اور علم حدیث ہے۔ ۲۔ حدیث پاک میں ہے **نضر الله امرء سمع مقالتي فوعاها فاداها كما سمع** جو شخص حدیث پاک پڑھتا پڑھاتا ہے اسکو یہ دعاء مل جاتی ہے۔ ۳۔ بار بار درود شریف پڑھنے کی وجہ سے درود شریف پڑھنے کے فضائل مل جاتے ہیں۔ درجہ علم حدیث:۔ ایک قول یہ ہے کہ علم تفسیر علم حدیث سے افضل ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالےٰ کی کلام سے ہے اور علم حدیث کا تعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ بہت اونچے ہیں اسلئے علم تفسیر بھی علم حدیث سے اونچا ہے دُوسرا قول یہ ہے کہ علم حدیث علم تفسیر سے افضل ہے دو وجہ سے۔ ا۔ علم حدیث کل کے درجہ میں ہے اور علم تفسیر اس کا ایک جزء ہے اور ظاہر ہے کہ کل جزء سے افضل ہوتا ہے اس لیے علم حدیث علم تفسیر سے افضل ہے۔ ۲۔ علم حدیث کا موضوع نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور علم تفسیر کا موضوع قرآن پاک کے الفاظ مبارکہ ہیں جسکو کلام لفظی کہتے ہیں۔ قرآن پاک کے دو درجے ہیں۔ کلام لفظی اور کلام نفسی جیسے کوئی وعظ کرنے والا پہلے مضمون سوچتا ہے۔ یہ کلام نفسی کا درجہ ہے پھر وعظ کہتا ہے یہ کلام لفظی کا درجہ ہے۔ قرآن پاک کا کلام نفسی کا درجہ اللہ تعالےٰ کی صفت ہے اس لیے وہ پوری مخلوق سے افضل ہے لیکن یہ علم تفسیر کا موضوع نہیں ہے دوسرا درجہ کلام لفظی کا مخلوق ہے اور پوری مخلوق میں سب سے اونچا مقام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کا ہے اس لیے علم حدیث کا موضوع علم تفسیر کے موضوع سے افضل ہے اس لیے خود علم حدیث بھی علم تفسیر سے افضل ہے۔ضبط حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرات صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں اختلاف ہوا بعض نے حدیث لکھنے کو نا جائز فرمایا کیونکہ حضرت ابو سعید سے مرفوعاً وارد ہے لاتکتبوا عنی شیئًا ومن کتب عنی شیئًا فلیمحه اور بعض نے جائز قرار دیا کیونکہ ا۔حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے قلتُ یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انا نسمع منك اشیاء افنکتبها قال اکتبوا ذلك ولا حرج. ۲۔حضرت ابو شاہ نے فتح مکہ کے موقع پر خطبہ سن کر درخواست کی لکھوانے کی تو فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اکتبوالابی شاہ پھر جواز پر بلکہ استحباب پر اجماع ہو گیا اور ممانعت کی روایات کی دو توجیہیں کی گئیں۔ا۔اس زمانہ پر محمول ہیں جبکہ ابھی قرآن پاک اور حدیث پاک میں فرق پورا ذہن نشین نہ ہوا تھا کہ شاید دونوں کے لکھنے سے خلط ہو جائے اس لیے صرف قرآن پاک لکھنے کا اہتمام کیا گیا اور حدیث پاک کے لکھنے سے منع فرمادیا گیا بعد میں جب فرق ذہن نشین ہو گیا تو حدیث پاک کے لکھنے کی بھی اجازت دے دی گئی۔ ۲۔یاد کرنے میں ضبط بالصدر افضل ہے ضبط بالکتابت سے بشرطیکہ حافظہ قوی ہو اس لیے صرف قوی حافظہ والوں کو منع فرمایا تھا کہ نہ لکھوا ایسا نہ ہو کہ لکھنے پر اعتماد کرنے کی وجہ سے زبانی حفظ کرنے میں سستی ہو جائے۔ آداب طلب حدیث:۔ا۔باوضو سبق پڑھنا۔ ۲۔نیت رضائے حق تعالےٰ کی رکھنا۔ ۳۔پوچھنے سے شرم نہ کرنا۔ ۴۔محنت خوب کرنا لیکن بھروسہ حق تعالیٰ کی عطاء پر کرنا اپنی محنت پر نہ کرنا۔ ۵۔ہر نام ادب سے لینا اللہ تعالےٰ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ انبیاء علیہم السلام۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ۔ زندہ اکابر مدظلہم کہنا۔

الحدیث بالمعنٰی الاعم

هو قول النبی صلی الله علیه وسلم و فعله و تقریره وقول الصحابی رضی الله تعالےٰ عنه وفعله وتقریره وقول التابعی رحمه الله تعالےٰ وفعله وتقریره. پہلی تین قسموں کو مرفوع دوسری تین قسموں کو موقوف اور تیسری تین قسموں کو مقطوع کہتے ہیں۔

تقسیم الحدیث باعتبار المخالفة:

اگر ایک ضعیف راوی چند ثقہ راویوں کی مخالفت کرے تو اس ایک ضعیف راوی کی روایت کو منکر کہتے ہیں اور اس کے مقابلے میں چند ثقہ راویوں کی روایت کو معروف کہتے ہیں اور اگر ایک ثقہ راوی چند ثقہ راویوں کی مخالفت کرے تو اس ایک راوی کی روایت کو شاذ کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں ایک سے زائد ثقہ راویوں کی روایت کو محفوظ کہتے ہیں۔

تقسیم الحدیث باعتبار صفات الرواۃ

۱. الصحیح لذاته هو ما ثبت بنقل کامل العدالة تام الضبط غیر معلل ولا شاذ. (معلل اس حدیث کو کہتے ہیں جو اصول ثابتہ فی الدین کے خلاف ہو) ۲. الحسن لذاته هو ما ثبت بنقل کامل العدالة ناقص الضبط غیر معلل ولا شاذ ۳. الحدیث الضعیف ما فقد فیه جمیع شروط الصحیح او بعض شروطه. ٤. الصحیح لغیره هو الحسن لذاته اذاانجبر النقصان بتعدد الطرق. ٥. الحسن لغیره هو الحدیث الضعیف اذا انجبر الضعف بتعدد الطرق.

تقسیم الحدیث باعتبار ذکر الرواۃ

اگر حدیث پاک کی سند میں سب کے سب راوی مذکور ہوں تو حدیث کو متصل اور مسند کہتے ہیں اور اگر شروع سے یعنی مصنف

کی جانب سے راوی چھوڑے گئے ہوں تو معلق اور تعلیق کہتے ہیں اور اگر اخیر سے یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے راوی چھوڑے گئے ہوں تو حدیث کو مُرسل کہتے ہیں اور اگر درمیان سے چھوڑے گئے ہوں تو اگر اکٹھے دو یا زائد راوی چھوڑے گئے ہوں تو حدیث کو معضل کہتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ درمیان سے صرف ایک راوی چھوڑا گیا ہو یا دو راوی فاصلہ سے چھوڑے گئے ہوں تو ان دونوں کو حدیث منقطع کہتے ہیں۔

تقسیم الحدیث باعتبار عدد الرواۃ

ایک قول میں تین قسمیں ہیں۔ ا۔ متواتر کہ ہر زمانہ میں نقل کرنے والے اتنے زیادہ ہوں کہ عند العقل ان سب کا جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔ ۲۔ مشہور صحابہ تو کم ہوں لیکن صحابہ کے بعد ہر زمانہ میں نقل کرنے والے متواتر کی طرح ہوں۔ ۳۔ جو مشہور سے کم درجہ کی حدیث ہو اسکو خبر واحد کہتے ہیں۔ دوسرے قول میں چار قسمیں ہیں۔ ا۔ متواتر جس کے راوی کسی زمانے میں چار سے کم نہ ہوں۔ ۲۔ مشہور جس کے راوی بعض زمانوں میں تین ہوں باقی زمانوں میں تین یا زائد ہوں۔ ۳۔ عزیز جس کے راوی بعض زمانوں میں دو ہوں باقی زمانوں میں دو یا دو سے زائد ہوں۔ ۴۔ غریب جس کے راوی سب زمانوں میں یا بعض زمانوں میں صرف ایک ہوں۔

تقسیم الحدیث باعتبار المتن

بارہ قسمیں ہیں کیونکہ متن یا تو قول ہوگا یا فعل ہوگا یا تقریر ہر صورت میں نبوت سے پہلے کا ہوگا یا بعد کا چھ قسمیں ہوگئیں پھر خصوصیت ہوگی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یا نہ کل بارہ قسمیں ہوگئیں۔

انواع التواتر: ا۔ تواتر الاسناد بہت سی سندیں ہوں کسی حدیث کی اور وہ اتنی زیادہ ہوں کہ ان کے مجموعہ سے حدیث کو متواتر کہہ دیا گیا ہو جیسے علامہ نووی فرماتے ہیں کہ حدیث پاک **من کذب علیّ متعمداً فلیتبوّا مقعدہ من النار** دو سو صحابہ سے منقول ہے اس لئے متواتر ہے۔ ۲۔ تواتر الطبقہ کہ نقل کرنے والے ہر زمانہ میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان کو شمار ہی نہ کیا جا سکے جیسے قرآن پاک نقل ہوا۔ ۳۔ تواتر التعامل والتوارث۔ کہ کوئی خاص لفظ تو تواتر کی سند سے منقول نہ ہو لیکن سلف صالحین کا عمل تواتر پر دال ہو جیسے نمازوں کا پانچ ہونا۔ ۴۔ تواتر القدر المشترک۔ کہ ایک مضمون کی کئی روایتیں ہوں ان میں کوئی ایک بات مشترک ہو باقی باتیں الگ الگ ہوں تو اس ایک بات کو بھی یقین حاصل ہو جانے کی وجہ سے تواتر القدر المشترک کہہ سکتے ہیں جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہ تھوڑا پانی زیادہ ہو گیا تھا۔ مختلف واقعات کے ضمن میں اس معجزہ کا ذکر ہے ہر ہر واقعہ تو متواتر سند سے ثابت نہیں ہے لیکن سب واقعات کو جمع کریں تو ان میں تکثیر ماء تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔

طبقات کتب الحدیث:۔ ا۔ پہلا طبقہ ابتداء قرن ثانی ہے جس میں ابن شہاب زہری (المتوفی ۱۲۵ھ) اور ابن حزم (المتوفی ۱۳۰ھ) نے پہلی بار احادیث کو کتابی شکل میں جمع فرمایا ان دونوں حضرات کو حضرت عمرؒ بن عبد العزیز نے حکم فرمایا تھا پھر راجح یہی ہے کہ ان دونوں حضرات میں سے پہلے حضرت ابن شہاب نے کتاب مرتب فرمائی تھی۔ ۲۔ دوسرا طبقہ قرن ثانی کا وسط ہے اس میں ابن جریر اور ہشیم اور امام مالک اور معمر اور عبد اللہ ابن المبارک نے ابواب قائم کر کے احادیث کی کتابیں مرتب فرمائیں۔ ان سب حضرات کا زمانہ بالکل قریب قریب ہے اس لیے یہ تعیین نہ ہو سکی کہ ان حضرات میں سے سب سے پہلے کن بزرگ نے کتاب مرتب فرمائی۔ ۳۔ تیسرا طبقہ جس میں ضخیم کتابیں حدیث کی مرتب ہوئی ہیں۔ وہ قرن ثالث کا ابتدائی زمانہ ہے اس سے

پہلے کتب احادیث مختصر تھیں اس تیسرے طبقہ میں مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ مرتب ہوئی ہیں۔ ۴۔ چوتھا طبقہ کتب حدیث کا قرن ثالث کا وسط شمار کیا گیا ہے اس میں صرف مرفوع روایات جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے پھر بعض حضرات نے صرف صحیح مرفوع لیں جیسے امام بخاری وامام مسلم اور بعض نے حسن بھی لیں اور کہیں کہیں ضعیف روایات بھی لے لیں جیسے امام ابو داؤد امام ترمذی امام نسائی امام ابن ماجہ وغیرہ بہت سے محدثین حضرات ہیں۔ ۵۔ پانچواں طبقہ متاخرین کا طبقہ ہے اس میں بغیر سند کے احادیث جمع کی گئی ہیں پھر بعض نے حوالہ دے دیا جیسے مشکوۃ اور بعض نے حوالہ دینا بھی ضروری نہ سمجھا جیسے مصابیح، ان پانچ طبقوں میں سے تین کو علامہ سیوطی نے ان شعروں میں یاد کی آسانی کے لیے ذکر فرمادیا ہے۔

اول جامع الحدیث والاثر ابن شہاب امرلہ عمر	واول جامع الابواب جماعۃ فی العصر ذواقتراب
کابن جریر وہشیم مالک ومعمر وولد المبارک	واول جامع بالاقتصار علی الصحیح فقط البخاری

طریق تقویۃ الحدیث

اس میں چند اصطلاحات ہیں۔ ۱۔ الاعتبار وھو طلب مایوید الحدیث۔ ۲۔ المتابع وہ دوسری حدیث جو پہلی حدیث والے صحابی سے ہی منقول ہو پھر اگر الفاظ وہی ہوں تو کہا جاتا ہے ھذا امثلہ اور اگر الفاظ میں معمولی فرق ہو مضمون وہی ہو تو کہا جاتا ہے۔ ھذا نحوہ اور اگر دوسری حدیث میں صحابی بدل گیا ہو تو تائید کرنے والی حدیث کو شاہد کہتے ہیں پھر اگر دوسری حدیث کے الفاظ بالکل وہی ہوں تو کہا جاتا ہے شاھد فی اللفظ اور اگر الفاظ کچھ مختلف ہوں معنی ایک ہوں تو کہا جاتا ہے شاھد فی المعنٰی۔

طبقات المحدثین: ۱۔ جو سند کے ساتھ ایک حدیث بیان کردے اس کو مسند کہتے ہیں۔ ۲۔ محدث عند المتاخرین وہ ہے جو حدیث کے معنی بیان کرنے میں مشہور ہو۔ ۳۔ الحافظ وھو المحدث عند المتقدمین جسکو ایک لاکھ احادیث مع الاسانید یاد ہوں۔ ۴۔ الحجۃ جس کو تین لاکھ احادیث مع اسانید یاد ہوں۔ ۵۔ الحاکم جسکو سب احادیث مع اسانید واحوال رواۃ یاد ہوں اور وہ جرح و تعدیل میں ماہر بھی ہو۔

قوت سند کے لحاظ سے صحاح ستہ کے مراتب

سب سے اونچا مرتبہ بخاری شریف کا ہے پھر مسلم شریف کا پھر ابو داؤد کا پھر نسائی کا پھر ترمذی کا پھر ابن ماجہ کا اور بعض نے نسائی کو ابو داؤد پر مقدم بھی شمار فرمایا ہے۔

یکے بعد دیگرے پڑھنے کیلئے صحاح ستہ کی ترتیب

اس ترتیب کے ضمن میں ان حضرات کی کتابوں کا طرز بھی کچھ نہ کچھ ذہن میں آجائے گا انشاء اللہ تعالےٰ بقول علامہ سیوطی سب سے پہلے ترمذی شریف پڑھنی چاہیے کیونکہ امام ترمذی فقہاء کے مذاہب بیان کرنے کا اہتمام بہت فرماتے ہیں پھر دلائل معلوم کرنے کے لئے سنن ابی داؤد پڑھنی چاہیے کیونکہ امام ابو داؤد اہم اختلافی مسائل میں ہر امام کے دلائل الگ باب میں جمع فرماتے ہیں پھر بخاری شریف پڑھنی چاہیے کیونکہ امام بخاری اجتہادات بہت زیادہ ذکر فرماتے ہیں سمجھ کر بخاری شریف پڑھنے سے کچھ نہ کچھ مناسبت فقہاء کرام کے اجتہادات سے ہو جاتی ہے پھر محدثین حضرات کے طرز سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے ایک ایک حدیث پاک کی مختلف سندیں معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لئے صحیح مسلم پڑھنی مناسب ہے اس کے بعد سندوں کا اختلاف معلوم ہونا چاہیے اس کے لئے نسائی شریف پڑھنی چاہیے جس میں اختلف علی فلاں کے عنوان قائم کر کے سند کے اختلافات بیان فرمانے کا اہتمام فرمایا گیا ہے پھر مزید احادیث معلوم کرنے کے لئے سنن ابن ماجہ پڑھنے کی ضرورت ہے اس پیاری کتاب میں بعض

ایسی حدیثیں مل جاتی ہیں جو باقی صحاح ستہ میں نہیں ہوتیں کیونکہ امام ابن ماجہ کی شرطیں کچھ نرم ہیں ولکل وجھة ھو مولیھا

انواع کتب حدیث

۱۔ جامع جس میں آٹھوں قسم کی احادیث جمع کی گئی ہوں۔ سیر آداب و تفسیر و عقائد فتن احکام واشراط و مناقب جیسے بخاری شریف اور ترمذی شریف البتہ مسلم شریف کو بعض نے جامع شمار فرمایا ہے اور بعض حضرات نے تفسیر کی احادیث کے بہت کم ہونے کی وجہ سے جامع نہیں مانا۔ ۲۔ سنن جس میں ابواب فقہ کے طرز پر احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے سنن ابی داوٗد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، ۳۔ مسند، جس میں ایک صحابی کی پھر دوسرے صحابی کی روایات جمع کی گئی ہوں۔ جیسے مسند احمد۔ ۴۔ معجم جس میں مصنف اپنے ایک استاد کی پھر دوسرے کی پھر تیسرے کی احادیث جمع کرے جیسے معجم طبرانی۔ ۵۔ جزء جس میں ایک مسئلہ کی احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے جزء القراءۃ للبخاری۔ ۶۔ فرد جس میں ایک راوی کی احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے بعض حضرات نے مفردات ابی ہریرہ کے نام حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات جمع فرمائی ہیں۔

طبقات الرواۃ

۱۔ کامل العدالۃ، تام الضبط کثیر الملازمۃ۔ ۲۔ کامل العدالۃ ناقص الضبط قلیل الملازمۃ۔ ۳۔ کثیر الملازمۃ مورد الجرح۔
۴۔ قلیل الملازمۃ مورد الجرح۔ ۵۔ ضعفاء و مجہولین۔

شروط الصحاح الستۃ

امام بخاری نے پہلے طبقے سے روایات لی ہیں اور دوسرے طبقہ سے منتخب کر کے لی ہیں۔ امام مسلم نے پہلے دو طبقوں سے بلا انتخاب اور تیسرے طبقے سے بعد الانتخاب روایات لی ہیں۔ امام نسائی نے تینوں طبقوں سے روایات لی ہیں۔ امام ابوداوٗد نے پہلے تین طبقوں سے بلا انتخاب اور چوتھے طبقہ سے بعد الانتخاب روایات لی ہیں۔ امام ترمذی نے پہلے چاروں طبقوں سے روایات لی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ پانچوں طبقہ سے بھی کہیں کہیں روایات لے لی ہیں۔ اور امام ابن ماجہ نے پہلے چار طبقوں سے لینے کے علاوہ تائید کے درجہ میں پانچویں طبقہ سے بھی روایات لی ہیں۔

شروط التحمل والاداء:

تحمل یعنی حدیث حاصل کرنے میں بالاتفاق نہ ایمان شرط ہے نہ بلوغ اور عمر کے لحاظ سے تین قول ہیں۔ ۱۔ پانچ سال۔
۲۔ چار سال۔ ۳۔ سمجھ ہو عمر گو چار سال سے بھی کم ہو۔ اور اداء حدیث یعنی آگے بیان کرنے کیلئے بالاتفاق مومن عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔

الفرق بین اخبرنا و حدثنا

استاد حدیث سنائے تو حدثنا کہتے ہیں اور اگر شاگرد پڑھے اور استاد سنے تو آگے بیان کرتے وقت اخبرنا کہا جاتا ہے۔ پھر افضلیت میں تین قول ہیں۔ ۱۔ دونوں برابر ہیں۔ ۲۔ حدثنا والی صورت افضل ہے کیونکہ استاد کے پڑھنے میں غلطی نہ ہو گی۔ ۳۔ اخبرنا والی صورت افضل ہے کیونکہ جب شاگرد پڑھے گا تو اسکی توجہ زیادہ ہو گی۔

طرق التحمل: ۱۔ السماع من الشیخ حدثنا والی صورت۔ ۲۔ القراءۃ علی الشیخ اخبرنا والی صورت۔ ۳۔ الاجازۃ۔ یعنی کوئی محدث کسی شخص کو احادیث سب کی سب پڑھائے بغیر اعتماد کی وجہ سے اجازت دے دے پھر اس اجازت دینے کی تین صورتیں ہوتی ہیں اول

اجازت المعین للمعین کہ کوئی محدث کسی خاص شخص کو اجازت دے کہ تمہیں میری فلاں ایک حدیث یا چند حدیثوں کی اجازت ہے چاہو تو آگے بیان کردو۔ دوم۔ اجازۃ المعیّن لغیر المعین آجکل مدارس میں سند دینے کا رواج ہے کہ جو حضرات سند پر دستخط کرتے ہیں ان کی طرف سے اوپر لکھے ہوئے شخص کو سب حدیثیں بیان کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ سوم۔ اجازۃ غیر المعین لغیر المعین جیسے کوئی محدث عام مجمع میں اعلان کردے کہ میری طرف سے سب مسلمانوں کو سب حدیثیں بیان کرنے کی اجازت ہے۔ ۴۔ تحمل حدیث کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ کوئی محدث کسی شخص کی طرف آدمی بھیجے کہ فلاں شخص سے کہہ دو کہ تمہیں میری فلاں حدیث یا سب حدیثیں پڑھانے کی اجازت ہے اس کا نام المراسلہ ہے۔ ۵۔ المکاتبۃ کہ کوئی محدث ایک یا زائد احادیث کسی کی طرف لکھ کر بھیج دے۔ پھر اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ لکھے گا کہ اس حدیث یا احادیث کو آگے پڑھانے کی اجازت ہے پھر تو اجازت ہے ورنہ نہ ہوگی دوسرا قول یہ ہے کہ صریح اجازت لکھے یا نہ لکھے دونوں صورتوں میں آگے بیان کرنے کی اجازت ہے۔ ۶۔ المناولہ لکھی ہوئی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ احادیث کسی کے ہاتھ میں دینا اس میں مکاتبہ کی طرح دونوں قول ہیں۔ ۷۔ الاعلام۔ صرف یہ کہنا کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے اس کے متعلق اتفاق ہے کہ اگر صریح اجازت دے گا تو آگے بیان کرنے کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔ ۸۔ الوجادہ کہ کسی محدث کی لکھی ہوئی ایک یا زیادہ حدیثیں مل گئیں اس میں اخبرنا یا حدثنا نہیں کہہ سکتے صرف یوں کہہ سکتا ہے وجدتُ فی قرطاس فلاں کذا۔

حجیت حدیث

جب لوگ پہلے دینوں کو بدل دیتے تھے تو اللہ تعالےٰ نیا نبی بھیج دیا کرتے تھے اب چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی تو آنا ہی نہ تھا اس لیے حق تعالےٰ نے مخلوق پر بہت بڑا احسان یہ فرمایا کہ دین پاک کی حفاظت کا خود وعدہ فرمالیا **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون** جب ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تھی تو ایک مناظرہ میں ایک پادری نے مسلمان علماء پر یہ اعتراض کر دیا کہ مذکورہ آیت میں ذکر کا لفظ ہے یاد کرنے کی چیز اور نصیحت کی چیز یہ دونوں معنیٰ تو توریت اور انجیل میں بھی ہیں کہ وہ دونوں بھی یاد کرنے کی چیزیں بھی ہیں اور نصیحت کی چیزیں بھی ہیں تو یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ قرآن پاک کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور توریت اور انجیل کی حفاظت کا وعدہ نہیں فرمایا۔ علماء کچھ گھبرا سے گئے حق تعالےٰ نے ان کی امداد کے لیے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کو بھیج دیا۔ سادہ لباس کی وجہ سے کسی نے ان کو پہچانا بھی نہیں انہوں نے جواب دیا کہ نزلنا باب تفعیل سے ہے جس کے معنیٰ تدریج کے ہیں اس لیے معنیٰ یہ ہوئے کہ ہم نے ذکر کو آہستہ آہستہ اتارا ہے اور یہ آہستہ آہستہ اتارنے کی صفت صرف قرآن پاک میں ہے باقی کتابیں پوری کی پوری اکٹھی اتاری گئی ہیں اس لیے وہ اس آیت میں داخل نہیں ہیں۔ پھر کسی چیز کی حفاظت کے دو طریقے ہوتے ہیں حراست بالاشخاص اور قوۃ شئی اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کے لیے دونوں طریقے اختیار فرمائے۔ حراست بالاشخاص یوں اختیار فرمائی کہ حدیث پاک میں ہے **ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا** کہ ہر صدی کے کنارے پر ایسا مجدد بھیجتے رہیں گے جو دھوبی کی طرح بدعات وغیرہ کی میل کچیل اتار کر دین کو نئے کپڑے کی طرح صاف ستھرا کر دیگا اور حدیث پاک میں یہ بھی ہے **لایزال من امتی امته قائمة بامر اللہ لا یضر ھم من خذلھم** کہ اہل حق کی ایک بڑی جماعت ہمیشہ موجود رہے گی دوسرا طریقہ حفاظت کا قوۃ شئی ہے کہ چیز کو ایسا مضبوط کر دیا جائے کہ کوئی اسکو نقصان نہ پہنچا سکے جیسے دروازے اور تالے اور سیف وغیرہ کے ذریعہ سے حفاظت ہوتی ہے اسی طرح خود دین پاک کو دو ایسی مضبوط بنیادوں پر حق تعالےٰ نے قائم فرمادیا قرآن و حدیث کہ دنیا کی کوئی طاقت ان

بنیادوں کو نہ توڑ سکی ہے نہ توڑ سکے گی اس لیے حدیث کا انکار کرنے والے حقیقت میں دین کا انکار کرنے والے ہیں اس تقریر سے حدیث پاک کی اہمیت اور حجیت صاف طور پر ثابت ہو جاتی ہے جیسے قرآن پاک دین کی بنیادی حجیت ہے۔ ایسے ہی حدیث پاک بھی دین کی بنیادی حجت ہے اور نفس حجیت میں قرآن و حدیث دونوں برابر ہیں صرف سند کی وجہ سے بعض احادیث کا درجہ کچھ کم ہو جاتا ہے تو اسی درجہ کے مطابق ان کی حجت کا درجہ بھی کچھ کم شمار کر لیا جاتا ہے اس لیے خبر واحد کو ظنی حجت مانا جاتا ہے اور خبر متواتر اور خبر مشہور کو بالکل قرآن پاک کے برابر حجیت قطعیہ شمار کیا جاتا ہے۔ اس تقریر سے حدیث پاک کی حجیت ثابت ہو گئی اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس حجیت حدیث کے چند قسم کے دلائل موجود ہیں مثلاً

ایک نوع: بہت سی آیات حجیت حدیث کو صاف صاف بیان فرماتی ہیں صرف نمونہ کے طور پر چند آیات ذکر کر دی جاتی ہیں۔

۱۔من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔ ٢۔استجیبوا للہ وللرسو ل اذا دعا کم لما یحییکم۔ ٣۔وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیر ة من امر ھم ۔ ٤۔وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ ٥۔واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۔

دوسری نوع: یہ ہے کہ حدیث پاک تفسیر ہے قرآن پاک کی اس لیے جو قرآن پاک کو مانتا ہے وہ قرآن پاک پر عمل کرنے کے لیے قرآن پاک کی وضاحت حدیث پاک ماننے پر مجبور ہے اس کے بغیر نہ قرآن پاک پر ایمان صحیح ہو سکتا ہے نہ قرآن پاک پر عمل پایا جا سکتا ہے وجہ ا۔ قرآن پاک کے معجزہ ہونے کی یہ صورت بھی ہے کہ ایک ایک آیت کے بہت سے معنیٰ ہو سکتے ہیں ان میں سے کس کس معنیٰ کو لینا ضروری ہے یہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ حدیث یہ بات بتلائی ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے انسان ہر لحاظ سے محدود ہے۔ اس غیر محدود ذات کی کلام کو سمجھنا ایک محدود علم وفہم والے کے لیے ناممکن ہے اس لیے ضرورت ہے واسطہ کی کہ ایسی ذات درمیان میں آئے جو محدود انسانوں سے بھی تعلق رکھتی ہو اور ذات لا محدود سے بھی بہت قوی تعلق رکھتی ہو تا کہ انسانوں کو اس کلام سے روشناس کرا سکے وہ ذات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور آپ کی وضاحت حدیث پاک کی شکل میں ہے اس لیے حدیث پاک کے بغیر قرآن پاک کو سمجھنے کا دعویٰ کرنا سراسر حماقت ہے۔ ۳۔ ہر کلام کسی نہ کسی کیفیت میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے اس کلام کو وہی سمجھ سکتا ہے جسکو اس کیفیت سے مناسبت ہو عاشق کی کلام عشق شناس ہی سمجھ سکتا ہے ادیب کی کلام ادب شناس ہی سمجھ سکتا ہے۔ شاعر کی کلام شعر شناس ہی سمجھ سکتا ہے ایسے ہی رب العالمین کی کلام رب شناس ہی سمجھ سکتا ہے اور وہ نبی کی ذات ہوتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۴۔ قانون کی کتابوں کی وہی تشریح معتبر ہوتی ہے جو حکومت کے مقرر کیے ہوئے ہائی کورٹ کے جج کرتے ہیں۔ قرآن پاک قانون کی کتاب بھی ہے اس کی تشریح بھی وہی ذات کر سکتی ہے جسکو احکم الحاکمین نے تشریح کے لیے مبعوث فرمایا ہے اور وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ ۵۔ طب کی کتاب کو ماہر طبیب ہی سمجھ کر عمل میں لا سکتا ہے۔ قرآن پاک طب روحانی کی کتاب بھی ہے اس طب روحانی کو طبیب روحانی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی سمجھ کر عمل میں لا سکتے ہیں اور ہمارے لئے نمونہ بن سکتے ہیں۔ ۶۔ **اِن علینا جمعہ و قرانہ فاذا قرء ناہ فاتبع قرانہ ثم اِن علینا بیانہ** یہاں بیان سے مراد حدیث پاک ہی تو ہے کیونکہ تلاوت کا ذکر اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک میں محفوظ ہونے کا ذکر بیان سے پہلے جمعہ میں اور قرانہ میں ہو چکا ہے معلوم ہوا کہ حفظ اور تلاوت کے علاوہ بیان اور وضاحت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور وہ بیان حدیث پاک ہے۔ ۷۔ **وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم** ۔ ۸۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب آیات کی وضاحت فرماتے تھے تو غور و فکر نہ فرماتے تھے کہ اس آیت کے معنیٰ میں عقلی احتمالات یہ یہ ہیں باقی احتمالات میں تو خرابیاں لازم آتی ہیں اسلئے راجح احتمال

یہ ہونا چاہیے ایسا کبھی ثابت نہیں ہے بلکہ فوراً معانی بیان فرماتے چلے جاتے تھے جو صریح دلیل ہے کہ الفاظ مبارکہ کے ساتھ معانی بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی نازل ہوتے تھے اور حدیث کی صورت میں ان کی وضاحت نازل ہوتی تھی۔

سوال: بعض احادیث میں ایسے مسائل ہوتے ہیں جن کا اجمالی ذکر کسی آیت میں نہیں ہوتا مثلاً شفعہ، قسامہ، بیع مصراۃ کا ذکر کسی آیت میں نہیں ہے۔ جواب:۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک بڑھیا سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو سیاہی سے بدن پر نقش و نگار بناتی ہے تو وہ کہنے لگی کہ میں نے تو سارا قرآن پاک پڑھا ہے ایسی لعنت کسی جگہ بھی مذکور نہیں تو فرمایا وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا میں سب احادیث داخل ہیں اور حدیث پاک میں مذکورہ عورت پر لعنت مذکور ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کہ زنبور یعنی بھڑ کو جسکو تتیا اور پنجابی میں بھونڈ کہتے ہیں اسکو مارنا حرم کے اندر بھی جائز ہے اور یہ مسئلہ قرآن پاک کا ہے کیونکہ قرآن پاک میں ارشاد ہے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا اور حدیث پاک میں ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر اور حضرت عمر فاروقؓ کا ارشاد ہے یقتل الزنبور فی الحرم اس لئے زنبور کا مسئلہ قرآن پاک کا مسئلہ ہے۔

تیسری نوع: ہر ہر قسم کے الگ الگ دلائل مثلاً۔ ا۔ متواتر حدیث کا انکار کرنا قرآن پاک کا انکار ہے کیونکہ قرآن پاک بھی تو ایک بڑی حدیث متواتر ہی ہے۔ ۲۔ خبر مشہور کی حجیت کی دلیل یہ آیت ہے۔ اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث کہ تیسرے آدمی سے ہم نے قوت دی معلوم ہوا کہ تین کی خبر جسکو ایک قول میں مشہور کہتے ہیں بہت قوی ہوتی ہے اور اس سے عقائد بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ خبر عزیز کی دلیل حق تعالےٰ کا ارشاد ہے واستشھدوا شھیدین من رجالکم جب دو مردوں کی گواہی کا حق تعالےٰ نے اعتبار فرمایا ہے تو دو کی خبر بطریق اولیٰ معتبر ماننی پڑیگی کیونکہ ہمیشہ الزام علی الغیر کرتی ہے اور خبر کبھی الزام علی الغیر کا سبب ہوتی ہے کبھی نہیں ہوتی پس جب بڑی چیز گواہی دو سے ثابت ہو جاتی ہے۔ تو چھوٹی چیز خبر بطریق اولیٰ دو سے ثابت ہو جائے گی۔ ۴۔ خبر غریب جسکو خبر واحد بھی کہہ سکتے ہیں اس کے اثبات کی ایک دلیل یہ ہے کہ ا۔ سب دینوں کا مدار حضرت جبریل علیہ السلام کے خبر دینے پر رہا ہے اور ان کی خبر ظاہر ہے کہ خبر واحد ہے اور خبر غریب ہے کیونکہ وہ ایک ہیں۔ سوال:۔ وہ تو فرشتہ ہیں اور حدیث کی سند میں گفتگو انسانوں میں ہے اس لئے استدلال صحیح نہ رہا۔ جواب:۔ انسانیت اور فرشتہ ہونے کا فرق ایسا ہی ہے جیسے کوفی اور بصری ہونے کا فرق ہے نقل کرنے والا بہر حال ایک ہے جو ذوی العقول میں سے ہے اور مخلوق ہے ایسی خبر ہی کو خبر غریب اور خبر واحد کہا جاتا ہے اس لئے استدلال صحیح ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم بھی تو ایسے انسانوں ہی کی خبر لیتے ہیں جو عدالت میں بھی فرشتوں جیسے ہوں اور حافظہ میں بھی فرشتوں جیسے ہوں اور خبر کا دارومدار ان ہی دونوں وصفوں پر ہوتا ہے عدالت اور حافظہ جب یہ دونوں چیزیں فرشتوں جیسی ہونگی تو خبر نقل کرنے میں فرشتہ اور انسان میں فرق نہ رہے گا اس لئے جب ایک فرشتہ کی خبر معتبر ہے تو ایک انسان کی بھی معتبر ہونی چاہیے۔ ۲۔ خبر غریب اور خبر واحد کی حجیت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اکثر نبی اکیلے اکیلے آئے ہیں اس لحاظ سے بھی اکثر ادیان کا مدار خبر غریب پر ہے۔ ۳۔ وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعیٰ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کی خبر کو مان لیا اور ماننا بھی ایسا کہ فرمایا فخرج منھا خائفا یترقب قال رب نجنّی من القوم الظالمین دل میں خوف پیدا ہوا زبان سے دعا فرمائی اور ظاہری بدن سے باہر تشریف لے گئے بہت زیادہ اثر قبول فرمایا خبر واحد کا اور خوب یقین فرمایا اس خبر واحد سے۔ ۴۔ ان جاء کم فاسق بنبأ فتبیّنوا کہ فاسق کی خبر بھی فوراً رد نہ کرو بلکہ تحقیق کرو اگر مؤید مل جائے تو مان لو تو عادل کی تو ضرور ہی مانی جائے گی اور اگر تین قسموں والا قول لیا جائے۔ متواتر، مشہور اور خبر واحد والا تو مشہور کی

دلیل متواتر کی دلیل اور خبر واحد کی دلیل جو جمع کرنے سے بن جائے گی کیونکہ خبر مشہور اس قول پر صحابہ کے زمانہ میں خبر واحد کے درجہ میں ہوتی ہے پھر متواتر کے درجہ میں ہوتی ہے اور متواتر اور خبر واحد کی حجیت کا اثبات صراحۃً ہو ہی چکا ہے اس لئے اس قول پر بھی تینوں قسموں کی حجیت ثابت ہوگئی۔

سنن ابی داؤد کے مبادی امام ابوداؤد کے حالات

اس کو ترجمۃ المصنف بھی کہتے ہیں۔ آپ کا نام سلیمان بن اشعث الازدی السجستانی ہے۔ ازد قبیلہ ہے اور سجستان جگہ کا نام ہے آپ کی کنیت ابوداؤد ہے۔ ورع یعنی تقویٰ اور کمال علم اور مسائل حج کے خصوصی ماہر و عالم ہونے کی حیثیت سے مشہور تھے۔ ولادت ۲۰۲ھ میں اور وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی ائمہ اسماء رجال میں سے امام ابراہیم فرماتے ہیں الین لابی داؤد الحدیث کما الین لداؤد علیہ السلام الحدید، امام ابوداؤد کی یہ کتاب سنن ابی داؤد قرآن پاک کی طرح بہت جلدی دنیا میں مشہور ہوگئی۔ اگرچہ عام اصول یہی ہے کہ ہم عصر صاحب کمال کے لوگ زیادہ معتقد نہیں ہوا کرتے المعاصرۃ اصل المنافرۃ لیکن امام ابوداؤد کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے ہم عصر بھی ان کے بہت معتقد تھے۔ یہ اپنے طور و طریق میں اٹھنے بیٹھنے میں دل و ھدیٰ میں اپنے استاد امام احمد بن حنبل جیسے تھے وہ حضرت وکیعؒ جیسے وہ حضرت سفیانؒ جیسے وہ حضرت منصور جیسے وہ حضرت ابراہیم جیسے وہ حضرت علقمہ جیسے وہ حضرت ابن مسعودؓ جیسے اور وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے۔ پھر بعض حضرات نے ان کو شافعی المسلک شمار کیا ہے لیکن ہمارے اکابر کی تحقیق میں امام ابوداؤد کا حنبلی المسلک ہونا راجح ہے۔ حضرت ابن مندۃ فرماتے ہیں الذین اخرجوا الثابت من المعلول والخطاء من الثواب اربعۃ البخاری و مسلم و ابوداؤد والنسائی۔ اپنی زندگی کا بڑا حصہ امام ابوداؤد نے بغداد میں گذارا اور اسی شہر میں سنن ابی داؤد کی تالیف فرمائی لیکن زندگی کے آخری چار سال بصرہ میں گذارے اور وہیں جمعہ کے دن ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔ عراق، شام، الجزائر وغیرہ میں علم حاصل فرمایا۔ خطیب تبریزی فرماتے ہیں اخذ العلم ممن لا یحصی حافظ ابن حجر کے اندازے میں ان کے اساتذہ کی تعداد تین سو سے زائد ہے اور بہت سے شیوخ کے لحاظ سے امام بخاری کے استاد بھائی ہیں امام احمد، قعنبی، ابوالولید الطیالسی، مسلم بن ابراہیم اور یحییٰ بن معین جیسے ائمہ فن ان کے بلاواسطہ اساتذہ میں سے ہیں بعض دفعہ کئی ہزار ان کے حلقہ درس میں بیٹھتے تھے ان کے تلامذہ کا شمار مشکل ہے امام ترمذی اور امام نسائی ان کے تلامذہ میں داخل ہیں اور امام ابوداؤد اس پر فخر بمعنی شکر فرمایا کرتے تھے کہ امام احمد بن حنبل نے بھی حدیث عتیرہ امام ابوداؤد سے سنی ہے تو ایک حدیث میں اپنے استاد کے بھی استاد بن گئے عتیرہ اس قربانی کو کہتے ہیں جو ماہ رجب میں کی جائے شروع اسلام میں تھی پھر منسوخ ہوگئی۔ ان کی ایک آستین زیادہ کھلی تھی فرمایا کہ اس میں اپنا نوشتہ یعنی لکھے ہوئے کاغذ رکھ لیتا ہوں اور دوسری آستین کو کھلا بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لیے اس کو تنگ ہی رکھا ہے۔ حافظ موسیٰ بن ھارون فرماتے ہیں کہ امام ابوداؤد کو دنیا میں حدیث کے لیے اور آخرت میں جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ امام ابوداؤد کی تصنیفات میں مندرجہ ذیل کتابیں بھی ہیں۔ ۱۔ سنن ابی داؤد۔ ۲۔ مراسیل ابی داؤد۔ ۳۔ الرد علی القدریہ۔ ۴۔ الناسخ والمنسوخ۔ ۵۔ ما تفرد بہ اہل الامصار۔ ۶۔ فضائل الانصار۔ ۷۔ مسند مالک بن انس۔ ۸۔ المسائل۔ ۹۔ معرفۃ الاوقات والاخوۃ وغیرہ۔ ۱۰۔ کتاب بدء الوحی۔ ان کتب میں سے سب سے زیادہ اہم سنن ابی داؤد ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے حالات

ملا علی قاری نے نقل فرمایا ہے کہ امام ابوداؤد نے سنن ابی داؤد کو تالیف فرما کر اپنے اساتذہ امام احمد وغیرہ کے سامنے پیش فرمایا اور انھوں نے اس کتاب کو پسند فرمایا اور امام احمد کی وفات ۲۴۱ھ کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ۲۴۱ھ سے پہلے تالیف مکمل ہوگئی تھی۔ اس کتاب کی وجہ تالیف یہ ہے کہ امام ابوداؤد کے زمانہ میں حضرات محدثین صرف روایت نقل کرنے میں منہمک تھے اور استنباط کی طرف توجہ نہ تھی اور فقہاء حضرات کی توجہ زیادہ تر استنباط کی طرف تھی احادیث نقل کرنے کا اہتمام نہ تھا امام ابوداؤد نے دونوں حضرات کے کام کو جمع فرمادیا خود امام ابوداؤد کا قول منقول ہے کہ میری اس کتاب میں امام مالک امام ثوری امام شافعی وغیرہ کے مذاہب کی بنیادیں موجود ہیں اور بعض حضرات کا ارشاد ہے کہ احکام کے استیعاب میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔ بعض بزرگوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ جو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے اسے سنن ابی داؤد پڑھنی چاہیے امام ابوداؤد کے ہم عصر بزرگ سہل تستری لمبا سفر کر کے امام ابوداؤد کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور حکم فرمایا کہ اپنی زبان باہر نکالیں انھوں نے نکالی تو حضرت سہل تستری نے زبان کو بوسہ دیا۔ امام ابوداؤد کا ارشاد ہے کہ میں نے پانچ لاکھ حدیثیں لکھیں ان میں سے چار ہزار آٹھ سو (۴۸۰۰) منتخب کیں احکام میں اور زہد کے لئے تو چار حدیثیں ہی کافی ہیں انھی ان چار حدیثوں کو طاہر بن مفوّز نے نظم کردیا۔

عمدة الدین عندنا کلمات ۔۔۔ اربع قالهنّ خیر البریہ

اتق الشبہات وازھد ودع ما ۔۔۔ لیس یعنیک واعمل بنیہ

جس حدیث کو نقل فرما کر امام ابوداؤد نے سکوت فرمایا اس کا درجہ

اس میں چند اہم اقوال یہ ہیں۔ ۱۔ خود امام ابوداؤد سے منقول ہے فما سکتُ علیہ فھو صالح یہ سکت کا لفظ تاء کی تشدید اور ضمہ کے ساتھ متکلم کا صیغہ ہے پھر صالح کا لفظ عام ہے صالح للاستدلال جو صحیح اور حسن کو شامل ہے اور بعض نے صالح للاستشھاد بھی معنی کئے ہیں جو ضعیف کو بھی شامل ہے۔ ۲۔ علامہ ابن کثیر نے امام ابوداؤد سے یہ الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں ماسکتُ علیہ فھو حسن یہ بھی سکت متکلم کا صیغہ ہے۔ شیخ ابن صلاح نے بھی ایسی روایات کو حسن قرار دیا ہے۔ ۳۔ ابن مندہ فرماتے ہیں کہ جہاں کوئی اور حدیث نہیں ملی تو وہاں امام ابوداؤد ضعیف حدیث ہی لے آئے ہیں۔ کیونکہ امام ابوداؤد اور امام احمد کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس سے بہتر ہے۔ چنانچہ امام منذری اور علامہ ابن قیم اور قاضی شوکانی نے جو احادیث ابوداؤد میں مسکوت عنہ کے درجہ میں ہیں ان احادیث میں سے بعض پر اعتراضات کر کے ان کو ضعیف قرار دے دیا ہے ۔ ۴۔ علامہ نووی نے فرمایا ہے کہ سنن ابی داؤد کی مسکوت عنہ احادیث پر عمل جائز ہے بشرطیکہ قابل اعتماد محدثین نے بھی ان پر سکوت فرمایا ہو۔ کیا سنن ابی داؤد میں کوئی موضوع حدیث بھی ہے۔

خود امام ابوداؤد نے تصریح فرمائی ہے کہ میں نے اس کتاب میں ایسی کوئی حدیث ذکر نہیں کی جس کے ترک پر اجماع ہو اور سنن ابی داؤد کے شارح علامہ خطابی نے بھی تصریح کی ہے کہ اس کتاب میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے علامہ ابن الجوزی نے ۹ احادیث کو جو سنن ابی داؤد میں ہیں موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن علامہ سیوطی نے جواب دے کر ان کو موضوع ہونے سے نکال دیا ہے۔

سنن ابی داؤد کی خصوصیات

۱۔ ان احادیث کو جمع فرمایا جن سے فقہاء نے استدلال فرمایا تھا۔ ۲۔ بہت ضعیف روایت نہیں لی چنانچہ خود امام ابوداؤد نے فرمایا ہے ماذکرتُ فی کتابی حدیثاً اجمع الناس علی ترکہ انتہی۔ ۳۔ تھوڑے ضعف والی جو روایتیں لائے ہیں ان کے ضعف کی تصریح فرمادی ہے۔ ۴۔ جس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اس کے ضعف کی وجہ بھی عموماً ظاہر فرمادیتے ہیں۔ ۵۔ جس حدیث پر سکوت فرماتے ہیں وہ استدلال کے قابل ہوتی ہے۔ ۶۔ جن حدیثوں پر فقہ کا مدار ہے تقریباً ان سب کو جمع فرمانے کی کوشش فرمائی ہے اسی لئے امام غزالی اور بعض دوسرے اکابر نے تصریح فرمائی ہے کہ سنن ابی داؤد مجتہد کے لئے بالکل کافی ہے۔ ۷۔ قال ابوداؤد کا عنوان قائم کر کے فقہ اور حدیث کے عمیق مباحث بیان فرمائے ہیں۔ ۸۔ بعض موقعوں میں ایک باب میں ایک مسئلہ کی منسوخ روایات کو ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد والے باب میں اسی مسئلہ کی ناسخ حدیثیں ذکر فرما کر بتلادیا ہے کہ اس مسئلہ میں اس طرح نسخ جاری ہوا ہے۔ ۹۔ بعض دفعہ کسی حدیث پاک پر کوئی اشکال ہوتا ہے تو باب کا عنوان ایسا تحریر فرمادیتے ہیں کہ اس اشکال کا جواب ہو جاتا ہے۔ ۱۰۔ چونکہ یہ کتاب من قبیل السنن ہے اس لئے اس کی ترتیب وہی ہے جو کتب فقہ کی ہوتی ہے پہلے کتاب الطہارت پھر کتاب الصلوٰۃ وغیرہ۔ ۱۱۔ اہم اختلافی مسائل میں ہر امام کے لئے الگ باب باندھ کر اس کے دلائل اس میں جمع فرما دیتے ہیں اس طرح ہر امام کے ادلہ یکجا آسانی سے مل جاتے ہیں۔

سنن ابی داؤد کے نسخے

چار اہم نسخے ہیں۔ ۱۔ ابو علی محمد بن احمد بن عمرو لؤلؤی المتوفی ۳۳۳ھ کا نسخہ یہ نسخہ ہندوپاک اور بلاد مشرق میں زیادہ مشہور ہے۔ اس نسخہ کو اس وجہ سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے کہ حضرت لؤلؤی نے کتاب امام ابوداؤد سے محرم ۲۷۵ھ میں سنی ہے جبکہ انھوں نے اپنی آخری املاء کرائی تھی، کیونکہ اسی سال بروز جمعہ ۱۶ شوال امام ابوداؤد نے رحلت فرمائی۔ ۲۔ ابو بکر محمد بن عبد الرزاق بن داسہ (المتوفی ۳۴۵ھ) کا نسخہ اس نسخہ میں اور پہلے نسخہ میں احادیث کی تعداد تقریباً برابر ہے صرف کچھ تقدیم و تاخیر کا فرق ہے البتہ قال ابوداؤد میں کافی فرق ہے۔ ۳۔ حافظ ابو عیسیٰ اسحٰق بن موسیٰ رملی المتوفی ۳۱۷ھ) کا نسخہ یہ ابن داسہ کے نسخہ کے قریب قریب ہی ہے۔ ۴۔ حافظ ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد المعروف بہ ابن الاعرابی المتوفی ۳۴۰ھ کا نسخہ میں کچھ حدیثیں کم ہیں اس سے کتاب الفتن والملاحم اور دیگر چند ابواب ساقط ہے۔

سنن ابی داؤد کی چند اہم شروح

۱. معالم السنن للخطابی . ۲. مرقاۃ الصعود للسیوطی . ۳. المجتبیٰ للمنذری.

٤ . تهذیب السنن لابن القیم . ٥. فتح الودود للسندی.

٦. بذل المجهود لمولانا خلیل احمد السهار نفوری. ۷. شرح سنن ابی داؤد (علامہ عینی)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اول كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا.

دعوت قبول کرنے کا باب

ترجمہ: عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا" جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو وہ اس میں جائے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: ولیمہ ہر وہ دعوت تھی جو کسی خوشی کے موقع پر کی جاتی تھی مگر اس کا استعمال بالعموم دعوت نکاح پر ہوتا ہے حدیث میں امر کا صیغہ ہے جو بظاہر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور بعض کے نزدیک یہ واجب ہے بعض نے کہا کہ یہ امر ہر دعوت میں ولیمہ میں بھی ندب واستحباب کے لئے ہے۔ جن لوگوں کے لئے اجابت دعوت واجب ہے وہ کہتے ہیں کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے مگر کھانا واجب نہیں گو بلایا جانے والا روزے سے بھی نہ ہو۔ یہ بحث اس وقت ہے جبکہ داعی خاص طور پر کسی کو نام لے کر بلائے۔ اگر عام دعوت ہے تو اس میں جانا بھی واجب نہیں' بالخصوص اس وقت جبکہ دعوت میں صرف اغنیاء و دروساء کو بلایا گیا ہو اور فخر و مباہات کے لئے یہ تقریب منعقد کی گئی ہو۔ کسی عالم نے بقول خطابی کیا اچھی بات کہی ہے کہ سلف کو بلایا جاتا تو وہ دعوت قبول کرتے تھے اور بلانے والے اخوت (بھائی چارے) کے خیال سے بلاتے تھے اور آج کل تم لوگ مباہات و مکافات کے لئے بلاتے ہوئے اور اس میں شامل ہونا ضروری نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ زَادَ فَإِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيَطْعَمْ وَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيَدْعُ.

ترجمہ: ایک اور سند کیساتھ وہی حدیث' عبداللہ بن عمرؓ نے کہا رسول اللہ نے فرمایا الخ اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا کھالے اور اگر روزے سے ہو تو دعا کرے (یا کھانا نہ کھائے) مسلم۔ ابن ماجہ' مگر ان کی حدیث میں یہ فقرہ نہیں کہ اگر روزے سے نہ ہو تو الخ۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ.

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا" جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی دعوت کرے تو وہ قبول کرے' نکاح ہو یا اس طرح کی کوئی دعوت (مسلم) یعنی کوئی خوشی کا موقع ہو۔ یہ بات تو مسلمہ ہی ہے کہ کوئی خلاف شرع دعوت یا موقع نہ ہو"۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِ أَيُّوبَ وَمَعْنَاهُ.

ترجمہ: ایوب راوی کی سند کے ساتھ اسی معنی کا حدیث جیسی گزری ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ.

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس کو دعوت دی جائے وہ قبول کرے" پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے (مسلم، ابن ماجہ، نسائی)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا دُرُسْتُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ طَارِقٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا.

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو دعوت کے بغیر داخل ہوا وہ جاتے وقت چور اور آتے وقت غارت گر تھا۔ کیونکہ وہ مالک کے اذن کے بغیر چوروں کی طرح گیا تھا اور اس کا وہاں طعام کھانا غصب اور ڈاکے کے حکم میں تھا کہ مالک کی دعوت اور رضامندی کے بغیر کھانا کھالیا یا ساتھ اٹھا کر لے گیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس کا راوی ابان ابن طارق مجہول ہے (ابوزرعہ اور ابن عدی) نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَرَسُولَهُ.

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتا تھا "ولیمہ میں کھانا سب سے برا کھانا ہے اس کے لئے اغنیاء کو بلایا جاتا ہے اور مساکین کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اس موقوف حدیث کو اس طرح موقوفاً بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ مسلم نے اسے ایک دوسری سند سے مسند روایت کیا ہے۔ پس اول تو یہ حدیث مسند ہو گئی۔ اگر موقوف ہو تب بھی اس قسم کے شرعی احکام سے صحابی کا قول حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے جیسا کہ اصول حدیث میں آچکا ہے۔

بَابٌ فِي اسْتِحْبَابِ الْوَلِيمَةِ عِنْدَ النِّكَاحِ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

(نکاح کے ولیمے کا مستحب ہونے کا باب۲)

ترجمہ: زینبؓ بنت جحش کے نکاح کے ذکر انسؓ بن مالک کے پاس کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو جیسا ولیمہ زینبؓ کے نکاح پر کرتے دیکھا تھا۔ اپنی ازواج میں سے اور کسی کا ایسا ولیمہ حضور نے نہ کیا۔ آپ نے ایک بکری ذبح کی تھی۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ) ولیمہ نکاح کے بعد یا رخصتی کے بعد یا بیوی سے ملاقات کے بعد کیا جاتا ہے اور تیسری صورت بہترین ہے۔

حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِهِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى صَفِيَّةَ بِسَوِيقٍ وَتَمْرٍ.

ترجمہ: انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے حضرت صفیہ پر ستو اور کھجور کا ولیمہ کیا تھا (ترمذی' ابن ماجہ' نسائی) مطلب یہ ہے کہ ولیمہ اظہار مسرت اور اعلان تزویج کی خاطر ہے۔ کسی کھانے پینے کی چیز سے بھی کیا جا سکتا ہے مگر مقدار و تعداد وغیرہ متعین نہیں ہے۔

بَابُ الْإِطْعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ مِنْ السَّفَرِ

(سفر سے واپسی پر کھانا کھلانے کا باب ۳)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً.

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ نبی نے مدینہ میں تشریف لا کر ایک اونٹ یا گائے ذبح فرمائی (یہ واقعہ بقول مولانا شاید جنگ تبوک سے واپسی کا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضِّيَافَةِ (ضیافت کا باب ۴)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمُهُ وَلَيْلَتُهُ الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ.

ترجمہ: ابو شریح کعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "جو شخص اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔ اس کا جائزہ (حق) ایک دن رات ہے۔ ضیافت تین دن ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ میزبان کے ہاں اتنی دیر رہے کہ اسے تنگ کر دے (بخاری' مسلم' ابن ماجہ)۔

شرح: جائزہ سے مراد بقول امام مالک مہمان کا اعزاز و اکرام کچھ اظہار تکلف' تحفے تحائف دینا اس سے خصوصیت برتنا اور ہر طرح سے اس کی نگرانی اور حفاظت کرنا ہے۔ تین دن رات کا عرصہ مہمان نوازی کہلائے گا۔ دوسرے اور تیسرے دن تعلقات سے قطع نظر عام کھانا جو اس گھر میں بالعموم عادتاً پکتا ہے وہی کھلایا جائے گا۔ اس کے بعد جو کچھ ہو وہ صدقہ ہے جو کرنے نہ کرنے والے کی مرضی پر منحصر ہے اور اس کے بعد بھی اگر مہمان نوازی کا بلا استدعا وبے سبب پڑے رہتے ہیں' ٹلنے کا نام نہیں لیتے' تو وہ فعل حرام کا ارتکاب کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ قَالَ أَبُو دَاوُد قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ قَالَ يُكْرِمُهُ وَيُتْحِفُهُ وَيَحْفَظُهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ضِيَافَةٌ.

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "ضیافت تین دن تک ہے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ صدقہ ہے ابوداؤد نے اپنی سند سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ حضور کا یہ ارشاد کہ مہمان کا جائزہ ایک دن رات ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میزبان اس کا اکرام کرے' اسے تحفے دے اور ایک دن رات اس کی حفاظت و نگرانی کرے اور تین دن کی مدت مہمانی ہے۔ (یعنی جیسا کہ اوپر گزرا ایک دن رات تکلف کیا جا سکتا ہے۔ باقی دو دن حسب عادت عام کھانا کھلایا جائے۔

بَابٌ فِي كَمْ تُسْتَحَبُّ الْوَلِيمَةُ

(باب۵ ولیمہ کتنے دن میں مستحب ہے)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَجُلٍ أَعْوَرَ مِنْ ثَقِيفٍ كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفًا أَيْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا إِنْ لَمْ يَكُنْ اسْمُهُ زُهَيْرُ بْنُ عُثْمَانَ فَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوَلِيمَةُ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِيَ مَعْرُوفٌ وَالْيَوْمَ الثَّالِثَ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فَأَجَابَ وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّانِيَ فَأَجَابَ وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ وَقَالَ أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ.

ترجمہ: عبداللہؓ بن عثمان ثقفی نے ثقیف کے ایک چشم شخص سے روایت کی جسے معروف کہتے تھے، یعنی اس کی تعریف میں اسے یہ کہا جاتا تھا۔ اس کا نام اگر زہیر بن عثمان نہیں تو مجھے اس کا نام نہیں آتا کہ نبی نے فرمایا "ولیمہ پہلے دن حق دوسرے دن نیکی ہے اور تیسرے دن شہرت وریاکاری ہے (نسائی، مسند او مرسلا) قتادہ نے کہا کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ سعید بن المسیب کو پہلے دن بلایا گیا تو وہ چلے گئے۔ دوسرے دن بلایا گیا تو چلے گئے تیسرے دن بلایا تو نہیں گئے اور کہا کہ "یہ لوگ شہرت پسند اور ریاکار ہیں"۔

شرح: حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں کہا ہے کہ زہیرؓ بن عثمان صحابہ میں شمار ہوتا ہے۔ ابن ابی خیثمہ 'ابو حاتم رازی'۔ ترمذی اور ازدی نے اسے صحابی کہا ہے۔ بخاری نے اس سے انکار کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ سے اور سعید بن المسیب کے فعل سے حضور کی مراد یہ سمجھ میں آتی ہے کہ یہ وہ صورت ہے کہ ولیمہ تین دن جاری رہے۔ لیکن بقول "مولانا اگر بستی بڑی ہو تو زیادہ دیر تک ولیمہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ شہرت پسندی اور ریاکاری کو اس میں دخل نہ ہو' کیونکہ جس چیز کی مذمت ہوئی ہے وہ یہی شہرت پسندی اور ریاکاری ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَلَمْ يُجِبْ وَحَصَبَ الرَّسُولَ.

ترجمہ: قتادہ نے سعید بن المسیب سے یہی اوپر واقعہ قصہ روایت کیا کہ جب سعید کو تیسرے دن بلایا گیا تو انہوں نے دعوت قبول نہ کی اور قاصد پر کنکریاں پھینکیں۔

بَابٌ مِنَ الضِّيَافَةِ أَيْضًا (یہ باب۶ بھی ضیافت میں ہے)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَاءَ اقْتَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ.

ترجمہ: ابو کریمہ (مقدامؓ بن معد یکرب) نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "مہمان کی شب بسری ہر مسلم پر حق ہے۔ جس کے صحن میں کوئی مہمان ہو وہ اس پر قرض ہے۔ چاہے تو ادا کرے اور چاہے تو ترک کرے۔ (ابن ماجہ)

شرح: چاہے تو ترک کرے کا یہ مطلب نہیں کہ ترک کی صورت میں گناہ نہ ہوگا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ اس کے اختیار میں

ہے کہ اس کی فضیلت کو حاصل کرے یا نہ کرے۔ خطابی نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے مہمان نوازی کو برحق اس لئے فرمایا ہے کہ یہ معروف اور اچھی عادات کے طریقے میں داخل ہے۔ مہمان نوازی ہمیشہ سے شرفاء کی عادت رہی ہے اور صالحین نے اسے اپنایا ہے۔ اس کے برخلاف دوسری صورت کو ہمیشہ زبانوں سے ملامت کی گئی ہے اور بخیل کو برا سمجھا گیا ہے۔ حضور کی حدیث میں ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا مہمان کا اکرام کرے۔ ابتدائے اسلام میں مہمان نوازی واجب رہی ہے اور پھر صرف مستحب رہ گئی۔ سیوطی نے یہی کہا ہے اور ابو داؤد اس کے بعد والے باب میں اسے بیان کریں گے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي أَبُو الْجُودِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ الْمِقْدَامِ أَبِي كَرِيمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَضَافَ قَوْمًا فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا فَإِنَّ نَصْرَهُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَتَّى يَأْخُذَ بِقِرَى لَيْلَةٍ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ.

ترجمہ: المقدامؓ ابو کریمہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس شخص نے کچھ لوگوں کو مہمان بنایا لیکن مہمان اس کی مہمان نوازی سے 'محروم رہا' تو اس کی مدد کرنا ہر مسلم پر برحق و ثابت ہے۔ حتیٰ کہ اس رات کی مہمانی وہ اس کی کھیتی اور مال سے لے لے۔

شرح: بقول خطابی یہ اس شخص کے لئے ہے جو مضطر و مجبور ہو کہ اسے کچھ نہیں ملتا اور بھوک و پیاس سے مر جانے کا خطرہ ہو۔ یا پھر یہ منسوخ ہے جیسا کہ اوپر سیوطی کے حوالے سے گزرا ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَمَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ.

ترجمہ: عقبہؓ بن عامر نے کہا کہ ہم نے عرض کیا "رسول اللہ آپ ہمیں (جہاد و تبلیغ وغیرہ کے لئے) بھیجتے ہیں اور ہم کسی قوم پر جا کر اترتے ہیں جو مہمان نوازی نہیں کرتے تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں؟ پس ہمیں رسول اللہ نے فرمایا اگر تم کسی قوم پر اترو اور وہ تمہارے لئے وہ حکم دیں جو مہمان کے لئے مناسب ہے تو قبول کر لو، لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے مہمان کا حق وہ لے لو۔ جو ان پر مناسب ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے لکھا ہے کہ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری ضیافت بھی نہیں کرتے اور قیمتاً بھی کچھ نہیں دیتے ہیں حتیٰ کہ ہم بھوکے رہ جاتے ہیں۔ یہ فعل ذمی لوگ از راہ عناد کرتے تھے اور یہ جو فرمایا کہ ان سے مہمان کا حق لے لو۔ اس سے مراد قیمت سے لینا ہے لیکن اگر مسلم فوجیوں یا وفدوں کی ضیافت کرنے کا وعدہ ان کے عہد ذمہ میں داخل ہو تو پھر بلا قیمت بھی لیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ صورت رسول اللہ کے عہد میں نہ تھی بلکہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں کی گئی۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ اس شخص کی دلیل ہے جو اس چیز کو زبردستی لے لیتا ہے جو اس کا حق ہو۔

بَابُ نَسْخِ الضَّيْفِ يَأْكُلُ مِنْ مَالِ غَيْرِهِ

(مہمان کیلئے دوسرے کا مال کھانے کے نسخ کا باب ۷)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ

النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ فَكَانَ الرَّجُلُ يَحْرَجُ أَنْ يَأْكُلَ عِنْدَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَنَسَخَ ذَلِكَ الْآيَةُ الَّتِي فِي النُّورِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ أَشْتَاتًا كَانَ الرَّجُلُ الْغَنِيُّ يَدْعُو الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِهِ إِلَى الطَّعَامِ قَالَ إِنِّي لَأَجَّنَّحُ أَنْ آكُلَ مِنْهُ وَالتَّجَنُّحُ الْحَرَجُ وَيَقُولُ الْمِسْكِينُ أَحَقُّ بِهِ مِنِّي فَأُحِلَّ فِي ذَلِكَ أَنْ يَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأُحِلَّ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "اپنے مال میں باطل طریقے سے مت کھاؤ مگر یہ کسی باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو لوگ کسی بھی دوسرے کے پاس کھانے میں حرج (گناہ) جاننے لگے۔ پھر سورۃ نور کی اس آیت نے اسے منسوخ کیا۔ تم پر گناہ نہیں کہ اپنے گھروں سے کھاؤ۔ الخ یا الگ الگ کھاؤ۔ اس سے قبل جب کوئی غنی اپنے گھر (کنبہ وخاندان) کے لوگوں میں سے کسی کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دیتا تو وہ کہتا کہ میں اس سے کھانے میں گناہ سمجھتا ہوں۔ تجنح کا معنی حرج (گناہ) ہے۔ اور وہ کہتا کہ مسکین مجھ سے زیادہ حقدار ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کا گوشت حلال کیا جن کو خدا کے نام پر ذبح کیا جائے اور اہل کتاب کا کھانا بھی حلال کیا۔

شرح: میرے خیال میں ابن عباسؓ کی مراد یہاں نسخ سے وضاحت و تفصیل ہے، نسخ کا لفظ بقول شاہ ولی اللہؒ (الفوز الکبیر) متقدمین کے ہاں صرف معروف نسخ کے لئے نہیں بولا جاتا تھا بلکہ اس میں عام کو خاص کرنا یا اس کے برعکس کرنا، وضاحت، کسی قید کو اٹھانا، ابہام کو دور کرنا وغیرہ سب داخل تھا۔ بعض اہل تفسیر نے غالباً ابن عباس ہی کی تفسیر کے مطابق کہا ہے کہ سورۃ نساء (آیت ۲۹ کی آیات کو سورۃ نور کی آیت ۶۱) نے منسوخ کیا۔ ابن جریر حریری نے اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سورۃ نساء کی آیت ۲۹ میں باطل طریقوں سے مال کھانے کو حرام کیا گیا ہے اور یہ بہرحال اب بھی حرام ہے اور کسی باطل طریقے سے بھی کسی مسلمان کا مال کھانا جائز نہیں۔ پس ان آیتوں کا مطلب اپنی اپنی جگہ پر بالکل درست ہے اور ان میں ناسخ و منسوخ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے سورۃ نساء کی آیت سے مراد تھا کہ کسی کے ہاں دعوت بھی نہ کھائی جائے اور سورۃ نور کی آیت نے اس غلط فہمی کو دور کر دیا۔ مہمان نوازی کی حالت جاہلیت میں بھی ایک فضیلت رہی ہے۔ جس میں اہل عرب مشہور و ممتاز تھے۔ اسلام نے ضیافت کو ہرگز حرام نہیں کہا ابوداؤد کے مختلف نسخوں میں اس باب کا عنوان مختلف ہے۔ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ جو کہا جاسکتا ہے وہ وہی ہے جو اوپر گزرا کہ مہمانداری ابتداء میں واجب تھی اور پھر مستحب رہ گئی۔

بَابٌ فِي طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ

(فخر و مقابلوں سے کھانا کھلانے والوں کا باب ۸)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخِرِّيتِ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ قَالَ أَبُو دَاوُد أَكْثَرُ مَنْ رَوَاهُ عَنْ جَرِيرٍ لَا يَذْكُرُ فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ وَهَارُونُ النَّحْوِيُّ ذَكَرَ فِيهِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَيْضًا وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ لَمْ يَذْكُرْ ابْنَ عَبَّاسٍ.

ترجمہ: ابن عباسؓ کہتے تھے کہ نبی نے فخر سے مقابلۃ کھانا کھلانے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا۔

شرح: ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ازراہ فخر ریاء کھانا کھلانا مکروہ فعل ہے اور ایسا کھانا کھانے سے گریز کرنا ہی انسب ہے۔اس سے دولت مندی کی نمائش مد نظر ہوتی ہے جو خود ایک ناجائز فعل ہے ابوداؤد نے کہا کہ جریر کے اکثر شاگردوں نے اس روایت میں ابن عباسؓ کا ذکر نہیں کیا' ہارون نحوی نے کہا ہے مگر حماد بن زید نے نہیں کیا۔

بَاب إِجَابَةِ الدَّعْوَةِ إِذَا حَضَرَهَا مَكْرُوهٌ

(باب نمبر۹ جب دعوت میں کوئی مکروہ کام ہو)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلًا أَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عِضَادَتَيْ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ الْحَقْهُ فَانْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَدَّكَ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ لِي أَوْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا.

ترجمہ: سفینہؓ ابو عبدالرحمان سے روایت ہے کہ ایک آدمی علیؓ بن ابی طالب کا مہمان ہوا اور انہوں نے اس کے لئے کھانا بنایا۔ پس حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم رسول اللہ کو بلالیں اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ پس ان لوگوں نے حضور کو بلایا۔ آپ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ دروازے کے پٹ پر رکھا تو دیکھا کہ گھر کے ایک جانب ایک منقش پردہ لٹکا ہوا تھا۔ پس حضور واپس تشریف لے گئے تو فاطمہؓ نے علیؓ سے کہا کہ جلدی جایئے اور دیکھئے آپ کیوں واپس تشریف لے گئے ہیں۔ علیؓ کا بیان ہے کہ آپ کے پیچھے گیا اور کہا یا رسول اللہ آپ کس وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے یا کسی نبی کے لئے روا نہیں کہ کسی مزین گھر میں داخل ہوں (ابن ماجہ) حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دعوت دینے والا کوئی خلاف شرع کام کرے تو مہمان واپس جاسکتا ہے' اگر پہلے سے علم ہو تو دعوت قبول کرنے سے انکار بھی کر سکتا ہے۔ دوسری روایت کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ پردہ منقش ومزین تھا۔ مولانا محمد یحیٰی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شاید اس میں کچھ تصویریں بھی تھیں اگر نہ بھی ہوتیں تو حضور کا مقام اور علیؓ سے تعلقات کی نوعیت ایسی تھی' اور حضرت علیؓ کو حضور جس شان میں دیکھنا پسند فرماتے تھے' یہ صریحاً اس کے خلاف تھا۔

بَاب إِذَا اجْتَمَعَ دَاعِيَانِ أَيُّهُمَا أَحَقُّ

(باب ۱۰ دو آدمی دعوت دیں تو زیادہ حق کس کا ہے؟)

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْأَوْدِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَأَجِبْ أَقْرَبَهُمَا بَابًا فَإِنَّ أَقْرَبَهُمَا بَابًا أَقْرَبُهُمَا جِوَارًا وَإِنْ سَبَقَ أَحَدُهُمَا فَأَجِبْ الَّذِي سَبَقَ.

ترجمہ: حمید ابنؒ عبد الرحمان حمیری نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ نبی نے فرمایا کہ جب دو داعی جمع ہو جائیں تو اس کی دعوت قبول کر جس کا دروازہ تجھ سے قریب تر ہو کیونکہ جس کا دروازہ قریب تر ہے اس کی ہمسائیگی قریب ہے لیکن اگر ایک شخص پہلے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کر (دوسری صورت تو واضح ہے کہ اس میں زیادہ حق پہل کرنے والے کا حق ہے مگر پہلی صورت میں ہمسائیگی کی بناء پر ہمسائے کا حق فائق ہے)

بَاب إِذَا حَضَرَتْ الصَّلَاةُ وَالْعَشَاءُ

(باب ۱۱ جب نماز اور کھانا دونوں حاضر ہوں)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنِي يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَلَا يَقُومُ حَتَّى يَفْرُغَ زَادَ مُسَدَّدٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا وُضِعَ عَشَاؤُهُ أَوْ حَضَرَ عَشَاؤُهُ لَمْ يَقُمْ حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنْ سَمِعَ الْإِقَامَةَ وَإِنْ سَمِعَ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ.

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو کھانے سے فارغ ہوئے بغیر نہ اٹھے۔ مسدد کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ "عبد اللہؓ کا کھانا جب رکھا جاتا یا حاضر ہو جاتا تو فراغت سے پہلے نہ اٹھتے اگرچہ اقامت سن لیتے اور اگرچہ امام کی قرأت سن لیتے (اصل حدیث بخاری، مسلم میں موجود ہے) ابن عمرؓ کے فعل کا ذکر مسلم کی روایت میں مروی نہیں ہوا۔ اس صورت میں کھانا پہلے کھانے کی ہدایت اس سبب سے ہے کہ نماز میں تشویش نہ ہو اور توجہ نہ ہٹ جائے۔

شرح: اگر بھوک شدید ہو اور کھانا سامنے آجائے تو پھر پہلے کھانا کھالے؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخَّرُ الصَّلَاةُ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ.

ترجمہ: جابر بنؓ عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ کھانے کی خاطر یا کسی اور کام کی خاطر نماز کو موخر مت کرو۔

شرح: یہ حدیث بظاہر ابن عمرؓ کی روایت کے خلاف ہے گویا اس میں جو صورت ہے وہ یہ ہے کہ کھانا دستر خوان پر لگا ہوا ہو اور آدمی کو اپنے آپ پر اعتماد ہو تو پہلے نماز پڑھے اور پھر کھانا کھائے یا کوئی اور کام کرے گویا اس معاملے میں احوال واشخاص کا اختلاف دیکھا جائے گا۔ ابن عمرؓ کی حدیث کا تعلق اس صورت سے ہے کہ کھانا حاضر ہے' آدمی کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ جس کا وہ دفاع نہیں کر سکتا اور وقت بھی کافی ہو کہ بعد میں اطمینان سے نماز ادا ہو سکے۔ صحابہؓ جلدی کھا کر فارغ ہو جاتے تھے۔ کیونکہ کم کھاتے تھے' دستر خوان وغیرہ کے تکلفات میں نہ پڑتے تھے اور کئی قسم کے کھانے نہ کھاتے تھے۔ مثلاً دودھ پی لیا' ستو پی لئے' مٹھی بھر کھجوریں کھالیں اور فارغ ہو گئے۔ اس صورت میں نماز کے امام کے ساتھ پالینے کی بھی قوی امید ہوتی تھی اور تشویش بھی نہ ہوتی تھی۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَبِي فِي زَمَانِ ابْنِ الزُّبَيْرِ إِلَى جَنْبِ عَبْدِ اللَّهِ

بْن عُمَرَ فَقَالَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ إِنَّا سَمِعْنَا أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيْحَكَ مَا كَانَ عَشَاؤُهُمْ أَتُرَاهُ كَانَ مِثْلَ عَشَاءِ أَبِيكَ.

ترجمہ: عبداللہؒ بن عبید بن عمیر نے کہا کہ میں ابن زبیرؓ کے عہد میں عبداللہ بنؓ عمر کے پاس بیٹھا تھا پس عبادؓ بن عبداللہؒ بن زبیر نے کہا کہ پہلے کھانا کھایا جائے اور پھر نماز پڑھیں۔ عبداللہ بنؓ عمر نے کہا "تیرا بھلا ہو ان لوگوں کا کھانا ہی کیا تھا؟ کیا وہ تیرے باپ کے کھانے کی طرح ہوتا تھا؟

شرح: عبداللہؒ بن عمر کی مراد خاص ابن زبیرؓ کا حال بیان کرنا نہ تھی بلکہ یہ کہ آج کے زمانے میں جو تعلقات پیدا ہو چکے ہیں وہ پہلے نہ تھے۔ لہٰذا وہ کھانے سے جلد ہی فارغ ہو جاتے تھے اور نماز باجماعت بھی پا لیتے ہیں۔

بَابٌ فِي غَسْلِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الطَّعَامِ

کھانے کے وقت ہاتھ دھونے کا باب ۱۲

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا أَلَا نَأْتِيكَ بِوَضُوءٍ فَقَالَ إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ.

ترجمہ: عبداللہ بنؓ عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ بیت الخلاء سے برآمد ہوئے لوگوں نے کہا کہ کیا ہم آپ کے لئے وضو کا پانی نہ لائیں؟ آپ نے فرمایا "مجھے وضو کا حکم اس وقت ملا ہے جب میں نماز کی طرف کھڑا ہوں (ترمذی، نسائی)۔

شرح: حضور کا اشارہ آیت وضو کی طرف تھا کہ اس میں وضو کا حکم نماز کے لئے دیا گیا ہے عام حالات میں ہر وقت باوضو رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ فضیلت اس میں ضرور ہے کہ باوضو رہنے کی کوشش کی جائے لیکن نماز کے سوا کسی اور کام کے لئے وضو کرنا مامور بہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ کھانے کے لئے وضو ضروری نہیں، رہ گیا محض ہاتھ دھونا اور منہ صاف کرنا تو یہ لغوی وضو ہے شرعی نہیں۔ ایسے موقعہ پر وضو لغوی تو مسنون ہے وضو شرعی ایسے مواقع میں مامور بہ نہیں ہے۔

بَابٌ فِي غَسْلِ الْيَدِ قَبْلَ الطَّعَامِ

(کھانے پر ہاتھ دھونے کا باب ۱۳)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ زَاذَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ وَكَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهُوَ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: سلمانؓ نے کہا کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت یہ ہے کہ اس سے پہلے وضو ہو۔ پس میں نے یہ بات رسول اللہ سے بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ طعام کی برکت اس میں ہے کہ اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی وضو ہو سفیان کھانے سے قبل وضو کو مکروہ جانتا تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے (اصل حدیث ترمذی میں ہے) ابوداؤد نے ضعف کا سبب نہیں بتایا۔

شرح: اس حدیث میں وضو سے اس کا لغوی معنی مراد ہے یعنی ہاتھ دھونا' در مختار میں ہے کہ کھانے کی سنت یہ ہے کہ اس سے قبل بسم اللہ پڑھیں اور بعد میں الحمدللہ پڑھیں اور اول آخر دونوں موقعوں پر ہاتھ دھوئیں۔

بَاب فِي طَعَامِ الْفُجَاءَةِ

(اچانک طعام کا باب ۱۴)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا عَمِّي يَعْنِي سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شِعْبٍ مِنْ الْجَبَلِ وَقَدْ قَضَى حَاجَتَهُ وَبَيْنَ أَيْدِينَا تَمْرٌ عَلَى تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ فَدَعَوْنَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا وَمَا مَسَّ مَاءً.

ترجمہ: جابر بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ پہاڑ کی گھاٹی سے تشریف لائے اور آپ نے قضائے حاجت کی تھی ہمارے سامنے ایک ڈھال پر کھجوریں پڑیں تھیں۔ ہم نے آپ کو بلایا تو آپ نے ہمارے ساتھ کھائیں حالانکہ پانی کو چھوا تک نہ تھا۔

شرح: اچانک کھانے سے مراد یہ ہے کہ جسے پہلے سے دعوت نہ دی گئی ہو اور وہ اچانک کھانے کے وقت پر آجائے تو کھانے والوں کے ساتھ شامل ہو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کھانے سے قبل پوری طہارت ضروری نہیں۔ تیسری بات یہ کہ شاید اس وقت حضور کو کھانے کی حاجت نہ ہو مگر جب اصحاب نے دعوت دی تو ان کی دلجوئی کے لئے ان کے ساتھ کچھ کھجوریں تناول فرمالیں۔ یہ بھی واضح ہے کہ آپ کی شمولیت سے انہیں مسرت ہوئی ہوگی۔ اگر آنے والا یہ محسوس کرے کہ میرے بے وقت اور بلائے بن دعوت کے شامل ہونا لوگوں پر شاق گزرے گا تو اچانک کھانے میں شامل ہو جانا اچھا نہیں ہوتا۔

بَاب فِي كَرَاهِيَةِ ذَمِّ الطَّعَامِ (طعام کی مذمت کی کراہیت کا باب ۱۵)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے کبھی کسی کھانے کی برائی بیان نہیں کی' اگر خواہش ہوتی تو کھالیتے اور اگر ناپسند ہوتا چھوڑ دیتے۔ (بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ) طبعی کراہت کا اظہار زبان سے نہ ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ گوہ کے معاملے میں پیش آیا تھا کہ زبان سے کچھ نہ فرمایا لیکن طبیعت خراب ہوئی اور تھوک دیا تھا۔

بَاب فِي الِاجْتِمَاعِ عَلَى الطَّعَامِ (کھانے پر اجتماع کا باب ۱۶)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَحْشِيُّ بْنُ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ قَالَ أَبُو دَاوُد إِذَا كُنْتَ فِي وَلِيمَةٍ فَوُضِعَ الْعَشَاءُ فَلَا تَأْكُلْ حَتَّى يَأْذَنَ لَكَ صَاحِبُ الدَّارِ.

ترجمہ وحشیؓ بن حرب سے روایت ہے کہ نبی کے اصحابؓ نے کہا "یارسول اللہ ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے' حضور نے فرمایا" شاید تم الگ الگ کھاتے ہو" انہوں نے کہا" ہاں "حضور نے فرمایا" کہ اپنے طعام پر اکٹھے ہو جاؤ اور اس پر اللہ کے نام کا ذکر کرو تمہارے لئے اس میں برکت دی جائے گی (ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ جب تم ولیمہ میں ہو اور کھانا رکھا جائے تو گھر والے کی اجازت کے بغیر مت کھاؤ۔

شرح: حدیث کا راوی جو وحشی بن حرب کا دادا ہے یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت حمزہؓ کو جنگ احد میں قتل کیا تھا اور اسلام لانے کے بعد دور خلافت صدیقی میں مسیلمہ کذاب کے قتل میں شامل ہوا تھا۔ یہ رسول اللہ کے پاس طائف کے وفد میں آیا تھا۔ حضور نے اس سے حمزہؓ کے قتل کی کیفیت پوچھی تھی اس نے بتائی تو حضور نے (از راہ غم والم) فرمایا تھا "میرے سامنے نہ آؤ" اس کا نام وحشیؓ بن حرب تھا اور اس کی فقط یہی ایک روایت ہے۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ (کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کا باب ۱۷)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرْ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمْ الْمَبِيتَ فَإِذَا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَدْرَكْتُمْ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ.

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اس نے نبی کو یہ فرماتے سنا "جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوا اور داخل ہوتے وقت اللہ کو یاد کرے اور کھانے پر بھی اللہ کا ذکر کرے تو شیطان کہتا ہے (اپنے چیلوں سے) تمہاری یہاں نہ شب بسری ہے اور نہ رات کا کھانا ملے گا اور جب داخل ہوا اور داخل وقت اللہ کو اللہ کو یاد نہ کرے تو شیطان کہتا ہے تم نے شب بسری کی جگہ پالی۔ پھر جب وہ کھانے کے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے "تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا پالیا (مسلم' ابن ماجہ' نسائی) یعنی جس گھر میں اللہ کا نام ہو وہاں شیطان نہیں رہتا اور جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی جائے اس میں شیطان کا حصہ نہیں ہوتا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهُ حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ طَعَامًا فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهُ فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا وَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِي لَمْ يُذْكَرْ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيِّ يَسْتَحِلُّ بِهِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَجَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ يَسْتَحِلُّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ لَفِي يَدِي مَعَ أَيْدِيهِمَا.

ترجمہ: حذیفہؓ نے کہا کہ جب ہم کھانے پر موجود ہوتے تو جب تک رسول اللہ کھانا شروع نہ فرماتے ہم میں سے کوئی کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتا' ایک بار ہم آپ کے ساتھ کھانے پر حاضر ہوئے تو ایک اعرابی آیا گویا اسے دھکیلا جا رہا تھا یا وہ لوگوں کو

دھکیل کر بڑھ رہا تھا (حرص اور بھوک کی شدت کے باعث) پس وہ اپنا ہاتھ کھانے پر رکھنے لگا تو رسول اللہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا' پھر ایک لڑکی بھی اسی طرح آئی گویا کہ اسے کھانے پر دھکیلا جا رہا تھا' پس اس نے بھی اپنا ہاتھ کھانے میں ڈالنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اور شیطان اس اعرابی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے وہ اس کھانے کو حلال کرے' تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اس بچی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے سے کھانے کو حلال سمجھ لے اور میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور جس اللہ کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے اس کا ہاتھ بھی ان دونوں کے ہاتھوں سمیت میرے ہاتھ میں ہے (مسلم نسائی جاریہ چھوٹی سی لڑکی کو کہتے ہیں)۔

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدَّسْتُوَائِيَّ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا أُمُّ كُلْثُومٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ.

ترجمہ: عائشہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کہے "پہلے اور آخر میں اللہ کے نام سے (ترمذی' نسائی) یعنی آخر میں یہ کہہ لے تو پہلی بسم اللہ پڑھنے کا کفارہ بھی ہو گیا۔ یا اگر درمیان میں یاد آئے تو یہ کہہ لے تاکہ اول و آخر میں برکت ہو جائے۔

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ صُبْحٍ حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْخُزَاعِيُّ عَنْ عَمِّهِ أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ.

ترجمہ: امیہ بن مخشی صحابی نے کہا کہ رسول اللہ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا پس اس نے بسم اللہ نہ پڑھی حتیٰ کہ اس کے کھانے کا ایک لقمہ باقی رہ گیا سو جب اس نے وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو کہنے لگا۔ "پہلے بھی بسم اللہ اور آخر میں بھی بسم اللہ"! پس نبی ہنس پڑے' پھر فرمایا "شیطان برابر اس کے ساتھ کھاتا رہا مگر جب اس نے اللہ کا نام لیا تو شیطان نے جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا اسے قے کر دیا (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ حدیث کا ایک راوی جابر بن صبیح ہے جو سلیمان بن حرم کا نانا تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مُتَّكِئًا (سہارا لگا کر کھانے کا باب ۱۸)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا.

ترجمہ: ابوجحیفہؓ نے کہا کہ نبی نے فرمایا "میں سہارا لے کر نہیں کھاتا (بخاری' ترمذی' ابن ماجہ) حدیث کا ظاہری معنی تو یہی

نظر آتا ہے کہ اس سے مراد تکیہ لگا کر یا ٹیک لگا کر یا کسی چیز کے سہارے بیٹھ کر کھانا مراد ہے لیکن علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے جم کر یعنی چوکڑی مار کر زمین پر بیٹھنا' کیونکہ اس لفظ کا مادہ وکاء ہے جس کا معنی ڈھکنا ہے جو آدمی چوکڑی مار کر بیٹھے گویا اس نے اپنے جسم کے حصہ زیریں کو ڈھکنے سے باندھ رکھا ہے۔ حضور اس طرح بیٹھ کر نہیں بلکہ اکڑوں بیٹھ کر یا ایک گھٹنا کر کے اور دوسرا اٹھا کر کھاتے تھے۔ روایات میں ہے کہ حضور اقعاء کر کے 'ایڑیوں کے سہارے بیٹھ کر کھاتے تھے اور فرماتے تھے" میں اس طرح کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے یعنی عاجزانہ انداز میں۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ تَمْرًا وَهُوَ مُقْعٍ.

ترجمہ: انسؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ نے مجھے کسی کام سے بھیجا پس میں واپس آیا تو دیکھا کہ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور اقعاء کر کے بیٹھے تھے (اس حدیث میں اقعاء کا معنی بعض شارحین نے یہ کیا ہے کہ بباعث ضعف پیچھے کو سہارا لگائے ہوئے تھے) اگر یہ ترجمہ درست ہے تو عذر پر محمول ہوگا' ترمذی کی روایت میں ہے 'مقع من الجوع کہ بھوک کے پاس پیچھے کو سہارا لگائے ہوئے تھے) مسلم' ترمذی' نسائی میں یہ حدیث مروی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَا رُئِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مُتَّكِئًا قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ.

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا لگا کر کبھی کھاتے نہیں دیکھا گیا اور دو آدمی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑیوں کو نہ لتاڑتے تھے (ابن ماجہ فی المقدمہ) یعنی حضور اپنے راہ تواضع وانکسار اپنے سب اصحاب کے پیچھے چلتے تھے آگے نہیں' یہ حدیث شعیب بن عبداللہؓ بن عمرو سے مروی ہے' شعیب عبداللہؓ بن عمرو کا بیٹا نہیں بلکہ پوتا تھا اور نسب یوں تھا۔ شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو پس شعیب نے اگر عبداللہؓ بن عمرو سے روایت کی ہے تو روایت مسند ہے' اگر اپنے باپ محمد سے روایت کی ہے تو روایت مرسل ہے۔ کیونکہ اس صورت میں کوئی صحابی سند میں نہیں۔ شعیب کا سماع اپنے دادا عبداللہؓ بن عمرو سے ثابت ہو چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَكْلِ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ

(پیالے کے اوپر سے کھانے کا باب ۱۹)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلْ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلَكِنْ لِيَأْكُلْ مِنْ أَسْفَلِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے نبی سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا" جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو پیالے کے اوپر کی طرف سے نہ کھائے بلکہ نچلی طرف سے کھائے کیونکہ برکت اس کے اوپر سے اترتی ہے (ترمذی' ابن ماجہ' نسائی) اعلیٰ سے مراد برتن کا وسط ہے' یعنی اپنے سامنے سے کھاؤ نہ یہ کہ برتن کے وسط سے کھانے لگو جس سے شدت حرص کا اظہار ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ اس نہی کا تعلق اس صورت سے ہو جبکہ کوئی آدمی دوسروں کے ساتھ کھا رہا ہو' جیسا کہ خطابی نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا بے ادبی اور بدتہذیبی کی علامت ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عِرْقٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثَرُوا جَثَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيهَا.

ترجمہ: عبداللہؓ بن بسر نے کہا کہ نبی کا ایک طبق تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے‘ اسے غرا کہا جاتا تھا پس جب چاشت کا وقت ہوا اور لوگوں نے نماز چاشت ادا کی تو وہ طبق لایا گیا۔ یعنی اس میں ثرید بنایا گیا تھا۔ لوگ اس کے ارد گرد بیٹھ گئے تو رسول اللہ گھٹنوں کے بل پر بیٹھ گئے‘ ایک بدو بولا ”یہ کس طرح بیٹھک ہے؟ نبی نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کریم بندہ بنایا ہے اور مجھے سرکشی جبار نہیں بنایا۔ پھر رسول اللہ نے فرمایا ”اس کے ارد گرد سے کھاؤ اور اس کی درمیانی چوٹی کو چھوڑ دو کہ اس میں برکت ہو‘ (ابن ماجہ)

شرح: روٹی توڑ کر اس میں گوشت کا شوربا ملاتے تھے اور پھر بوٹیاں اوپر ڈال دیتے تھے‘ اسے ثرید کہا جاتا تھا۔ غرا بمعنی سقیاء ہے یعنی سیر کنندہ۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے ”گوشت کو چھری سے مت کاٹو کیونکہ یہ عجمیوں کی عادت ہے اور اسے نوچ کر کھاؤ کیونکہ وہ بہت خوش گوار اور لذیذ ہوتا ہے ابوداؤد نے کہا یہ حدیث قوی نہیں۔

شرح: اس حدیث کی سند میں ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی پر بعض محدثین نے کڑی تنقید کی ہے‘ اسے کاذب بلکہ اکذب تک کہا گیا ہے۔ پختہ گوشت کو چھری سے کاٹ کر کھانے کا ثبوت حضور سے بعض صحیح احادیث میں وارد ہے پس اگر حدیث زیر نظر صحیح ہے۔ تو اس سے مراد وہ گوشت ہوگا جو خوب پک چکا ہو اور جس کے کاٹنے کی ضرورت نہ رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَا يُكْرَهُ

(ایسے دستر خوان پر بیٹھنے کا باب ۳۰ جس پر بعض مکروہ چیزیں ہوں)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَطْعَمَيْنِ عَنْ الْجُلُوسِ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ وَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِحٌ عَلَى بَطْنِهِ قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَسْمَعْهُ جَعْفَرٌ مِنْ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ مُنْكَرٌ.

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے دو کھانوں (یا کھانے کے دو مقامات) سے منع فرمایا ہے۔ ایک ایسے دستر خوان پر بیٹھا جس پر شراب پی جائے اور دوسرا یہ کہ آدمی پیٹ کے بل لیٹ کر کھائے۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث جعفر بن برقان نے زہری سے نہیں سنی اور یہ منکر حدیث ہے۔ (منذری نے اسے نسائی کی طرف بھی منسوب کیا ہے)۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

ترجمہ: اس حدیث کی دوسری سند جس میں ہے کہ جعفر کو یہ روایت زہری سے بطریق بلاغ پہنچی تھی۔

بَاب الْأَكْلِ بِالْيَمِين

(دائیں ہاتھ سے کھانے کا باب ۲۱)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ.

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے کیونکہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں سے پیتا ہے (مسلم، ترمذی، نسائی)۔

شرح: یہ تو ایک واضح اور ثابت شدہ بات ہے کہ شیطان نے گمراہ کرنے اور اسلام سے بہکانے اور بدی پھیلانے کا علم بلند کر رکھا ہے۔ اس نے ازل میں ہی اللہ تعالیٰ سے مہلت اس لئے مانگی تھی انسانوں کو سیدھی راہ سے بہکائے، پس ہر وہ کام جو اسلامی ہے وہ اس کی مخالفت کرتا ہے اور ہر وہ کام جو اسلام کے خلاف ہے اس کی سرپرستی کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ أَبِي وَجْزَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْنُ بُنَيَّ فَسَمِّ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ.

ترجمہ: عمروؓ بن ابی سلمہ نے کہا کہ نبی نے فرمایا "پیارے بیٹے قریب آؤ، اللہ کا نام لو اور اپنے سامنے سے کھاؤ (ترمذی، بخاری، ابن ماجہ عمرو بن ابی سلمہؓ حضور کا لے پالک تھا، ام سلمہؓ کے بطن سے ان کے پہلے خاوند ابو سلمہؓ کی اولاد میں سے تھا۔ ابو سلمہؓ رضاعی رشتے میں حضور کا بھائی بھی، اس تعلق کی بناء پر حضور نے ام سلمہؓ سے نکاح کر لیا تھا۔

بَاب فِي أَكْلِ اللَّحْمِ (گوشت کھانے کا باب ۲۲)

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ فَإِنَّهُ مِنْ صَنِيعِ الْأَعَاجِمِ وَانْهَسُوهُ فَإِنَّهُ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ.

ترجمہ: صفوانؓ بن امیہ کا ہے کہ نبی کے ساتھ کھانا کھاتا تھا، پس میں ہڈی سے گوشت کو ہاتھ سے پکڑ کر جدا کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا۔ ہڈی کو اپنے منہ سے قریب لے جاؤ کیونکہ ایسا کرنا بڑا خوش گوار اور لذیذ ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ عثمان نے صفوان نہیں سنا پس یہ حدیث مرسل ہے۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ أَحَبُّ الْعُرَاقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرَاقَ الشَّاةِ.

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ سب سے پسندیدہ ہڈی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کی ہڈی تھی (نسائی) یعنی جس ہڈی کو چوس کر اندر سے مغز نکالا جائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ قَالَ وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ وَكَانَ يَرَى أَنَّ الْيَهُودَ هُمْ سَمُّوهُ.

ترجمہ: ایک اور سند سے یہی حدیث اس میں ہے کہ رسول اللہ کو دست کا گوشت پسند تھا' عبداللہؓ نے کہا کہ آپ کو زہر بھی اسی میں دیا گیا تھا اور آپ سمجھتے تھے کہ یہود نے زہر دیا ہے (ترمذی' بخاری میں ابو ہریرہؓ سے اس کا ایک فقرہ مروی ہے) زہر خورانی کا واقعہ مشہور ہے جو جنگ خیبر کے بعد پیش آیا تھا۔

بَاب فِي أَكْلِ الدُّبَّاءِ (کدو کھانے کا باب ۲۳)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ.

ترجمہ: انسؓ بن مالک کہتے تھے کہ ایک درزی نے رسول اللہ کا کھانا پکایا اور آپ کو دعوت دی انسؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اس دعوت میں آپ کے ساتھ گیا تھا۔ پس اس درزی نے حضور کے سامنے جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت تھا' انسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو طبق کے اردگرد سے کدو چنتے ہوئے دیکھا اور اس دن کے بعد میں ہمیشہ کدو سے پیار کرتا رہا (بخاری' مسلم ترمذی' نسائی) سبحان اللہ حضور کو طبعی طور پر کدو مرغوب تھا لیکن اصحاب کا کیا کہنا کہ وہ ہر چیز میں اپنی پسند کدو حضور کی پسند میں فنا کر دیتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم۔

بَاب فِي أَكْلِ الثَّرِيدِ (ثرید کھانے کا باب ۲٤)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ السَّمْتِيُّ حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّرِيدُ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيدُ مِنَ الْحَيْسِ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهُوَ ضَعِيفٌ.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ کا محبوب ترین کھانا ثرید تھا' اور حیس کا ثرید تھا ابو داؤدؒ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے (کیونکہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے جو عکرمہ سے روایت کرتا تھا اور اس سے عمرو بن سعید روایت کرتا ہے) ثرید کا معنی گزر چکا ہے کہ روٹیاں توڑ کر اسے شوربے میں بھگو دیتے تھے۔ حیس توڑی ہوئی روٹیوں' کھجور' پنیر' اور گھی سے بنتا تھا۔ اگر اسے شوربے میں بھگو دیتے تو یہ حیس کا ثرید ہوتا تھا۔

بَاب فِي كَرَاهِيَةِ التَّقَذُّرِ لِلطَّعَامِ

(کھانے سے ناک بھوں چڑھانے کی کراہت کا باب ۲۵)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي قَبِيصَةُ بْنُ

هُلْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ مِنْ الطَّعَامِ طَعَامًا أَتَحَرَّجُ مِنْهُ فَقَالَ لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِيهِ النَّصْرَانِيَّةَ.

ترجمہ: ھلبؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا اور ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا تھا کہ بعض کھانوں سے میں گناہ سمجھ کر پرہیز کرتا ہوں تو رسول اللہ نے فرمایا تیرے جی میں کوئی ایسی چیز نہ کھٹکے جس میں تو نصرانیت کے مشابہ ہو جائے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

شرح: خلجان یا خلج کا معنی ہے حرکت واضطراب' دل کے شک وریب کو خلجان کہتے ہیں' ضارعت یعنی تو مشابہت اختیار کرے۔ مطلب یہ ہے کہ نصرانیت میں رہبانیت کا فیض تھا اور راہب لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اعراض کرتے تھے۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کرنے کی اجازت ہے' محض وسوسے اور شک وشبے کی بناء پر کسی چیز کو چھوڑ دینا بھی رہبانیت ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا

(غلاظت خور جانور کو کھانے اور اس کے دودھ کا باب ۲۶)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الْجَلَّالَةِ وَأَلْبَانِهَا.

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے غلاظت خور جانور کو کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا (ترمذی' ابن ماجہ)

شرح: خطابی نے لکھا ہے کہ پاخانہ کھانے والے جانور کو جلالہ کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ جلہ سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے غلاظت اور پاخانہ' اس کے گوشت اور دودھ سے پرہیز کا حکم تنزیہ وتنظیف کے طور پر دیا گیا ہے۔ جب پاخانہ اس کی غذا بن جائے تو اس کے گوشت اور دودھ اس کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت ہے جبکہ اس کی زیادہ تر غذا ایسی ہو۔ جب عام طور پر وہ گھاس اور چارہ کھائے اور کبھی کچھ غلاظت بھی کھا جائے تو وہ جلالہ نہیں ہے بلکہ وہ مرغی وغیرہ کی طرح ہے جو کبھی کبھی غلاظت بھی کھا لیتی ہے۔ جب اس کی زیادہ تر غذا یہ نہ ہو تو اس گوشت اور دودھ میں حرج نہیں ہے۔ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب' شافعی' احمد بن حنبل نے کہا کہ جلالہ کا گوشت اور دودھ مکروہ ہے جب تک کہ اسے چند روز محبوس نہ رکھا جائے ان دنوں میں انہیں صرف چارہ دیا جائے۔ جب اس کا گوشت اور دودھ صاف ہو جائے اس میں سے بدبو وغیرہ نہ آئے اور اس کا اثر ظاہر نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایسی گائے کو چالیس دن محبوس رکھا جائے ابن عمرؓ مرغی کو تین دن محبوس رکھ کر پھر ذبح کرتے تھے۔ اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ اس کے گوشت اچھی طرح دھولیں تو اس کا کھانا جائز ہے۔ حسن بصری اور مالک کے نزدیک اس کا گوشت کھانے اور دودھ پینے میں کوئی حرج نہیں گویا ان حضرات کے نزدیک نہی صرف تنزیہی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ.

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی نے غلاظت خور جانور کے دودھ سے منع فرمایا (نسائی)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَهْمٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ

أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْجَلَّالَةِ فِي الْإِبِلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا أَوْ يُشْرَبَ مِنْ أَلْبَانِهَا.

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے غلاظت خور اونٹنی پر سواری کرنے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا۔

شرح: سواری کی ممانعت کی علت شاید یہ ہو کہ اس کے پسینے سے بدبو آتی ہے اور سوار کو لگ جاتا ہے۔

بَاب فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ

(گھوڑوں کا گوشت کھانے کا باب ۲۷)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَأَذِنَ لَنَا فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

ترجمہ: محمد بن علیؒ (الباقر) نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا "رسول اللہ نے جنگ خیبر میں گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمائی اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔ بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ۔

شرح: اس مسئلے میں مذاہب کا بیان یہ ہے کہ ابنؓ عباس' ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور مالک نے گھوڑوں کے گوشت کو مکروہ کہا ہے الحکم نے اس قرآنی آیت سے استدلال کر کے کہا کہ گھوڑوں کا گوشت حرام ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے اس لئے ہیں کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ زینت کا سامان ہیں۔ النحل۔۸ شریح' حسن بصری' عطاء بن ابی رباح' سعید بن خبیر' حماد ابن ابی سلیمان' شافعی' احمد اور اسحاق نے گھوڑوں کے گوشت کی رخصت دی ہے۔ اور آیت سورہ نحل کے متعلق کہا ہے کہ اس میں سواری زینت کا ذکر اس لئے آیا ہے کہ ان جانوروں کا بڑا فائدہ یہی ہے اور اس میں حرمت کی کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ مردار اور خنزیر کا گوشت حرام فرمایا گیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گوشت کے علاوہ باقی سب چیزیں حلال ہیں۔ گوشت کا ذکر اس لئے ہے کہ زیادہ تر ان کا فائدہ گوشت ہی ہوتا ہے اور خون اور تمام اجزاء اس حکم میں آتے ہیں' حدیث الباب کی پہلی حدیث شوافع وغیرہ کی اور تیسری حدیث احناف کی جب مبیح اور موجب کراہت میں تعارض پیدا ہو تو ترجیح موجب کراہت کو ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ فَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ وَلَمْ يَنْهَنَا عَنْ الْخَيْلِ

ترجمہ: جابر بنؓ عبداللہ نے کہا کہ ہم نے جنگ خیبر میں گھوڑے' خچر اور گدھے ذبح کئے مگر رسول اللہ نے ہم کو خچروں اور گدھوں سے منع فرمایا اور گھوڑوں سے منع نہیں کیا (مسلم) بحث آگے آتی ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَبِيبٍ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ حَيْوَةُ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ

وَالْحَمِيرِ زَادَ حَيْوَةُ وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ.

ترجمہ: خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے گھوڑو گدھوں اور خچروں کے گوشت سے جنگ خیبر میں منع فرمایا۔ حیوہ راوی نے یہ اضافہ کیا "اور ہر کچلی دار درندے بھی' ابوداؤد نے کہا کہ مالک کا یہی قول ہے۔ (ابن ماجہ)(نسائی)

شرح: ایک نسخے میں یہ عبارت بھی ہے کہ "ابوداؤد نے کہا کہ گھوڑوں کے گوشت میں کوئی حرج نہیں اور اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔ خالدؓ بن الولید کی حدیث پر خطابی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں کلام ہے۔ صالح کا سماع اپنے باپ یحییٰ ہے اور اس کا سماع مقدامؓ بن معدیکرب سے معروف نہیں ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ رسول اللہ کے ان اصحاب سے گھوڑے کے گوشت کی حلت ثابت ہوئی ہے۔ ابن الزبیرؓ' فضالہ بن عبید' انسؓ بن مالک' اسماء بنت ابی بکرؓ' سوید بن غفلہؓ اور رسول اللہ کے زمانے میں قریش گھوڑوں کو ذبح کرتے تھے۔ مولانا نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ سے گھوڑے کے گوشت میں مختلف روایات آئی ہیں۔ حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق گھوڑے کا گوشت حرام ہے۔ ظاہر روایت یہ ہے کہ وہ مکروہ ہے حرام نہیں۔ حرام کا لفظ اس لئے نہیں بولا کہ اس ضمن میں روایات مختلف ہیں۔ سلف کا اس میں اختلاف ہے۔ حرمت کا معاملہ چونکہ شدید ہوتا ہے اس لئے اسے مکروہ کہا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے الحسن بن زیاد کی روایت میں گھوڑے کی حرمت کی دلیل یہ آیت ہے۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت پاؤ۔ ابن عباسؓ نے اس آیت سے گھوڑے کی کراہت کی دلیل نکالی ہے۔ ان سے گھوڑے کے گوشت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ ان جانوروں کی پیدائش کا مقصد یہ بتایا ہے ان پر سواری کرو اور ان سے زینت حاصل کرو۔ یہ نہیں فرمایا کہ انہیں کھاؤ۔ خچر اور گدھے کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے تو اس طرح گھوڑا بھی حرام ہے۔ سنت سے اس کی تائید جابر بنؓ عبداللہ کی حدیث سے ہو تو پھر کہ رسول اللہ نے جنگ خیبر میں گدھوں اور گھوڑوں کی حرمت کا حکم دیا۔ خالد بن الولید کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔ مقدامؓ بن معدیکرب سے روایت ہے کہ نبی نے گھریلو گدھوں اور گھوڑوں کو حرام قرار دیا تھا۔ خچر تو بالاجماع حرام ہے جو گھوڑی کا فرزند ہے۔ اگر اس کی ماں حلال ہو تو وہ بھی حلال ہوتا۔ کیونکہ اولاد کا حکم وہی ہے جو ماں کا ہے کیونکہ وہ اس کا حصہ ہے۔ پس جب گھوڑی کا گوشت حرام تھا تو اس کے بیٹے خچر کا بھی حرام ٹھہرا۔ گھوڑے کی اباحت واذن بھی ہمارے خیال میں پہلے تھی بعد میں منسوخ ہو گئی جیسا کہ زہری کا قول ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ زمانہ حصار کے علاوہ بھی کبھی گھوڑا کھایا گیا ہو۔ حسن بصری سے بھی اسی قسم کی روایت ہے کہ رسول اللہ کے اصحاب نے گھوڑا صرف جنگ کی حالت میں کھایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مستثنیٰ صورت تھی ورنہ گھوڑا اصل میں حلال نہیں تھا۔ جنگ خیبر کے متعلق حدیث نمبر ۳۷۷۴ کی صراحت بھی پیش نظر رکھئے کہ اس میں وہ اذن کنا کا لفظ ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ گھوڑا دراصل حلال نہ تھا ضرورت کے پیش نظر جنگ خیبر میں بس اس کی اجازت دی گئی تھی۔ خالد بن ولیدؓ کے اسلام کا واقعہ جنگ خیبر کے بعد کا ہے اور انہوں نے یہ خچر اور گدھے کے ساتھ ساتھ ان کی تحریم کا ذکر ہے اور صحابی کی روایت میں اصل یہی ہے کہ براہ راست ہو' یعنی خود صحابی نے رسول اللہ سے یہ بات سنی ہو یا اپنی آنکھوں دیکھا حال بیان کرتا ہو۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ (خرگوش کو کھانے کا باب ۲۸)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ

غُلَامًا حَزَوَّرًا فَصِدْتُ أَرْنَبًا فَشَوَيْتُهَا فَبَعَثَ مَعِي أَبُو طَلْحَةَ بِعَجُزِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَبِلَهَا.

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ میں ایک نوجوان لڑکا تھا۔ پس میں نے ایک خرگوش کا شکار کیا اور اسے بھونا پس ابو طلحہؓ نے اس خرگوش کی پشت کا گوشت میرے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو حضور نے اسے قبول فرمالیا (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) ابو طلحہؓ حضرت انسؓ کے سوتیلے والد تھے۔ اس حدیث سے خرگوش کی حلت ثابت ہو گئی اور ان حمقاء کی دلیل کی جڑ کٹ گئی جو اس کی حرمت کے بدید سبب قائل ہیں کہ اسے حیض آتا ہے۔ بات سچی اگر کی جائے تو دور جائے گی لہذا میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ انسانی گوشت یا جسم و جان وغیرہ کی حرمت کی بھی یہی دلیل ہے؟ اگر اچھا یہی ہے تو یہ اس طرح ہو گا جیسے کوئی کہہ دے کہ "مرغی اس لئے حرام ہے کہ بیٹ کرتی ہے" اگلی حدیث دیکھئے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي خَالِدَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ يَقُولُ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو كَانَ بِالصِّفَاحِ قَالَ مُحَمَّدٌ مَكَانٌ بِمَكَّةَ وَإِنَّ رَجُلًا جَاءَ بِأَرْنَبٍ قَدْ صَادَهَا فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو مَا تَقُولُ قَالَ قَدْ جِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ فَلَمْ يَأْكُلْهَا وَلَمْ يَنْهَ عَنْ أَكْلِهَا وَزَعَمَ أَنَّهَا تَحِيضُ.

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمرو صفاح میں تھے جو مکہ کا ایک مقام ہے اور ایک شخص خرگوش کو شکار کر کے لایا اور کہا اے عبداللہ آپ کیا کہتے ہیں؟ عبداللہ نے کہا کہ میں حضور کے پاس تھا کہ خرگوش لایا گیا، آپ نے خود نہیں کھایا لیکن منع بھی نہیں کیا اور کہا کہ اسے حیض آتا ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اس کی ایک عجیب حالت کا ذکر فرمایا! اس سے تو تحریم نہیں نکلتی۔ حیض آنے سے تو خرگوش اور بھی پاک اور صاف ہو جاتا ہوگا۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الضَّبِّ (گوہ کو کھانے کا باب ۲۹)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ خَالَتَهُ أَهْدَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَضُبًّا وَأَقِطًا فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَمِنَ الْأَقِطِ وَتَرَكَ الْأَضُبَّ تَقَذُّرًا وَأُكِلَ عَلَى مَائِدَتِهِ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ان کی خالہ نے ام الحفید بنت الحارث الھلالیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی گوہ اور پنیر بطور تحفہ بھیجا۔ پس آپ نے گھی اور پنیر میں سے کچھ کھالیا اور گوہ کو گندہ سمجھ کر چھوڑ دیا، اور گوہ آپ کے دستر خوان پر کھائی گئی۔ اگر حرام ہوتی تو رسول اللہ کے دستر خوان پر نہ کھائی جاتی۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) "مولانا نے فرمایا کہ رسول اللہ کا گوہ سے منع کرنا آگے آتا ہے اور اس حدیث کو ترجیح ہو گی کیونکہ حرمت اور اباحت کے تضاد کے وقت حرمت مقدم ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ أَخْبِرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقَالُوا هُوَ ضَبٌّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ قَالَ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ نے خالدؓ بن الولید سے روایت کی کہ خالدؓ رسول اللہ کے ساتھ میمونہؓ کے گھر میں داخل ہوا (میمونہؓ خالدؓ کی خالہ تھیں) پس بھنی ہوئی گوہ لائی گئی' پس رسول اللہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تو میمونہؓ کے گھر میں جو عورتیں تھیں انہوں نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھانا چاہتے ہیں' انہوں نے کہا کہ یہ گوہ ہے۔ پس رسول اللہ نے اپنا ہاتھ اٹھالیا۔ خالدؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ کیا یہ حرام ہے؟" فرمایا کہ نہیں مگر میری قوم میں سرزمین میں نہ تھی لہذا اسے گندہ اور مکروہ جانتا ہوں' خالدؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کے سامنے ہی اسے اپنی طرف کھینچ لیا (اور کھالیا) بخاری' مسلم' نسائی' ابن ماجہ)

شرح: اگر گوہ کی حرمت نہیں تو اس حدیث سے کم از کم اس کی کراہت ضرور نکلتی ہے اور خالدؓ کی طرف حضور کا دیکھنا از راہ تعجب تھا۔ خطابی نے کہا ہے کہ گوہ کے کھانے کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں نے اس کی رخصت دی ہے اور یہ حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے اور مالکؒ بن انس اوزاعی اور شافعیؒ کا یہی قول ہے۔ ایک جماعت نے اسے مکروہ کہا ہے اور یہ علیؓ سے مروی ہے اور ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا یہی مذہب ہے اس کی حرمت میں ایک حدیث آرہی ہے' خطابی کہتے ہیں کہ اس کی سند ایسی ویسی ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَيْشٍ فَأَصَبْنَا ضِبَابًا قَالَ فَشَوَيْتُ مِنْهَا ضَبًّا فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ عُودًا فَعَدَّ بِهِ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِي الْأَرْضِ وَإِنِّي لَا أَدْرِي أَيُّ الدَّوَابِّ هِيَ قَالَ فَلَمْ يَأْكُلْ وَلَمْ يَنْهَ.

ترجمہ: ثابتؓ بن ودیعہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "ہم لوگ ایک لشکر میں رسول اللہ کے ساتھ تھے ہمیں گوہ کی ایک تعداد ملی میں نے ان میں سے ایک کو بھونا' رسول اللہ کے پاس لایا اور آپ کے آگے رکھ دیا۔ ثابتؓ نے کہا کہ آپ نے ایک لکڑی پکڑی اور اس کی انگلیاں شمار کیں۔ پھر فرمایا "کہ بنی اسرائیل کی ایک قوم زمین کے چارپائیوں کی صورت میں مسخ کی گئی تھی اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون سے جانور تھے۔ ثابتؓ نے کہا کہ آپ نے اسے نہیں کھایا اور نہ منع فرمایا (نسائی' ابن ماجہ)۔

شرح: علامہ عزالدین بن عبداللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ کیسے جمع کیا جائے گا جس میں یہ وارد ہے کہ مسخ شدہ قوم تین دن سے زیادہ نہیں جیتی اور اس کی نسل آگے نہیں چلتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس کے مسخ ہونے کا علم تو ہو گیا ہو مگر اس وقت تک یہ نہ پتہ چلا ہو کہ مسخ شدہ قوم تین دن سے زیادہ نہیں جیتی اور اس کی نسل (مسخ ہونے کے بعد) نہیں چلتی۔ یہ علم آپ کو بعد میں ہوا۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ اس زیر نظر حدیث سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ ممسوخ قوم کی نسل چلتی ہے' لیکن چونکہ زمین کے جانوروں (حشرات) میں سے ایک قوم کے ممسوخ ہونے کا آپ کو علم تھا اور ممسوخ حرام ہوتی ہے

لہٰذا آپ نے ممسوخ جیسی چیز کو بھی حرام قرار دیا۔ حضور نے ضب کو شک اور تردد کی بناء پر چھوڑ دیا تھا۔ بندر اور خنزیر دونوں حرام ہیں اور بعض بنی اسرائیل کو ان کی صورت میں مسخ کیا گیا تھا' اسی طرح اگر حشرات الارض کی صورت میں مسخ ہوئی تھی تو وہ بھی حرام ہے۔ حضور نے گوہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا بلکہ اسے لکڑی کے ذریعے سے چھوا تھا یہ اس کی دلیل ہے کہ آپ اسے بہت ناپسند فرماتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَهُمْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِبْلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ.

ترجمہ: عبدالرحمٰنؓ بن شبل نے کہا کہ رسول اللہ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا (خطابی نے اس کی سند پر تنقید کی ہے)

شرح: نوویؒ نے کہا ہے کہ گوہ کے حلال ہونے اور حرام نہ ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ ہاں اصحاب ابی حنیفہ اس کی کراہت' کے قائل ہیں اور قاضی عیاضؒ نے کچھ لوگوں سے نقل کیا ہے کہ وہ حرام ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ ابن المنذر نے علیؓ سے اس کے خلاف نقل کیا ہے' پھر اجماع کہاں رہا؟ ترمذی نے بعض اہل علم سے اس کی کراہیت کا قول نقل کیا ہے۔ امام طحاوی نے شرح معانی الاثار میں کہا ہے کہ ایک قوم نے گوہ کھانا مکروہ گردانا ہے۔ ان میں سے ابو حنیفہ' ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی ہیں۔ ابوداؤد نے عبدالرحمٰنؓ بن شبل کی ایک حدیث روایت کی ہے جس میں گوہ کا گوشت کھانے کی صریح ممانعت موجود ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا (فتح الباری) کہ اس حدیث کی سند محسن ہے۔ اسماعیل بن عیاش جب اہل شام سے روایت کرے تو قوی ہے اور اس سند کے راوی ثقات شامی ہیں۔ خطابی کا یہ کہنا ہے کہ اس کی سند ایسی ویسی ہے۔ یہ قول خود کوئی چیز نہیں ہے۔ ابن حزم نے حسب عادت اس کے بعض راویوں کو ضعیف و مجہول کہا ہے۔ مگر یہ بات شدت پر مبنی ہے اور بیہقی کا یہ قول کہ اسماعیل بن عیاش اس کی روایت میں منفرد ہے۔ یہ صحت نہیں اس طرح ابن الجوزی کا قول اس حدیث کے متعلق لائق اعتماد نہیں ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزی بعض روایات پر موضوع ہونے کا حکم لگانے میں بے باک اور جری ہیں۔ اسماعیل بن عیاش کی روایت جب شامیوں سے ہو تو بخاری نے اسے قوی کہا ہے اور ترمذی نے ایسی بعض روایات کو صحیح کہا ہے۔ احمد' ابوداؤد نے ایک حدیث روایت کی ہے جس کو ابن حبان اور طحاوی نے صحیح کہا ہے کہ بخاری' مسلم' کی شرط پر ہے (ان کے راوی اس حدیث کے راوی ہیں) یہ عبدالرحمٰن بن حسنہ کی روایت ہے کہ ہم ایک ایسی سرزمین میں اترے جہاں گوہ کی کثرت تھی' صحابہ نے بعض پکڑ کر پکائیں تو رسول اللہ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک قوم کو اس شکل میں تبدیل کیا گیا تھا' ہنڈیاں الٹ کر بہا دو اس طرح اس باب میں ابو سعیدؓ کی حدیث بھی ہے حافظ نے کہا ہے کہ جب حضور کو معلوم نہ تھا کہ ممسوخ کی نسل نہیں چلتی اس وقت آپ کو تردد تھا جب اس کا علم ہو گیا تو آپ نے توقف فرمایا' نہ منع کیا نہ حکم دیا۔ ہاں! آپ خود اسے ایک گندی چیز جان کر اظہار نفرت فرماتے رہے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ معاملہ برعکس تھا' اصل یہ ہے کہ حضور نے پہلے اسے مباح ٹھہرایا۔ لیکن خود نہیں کھائی اور اظہار مسرت فرمایا' پھر ممسوخ ہونے کے احتمال سے اس میں تردد فرمایا اور آخر کار اس کی حرمت بیان فرمائی' اس طور پر تمام مختلف احادیث جمع ہو جاتی ہیں۔

بَاب فِي أَكْلِ لَحْمِ الْحُبَارَى (سرخاب کا گوشت کھانے کا باب ۳۰)

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنِي بُرَيْهُ بْنُ عُمَرَ

بْنِ سَفِينَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارَى.

ترجمہ: سفینہؓ نے کہا کہ میں نے نبی کے ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا (ترمذی)۔

شرح: یہ پرندہ بالاجماع حلال ہے' اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن مہدی پر بعض محدثین نے شدید تنقید کی ہے۔

بَابٌ فِي أَكْلِ حَشَرَاتِ الْأَرْضِ (حشرات الارض کو کھانے کا باب ۳۱)

حشرات الارض سے مراد زمین کے اندر سوراخ کر کے رہنے والے جانور ہیں مثلاً چوہا' سانپ' چھچھوندر وغیرہ۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا غَالِبُ بْنُ حَجْرَةَ حَدَّثَنِي مِلْقَامُ بْنُ التَّلِبِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَسْمَعْ لِحَشَرَةِ الْأَرْضِ تَحْرِيمًا.

ترجمہ: تلبؓ بن ثعلبہ تمیمی نے کہا کہ میں رسول اللہ کے ساتھ رہا ہوں۔ میں نے حشرات الارض کی تحریم کا کوئی ذکر نہیں سنا۔

شرح: تلبؓ کے اس قول میں کوئی دلیل نہیں ہے' کیونکہ ممکن ہے کسی اور نے تحریم کا ذکر حضور سے سنا ہو۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الْكَلْبِيُّ أَبُو ثَوْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ نُمَيْلَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَسُئِلَ عَنْ أَكْلِ الْقُنْفُذِ فَتَلَا قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا الْآيَةَ قَالَ قَالَ شَيْخٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَبِيثَةٌ مِنَ الْخَبَائِثِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِنْ كَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا فَهُوَ كَمَا قَالَ مَا لَمْ نَدْرِ.

ترجمہ: نمیلہ نے کہا کہ میں ابن عمرؓ کے پاس تھا۔ پس ان سے سیہی (کانٹے والا جنگلی چوہا) کو کھانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی "کہ میں خدا کے وحی کردہ احکام میں یہ نہیں پاتا الخ (الانعام ۱۴۵) نمیلہ نے کہا کہ ان کے پاس ایک بوڑھا تھا جس نے کہا کہ میں ابوہریرہؓ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ سے اسکے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ خبیث اشیاء میں سے ایک خبیث ہے۔ پس ابن عمرؓ نے کہا کہ اگر رسول اللہ نے یہ فرمایا تھا تو وہی درست تھا جو آپ نے فرمایا' جس کو ہم نہیں جانتے (خطابی نے کہا کہ اس کی سند کچھ نہیں)۔

شرح: ابن عمرؓ کی تلاوت آیت سے یہ غرض نہ تھی کہ حرام چیزیں بس اتنی ہی ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے' بلکہ مطلب یہ تھا کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے یہ ثابت نہیں ہے۔ سنت اس قسم کے اطلاقات میں خود بخود کتاب اللہ میں داخل ہوتی ہے۔

حشرات الارض کے متعلق حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ جن میں خون بالکل نہیں ہوتا۔ ۲۔ جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا۔ ۳۔ جن میں بہنے والا خون ہوتا ہے۔

پس پہلی قسم کے جانور مثلاً زنبور' مکھی' گبریلا' بچھو وغیرہ کا کھانا بالکل حلال نہیں کیونکہ یہ خبائث میں سے ہیں طبیعت ان سے اباء کرتی ہے۔ ان میں سے صرف مکڑی مستثنٰی ہے۔ حضور نے فرمایا ہے "ہمارے لئے دو مردے حلال ہیں مچھلی اور مکڑی' اس طرح دوسری قسم جن میں خون مگر بہنے والا نہیں ہے۔ جیسے سانپ' چھپکلی' گرگٹ' وغیرہ اور دیگر حشرات مثلاً چوہا چچڑی' جنگلی سیہی' گوہ' نیولا وغیرہ۔ ان میں اختلاف اگر ہے تو گوہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "ویحرم علیھم الخبائث" میں یہ سب جانور داخل ہیں۔

روایات میں ہے کہ گوہ کا گوشت حضور کے ہاں بطور تحفہ آیا۔ حضور نے اسے نہیں کھایا اور ایک سائل عورت آئی تو حضرت عائشہؓ نے وہ گوشت اسے دینا چاہا تو حضور نے فرمایا "جو خود نہیں کھا سکتیں وہ کسی اور کو کیوں کھلاتی ہو؟ اور گوہ ممسوخ جانوروں میں سے ہے (یعنی جن جیسی صورت بعض معذب قوموں کی کردی گئی جیسے بندر) خنزیر، ہاتھی۔

جن جانوروں کا بہنے والا خون ہے ان کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ پالتو۔ ۲۔ وحشی پہلی قسم میں سے خچر اور گدھا علماء کے نزدیک حرام ہیں۔ مگر بشر مریسی نے گدھے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ گھوڑے کا گوشت ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرام ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک حلال ہے اور شافعیؒ کا مسلک بھی یہی ہے۔ دوسری قسم یعنی وحشی بہائم سوہرن، جنگلی گائے، جنگلی گدھے، وحشی اونٹ، سو یہ مسلمانوں کے اجماع سے حلال ہیں، کیونکہ یہ "ویحلل لھم الطیبات" میں داخل ہیں۔ گھریلو درندے مثلاً کتا، بلی یہ بھی حرام ہیں اور اس طرح وحشی درندے بھی حرام ہیں۔ پرندوں میں سے جو درندے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔ حدیث میں "کل ذی ناب من السباع" کا لفظ وارد ہے۔ اور اسطرح "کل ذی مخلب من الطیر" بھی حدیث میں آیا ہے۔ وحشی جانوروں میں سے جو کچلیوں والے درندے ہیں وہ شیر، بھیڑیا، چیتا، بجو، ریچھ، لومڑی، جنگلی بلی، بندر، ہاتھی اور اس قسم کے اور جانور ہیں۔ ان سب کی حرمت پر اتفاق ہے۔ سوائے بجو کے جو امام شافعیؒ کے نزدیک حلال ہے۔ شکاری پرندے مثلاً باز، شاہین، عقاب، شکرہ، چیل، گدھ وغیرہ ہیں جو حرام ہیں اور جو پرندے غیر شکاری ہیں ان میں سے کچھ پالتو ہیں مثلاً مرغی، بطخ اور کچھ جنگلی ہیں جیسے کبوتر، فاختہ، چڑیا، کرکی، صرف سبزی خور کو ایہ بالاجماع حلال ہیں۔ اس طرح وہ پرندے جو صرف مردار کھائیں وہ بھی حرام ہیں (البدائع)۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عُمَرَ بْنِ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهِرِّ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَكْلِ الْهِرِّ وَأَكْلِ ثَمَنِهَا.

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا۔ ابن عبدالملک نے کہا وہ بلی کھانے سے اور اس کی قیمت سے منع فرمایا (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) اس کا راوی عمر بن زید ضبعانی بقول منذری ناقابل احتجاج ہے کتاب البیوع میں بلی کی قیمت پر کچھ گفتگو گزر چکی ہے۔ صحیح مسلم میں جابرؓ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ نے کتے اور بلی کی قیمت وصول کرنے پر ڈانٹا تھا۔ جہاں تک اسے کھانے کا سوال ہے سو وہ کچلیوں والے درندوں میں سے ہونے کی بناء پر حرام ہے۔

بَاب فِي أَكْلِ الضَّبُعِ (بجو کو کھانے کا باب ۳۱)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ هُوَ صَيْدٌ وَيُجْعَلُ فِيهِ كَبْشٌ إِذَا صَادَهُ الْمُحْرِمُ.

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے بجو کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ شکار ہے جب احرام والا (یا حرم کے اندر والا) اسے شکار کرے تو اس کا کفارہ ایک مینڈھا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)۔

شرح: "عند امامنا و مالک حرام و عند الشافعی و احمد حلال" شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا ہے کہ ضبع مذکر کو کہتے ہیں۔ اور مونث

کوضبعانی اس میں عجیب بات یہ ہے کہ یہ ایک سال مذکر اور دوسرے سال مونث ہوتا ہے۔جب مذکر ہو تو مونث سے جفتی کرتا ہے۔اور جب مونث ہو تو بچے جنتا ہے۔ جمہور کا مذہب اس کی تحریم ہے اس حدیث کی بناء پر کہ ہر کچلیوں والا درندہ حرام ہے۔ ایک اور حدیث خزیمہؓ بن خزء کی ہے۔اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے بجو کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا بجو کو بھی کوئی کھاتا ہے۔امام احمدؒ اور شافعیؒ نے بجو کھانے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور یہ حدیث زیر نظر ان کی دلیل ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ السِّبَاعِ

بَابٌ مَاجَاءَ فِیْ اَكْلِ السِّبَاعِ

(درندوں کے کھانے کا باب ۳۲)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ السَّبُعِ.

ترجمہ: ابو ثعلبہؓ خشنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ہر کچلیوں والے درندے سے منع فرمایا (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا اور کتا جو اپنی کچلیوں کے ساتھ لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔اور درندوں کی قید اس لئے ہے کہ اونٹ کی بھی کچلیاں ہوتی ہیں۔ مگر وہ لوگوں پر حملہ آور نہیں ہوتا ناب وہ آلہ جارحہ ہیں جن سے وہ زخمی کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ السَّبُعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنْ الطَّيْرِ.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے درندوں میں سے ہر کچلیوں والے سے اور پرندوں میں سے ہر پنجے والے سے منع فرمایا۔(مسلم) پنجے والے سے مراد وہ پرندہ ہے جو پنجوں کے ساتھ شکار کرے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ رُؤْبَةَ التَّغْلِبِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَوْفٍ عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا لَا يَحِلُّ ذُو نَابٍ مِنْ السِّبَاعِ وَلَا الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا اللُّقَطَةُ مِنْ مَالِ مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا وَأَيُّمَا رَجُلٍ ضَافَ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوهُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ.

ترجمہ: مقدامؓ بن معدی کرب نے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا "خبردار! درندوں میں سے کچلیوں والے حلال نہیں نہ گھریلو گدھا نہ کسی معاہد کے مال کا لقطہ مگر یہ کہ وہ اس سے مستغنی ہو، اور جو آدمی کسی قوم کا مہمان ہو اور انہوں نے اس کی ضیافت نہ کی تو اس کے لئے روا ہے کہ اپنی ضیافت کی مانند حاصل کرے (دار قطنی مختصراً) ان مسائل پر گفتگو ہو چکی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنْ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنْ الطَّيْرِ.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے جنگ خیبر میں ہر کچلیوں والے درندے اور ہر پنجہ مار کر شکار کرنے والے پرندے سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ 'نسائی)

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا لَا يَحِلُّ ذُو نَابٍ مِنْ السِّبَاعِ وَلَا الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ وَلَا اللُّقَطَةُ مِنْ مَالِ مُعَاهَدٍ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْنِيَ عَنْهَا وَأَيُّمَا رَجُلٍ ضَافَ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوهُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يُعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کچلیوں والے درندے 'گھریلو گدھوں کا کھانا اور مجاہدین کے گرے پڑے مال کا ناحق لینا جائز نہیں۔ نیز جس نے کسی قوم کی ضیافت کی مگر انہوں نے اس کی ضیافت نہ کی تو اس کے روا ہے اپنی ضیافت کی طرح اس سے حاصل کرے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْمِقْدَامِ عَنْ جَدِّهِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَأَتَتْ الْيَهُودُ فَشَكَوْا أَنَّ النَّاسَ قَدْ أَسْرَعُوا إِلَى حَظَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَرَامٌ عَلَيْكُمْ حُمُرُ الْأَهْلِيَّةِ وَخَيْلُهَا وَبِغَالُهَا وَكُلُّ ذِي نَابٍ مِنْ السِّبَاعِ وَكُلُّ ذِي مِخْلَبٍ مِنْ الطَّيْرِ.

ترجمہ: خالدؓ بن ولید نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ جنگ خیبر لڑی' پس یہودی آئے اور شکایت کی کہ لوگوں نے جلدی سے ان کے باڑوں پر حملہ کر دیا ہے پس رسول اللہ نے فرمایا "خبردار! معاہدین کے مال کو ناحق لینا حرام ہے اور تم پر گھریلو گدھے حرام ہیں اور گھریلو گھوڑے اور خچر بھی' اور کچلیوں والا درندہ اور پنجہ مارنے والے پرندہ (نسائی' ابن ماجہ) ابن حزم نے اس حدیث کو علت کی بناء پر ضعیف ٹھہرایا ہے کہ اس میں خالدؓ بن ولید جنگ خیبر میں اپنی شرکت بیان کرتے ہیں حالانکہ وہ اس کے بعد اسلام لائے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عُمَرَ بْنِ زَيْدٍ الصَّنْعَانِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْهِرِّ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَكْلِ الْهِرِّ وَأَكْلِ ثَمَنِهَا.

ترجمہ: جابر بن عبد اللہؓ نے کہا کہ نبی نے بلی کی قیمت سے منع فرمایا۔ عبد الملک کی روایت میں ہے کہ بلی کو کھانے اور اس کی قیمت لگانے سے منع فرمایا۔

بَابٌ فِي أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

(باب ۳۳ گھریلو گدھوں کے گوشت کھانے کا بیان)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي

الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ غَالِبِ بْنِ أَبْجَرَ قَالَ أَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي شَيْءٌ أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا شَيْءٌ مِنْ حُمُرٍ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَتْنَا السَّنَةُ وَلَمْ يَكُنْ فِي مَالِي مَا أُطْعِمُ أَهْلِي إِلَّا سِمَانُ الْحُمُرِ وَإِنَّكَ حَرَّمْتَ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ أَطْعِمْ أَهْلَكَ مِنْ سَمِينِ حُمُرِكَ فَإِنَّمَا حَرَّمْتُهَا مِنْ أَجْلِ جَوَّالِ الْقَرْيَةِ.

ترجمہ: غالبؓ بن ابجر نے کہا کہ ہم پر قحط آپڑا اور میرے۔مال میں اپنے اہل وعیال کو کھلانے کی کوئی چیز گدھوں کے علاوہ نہ تھی اور رسول اللہ نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام کردیا تھا۔ پس میں نبی کے پاس آیا اور کہا "یارسول اللہ ہم پر قحط پڑ گیا ہے۔ اور میرے مال میں سوائے موٹے تازے گدھوں کے اور کوئی چیز نہیں ہے جسے میں اہل وعیال کو کھلاؤں اور آپ نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا تو اپنے موٹے تازے گدھوں میں سے اپنے اہل وعیال کو کھلا میں نے انہیں بستی کے غلاظت خوروں یعنی جلالہ کی وجہ سے حرام کہا تھا (اس حدیث کی سند میں بقول حافظ ابن حجر بہت اختلاف ہوا ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس کی سند مضطرب ہے۔ ابن حجر نے کہا کہ اس کی سند ضعیف اور متن شاذ ہے جو صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ شوکانی نے کہا اس حدیث سے حجت قائم نہیں ہوسکتی۔ منذری نے بھی اس کی سند میں بہت اختلاف بتایا ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ گھریلو گدھوں کی حرمت ان اصحاب سے احادیث مروی ہیں دو علیؓ عبداللہ بن عمروؓ جابرؓ براء بن عازب' عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ' انسؓ زاہرؓ اسلمی ان کی احادیث کی سندیں صحیح اور حسن ہیں۔ غالبؓ بن ابجر کی حدیث ان حدیثوں کا معارضہ نہیں کرسکتی۔ خطابی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے اور انسؓ کی حدیث میں صراحۃً حضور کا یہ ارشاد ہوا ہے کہ یہ نجس ہیں اس لئے حرام ہیں۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَسَنٍ الْمِصِّيصِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْحُمُرِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَأْكُلَ لُحُومَ الْخَيْلِ قَالَ عَمْرٌو فَأَخْبَرْتُ هَذَا الْخَبَرَ أَبَا الشَّعْثَاءِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْحَكَمُ الْغِفَارِيُّ فِينَا يَقُولُ هَذَا وَأَبَى ذَلِكَ الْبَحْرُ يُرِيدُ ابْنَ عَبَّاسٍ.

ترجمہ: جابر بن عبداللہ نے کہا کہ نبی نے اس بات سے منع فرمایا کہ ہم گدھوں کا گوشت کھائیں اور ہمیں حکم دیا کہ گھوڑوں کا گوشت کھائیں' عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے یہ حدیث ابوالشعثاء کو بتائی تو اس نے کہا کہ حکم غفاری ہم میں کہا کرتا تھا کہ بحر نے یعنی ابن عباسؓ نے اس کا انکار کیا ہے۔

شرح: علامہ خطابی نے کہا ہے کہ گھریلو گدھا عامہ علماء کے نزدیک حرام ہے اس میں رخصت صرف ابن عباسؓ سے مروی ہے اور شائد انہیں حرمت کی حدیث نہیں پہنچی ہوگی۔ اس روایت میں ابن عباسؓ کو البحر (علم کا سمندر) کہا گیا ہے انہیں حبر با جبر الامت بھی کہا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَعَنْ الْجَلَّالَةِ عَنْ رُكُوبِهَا وَأَكْلِ لَحْمِهَا.

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو العاص نے کہا رسول اللہ نے گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور غلاظت خور جانور سے منع کیا اور اس کی سواری اور گوشت کھانے سے منع فرمایا (نسائی) اس کے اوپر گزر چکا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ گندگی کا اثر اس کے پسینے اور گوشت تک میں نفوذ کر جائے۔

بَاب فِي أَكْلِ الْجَرَادِ (ٹڈی کھانے کا باب ۳۴)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُور قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى وَسَأَلْتُهُ عَنْ الْجَرَادِ فَقَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَأْكُلُهُ مَعَهُ.

ترجمہ: ابو یعفورؒ نے کہا کہ میں نے عبداللہؓ ابی اوفی سے ٹڈی (مکڑی) کے متعلق پوچھا اور ان سے یہ جواب سنا اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کیساتھ ہو کر چھ یا سات بار جہاد کیا پس ہم ٹڈی کو آپ کیساتھ کھاتے تھے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) ابو نعیم کی روایت میں صراحت ہے کہ حضور بھی ان کیساتھ ٹڈی کو کھاتے تھے۔ اس حدیث میں ذرا سا ابہام ہے کہ جہاد کی معیت مراد ہے یا ٹڈی کھانے میں بھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الزِّبْرِقَانِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْجَرَادِ فَقَالَ أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ

ترجمہ: سلمانؓ نے کہا کہ رسول اللہ سے ٹڈی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "کہ یہ (زمین میں سب سے بڑا) اللہ کے لشکروں میں سب سے بڑا لشکر ہے۔ میں نہ اسے کھاتا ہوں نہ اسے حرام کہتا ہوں۔ ابو عثمانؒ تابعی ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ دوسرے طریق سے یہ روایت ابو عثمانؒ سے آتی ہے اور سلمانؓ کا ذکر نہیں (گویا مرسل ہے) ابن ماجہ نے اسے مسنداً بیان کیا ہے۔ یہ حدیث پچھلی حدیث کے کچھ خلاف نظر آتی ہے۔ اگر اس میں معیت سے مراد یہ لیا جائے کہ حضور ان لوگوں کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْن عُمَارَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ الْجَزَّارِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ سَلْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فَقَالَ مِثْلَهُ فَقَالَ أَكْثَرُ جُنْدِ اللَّهِ قَالَ عَلِيٌّ اسْمُهُ فَائِدٌ يَعْنِي أَبَا الْعَوَّامِ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعَوَّامِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَذْكُرْ سَلْمَانَ.

ترجمہ: دوسری سند سے وہی حدیث اس میں اکثر جنود اللہ کے بجائے اکثر جند اللہ کا لفظ ہے۔ علیؓ بن عبداللہ نے کہا کہ ابو العوام راوی حدیث کا نام فائد ہے۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو پھر ایک اور سند سے مرسلاً روایت کیا ہے اس میں سلمانؓ کا ذکر نہیں ہے۔

بَاب فِي أَكْلِ الطَّافِي مِنْ السَّمَكِ

(مر کر تیرنے والی مچھلی کھانے کا باب ۳۵)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي

الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَأَيُّوبُ وَحَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَوْقَفُوهُ عَلَى جَابِرٍ وَقَدْ أُسْنِدَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مِنْ وَجْهٍ ضَعِيفٍ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا" جسے سمندر پھینک دے یا اس سے پانی ہٹ جائے تو اسے کھالو' اور جو سمندر میں مر جائے اور تیر پڑے اسے مت کھاؤ (ابن ماجہ)

شرح: ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا یہی مسلک ہے کہ مر کر تیرنے والی مچھلی کا کھانا ناجائز ہے۔ حضرت جابرؓ" ابن عباسؓ" جابر بن زیدؓ اور طاؤس کا بھی یہی قول ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ کئی صحابہ نے تیرنے والی مردہ مچھلی کو مباح قرار دیا تھا۔ یہ ابو بکر الصدیقؓ اور ابو ایوبؓ انصاری سے ثابت ہے ابوداؤد نے کہا کہ سفیان ثوری' ایوب' اور حماد نے اس حدیث کو ابوالزبیر سے جابر پر موقوفاً روایت کیا ہے ایک اور سند سے یہ سند مروی ہے مگر وہ سند ضعیف ہے عطاء بن ابی رباح مکحول اور ابراہیم نخعی کا قول یہ ہے کہ مر کر تیرنے والی مچھلی مباح ہے اور یہی مالک' شافعی اور ابو ثور کا مذہب ہے۔ ان حضرات کی دلیل بقول مولانا یہ آیت ہے "احل لکم صید البحر وطعامہ" تمہارے لئے سمندر کا شکار اور اس کا طعام حلال کیا گیا۔ جو مچھلی شکار کی جائے وہ صید ہے اور جو مر کر تیرے وہ طعام ہے اور حضور نے مچھلی لی ہے اور اس میں زندہ و مردہ کا فرق نہیں کیا۔ اور حضور نے بھی فرمایا ہے کہ سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے۔ مر کر خود تیرنے والی مچھلی میتہ کے لفظ کی صحیح مستحق ہے حنفیہ نے حدیث زیر نظر سے استدلال کیا ہے اور حضرت علیؓ سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا" ہمارے بازاروں میں مر کر تیرتی ہوئی مچھلی مت بیچو اور ابن عباسؓ نے کہا کہ "جسے سمندر میں پھینک دے اور تو اسے پانی کے اوپر تیرا ہوا پائے اسے مت کھاؤ۔ آیت میں وطعامہ کے لفظ سے مراد وہ مچھلی ہے جسے سمندر باہر پھینک دے اور وہ ساحل پر مر جائے پس وہ چونکہ طافی (مر کر تیرنے والی) نہیں ہے اس لئے وہ حلال ہے طافی اس مچھلی کا نام ہے جو کسی حادثے یا آفت کے بغیر مر کر تیرے۔ جو مچھلی سمندر کے کنارے پر اس کی موجوں نے پھینکی ہو اس کی موت کا باعث یہ حادثہ ہے لہذا وہ طافی نہیں ہے (البدائع)۔

بیہقی نے اس حدیث کو یحییٰ بن سلیم کے باعث ضعیف کہا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ یہ راوی بخاری' مسلم کا ہے اور ثقہ ہے ابن الجوزی نے اسماعیل بن امیہ کو متروک ہے۔ مگر وہ اسماعیل بن امیہ ابوالصلت ہے جو ایک دوسرا راوی ہے۔ اس حدیث والا نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ ابن ابی ذئب نے ابوالزبیر کا زمانہ پایا ہے لہذا اس کا سماع ممکن ہے جیسا کہ مسلم نے صحیح کے مقدمے میں بڑی گھن گرج سے ثابت کیا ہے کہ دو راوی ہم عصر ہوں تو سماع ثابت نہ ہو تو بھی ممکن ہے لہذا ثقہ کی روایت قابل قبول ہوئی۔

بَاب فِي الْمُضْطَرِّ إِلَى الْمَيْتَةِ (مردار کھانے والے مجبور آدمی کا باب ۳۶)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ الْحَرَّةَ وَمَعَهُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ نَاقَةً لِي ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَهَا فَأَمْسِكْهَا فَوَجَدَهَا فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا فَمَرِضَتْ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ انْحَرْهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتْ اسْلُخْهَا

حَتَّى نُقَدِّدَ شَحْمَهَا وَلَحْمَهَا وَنَأْكُلَهُ فَقَالَ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ غِنًى يُغْنِيكَ قَالَ لَا قَالَ فَكُلُوهَا قَالَ فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ هَلَّا كُنْتَ نَحَرْتَهَا قَالَ اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.

ترجمہ: جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مقام حرہ میں ہوا اور اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے تھے۔ پس ایک شخص نے کہا کہ میری ایک اونٹنی گم ہو گئی ہے۔ اگر تو اسے پائے تو روک لینا۔ پس اس نے وہ اونٹنی پائی اور اس کا مالک نہ پایا۔ پھر وہ اونٹنی بیمار ہو گئی تو اس کی بیوی نے کہا "اسے ذبح کر لو مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو وہ اونٹنی مر گئی تو اس عورت نے کہا کہ اس کی کھال اتار لو تاکہ ہم اس کا گوشت اور چربی کھائیں اور اسے کھائیں تو وہ بولا "جب تک کہ میں رسول اللہ سے پوچھ نہ لوں' پس وہ حضور کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا "کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو مردار کھانے سے بے نیاز کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں' حضور نے فرمایا کہ پھر تم اسے کھالو جابرؓ نے کہا کہ پھر اس کا مالک آ گیا اور اس شخص نے اسے قصہ سنایا' تو وہ بولا "تو نے اسے نحر کیوں نہ کر لیا تھا؟ اس نے کہا کہ مجھے تم سے شرم آ گئی تھی (مبادا تو کہے کہ اس بہانے سے میں نے تیری اونٹنی کھالی ہے) پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حالت اضطرار میں مردار کھانا جائز ہے۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عُقْبَةَ الْعَامِرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ الْفُجَيْعِ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لَنَا مِنْ الْمَيْتَةِ قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قُلْنَا نَغْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ فَسَّرَهُ لِي عُقْبَةُ قَدَحٌ غُدْوَةً وَقَدَحٌ عَشِيَّةً قَالَ ذَاكَ وَأَبِي الْجُوعُ فَأَحَلَّ لَهُمْ الْمَيْتَةَ عَلَى هَذِهِ الْحَالِ.

ترجمہ: فجیع عامری سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کے پاس گیا اور کہا "ہمارے لئے مردار میں سے کس قدر حلال ہے؟ حضور نے فرمایا کہ تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہم صبح وشام دو وقت کا کھانا کھاتے ہیں۔ راوی اور نعیم نے کہا کہ عقبہ نے اس کی تفسیر مجھے یہ بتائی کہ ایک پیالہ صبح کو اور ایک پیالہ شام کو حضور نے فرمایا کہ واللہ! یہ مقدار تو خود بھوک ہی ہے۔ پس آپ نے اس حالت میں ان کے لئے مردار کے حلال ہونے کی اجازت دے دی۔ ابوداؤد نے کہا کہ غبوق کا معنی دن کا آخری حصہ ہے اور صبوح ابتدائے دن میں ہے۔

شرح: خطابی نے کہا کہ صبح وشام ایک ایک پیالہ دودھ بھوک تو نہیں مٹاتا مگر سد رمق کرتا اور جسم وجان کا رشتہ قائم رکھتا ہے مگر اس حدیث میں رسول اللہ نے ان کے لئے مردار کھانا مباح کر دیا تو اس سے پتہ چلا کہ اس حالت میں شکم سیر ہو کر کھا لینا جائز ہے۔ یہ مالک بن انس اور شافعی کا قول ہے۔ وجہ یہ کہ ایسی حالت میں بھی جی کی حاجت تو پہلے ہی کی طرح قائم ہوتی ہے۔ اس لئے اسے شکم سیری سے روکنا جائز نہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ ایسی حالت میں آدمی کے لئے بقدر سد رمق کھانا جائز ہے۔ زیادہ نہیں اور مزنی شافعی کا بھی یہی مذہب ہے اور اسی قسم کی روایت حسن بصری اور قتادہ سے بھی آئی ہے۔ مولانا نے حضرت گنگوہیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آیت قرآنی میں لفظ اضطرار ہے "فمن اضطر غیر باغ ولا عاد الخ" یہ لفظ بتاتا ہے کہ انسان کے لئے کس وقت کتنا مردار کھانا جائز ہو جاتا ہے اور اس حدیث میں صبح وشام ایک پیالہ کا جو ذکر ہے وہ سارے اہل خانہ کی مقدار خوراک کو بتاتا ہے ظاہر ہے کہ اس مقدار سے سارا خاندان حالت اضطرار اور خوف ہلاکت ہی میں رہتا ہوگا اس لئے ان کی خاطر مردار کی اجازت دی گئی۔ کیونکہ جس شخص کو صبح وشام دو پیالے بھر کر دودھ مل جائے اسے اضطرار تو رہا ایک طرف کسی اور چیز کی حاجت یا رغبت ہی نہیں رہتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کی جو تقریر علامہ خطابی نے کی ہے وہ درست نہیں ہے۔

بَابٌ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ مِنَ الطَّعَامِ

(دو قسم کے کھانے جمع کرنے کا باب ۳۷)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَلَبَنٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ فَقَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هَذَا قَالَ فِي عُكَّةِ ضَبٍّ قَالَ ارْفَعْهُ.

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس روٹی سفید گندم کی ہو جو گھی اور دودھ سے مخلوط ہو۔ پس لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا' اس نے اس قسم کی روٹی لی اور آ گیا۔ پس حضور نے فرمایا کہ یہ کس چیز میں تھا؟ (یعنی گھی) اس نے کہا گوہ کی کھال کے ڈبے میں۔ حضور نے فرمایا کہ اسے اٹھا لے (ابن ماجہ) ابو داؤد نے اس حدیث کو منکر کہا ہے اور ایوب راوی سختیانی نہیں ہے۔

شرح: حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایک مسئلے کی وضاحت کی خاطر تھا' اور وہ یہ کہ اس قسم کی خواہش کا اظہار کرنا ناجائز نہیں ہے کیونکہ یہ سوال نہیں ہے محض ایک خواہش کا اظہار ہے۔ پھر اس حدیث سے گوہ کے حرام ہونے کا بھی ثبوت ملا ورنہ آپ اس شخص کی لائی ہوئی روٹی کو رد نہ فرماتے کیونکہ اگر گوہ کی کھال ایک حلال جانور کی کھال ہوتی تو آپ ایسا نہ کرتے۔ کھال کا کوئی ظاہری اثر گھی میں نہیں ہوتا کہ یہ کہا جائے کہ یہ محض طبعی تنفر کے اظہار کے لئے تھا۔

بَابٌ فِي أَكْلِ الْجُبْنِ (پنیر کھانے کا باب نمبر ۳۸)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِي تَبُوكَ فَدَعَا بِسِكِّينٍ فَسَمَّى وَقَطَعَ.

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ غزوہ تبوک میں نبی کے پاس پنیر لایا گیا۔ آپ نے چھری منگوائی اور بسم اللہ کہہ کر اسے کاٹا (خطابی نے کہا ہے کہ پنیر تیار کرانے میں مسلمانوں کے ساتھ کافر بھی شامل ہوئے تھے۔ حضور نے ظاہری حالت کا خیال کرتے ہوئے اسے رد نہیں فرمایا جس سے ایسی چیز کے جواز کا پتہ چل گیا۔

بَابٌ فِي الْخَلِّ (سرکے کا باب ۳۹)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ.

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "سرکہ بہت اچھا سالن ہے" (مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

شرح اس حدیث سے سرکے کی تعریف اور اس کا سالن کی جگہ استعمال ہو سکنا ثابت ہوتا ہے۔ واقعی اسے بطور سالن استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سادہ زندگی بسر کرنا اور کھانے پینے میں تکلفات سے گریز کرنا جسم و جان اور روح و بدن کے لئے مفید ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ.

ترجمہ: جابرؓ نے نبیؐ سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا "سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ (دیکھئے اوپر کی حدیث)۔

بَاب فِي أَكْلِ الثُّومِ (لہسن کھانے کا باب ٤٠)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ الْبُقُولِ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنْ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ بِبَدْرٍ فَسَّرَهُ ابْنُ وَهْبٍ طَبَقٌ.

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس نے لہسن یا پیاز کھایا ہو وہ ہم سے الگ رہے' یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے' اور آپ کے پاس ایک تھال میں تازہ سبزیاں لائی گئیں تو آپ نے ان کی بدبو کو محسوس فرمایا اور پوچھا۔ آپ کو بتایا گیا کہ اس میں فلاں فلاں سبزی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسے آپ کے کسی صحابی کو دے دو جو آپ کے ساتھ تھا۔ پھر جب حضور نے دیکھا کہ وہ انہیں کھانا ناپسند کرتا ہے تو فرمایا "کھالے کیونکہ جس سے میں سرگوشی کرتا ہوں تو نہیں کرتا۔ (بخاری' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) بدر کی تفسیر ابن وہب نے طبق سے کی ہے۔

شرح: طہارت و نظافت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کی بناء پر حضور کو طبعاً بدبو سے شدید نفرت تھی اور اس حدیث میں اس کا سبب ایک اور بھی بتایا کہ میں ملائکہ سے بات چیت کرتا ہوں۔ لہسن اور پیاز کھا کر آنے والوں کو بطور زجر جو کچھ فرمایا۔ یہ اس لئے نہ تھا کہ یہ بھی مسجد میں نہ آنے کا ایک عذر ہے بلکہ یہ بطور عقوبت تھا۔ دوسری صحیح احادیث میں آچکا ہے کہ اگر پکا کر ان کی بدبو زائل کردی جائے تو ان کے کھانے میں حرج نہیں ہے جن سبزیوں کو کھانے سے حضور نے گریز فرمایا تھا شاید وہ نیم پختہ تھیں' یہ تمہیں معلوم ہو چکا کہ ان میں لہسن اور پیاز شامل تھا یا نہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا النَّجِيبِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّومُ وَالْبَصَلُ وَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَشَدُّ ذَلِكَ كُلِّهِ الثُّومُ أَفَتُحَرِّمُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوهُ وَمَنْ أَكَلَهُ مِنْكُمْ فَلَا يَقْرَبْ هَذَا الْمَسْجِدَ حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهُ مِنْهُ.

ترجمہ: ابو سعیدؓ خدری نے بیان کیا رسول اللہ کے پاس لہسن اور پیاز کا ذکر ہوا تو کسی نے کہا کہ شدید تر چیز لہسن ہے۔ کیا آپ اسے حرام ٹھہراتے ہیں؟ تو نبی نے فرمایا تم اسے کھاؤ اور جو اسے کھائیں وہ اس وقت تک اس مسجد میں نہ آئے جب تک کہ اس کی بدبو نہ جاتی رہے۔

شرح: یعنی لہسن حرام نہیں صرف اس کی بدبو کراہت ہے۔ اگر طور سے بدبو کو مار دیا جائے تو پھر سب ٹھیک ہے اسی طرح جس کے منہ سے کسی قسم کی بدبو کی عارضے یا بیماری یا اور سبب سے آتی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ حقے اور سگریٹ کی بدبو کا بھی یہی حکم ہے۔ مسجد میں آنے سے اس لئے منع فرمایا کہ نمازی اذیت نہ پائیں اور اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور تلاوت قرآنی وغیرہ کا حکم بھی اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَظُنُّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَمَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيثَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ثَلَاثًا.

ترجمہ: حذیفہؓ سے مروی ہے اور گمان یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا "جس نے قبلہ کی طرف تھوکا تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان ہوگا۔ اور جو اس خبیث سبزی میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ بھٹکے۔ تین بار فرمایا۔

شرح: اس حدیث سے واضح ہوا کہ وہ فعل جو احترام و اکرام قبلہ کے خلاف ہو ناجائز ہے۔ مثلاً تھوکنا' رفع حاجت یا طہارت کے وقت قبلہ رو ہونا یا اس طرف پشت کرنا اس طرف پاؤں پسارنا وغیرہ' خبیث سبزی سے مراد وہی لہسن یا پیاز ہے جو اوپر کی احادیث میں گزرا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسَاجِدَ.

ترجمہ: ابن عمرؓ نے روایت کی کہ نبی نے فرمایا کہ جس شخص نے اس پودے سے کھایا وہ مسجدوں کے قریب نہ آئے (یعنی اس باب میں سب مسجدوں کا حکم ایک جیسا ہے کہ کسی کی تخصیص نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ أَكَلْتُ ثُومًا فَأَتَيْتُ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُبِقْتُ بِرَكْعَةٍ فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِيحَ الثُّومِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا حَتَّى يَذْهَبَ رِيحُهَا أَوْ رِيحُهُ فَلَمَّا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ جِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ لَتُعْطِيَنِّي يَدَكَ قَالَ فَأَدْخَلْتُ يَدَهُ فِي كُمِّ قَمِيصِي إِلَى صَدْرِي فَإِذَا أَنَا مَعْصُوبُ الصَّدْرِ قَالَ إِنَّ لَكَ عُذْرًا.

ترجمہ: مغیرہؓ بن شعبہ نے کہا کہ میں نے لہسن کھایا پھر رسول اللہ کی مسجد میں آیا اور ایک رکعت نماز ہو چکی پس جب میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ نے لہسن کی بدبو محسوس فرمائی۔ جب حضور نے نماز ختم کی تو فرمایا "جو شخص اس پودے کو کھائے تو وہ اس وقت تک ہمارے قریب نہ آئے جب تک اس کی بدبو (یعنی پودے کی یا خود اس شخص کی) نہ زائل ہو۔ پس جب میں نے نماز

ختم کی تو رسول اللہ کے پاس گیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ذرا اپنا ہاتھ دیجئے، پس میں نے آپ کا ہاتھ اپنی قمیض کی آستین سے سینے تک داخل کیا۔ آپ نے دیکھا کہ میرا سینہ بندھا ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا "تو تو معذور ہے۔

شرح: یعنی کسی بیماری مثلاً دل کی دھڑکن یا درد وغیرہ کے باعث سینے پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ اور لہسن بطور علاج کھایا تھا مگر اصل حکم پھر بھی باقی رہا کہ جب تک بدبو زائل نہ ہو جائے تو مسجد میں داخل نہ ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ شرعی طور پر ان سبزیوں کا استعمال حرام نہیں ہے۔ کراہت صرف بدبو کے سبب سے ہے۔ اگر کسی طرح زائل کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَيْسَرَةَ يَعْنِي الْعَطَّارَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ وَقَالَ مَنْ أَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْخًا قَالَ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ.

ترجمہ: قرہ بن ایاس سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ان پودوں (لہسن اور پیاز) سے منع فرمایا اور فرمایا "کہ جو انہیں کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے، اور فرمایا کہ اگر تمہیں ضرور کھانا ہو تو انہیں پکا کر (بدبو) مار ڈالو، یعنی پیاز اور لہسن۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ أَبُو وَكِيعٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامِ قَالَ نُهِيَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا قَالَ أَبُو دَاوُد شَرِيكُ بْنُ حَنْبَلٍ.

ترجمہ: حضرت علیؓ نے کہا کہ لہسن کو کچا کھانے سے منع فرمایا گیا (ترمذی) ابوداؤد نے کہا کہ شریک راوی شریک بن حنبل ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ح و حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي زِيَادٍ خِيَارِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ الْبَصَلِ فَقَالَتْ إِنَّ آخِرَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيهِ بَصَلٌ.

ترجمہ: خیار بن سلمہ نے حضرت عائشہؓ سے پیاز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نے آخری کھانا جو تناول فرمایا تھا اس میں پیاز شامل تھا (یعنی پختہ جس میں بدبو بالکل نہ تھی) (نسائی)۔

بَابٌ فِي التَّمْرِ (کھجور کا باب ۴۱)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ الْأَعْوَرِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيرٍ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ هَذِهِ إِدَامُ هَذِهِ.

ترجمہ: یوسف بن عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ نے۔ جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس پر ایک کھجور رکھی تو فرمایا "یہ اس کا سالن ہے (ترمذی) یعنی کھجور کو روٹی کے ساتھ بطور سالن کھایا جا سکتا ہے۔ عبداللہؓ بن سلام کا بیٹا یوسفؓ بقول بخاری صحابی تھا۔ ابو حاتم رازی نے کہا کہ اس کی حضور سے روایت بھی ثابت ہے۔

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي هِشَامُ

بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ.

ترجمه: حضرت عائشہؓ نے فرمایا "جس گھر میں کھجور نہیں اس گھر والے بھوکے ہیں (مسلم ترمذی ابن ماجہ)۔

شرح: مدینہ منورہ اور دوسرے تمام ایسے شہر یا علاقے جہاں کے باشندوں کی غالب خوراک کھجور ہو یہ ارشاد ان کے متعلق ہے۔ اس طرح جس علاقے کی غالب خوراک مثلاً گندم یا چاول ہوں تو ان اشیاء کی عدم موجودگی مفلسی کی علامت ہے۔ عربوں کے ہاں کھجور کے ذخیرہ محفوظ رہتے تھے اور سال بھر وہ زیادہ تر یہی کھاتے تھے۔

بَاب فِي تَفْتِيشِ التَّمْرِ الْمُسَوَّسِ عِنْدَ الْأَكْلِ

(کھجور کھاتے وقت دیکھ بھال کا باب ۴۲)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ أَبُو قُتَيْبَةَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ.

ترجمه: انسؓ بن مالک نے کہا کہ نبی کے پاس پرانی کھجوریں لائی گئی تو آپ اس کی غور سے تفتیش فرمانے لگے تا کہ اس میں کیڑا (اگر ہو تو) نکالیں (ابن ماجہ) پرانے پھل میں بعض دفعہ کیڑا لگ جاتا ہے۔ جب غلبہ ظن ہو تو اسکا کھانا جائز نہیں کیونکہ "ویحرم علیھم الخبائث" کی رو سے وہ کیڑا خبیث ہے۔ ہاں! اگر صرف خیال ہو کہ شاید کیڑا ہو گا تو دیکھ بھال کے بعد کھانا جائز ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيهِ دُودٌ فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

ترجمه: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہؓ نے کہا کہ نبی کے پاس کھجور لائی جاتی جس میں کیڑا ہو تا الخ پھر اس نے اوپر کی حدیث کی طرح بیان کیا (یہ حدیث مرسل ہے)

بَاب الْإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ عِنْدَ الْأَكْلِ

(کھاتے وقت کھجوریں باہم ملانے کا باب ۴۳)

حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَكَ.

ترجمه: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے اپنے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا (یعنی ایک ایک کے بجائے مثلاً دو دو کھانا شروع کردے تو یہ حرص اور حق تلفی پر دلالت کرتا ہے طبرانی کی بعض اور احادیث کی بناء پر یہ حکم اس وقت ہے جبکہ کھجور کی قلت ہو یا دوسرے ساتھی اسے ناپسند کریں) (بخاری، مسلم ترمذی ابن ماجہ)۔

بَاب فِي الْجَمْعِ بَيْنَ لَوْنَيْنِ فِي الْأَكْلِ

(دو قسم کی چیزیں کھانے جمع کرنے کا باب ٤٤)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

ترجمه: عبداللہ بن جعفرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ککڑی کو تازہ تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے۔(بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث سے بقدر ضرورت اور بتقاضائے موقع و محل ایک سے زیادہ چیزیں کھانے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ نُصَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُولُ نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هَذَا وَبَرْدَ هَذَا بِحَرِّ هَذَا.

ترجمه: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ خربوزے کو کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم اس کی گرمی کو اس کی ٹھنڈک سے اور اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کے ساتھ کم کرتے ہیں۔(ترمذی، نسائی) گرم سے مراد کھجور اور سرد سے مراد خربوزہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مَزْيَدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَتَمْرًا وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ.

ترجمه: عبداللہؓ بن بسر سلمی اور عطیہ بن بسر سلمی نے کہا کہ رسول اللہ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے مکھن اور کھجور پیش کی اور آپ مکھن اور کھجور کو پسند فرماتے تھے (یعنی دونوں کو ملا کر کھانا پسند تھا، ابن ماجہ)۔

بَاب الْأَكْلِ فِي آنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ

(اہل کتاب کے برتن استعمال کرنے کا باب ٤٥)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَإِسْمَعِيلُ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصِيبُ مِنْ آنِيَةِ الْمُشْرِكِينَ وَأَسْقِيَتِهِمْ فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا فَلَا يَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ.

ترجمه: جابرؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے تو مشرکوں کے برتن اور مشکیں مال غنیمت میں پاتے اور ان سے کام لیتے تھے۔ رسول اللہ اس پر کسی سے کچھ نہ کہتے تھے (اس کی وضاحت اگلی حدیث میں آتی ہے)۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللَّهِ مُسْلِمِ بْنِ مِشْكَمٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا نُجَاوِرُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُونَ فِي قُدُورِهِمْ الْخِنْزِيرَ وَيَشْرَبُونَ فِي آنِيَتِهِمْ الْخَمْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَكُلُوا فِيهَا وَاشْرَبُوا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا غَيْرَهَا فَارْحَضُوهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا.

ترجمه: ابو ثعلبہؓ خشنی نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ ہم اہل کتاب پر گزرتے ہیں (یاان کے پاس رہتے ہیں یاان کے مہمان ہوتے ہیں) اور وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے ہیں اور برتوں میں شراب پیتے ہیں۔ پس رسول اللہ نے فرمایا "اگر تم اور برتن پاؤ تو ان میں کھاؤ پیو۔ اور اگر اور برتن نہ ملیں تو انہیں پانی سے صاف کرلو اوران میں کھاؤ پیو (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)۔

شرح: مطلب یہ ہوا کہ جب معلوم ہو کہ مشرک ان برتنوں میں خنزیر پکاتے اور شراب پیتے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ اور برتن استعمال کئے جائیں اور مشرکوں کے برتنوں کو استعمال نہ کیا جائے اگر برتن ملنے ممکن نہ ہوں تو پھر پاک صاف کرنے کے بعد انہی کو استعمال میں لایا جاسکتا ہے جہاں تک ان کپڑوں اور پانی کا سوال ہے تو اگر وہ کوئی ایسی قوم ہے جو غلاظتوں سے پرہیز نہ کرتی یا ان کی عادت ہو کہ پیشاب استعمال کرتے ہوں ہندو لوگ گائے کا پیشاب استعمال کرتے ہیں اور مقدس جانتے ہیں انکا استعمال ناجائز بصورت دیگر جائز ہے (خطابی)۔

بَابٌ فِي دَوَابِّ الْبَحْرِ (سمندر کے جانوروں کا باب ٤٦)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّرَ عَلَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ نَتَلَقَّى عِيرًا لِقُرَيْشٍ وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِنْ تَمْرٍ لَمْ نَجِدْ لَهُ غَيْرَهُ فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ يُعْطِينَا تَمْرَةً تَمْرَةً كُنَّا نَمُصُّهَا كَمَا يَمُصُّ الصَّبِيُّ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهَا مِنْ الْمَاءِ فَتَكْفِينَا يَوْمَنَا إِلَى اللَّيْلِ وَكُنَّا نَضْرِبُ بِعِصِيِّنَا الْخَبَطَ ثُمَّ نَبُلُّهُ بِالْمَاءِ فَنَأْكُلُهُ وَانْطَلَقْنَا عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَرُفِعَ لَنَا كَهَيْئَةِ الْكَثِيبِ الضَّخْمِ فَأَتَيْنَاهُ فَإِذَا هُوَ دَابَّةٌ تُدْعَى الْعَنْبَرَ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ مَيْتَةٌ وَلَا تَحِلُّ لَنَا ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ فَكُلُوا فَأَقَمْنَا عَلَيْهِ شَهْرًا وَنَحْنُ ثَلَاثُ مِائَةٍ حَتَّى سَمِنَّا فَلَمَّا قَدِمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ هُوَ رِزْقٌ أَخْرَجَهُ اللَّهُ لَكُمْ فَهَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ فَتُطْعِمُونَا مِنْهُ فَأَرْسَلْنَا مِنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ.

ترجمه: جابرؓ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ نے بھیجا اور ہم پر ابو عبیدہؓ بن الجراح کو امیر بنایا تاکہ ہم قریش کے قافلے کو حاصل کریں اور ہمیں ایک بوری کھجوریں بطور زادِ راہ دیں' اس کے سوا ہمیں کچھ نہ ملا پس ابو عبیدہؓ ہم کو ایک ایک کھجور دیتا تھا۔ ہم اسے بچوں کی طرح چوس لیتے تھے اور پھر پانی پی لیتے تھے۔ وہی ہمیں دن بھر کے لئے کافی ہو جاتی تھی اور ہم اپنے ڈنڈوں کے ساتھ درختوں کے پتے جھاڑتے تھے پھر انہیں پانی میں تر کرتے اور کھا لیتے تھے اور ہم ساحل سمندر پر گئے تو ہمارے سامنے ایک فخیم ٹیلے کی مانند ایک سمندری جانور بلند ہوا۔ ہم وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ ایک جانور تھا جسے عنبر کہتے ہیں (یہ ایک عظیم مچھلی ہوتی ہے) ابو عبیدہؓ نے کہا کہ یہ مردار ہے اور ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ پھر کہا' بلکہ نہیں ہم رسول اللہ کے فرستادہ ہیں اور خدا کی راہ میں جارہے ہیں۔ اور تمہاری حالت اضطرار کی

ہے اسے کھالو پس ہم تین سو آدمی ایک ماہ تک اس پر گزارہ کرتے رہے حتیٰ کہ ہم موٹے تازے ہو گئے۔ پھر جب ہم رسول اللہ کے پاس واپس آئے تو ہم نے آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نکالا تھا کیا تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے جو ہمیں بھی کھلاؤ؟ پس ہم نے اس میں سے رسول اللہ کو بھیجا تو آپ نے کھایا۔ (مسلم' نسائی)

شرح: اس سے قبل گزر چکا ہے کہ جس مچھلی کو سمندر کی لہریں ساحل پر پھینک دیں اور وہ مر جائے وہ حلال ہے۔ اس وقت تک شاید یہ حکم نہ ملا تھا ورنہ اتنی بڑی جماعت میں سے کسی نہ کسی کو ضرور معلوم ہوتا۔ پھر انہوں نے اجتہاد سے کام لیا اور وجوہ نکلیں ایک یہ وہ مجبور تھے۔ دوسری یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں پیغمبر کے بھیجے ہوئے گئے تھے۔ ورنہ اگر صرف اضطرار کو پیش نظر رکھا جائے تو صرف بقدر سدر مق ہی کھانا جائز ہوتا لیکن انہوں نے سیر ہو کر کھایا اور خوب موٹے تازے ہو گئے۔ عنبر ایک سمندری مچھلی ہے جو ویل کی طرح بہت بڑی جسامت رکھتی ہے اور اس میں سے یہ عنبر نکلتا ہے۔ جو ایک نہایت خوشبودار مادہ ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ (چوہا اگر گھی میں گر جائے کا باب ۴۷)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلْقُوا مَا حَوْلَهَا وَكُلُوا.

ترجمہ: میمونہؓ ام المومنین نے فرمایا کہ ایک چوہا گھی میں گر گیا تو رسول اللہ کو بتایا گیا فرمایا "اس کے ارد گرد کو پھینک دو اور گھی کھالو (بخاری' ترمذی' نسائی) نسائی کی ایک روایت میں ہے "کہ گھی جما ہوا تھا۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ وہ گر کر مر گیا تھا۔ اگلی حدیث میں وضاحت ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَاللَّفْظُ لِلْحَسَنِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ فَإِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ قَالَ الْحَسَنُ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَرُبَّمَا حَدَّثَ بِهِ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جب چوہا گھی میں گر جائے تو اگر گھی جما ہوا ہو تو چوہا اور اس کا ارد گرد پھینک دو اور اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو اس کے قریب مت جاؤ۔ (ترمذی) نے اسے تعلیقاً ذکر کیا ہے اور غیر محفوظ ٹھہرایا) اس حدیث کی دوسری سند میں ترمذی کی روایت عبید اللہ بن عبداللہ عن ابن عباسؓ عن میمونہؓ عن النبی ہے۔

شرح: مولانا نے فرمایا کہ اس حدیث سے ایک فقہی مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ جب نجاست کے وقوع کا وقت معلوم نہ ہو تو یوں سمجھا جائے گا کہ وہ ابھی گرا ہے۔ کیونکہ یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ چوہا جب گرا تھا تو جما ہوا تھا یا پگھلا ہوا یا بین بین تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بُوذَوَيْهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ.

ترجمہ: اس حدیث کی ایک اور سند حدیث کا مضمون وہی اوپر والا ہے' اور یہ روایت میمونہؓ کی ہے۔

بَابٌ فِي الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ

(باب ۴۸ جب کھانے میں مکھی گر جائے)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَامْقُلُوهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ.

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گرے تو اسے ڈبوؤ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے پر میں شفاء ہے اور وہ اس پر کو ڈبو کر بچنا چاہتی ہے جس میں بیماری ہے۔ پس اس ساری کو ڈبودو (بخاری' ابن ماجہ' نسائی اور ابن ماجہ نے اسے ابو سعیدؓ خدری کی روایت سے بھی بیان کیا ہے)

شرح: جدید طبی تحقیق سے یہ بات برحق ثابت ہوگئی ہے۔ بظاہر اس حدیث میں بیماری اور شفاء حقیقت پر ہی محمول ہیں اور اس کے کئی اور شواہد بھی موجود ہیں۔ مثلاً شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے۔ مگر اس کے ڈنک میں زہر ہے۔ مکھی کے گرنے بلکہ مر جانے سے بھی کھانا پانی نجس نہیں ہوتا۔ ہر وہ کیڑا مکوڑا جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو اس کا یہی حکم ہے مثلاً زنبور' پتنگا' مچھر وغیرہ۔

بَابٌ فِي اللُّقْمَةِ تَسْقُطُ (گر جانے والے لقمے کا باب ۴۹)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ وَقَالَ إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الصَّحْفَةَ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ.

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب کھانا کھاتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے اور حضور نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے لگی ہوئی چیز کو دور کر دے اور اسے کھالے۔ اور شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے' اور آپ نے ہمیں حکم دیا کہ برتن کو صاف کریں اور فرمایا کہ تم میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ کون سے کھانے میں برکت ہے (مسلم' ترمذی' نسائی)

شرح: مولانا محمد یحییٰ نے فرمایا کہ کھانے کے تین حصے ہوئے۔ ایک وہ جو کھا گیا' دوسرا وہ جو انگلیوں سے چمٹ گیا' تیسرا وہ جو برتن کے ساتھ لگا رہا۔ پس چونکہ معلوم نہیں کہ برکت کس جز میں ہے لہذا ان تینوں کو استعمال کرو۔

بَابٌ فِي الْخَادِمِ يَأْكُلُ مَعَ الْمَوْلَى (خادم کے آقا کے ساتھ کھانے کا باب ۵۰)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامًا ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ وَقَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوهًا فَلْيَضَعْ فِي يَدِهِ مِنْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ.

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے اور پھر اسے لے کر آئے اور وہ اس کی گرمی اور دھواں برداشت کر چکا تھا۔ پس اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے' اگر کھانا نہ ہو تو اس کے ہاتھ پر ایک یا دو لقمے رکھ دے۔ (مسلم) یہ حکم شفقت وانصاف اور حسن سلوک کی ایک اعلیٰ مثال پیش کرتا ہے۔

بَاب فِي الْمِنْدِيلِ (باب ۵۱ رومال کے بارے میں)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحَنَّ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا.

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھا چکے تو انگلیاں چاٹنے چٹوانے سے پہلے رومال کے ساتھ بالکل نہ پونچھے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی) مسلم کی ایک حدیث اسی مضمون کی جابرؓ سے بھی مروی ہے۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا.

ترجمہ: کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور انگلیاں منہ سے صاف کئے بغیر رومال استعمال نہ فرماتے تھے۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

بَاب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا طَعِمَ (باب ۵۲ کھانے کے بعد کہا)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رُفِعَتْ الْمَائِدَةُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.

ترجمہ: ابوامامہؓ نے کہا کہ جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے "تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ بہت تعریف' پاکیزہ' بابرکت تعریف۔ اللہ کافی ہے اور ہر کفایت سے بے نیاز ہے اس سے دعاء ترک نہیں کی جاسکتی' نہ اس سے استغناء ہو سکتا ہے۔ اے ہمارے رب" (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

شرح: یعنی کھلانے والا' کفایت کرنے والا بلند اور پاکیزہ تعریفوں والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسے کسی کفایت کی حاجت نہیں' نہ اس سے کسی کو دعاء ترک کرنے کی یا استغناء کی جرات ہے۔ یعنی وہ متروک نہیں ہو سکتا۔ بندہ ہر وقت اس کا محتاج اور اسی سے دعاؤں کا حاجت مند ہے۔ وہی قادر ذوالجلال ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْوَاسِطِيِّ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيهِ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ.

ترجمہ: ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے "تعریف اسی اللہ ہی کی ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا" (ترمذی، نسائی)۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.

ترجمہ: ابوایوب انصاریؓ نے کہا کہ رسول اللہ جب کھاتے پیتے تو فرماتے "تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے کھلایا پلایا اور خوش گوار بنایا اور اس کے لئے نکلنے کی راہ بنائی (نسائی) کھانے سے گزارنا اور پھر فضلہ باہر نکالنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

بَاب فِي غَسْلِ الْيَدِ مِنْ الطَّعَامِ

(کھا کر ہاتھ دھونے کا باب ۵۳)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ وَلَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جو شخص سو گیا اور اس کے ہاتھ میں گوشت کی چکناہٹ اور خوشبو ہو اور اس نے نہ دھویا ہو، پھر اسے کسی موذی چیز نے آلیا تو وہ اپنے سوا اور کسی اور کو ہرگز ملامت نہ کرے (ابن ماجہ، ترمذی) کیونکہ چکناہٹ پر چیونٹیاں کیڑے مکوڑے اور زہریلے جانور آکر اسے نقصان پہنچائیں گے۔ یہ اس کی بے احتیاطی کا نتیجہ ہوگا۔

بَاب مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّ الطَّعَامِ إِذَا أُكِلَ عِنْدَهُ

(جس کے پاس کھانا کھائے اس کے لئے دعا کا باب ٥٤)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَنَعَ أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ التَّيِّهَانِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَلَمَّا فَرَغُوا قَالَ أَثِيبُوا أَخَاكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِثَابَتُهُ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا دُخِلَ بَيْتُهُ فَأُكِلَ طَعَامُهُ وَشُرِبَ شَرَابُهُ فَدَعَوْا لَهُ فَذَلِكَ إِثَابَتُهُ.

ترجمہ: جابر بنؓ عبداللہ نے کہا کہ ابوالہیثم بن التیہان نے نبی کے لئے کھانا تیار کرایا۔ پھر اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو بلایا۔ جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضور نے فرمایا "اپنے بھائی کو بدلہ دو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ بدلہ کیا ہے؟ فرمایا "جب کسی کے گھر جائیں، اس کا کھانا کھائیں اور اس کا پانی پئیں پھر اس کے لئے دعا کریں تو یہ اس کی جزاء ہے۔

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ.

ترجمه: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی سعد بن عبادہؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ پس وہ روٹی اور روغن زیتون لایا اور حضور نے کھانا کھایا۔ پھر نبی نے فرمایا "تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا اور تمہارا کھانا نیکوں نے کھایا اور فرشتوں نے تم پر رحمت کی دعا کی۔

بَابٌ فِي تَمْرَةِ الْعَجْوَةِ (عجوہ کھجور کا باب ۵۵)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ

ترجمه: ابو الدرداءؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا اتاری اور ہر بیماری کی دوا بنائی۔ پس تم دوا استعمال کیا کرو لیکن حرام کے ساتھ علاج مت کرو۔ (مولاناؒ نے فرمایا کہ عنوان اور حدیث کتاب الطب میں بھی آئے گی۔ ابوداؤد کے بہت سے نسخے میں یہ حدیث یہاں موجود نہیں ہے)۔

بَابُ مَالَمْ يُذْكَرْ تَحْرِيمُهُ

(باب ۵٦ جن چیزوں کی تحریم مذکور نہیں)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ صَبِيحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ شَرِيكٍ الْمَكِيَّ عَنْ عَمْرِوبْنِ دِينَارٍ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَاْكُلُوْنَ اَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ اَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ كِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَا اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا قُلْ لَا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

ترجمه: ابن عباسؓ نے کہا کہ اہل جاہلیت کچھ چیزیں کھاتے اور بعض کو ناپسند کر کے ترک کر دیتے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجا اور اپنی کتاب اتاری اور اپنے حلال کو حلال اور حرام کو حرام ٹھہرایا۔ پس جو اس نے حلال کیا۔ وہی حلال ہے اور جو کچھ اس نے حرام فرمایا وہ حرام ہے۔ اور جس سے وہ خاموش رہا وہ معاف ہے اور ابن عباسؓ نے یہ آیت پڑھی کہو کہ میں اپنی کتاب میں کوئی حرام چیز کسی کھانے والے کے لئے نہیں پاتا مگر الخ۔ سورۃ الانعام۔ ۱٤٥ (اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جن چیزوں کو رسول اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ وہ حرام نہیں ہیں۔ وحی سے مراد دونوں قسم کی وحی ہے۔ یعنی کتاب بھی اور سنت وحدیث بھی)۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنِيْ عَامِرٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصُّلْتِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ اَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهٖ فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ

عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُوْنٌ مُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ اَهْلُهُ اَنَّا حُدِّثْنَا اَنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُدَاوِيْهِ فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَاَعْطَوْنِيْ مِائَةَ شَاةٍ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ هَلْ اِلَّا هٰذَا وَقَالَ مُسَدَّدٌ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هٰذَا قُلْتُ لَا قَالَ خُذْهَا فَلَعَمْرِيْ مَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ.

ترجمہ: خارجہ بن الصلت تمیمی کا چچا رسول اللہ کے پاس گیا اور اسلام قبول کیا۔ پھر واپسی پر وہ ایک قوم کے پاس گزرا جن کے پاس ایک مجنون شخص تھا جو لوہے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارا دوست (نبی) خیر لے کر آیا ہے۔ سو کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جس کے ساتھ تو اس کا علاج کرے جو وہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا پس انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ پھر میں رسول اللہ کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا" فرمایا کیا تو نے سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ اور بھی پڑھا تھا؟ مسدد راوی نے ایک جگہ کہا کہ " تو نے اس کے سوا بھی کچھ کہا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ بکریاں لے لو' واللہ اور لوگ باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں اور تو نے برحق جھاڑ پھونک سے کھایا ہے (اس لئے یہ تیرے لئے حلال ہے)۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا اَبِيْ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ قَالَ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَعْطَوْهُ شَاءً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ مُسَدَّدٍ اٰخِرَ كِتَابِ الْاَطْعِمَةِ.

ترجمہ: خارجہ بن الصلت کے چچا نے کہا کہ وہ عرب کے ایک قبیلے پر گزرا' انہوں نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس زنجیروں میں جکڑا ہوا ایک مجنون ہے پس میں نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور اسے فاتحۃ الکتاب کا دم کیا۔ تین دن تک صبح وشام کرتا رہا۔ جب بھی سورۃ فاتحہ کو ختم کرتا تو اپنا لعاب جمع کر کے اس پر پھینکتا۔ پس اس کا یہ حال ہوا کہ گویا اسے قید سے کھول دیا گیا ہو۔ پس انہوں نے اسے بکریاں دیں۔ پھر وہ نبی کے پاس گیا۔ الخ پھر راوی نے مسدد کی حدیث کی مانند بیان کیا یعنی گذشتہ حدیث کی طرح۔ خیر المعبود شرح سنن ابوداؤد۔ کتاب الاطعمہ تمام ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الطِّبِّ

(جو ۲٤ ابواب اور ۷۱ حدیثوں پر مشتمل ہے)

کھانا پینا کبھی مرض کا سبب بن جاتا ہے اس لئے کھانے پینے کا ذکر کے بعد کتاب الطب کا ذکر فرمایا

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَتَدَاوَى (دوا کرنیوالے آدمی کا باب ۱)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمْ الطَّيْرُ فَسَلَّمْتُ ثُمَّ قَعَدْتُ فَجَاءَ الْأَعْرَابُ مِنْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَتَدَاوَى فَقَالَ تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ

ترجمہ: اسامہؓ بن شریک نے کہا کہ میں نبی کے پاس آیا تو آپ کے اصحاب یوں باادب بیٹھے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ پس میں نے سلام کہا پھر بیٹھ گیا۔ اعراب ادھر ادھر سے آئے اور بولے "یارسول اللہ کیا ہم دوائیں استعمال کریں؟ حضور نے فرمایا" دوا استعمال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیماری کے سوا ہر بیماری کی دوا رکھی ہے اور وہ ہے بڑھاپا۔ (ترمذی) ابن ماجہ) بڑھاپے کو بیماری اس لئے فرمایا کہ اس کے بعد موت آتی ہے جیسے کہ بیماری کے بعد موت آجاتی ہے۔ از روئے اصول یہ امر رخصت کے لئے ہے گو بعض نے اسے استحباب کے لئے بھی کہا ہے۔ بیان جواز کے لئے حضور نے خود بھی دوائیں استعمال فرمائی ہیں۔ اگر کوئی آدمی دوا کا استعمال کرتے وقت اتباع سنت کا ارادہ کرے تو ان شاء اللہ اسے اجر ملے گا۔

بَابٌ فِي الْحِمْيَةِ (پرہیز کا باب ۲)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَأَبُو عَامِرٍ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي عَامِرٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنْ أُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام وَعَلِيٌّ نَاقِهٌ وَلَنَا دَوَالِي مُعَلَّقَةٌ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَلِيٍّ مَهْ إِنَّكَ نَاقِهٌ حَتَّى كَفَّ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَتْ وَصَنَعْتُ شَعِيرًا وَسِلْقًا فَجِئْتُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَصِبْ مِنْ هَذَا فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ

ترجمہ: ام المنذرؓ بنت قیس انصاریہ نے کہا کہ رسول اللہ میرے ہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ علیؓ بھی تھے اور علیؓ کو بیماری کی نقاہت تھی اور ہمارے ہاں کھجور کے گچھے لٹکے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ اٹھ کر کھانے لگے اور علیؓ بھی کھانے کو

اٹھے۔ رسول اللہ نے علیؓ سے فرمایا کہ رک جاؤ تم کمزور ہو۔ حتیٰ کہ علیؓ رک گئے۔ ام المنذرؓ نے کہا کہ میں نے جو اور چوقندر بنائے اور اسے خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا علیؓ! اس میں سے کھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لئے زیادہ مفید ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث سے پرہیز کی ضرورت ثابت ہوئی اور طب اور طبیب کا مقام بھی۔ نیز یہ طبی نقطہ نگاہ سے نافع اشیاء کو استعمال کرنا اور کو ترک کرنا لازم ہے۔ یہ چیز توکل علی اللہ کے خلاف نہیں ہے۔

بَاب فِي الْحِجَامَةِ (حجامت کا باب ۳)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ خَيْرٌ فَالْحِجَامَةُ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا! اگر تمہارے علاجوں میں سے کسی میں کوئی خیر ہے۔ تو وہ حجامت ہے۔ (ابن ماجہ' بخاری عن جابر' مسلم باختلاف الفاظ) صحیحین کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے اس کے الفاظ ہیں اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر ہے تو وہ سینگی لگانے والے کے اوزار میں ہے۔

شرح: حجامت سے مراد پچھنے لگا کر خون نکالنا ہے۔ حضور نے یہ علاج بارہا کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي حَدَّثَنَا فَائِدٌ مَوْلَى عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ مَوْلَاهُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمَى خَادِمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ احْتَجِمْ وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ اخْضِبْهُمَا

ترجمہ: سول اللہ کی خادمہ سلمیٰؓ نے کہا کہ رسول اللہ کے سامنے جو بھی سر درد کی شکایت کرتا' آپ فرماتے "پچھنے لگواؤ اور جو کوئی پاؤں کے درد کی شکایت کرتا تو فرماتے "ان پر مہندی لگاؤ (ترمذی' ابن ماجہ) سلمیٰؓ رسول اللہ کی پھوپھی صفیہؓ کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔

بَاب فِي مَوْضِعِ الْحِجَامَةِ (حجامت کی جگہ کا باب ٤)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ قَالَ كَثِيرٌ إِنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هَذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوَى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ

ترجمہ: ابو کبشہ انصاری نے ثوبانؓ کو بتایا کہ نبی اپنے سر کی چوٹی پر اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ جس نے یہ خون نکلوا دیئے اگر کسی چیز کا کسی سے علاج نہ کرے تو بھی مضر نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ ثَلَاثًا فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ قَالَ مَعْمَرٌ احْتَجَمْتُ فَذَهَبَ عَقْلِي حَتَّى كُنْتُ أُلَقَّنُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ فِي صَلَاتِي وَكَانَ احْتَجَمَ عَلَى هَامَتِهِ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی نے تین بار گردن کے پاس والی رگ میں اور کندھوں کے درمیان میں پچھنے لگوائے تھے۔ معمر نے کہا کہ میں نے پچھنے لگوائے تو میری عقل جاتی رہی حتی کہ نماز میں مجھے سورۃ فاتحہ کی بھی تلقین کی جاتی تھی اور معمر نے اپنے سر کی چوٹی پر پچھنے لگوائے تھے۔ (ترمذی ابن ماجہ) معمر کو شاید غلط مقام پر سینگی لگوائی گئی ہو گی یا مرض کی تشخیص میں غلطی ہو گی۔

بَابٌ مَتَى تُسْتَحَبُّ الْحِجَامَةُ (باب ۵ حجامت کب پسندیدہ ہے)

حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَحِيُّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے ۱۷ کو یا ۱۹ کو یا ۲۱ کو سینگی لگوائی تو وہ ہر بیماری کی شفاء ہو گی۔

شرح: فتح الودود میں ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مہینے کے ابتدا میں خون کا غلبہ ہوتا ہے اور آخر میں کمی ہو جاتی ہے لہذا ماہ کی درمیانی تاریخیں اس کے لئے بہتر ہیں۔ حجامت دراصل غلبہ دم کا علاج ہے ابن ارسلان نے کہا ہے کہ ہر بیماری سے مراد وہ امراض ہیں۔ جن کے باعث خون کا غلبہ ہو۔ اس حدیث کی بیان کردہ تاریخوں کے موافق و مناسب ہونے پر اطباء بھی متفق ہیں۔ عرب گرم ملک ہے' آب وہوا کی گرمی کا اثر طبائع پر ہوتا ہے لہذا بہت سے امراض غلبہ دم کے باعث ہوتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُبَيٍّ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ نبی نے ابی بنؓ کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا۔ جس نے اس کی ایک رگ کاٹی۔ (مسلم' ابن ماجہ) مسلم کی روایت میں ہے کہ پھر اس طبیب نے خون بند کرنے کے لئے داغ لگایا۔

بَابٌ فِي قَطْعِ الْعِرْقِ وَمَوْضِعِ الْحَجْمِ

(رگ کاٹنے اور حجامت کی جگہ کا باب ٦)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرَةَ بَكَّارُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَتْنِي عَمَّتِي كَبْشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ وَقَالَ غَيْرُ مُوسَى كَيِّسَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ أَبَاهَا كَانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عَنْ الْحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَزْعُمُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَرْقَأُ

ترجمہ: کیسہ بنت ابی بکرہؓ نے بتایا کہ میرا باپ اپنے گھر والوں کو منگل کے روز حجامت سے منع کرتا تھا اور رسول اللہ کی طرف سے بیان کرتا تھا کہ منگل کا دن خون کا دن ہے اور اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ خون نہیں تھمتا۔ (خون کا دن ہے یعنی غلبہ دم کا دن اور اس میں ممانعت کا باعث بن سکتی ہے)۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلَى وَرِكِهِ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے سرین پر حجامت کرائی ایک چوٹ کے باعث جو آپ کو آئی تھی۔

شرح: ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضور گھوڑے سے ایک کھجور کے تنے پر گر پڑے تھے جس کے باعث پاؤں میں موچ آگئی تھی اور حجامت کا سبب یہ واقعہ تھا۔ وثی ہڈی میں درد ہو ہڈی ٹوٹی ہوئی نہ ہو۔

بَابٌ فِي الْكَيِّ (داغنے کا باب ۷)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْكَيِّ فَاكْتَوَيْنَا فَمَا أَفْلَحْنَ وَلَا أَنْجَحْنَ قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَانَ يَسْمَعُ تَسْلِيمَ الْمَلَائِكَةِ فَلَمَّا اكْتَوَى انْقَطَعَ عَنْهُ فَلَمَّا تَرَكَ رَجَعَ إِلَيْهِ

ترجمہ: عمرانؓ بن حصین نے کہا کہ نبی نے داغ لگوانے سے منع فرمایا تھا۔ پس ہم نے داغ لگوایا تو ہمیں فلاح اور شفاء نہ ملی۔ (ترمذی، ابن ماجہ) لغات افلحن اصل میں افلحنا تھا الف کو تحقیقاً گرایا گیا یا جمع مونث۔

شرح: حسب ضرورت داغ لگوانا مباح ہے مگر عمرانؓ کو حضور نے اس لئے منع فرمایا تھا کہ انہیں ناسور (یا بواسیر) کی بیماری تھی اور ان کے لئے داغنے کا علاج خطرناک ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ وہ خود ہی کہہ بھی رہے ہیں۔ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ حضور نے سعدؓ بن معاذ کو ان کے ایک تیر کے زخم کے باعث داغ لگوایا تھا۔ آج کی دنیا میں جراحی کا فن بہت ترقی کر چکا ہے اور اس سلسلے میں نت نئے تجربات سامنے آرہے ہیں۔ ان احوال میں آج سے ڈیڑھ ہزار پہلے کے عرب معاشرے میں داغ لگا کر علاج کرنے پر حیرت نہیں ہو سکتی۔ حضرت عمرانؓ بن حصین کے متعلق ابوداؤد کہتے ہیں کہ وہ فرشتوں کا سلام سنا کرتے تھے۔ جب داغ لگوایا تو وہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور جب اسے چھوڑ دیا تو پھر پہلی صورت لوٹ آئی۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَى سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ مِنْ رَمِيَّتِهِ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے سعدؓ بن معاذ کو ان کے تیر سے لگے ہوئے زخم کے باعث داغ لگایا تھا (مسلم، ابن ماجہ) ان دونوں کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ داغ رسول اللہ نے خود لگایا تھا پھر جب ورم ہو گیا تو دوبارہ داغ لگایا تھا۔ مگر جیسا کہ عام طور پر معلوم تھا داغ لگانا آخری علاج سمجھا جاتا تھا۔ لہذا بالعموم اس سے پرہیز کرتے تھے اور صرف شدید ضرورت کے موقع پر بھی یہ اقدام کیا جاتا تھا۔ شفاء تو بہر حال اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اس لئے داغ ہو یا کوئی اور علاج اسے بذات خود کارگر سمجھ لینا عقیدہ توحید کے منافی ہے۔

بَابٌ فِي السَّعُوطِ (ناک میں دوا چڑھانے کا باب ۸)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَقَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَطَ

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ناک میں دوائی لی (بخاری، مسلم، ترمذی، باختلاف الفاظ) مولاناؒ نے فرمایا کہ ناک میں دوائی چڑھانا سعوط ہے۔ منہ کے درمیان میں وجور ہے اور منہ کے ایک طرف لینالدود ہے۔

بَابٌ فِي النُّشْرَةِ (نشرة کا باب ۹)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا عَقِيلُ بْنُ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ النُّشْرَةِ فَقَالَ هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ سے نشرہ کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا "وہ شیطانی کام ہے۔ (نشرہ) کی ترکیب کچھ جھاڑ پھونک اور ٹونے ٹوٹکے یا جادو کی مانند ہوتی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اسے جادو کا علاج سمجھا جاتا تھا۔ بخاری کتاب الادب میں ہے کہ حضور کو نشرہ کرانے کے متعلق کہا گیا تو آپ نے اس سے انکار فرمایا تھا تا کہ لوگ گمراہ نہ ہو جائیں۔ یہ بات تو واضح ہے کہ کتاب و سنت کے کلمات سے دم کرنا بالکل جائز ہے جیسا کہ حضور نے معوذتین پڑھ کر دم کیا تھا)۔

بَابٌ فِي التِّرْيَاقِ (تریاق کا باب ۱۰)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ يَزِيدَ الْمُعَافِرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ التَّنُوخِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَقَدْ رَخَّصَ فِيهِ قَوْمٌ يَعْنِي التِّرْيَاقَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ اگر میں نے ان تین میں سے کوئی کام کروں تو پھر اسکا مطلب یہ ہوگا کہ مجھے اپنے دین کی پرواہ نہیں ہے اگر میں تریاق ہوں یا تعویز لٹکاؤں یا اپنے جی سے شعر کہوں۔ ابوداؤد نے کہا کہ یہ بات نبی کے ساتھ تو خاص تھی اور کچھ لوگوں نے تریاق کی رخصت دی ہے۔

شرح: تریاق میں مختلف قسم کے سانپ کا گوشت استعمال ہوتا تھا جو حرام ہے۔ اس بناء پر حضور نے اس کے بارے میں یہ شدید لفظ استعمال فرمائے اگر تریاق میں کوئی حرام چیز استعمال نہ ہوئی ہو تو اسے استعمال کرنے میں حرج نہیں تمیمہ سے مراد وہ ٹھیکری یا منکہ وغیرہ ہے جسے دافع بلیات جان کر گلے میں ڈالتے تھے۔ یہ شرک وجہالت ہے۔ دافع بلیات اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کوئی نہیں اگر قرآنی آیات یا احادیث کے ساتھ تعوذ کیا جائے تو وہ اس میں داخل نہیں کیونکہ کلام اللہ سے استفادہ دراصل اللہ تعالیٰ سے استفادہ ہے۔ بعض غیر عربی زبان کے تعویذات یا سمجھ میں نہ آنے والے تعویذات وغیرہ کا یہی حکم ہے کہ وہ ناجائز ہیں جہاں تک شعر کا تعلق ہے۔ سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو شعر نہیں سکھایا اور یہ ان کی شان رفیع سے فروتر تھا۔ "وما علمناه الشعر وما ینبغی لہ۔ (یٰسین) حضرت مولانا گنگوہیؒ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حسن و قبح میں تریاق، تعویذ اور شعر امت کے حق میں برابر ہیں۔ ان میں سے جو چیز شرعاً جائز ہو گی وہ جائز ہے ورنہ ناجائز۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ

ترجمہ: ابی الدرداءؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا اتاری اور ہر بیماری کے لئے دوا بنائی پس تم دوا کا استعمال کرو مگر حرام چیزوں سے علاج مت کرو (منذری نے کہا ہے کہ اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش متکلم فیہ راوی ہے)۔

شرح: یہ بات تو بالکل واضح اور ظاہر و باہر ہے کہ مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ ہے اور کائنات کا نظام اسباب و مسببات پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ بیماری کا بھی خالق اور شفاء کا بھی بیماری کے اسباب اور شفاء اس کے ہاتھ میں ہے۔ جو شخص حصول شفاء کے لئے دوا استعمال کرتا ہے۔ وہ توکل و تقدیر کے دائرے سے باہر نہیں ہے۔ بیماری کے اسباب کا ازالہ کر دیا جائے تو وہ باذن اللہ تعالیٰ رفع ہو جائے گی۔ بعض دفعہ انسانی کوشش کے بغیر محض حکمت خداوندی سے ہی رفع ہو جاتی ہے۔ جس کے سبب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہو گا۔ مولاناؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں جو حرام اشیاء سے علاج کرنے کو منع فرمایا گیا ہے اس میں دلائل شرع سے کچھ کلام ہے۔ امام احمد کے نزدیک کسی چیز سے علاج جائز نہیں۔ لیکن حنفیہ کے ہاں صحیح یہ ہے کہ مسکر کے علاوہ ہر چیز کو بطور تداوی و علاج استعمال کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل صحیحین کی حدیث ہے۔ جس میں حضور نے عرنیین کو اونٹوں کا پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔ حدیث زیر نظر سے مراد یہ ہے کہ جب تک حلال سے علاج ممکن ہو حرام کی طرف نہ بڑھایا جائے کیونکہ اس صورت میں حرام کا استعمال بے ضرورت ہو گا۔ بیہقی نے بھی کہا ہے کہ ان حدیثوں سے مراد یہی ہے کہ مسکر سے علاج نہ ہو اور بلا ضرورت حرام شے کو بطور دوا استعمال نہ کیا جائے۔ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ جن چیزوں کا کھانا حرام ہے انہیں ماکولات میں داخل کرنا ناجائز ہے اور جن چیزوں کی حرمت مطلقاً آئی ہے انہیں مطلقاً ہی حرام سمجھا جائے گا۔ مثلاً خمر، خنزیر اور مردار کہ ان سے کسی طور پر انتفاع جائز نہیں ہے۔ پس جن چیزوں کا کھانا حرام ہے اگر دوا میں انہیں استعمال کریں۔ یعنی کھانے کے علاوہ اور علاج میں تو ناجائز ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا

ترجمہ: عبدالرحمٰنؓ بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ سے مینڈک کو دوا میں استعمال کرنے کے متعلق پوچھا تو نبی نے اس کو اس کے قتل سے منع فرمایا (نسائی)۔

شرح: چونکہ دوا میں استعمال کرنا مینڈک کے قتل کے بغیر ممکن نہ تھا لہذا حضور نے اس کے قتل سے منع فرمایا اور جب اس کا قتل حرام ہے تو اسے دوا میں استعمال کرنا بھی ناجائز ہوا۔ خطابی نے اس حدیث سے استدلال کر کے کہا ہے کہ سمندری جانور جو حلال ہیں۔ اس حدیث کی رو سے مینڈک ان سے خارج ہے اور وہ حرام ہے۔ کیونکہ اس کے قتل کی حرمت یا تو آدمی کے احترام کی مانند ہو گی اور ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے اور یا پھر اس کے گوشت کی حرمت کے باعث ہو گی۔ سو یہی سبب ہے جس کے باعث اس سے تداوی ناجائز ٹھہری۔ یہ حدیث امام مالک اور شافعی کے مسلک کے خلاف ہے۔

بَاب فِي الْأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ (مکروہ دواؤں کا باب ۱۱)

قَالَ لَنَا خَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے خبیث دواء سے منع فرمایا (ترمذی، ابن ماجہ) ان دونوں نے یعنی سم کا لفظ بھی روایت کیا ہے۔ مطلب یہ کہ دوائے خبیث زہر ہے) اور اس سے مراد حرام دوا بھی جس سے طبیعت کسی وجہ سے اباء کرے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَسَا سُمًّا فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس نے زہر پیا تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ اسے ہمیشہ ہمیشہ تک جہنم کی آگ میں پیتا رہے گا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح: خودکشی فعل حرام ہے۔ کوئی شخص اگر زہر کو حلال سمجھ کر یا خودکشی کی حلت کا قائل ہو کر ایسا کرے تو اس کے کفر میں شک نہیں لہذا اس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم ہے۔ اگر کوئی زہر کو حلال جان کر یا خودکشی کی حلت کا قائل ہو کر ایسا نہیں کرتا تو دلائل شرع کی رو سے اس حدیث کا مطلب ایک طویل عرصہ کے لئے جہنم کی سزا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ ذَكَرَ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ أَوْ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَنَهَاهُ فَقَالَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّهَا دَوَاءٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلَكِنَّهَا دَاءٌ

ترجمہ: وائلؓ بن حجر نے طارقؓ بن سوید بن طارق کے متعلق کہا کہ اس نے نبی سے خمر کے متعلق پوچھا آپ نے اسے منع فرمایا پھر اس نے پوچھا تو آپ نے منع فرمایا، پھر اس نے کہا کہ یا نبی اللہ یہ دوا ہے۔ تو حضور نے فرمایا نہیں وہ بیماری ہے (ابن ماجہ) اور اس کی روایت میں وائل کی روایت طارق بنؓ سوید سے شک کے بغیر ہے) ابن ارسلان نے کہا کہ مسلم اور ترمذی کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے)۔

شرح: معلوم ہوا کہ خمر دواء نہیں لہذا اس سے تداوی (علاج) جائز نہیں۔ اس داء (بیماری) فرمایا ہے کہ کیونکہ وہ انسانی جسم کے لئے مضر ہے اضطرار کے احکام اور ہیں جو اس صورت سے الگ ہیں۔

بَاب فِي تَمْرَةِ الْعَجْوَةِ (عجوہ کھجور کا باب ۱۲)

عجوہ مدینہ منورہ کی ایک اعلیٰ قسم کی کھجور کا نام ہے)

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا عَلَى فُؤَادِي فَقَالَ إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْئُودٌ ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ

رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِينَةِ فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ

ترجمہ: سعدؓ نے کہا کہ میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ میری عیادت کو تشریف لائے، پس آپ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں پستانوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا تمہیں دل کی بیماری ہے۔ حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ، وہ ایک طبیب شخص ہے۔ اسے مدینہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے لے کر انہیں کوٹنا چاہئے۔ گٹھلیوں سمیت، پھر تمہارے منہ میں ایک طرف یہ دوا رکھنی چاہئے۔

شرح: مفود کا لفظ فواد سے نکلا ہے۔ یعنی وہ شخص جسے دل کی بیماری ہو جیسے مردوس سر کی بیماری والے کو مبطون پیٹ کی بیماری والے کو کہا جاتا ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ فواد دراصل قلب کے پردے اور جھلی کا نام ہے اور قلب اس کے اندر ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سعدؓ کو سینے کی تکلیف ہو اور حضور نے بطور توسع اسے مصدور کے بجائے مفؤد فرمایا ہو کھجور سینے کی بعض بیماریاں کا علاج ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ

ترجمہ: سعدؓ بن ابی وقاص کے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "جو شخص صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھائے تو اس دن اسے کوئی زہر یا جادو نقصان نہ دے گا۔ (بخاری، مسلم) خطابی کا قول ہے کہ عجوہ کی تاثیر رسول اللہ کی دعاء کی برکت کے باعث ہے۔

بَاب فِي الْعِلَاقِ (علاق کا باب ۱۳)

گلے کے ورم کا علاج عذرہ گلے کے ورم کو کہتے ہیں

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَحَامِدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِي قَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ قَالَ أَبُو دَاوُد يَعْنِي بِالْعُودِ الْقُسْطَ

ترجمہ: ام قیسؓ بنت محصن نے کہا کہ رسول اللہ کے پاس اپنے ایک لڑکے کو لے کر گئی جس کے گلے میں میں نے اس کے حلق کی بیماری کے پاس تالو کو دبا کر کچھ لٹکار کھا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ تم عورتیں اپنی اولاد کے تالو کو اس طرح کیوں دباتی ہو؟ تم پر لازم ہے کہ اس عود ہندی کو استعمال کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کو شفاء ہے جن میں سے ایک نمونیہ ہے گلے کے ورم میں اسے ناک میں دیا جاتا ہے اور نمونے میں اسے منہ میں ڈالا جاتا ہے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا عود سے مراد قسط ہے۔

شرح: بعض دفعہ بچوں کے تالو اور حلق میں ورم ہو جاتا ہے اور عورتیں انگلی سے یا کپڑے کے ساتھ اسے دباتی ہیں۔ جس سے اور بھی تکلیف ہوتی ہے کئی دفعہ خون بھی نکل آتا ہے۔ عود ہندی ایک خوشبودار لکڑی ہے۔ جسے بخور بھی کہا جاتا ہے اور قسط بھی، شاید یہ لوبان ہے۔

بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالْكُحْلِ (سرمہ کا باب ۱۴)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمْ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمْ الْإِثْمِدُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور ان میں اپنے مردوں کو کفن دو' اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے' جو نگاہ کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے (ابن ماجہ 'ترمذی)۔

شرح: اثمد کالا سرمہ ہے جسے کحل اصفہانی کہا جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَيْنِ (نظر بد کا باب ۱۵)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ

ترجمہ: ہمامؒ بن منبہ نے ابو ھریرہؓ کے حوالے سے کہا کہ یہ وہ حدیث ہے جو ابو ھریرہؓ نے ہمیں رسول اللہ کی طرف سے بتائی کہ نظر بر حق ہے (بخاری' مسلم)

شرح: نظر کی تاثیر ایک مشاہدے کی چیز ہے جو ہمارے مشاہدے میں ہر وقت آتی رہتی ہے۔ اسی طرح نظر میں فرق ہے جو دیکھنے والا پہچان لیتا ہے۔ محبت کی نظر میں اور نفرت کی نظر میں فرق ہے۔ جو ہمارے مشاہدے میں ہر وقت آتی رہتی ہے۔ اسی طرح حرص کی آنکھ' حسد کی آنکھ' عداوت کی آنکھ' نیک نیتی کی آنکھ' ان سب میں فرق ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا ہے۔ غضب ناک شخص کی آنکھ سے غیظ و غضب کے شعلے نکلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ ڈرے ہوئے شخص کی نگاہ صاف نظر آتی ہے۔ پس نظر کی تاثیر سے انکار ممکن نہیں ہے اور ہر معاشرے کے لوگ اس کی تاثیر کے قائل ہیں۔ جدید سائنس نے عقلی و تجرباتی دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ دیکھنے والے کی آنکھ سے مفید یا مضر قوت کا نکلنا اور دوسرے پر اثر انداز ہونا بالکل درست ہے۔ یہی بات ہے جو حضور نے یوں فرمایا ہے کہ نظر بر حق ہے۔ نظر کے اثر کو زائل کرنے کیلئے کچھ جائز طریقے ہیں۔ پہلی قسم کے طریقوں کو درست اور دوسروں کو غلط ٹھہرایا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يُؤْمَرُ الْعَائِنُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِينُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا "نظر بد لگانے والا" کو وضو کا حکم دیا جاتا تھا۔ پھر نظر زدہ آدمی اس سے غسل کرتا تھا۔

شرح: عائن یعنی نگاہ بد لگانے والوں کو حاسد بھی کہا گیا ہے اور معین یعنی جسے نظر لگی ہو اسے محسود بھی کہتے ہیں۔ مسند احمد کی روایت میں سہلؓ بن حنیف کا قصہ مذکور ہے کہ اسے غسل کرتے ہوئے عامرؓ بن ربیعہ نے دیکھ لیا اور ان کے جسم کے حسن و جمال کی تعریف کی۔ سہلؓ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ حضور اس سے ناراض ہوئے اور فرمایا "تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے؟ اس کو دیکھ کر تو نے برکت کی دعا کیوں نہ کی۔ پھر اسے غسل کا حکم دیا اور وہ پانی سہلؓ پر چھڑکا گیا تو اسے افاقہ ہو گیا۔

بَابٌ فِي الْغَيْلِ (بیوی سے مجامعت کا باب ۱۶)

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ سِرًّا فَإِنَّ الْغَيْلَ يُدْرِكُ الْفَارِسَ فَيُدَعْثِرُهُ عَنْ فَرَسِهِ

ترجمہ: اسماءؓ بنت یزید بن السکن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا "اپنی اولاد کو خفیہ طور پر قتل مت کرو۔ کیونکہ مرضعہ حاملہ ہو جائے تو اس کا اثر سوار (بچے) پر ہوتا ہے اور یہ چیز اسے گھوڑے سے گرا دیتی ہے (ابن ماجہ' مسند احمد)۔

شرح: خطابی نے کہا کہ رسول اللہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ دودھ پلاتی عورت سے جماع کیا جائے اور وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا دودھ فاسد ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا اثر بچے پر پڑتا ہے اور پھر اس کا اثر کسی وقت بھی ہو سکتا ہے حتیٰ کہ جب وہ بچہ جوان ہو کر گھوڑے پر سوار ہو تو اس سے فوراً گر کر بھی مر سکتا ہے۔ گویا اس طور پر یہ ایک خفیہ قتل ہے۔ مگر یہ نہی تنزیہی ہے جیسا کہ اگلی حدیث اس کو واضح کر رہی ہے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُدَامَةَ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ قَالَ مَالِكٌ الْغِيلَةُ أَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ

ترجمہ: رسول اللہ کی زوجہ محترمہ عائشہؓ نے جدامہؓ الاسدیہ سے روایت کی کہ اس نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ میں نے ارادہ کیا کہ مرضعہ کے جماع سے منع کر دوں حتیٰ کہ میں نے فارس اور روم کو یاد کیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں مگر یہ چیز ان کی اولاد کو نقصان نہیں دیتی۔ مالک نے کہا کہ غیلہ یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو رضاعت کی حالت میں مس کرے۔ (مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)

شرح: مطلب یہ ہے کہ اوپر کی حدیث میں جو نہی ہے وہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے اور ضروری نہیں کہ ہر بچے کو غیلہ سے نقصان پہنچے' بعض کو پہنچتا ہے اور بعض کو نہیں پہنچتا۔ عربوں کا خیال تھا کہ ہر بچے کو پہنچتا ہے' اس کے برخلاف فارس اور روم والے اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی ان کی اولاد پر اس کا اثر نہ ہوتا تھا۔ شاید اس میں آب و ہوا' طبائع اور اشخاص کا فرق بھی ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي تَعْلِيقِ التَّمَائِمِ (تعویذ لٹکانے کا باب ۱۷)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنِ ابْنِ أَخِي زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ قَالَتْ قُلْتُ لِمَ تَقُولُ هَذَا وَاللَّهِ لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ يَرْقِينِي فَإِذَا رَقَانِي سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّمَا ذَاكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخُسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رَقَاهَا كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ جھاڑ پھونک ' تعویذ اور حب کے عمل شرک ہیں۔ زینبؓ (عبداللہؓ کی بیوی) بولی کہ حضور ایسا کیوں فرماتے ہیں؟ واللہ میری آنکھ خراب ہوتی تھی اور میں فلاں یہودی کے ہاں جاتی تھی جو مجھے جھاڑ پھونک کرتا تھا۔ پس جب وہ دم کرتا تھا تو مجھے سکون محسوس ہوتا تھا۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ شیطانی کام ہے جو اسے اپنے ہاتھ سے کچو کا دیتا تھا اور جب وہ یہودی پھونک مارتا تو تھم جاتا تھا۔ تجھے یہ کافی تھا کہ اس طرح جس طرح رسول اللہ کہا کرتے تھے "اے انسانوں کے رب! تکلیف کو دور فرما شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے ' تیری شفاء کے سوا کسی کی شفاء نہیں ' ایسی شفا جو کسی نقص کو نہ رہنے دے۔ (ابن ماجہ ' لغات التولہ ۔ الشرک ۔ تعویذ گنڈا)۔

شرح: زینب سے روایت کرنیوالا راوی مجہول ہے۔ یہاں زینب کا بھتیجا اور ابن ماجہ میں "زینب کا بھانجا" اس حدیث میں جس جھاڑ پھونک اور تعویذ وغیرہ کا ذکر ہے اس سے مراد زمانہ جاہلیت کے جھاڑ پھونک اور تعویذ ہیں ' کیونکہ قرآنی آیات کا دم پڑھنا اور انہیں لکھ کر لٹکانا دلائل حدیث وسنت سے ثابت ہو چکا ہے۔ تولہ سے مراد حب کے تعویذ ہیں جو بیوی خاوند میں موافقت کے لئے تھے ان کا حکم بھی حسب سابق ہے۔ غیر شرعی حب کے لئے کسی قسم کا تعویذ جائز نہیں۔ آج کل کے کاروباری تعویذ دھوکہ باز ملا اور پیر یہی کاروبار کر کے دکانیں چمکاتے ہیں۔ (جب اسکو موثر بالذات سمجھے گا تو حقیقی شرک بن جائے گا۔ اعاذ اللہ منھا

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ

ترجمہ: عمران بنؓ حصینؓ نے روایت کی کہ نبی نے فرمایا "جھاڑ پھونک یا تو نظر بد سے ہوتی ہے یا زہریلے جانور کے ڈسنے سے (ترمذی)

شرح: خطابی نے کہا کہ اس حدیث کا لا نفی جنس کے لئے نہیں بلکہ اولویت کے لئے ہے۔ یعنی ان چیزوں میں دم درود بہت مفید ہے ' ورنہ دیگر امراض میں بھی جھاڑ پھونک اور دم کرنا ثابت ہے۔ حضور نے بعض اصحاب کو دم فرمایا اور شفاءؓ سے فرمایا کہ تم حفصہؓ کو غسلہ کا دم سکھادو۔ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا اس سے قبل کم از کم دو احادیث میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّقَى (جھاڑ پھونک کا باب ۱۸)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وابْنُ السَّرْحِ قَالَ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ و قَالَ ابْنُ السَّرْحِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ ابْنُ صَالِحٍ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ أَحْمَدُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَقَالَ اكْشِفْ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ثُمَّ أَخَذَ تُرَابًا مِنْ بَطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهُ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ ابْنُ السَّرْحِ يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الصَّوَابُ

ترجمہ: ثابتؓ بن قیس بن شماس نے رسول اللہ سے روایت کی کہ حضور ثابتؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ جب کہ وہ بیمار تھا۔ پس آپ نے فرمایا "اے رب العاس! ثابت بن قیس بن شماس کے مرض کو دور فرمادے۔ پھر آپ نے وادی بطحان کی مٹی لی

اسے ایک پیالے میں ڈالا اور پھر اس پر پانی کے ساتھ دم کیا اور وہ مٹی ثابتؓ پر ڈالی (نسائی)(ابن ماجہ) ابوداؤد نے ایک راوی کا نام محمد بن یوسف کے بجائے یوسف بن محمد بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ ابن السرح کا قول ہے اور درست ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ تَكُنْ شِرْكًا

ترجمہ: عوف بن مالک نے کہا کہ ہم لوگ جاہلیت م جھاڑ پھونک کرتے تھے' پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ حضور نے فرمایا "اپنے جھاڑ پھونک مجھ پر پیش کرو' جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ شرک نہ ہو (مسلم) اس حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ ناجائز جھاڑ پھونک کون سا ہے اور جائز کون سا؟

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْمِصِّيصِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ عَنْ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي أَلَا تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ

ترجمہ: شفاءؓ بنت عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ تشریف لائے جبکہ میں حفصہؓ کے گھر میں تھی' حضور نے فرمایا "جس طرح تو نے حفصہؓ کو لکھنا سکھایا ہے۔ غسلہ کا جھاڑ پھونک کیوں نہیں سکھا دیتی؟

شرح: اس حدیث سے عورتوں کو کتابت سکھانے کا جواز ثابت ہوا ہے اور جھاڑ پھونک کا بھی' نملہ پہلوؤں میں نکلنی والی پھنسیاں ہوتی تھیں شفاءؓ بنت عبداللہ کا نام لیلیٰ تھا اور شفاء زیادہ مشہور ہو گیا۔ یہ حضرت عمرؓ کے قبیلے سے تھیں۔ قبل از ہجرت ایمان لائیں اور رسول اللہ سے بیعت کی۔ حضور ان کے ہاں آتے جاتے تھے۔ یہ ایک جلیل القدر بڑھیا تھیں حضرت عمرؓ ان کی رائے کو فوقیت دیتے تھے اور بعض دفعہ کوئی منصب بھی ان کے سپرد کرتے تھے۔ (خطابی و منذری)۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي قَالَتْ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ مَرَرْنَا بِسَيْلٍ فَدَخَلْتُ فَاغْتَسَلْتُ فِيهِ فَخَرَجْتُ مَحْمُومًا فَنُمِيَ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا ثَابِتٍ يَتَعَوَّذُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي وَالرُّقَى صَالِحَةٌ فَقَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا فِي نَفْسٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ لَدْغَةٍ قَالَ أَبُو دَاوُد الْحُمَةُ مِنْ الْحَيَّاتِ وَمَا يَلْسَعُ

ترجمہ: سہلؓ بن حنیف نے کہا کہ میں ایک سیلاب کے پاس سے گزرا اور اس میں غسل کیا۔ جب باہر نکلا تو بخار ہو چکا تھا۔ یہ اطلاع رسول اللہ کو دی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا "ابو ثابت کو حکم دو کہ وہ تعوذ کرے (دم کرائے) زیاب راویہ حدیث نے کہا کہ میں نے کہا "اے میرے سردار! کیا جھاڑ پھونک اچھی چیز ہے؟ سہل نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جھاڑ پھونک نظر بد میں ہے' یا زہریلے جانور کے ڈسنے میں (مسند احمد' نسائی) ابوداؤد نے کہا حمہ سانپ وغیرہ ڈسنے والے جانور کا زہر ہے۔

شرح: اس سے قبل سہلؓ بن حنیف کا نہانا اور عامر بن ابی کا دیکھنا گزر چکا ہے۔ مگر یہ واقعہ شاید کوئی اور ہے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ ح وحَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ الْعَبَّاسُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ أَوْ دَمٍ يَرْقَأُ لَمْ يَذْكُرْ الْعَبَّاسُ الْعَيْنَ وَهَذَا لَفْظُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ

ترجمه: انسؓ نے کہا کہ نبی نے فرمایا "جھاڑ پھونک صرف نظر بد سے ہے یا زہر یلے یا بند نہ ہونے والے خون کے لئے عباسؓ راوی نے نظر بد کا ذکر نہیں کیا اور حدیث کے الفاظ سلیمان بن داوُد کے ہیں (مسلم اور بخاری کی روایت حضرت عائشہؓ سے ہے۔ مسلم نے باختلاف الفاظ انسؓ سے بھی روایت کی ہے۔ ترمذی' ابن ماجہ)۔ دم خون یر قابند ہو جانا۔ یعنی خون تعویذ کے بعد بند ہو جاتا ہے۔

بَاب كَيْفَ الرُّقَى (جھاڑ پھونک کی کیفیت کا باب ۱۹)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ يَعْنِي لِثَابِتٍ أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ بَلَى قَالَ فَقَالَ اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ اشْفِهِ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

ترجمه: انسؓ نے ثابت سے کہا کیا میں تمہیں رسول اللہ کا دم نہ کروں؟ اس نے کہا کیوں نہیں؟ راوی نے کہا پس انسؓ نے کہا "اے اللہ اے رب الناس' اے بیماری دور کرنے والے' شفا دے تو ہی شفاء دینے والا ہے تیرے سوا کوئی بھی شفاء نہیں دے سکتا۔ اے الٰہی شفا دے جو کوئی بیماری نہ رہنے دے۔ (بخاری' ترمذی' نسائی)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْهُ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ قَالَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا كَانَ بِي فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهِ أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ

ترجمه: عثمان بنؓ ابی العاص ثقفی نے کہا کہ مجھے ایک ایسی تکلیف ہوئی جس نے مجھے ہلاکت کے قریب پہنچا دیا تھا۔ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عثمانؓ نے کہا' پس رسول اللہ نے فرمایا کہ اسے سات بار اپنے دائیں ہاتھ سے مسح کرو اور کہو "میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی عزت کے ساتھ اور اس کی قدرت کے ساتھ اس تکلیف کے شر سے جسے میں پاتا ہوں۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں اور دوسروں کو اس کا حکم دیتا رہا۔ (مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زِيَادَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا أَوْ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَهُ فَلْيَقُلْ رَبُّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ

فِي الْأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجَعِ فَيَبْرَأَ

ترجمہ: ابوالدرداءؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا "تم میں سے جس کو کوئی تکلیف ہو یا اس کے بھائی کو ہو تو وہ یوں کہے" اے ہمارے پروردگار اللہ جو آسمان میں ہے (یعنی رفعت وتقدس کے لحاظ سے نہ کہ جسمانی طور پر) تیرا نام پاک ہے۔ تیرا حکم آسمان وزمین میں ہے۔ جیسے کہ تیری رحمت آسمان میں ہے ایسی ہی رحمت زمین پر ڈال ہمارے گناہ ہمیں بخش دے اور ہماری خطائیں معاف فرمادے۔ تو پاکبازوں کا رب ہے۔ تو اپنی رحمت ڈال کر اور اپنی شفاء اتار اس تکلیف پر تاکہ تیرے حکم سے یہ بیمار شفاء پائے (مسند احمد، نسائی)

شرح: رب الطیبین از راہ ادب فرمایا ورنہ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کا رب ہے وہ طیب ہو یا خبیث، جیسے کہ وہ ہر ایک کا خالق ہے مگر ادباً یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ خالق الکلاب والخنازیر ہے کیونکہ یہ ایک گستاخانہ اور بے ادبانہ طرز گفتگو ہے نیز رحمت رب کو متوجہ کرنے کیلئے کہنا مناسب ہے کہ وہ رب الطیبین والطاہرین ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ مِنَ الْفَزَعِ كَلِمَاتٍ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُعَلِّمُهُنَّ مَنْ عَقَلَ مِنْ بَنِيهِ وَمَنْ لَمْ يَعْقِلْ كَتَبَهُ فَأَعْلَقَهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ انہیں خوف اور گھبراہٹ دور کرنے کے لئے یہ کلمات سکھاتے تھے۔ میں اللہ کے بے عیب ونقص کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں۔ اس کے غضب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس پھٹکیں اور عبداللہؓ بن عمرو بن عاص یہ کلمات اپنی اولاد میں سے ان کو سکھاتے تھے جو با سمجھ ہو جائیں اور جو سمجھ دار نہ ہوں انہیں لکھ کر گلے میں لٹکا دیتے تھے (ترمذی اور نسائی)۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ قَالَ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيبَ سَلَمَةُ فَأُتِيَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيَّ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ

ترجمہ: یزید بن ابی عبیدہ نے کہا کہ میں نے سلمہؓ بن اکوع کی پنڈلی میں ایک نشان دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ زخم مجھے جنگ خیبر میں لگا تھا۔ پس لوگوں نے کہا کہ سلمہ کو زخم لگ گیا۔ تو نبی میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے مجھے تین دفعہ پھونک ماری تو اب تک مجھے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِلْإِنْسَانِ إِذَا اشْتَكَى يَقُولُ بِرِيقِهِ ثُمَّ قَالَ بِهِ فِي التُّرَابِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی بیمار انسان کو فرماتے تھے کہ وہ اپنی انگلی کو تھوک لگائے پھر اس سے مٹی کی طرف اشارہ کرے اور کہے "ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعاب دہن کے ساتھ ہمارے بیمار کو شفادے ہمارے رب کے حکم سے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی) بخاری کی روایت میں اس دم سے پہلے بسم اللہ تربۃ ارضنا الخ۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنِي عَامِرٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ ثُمَّ أَقْبَلَ رَاجِعًا مِنْ عِنْدِهِ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ عِنْدَهُمْ رَجُلٌ مَجْنُونٌ مُوثَقٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ أَهْلُهُ إِنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ صَاحِبَكُمْ هَذَا قَدْ جَاءَ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُدَاوِيهِ فَرَقَيْتُهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَبَرَأَ فَأَعْطَوْنِي مِائَةَ شَاةٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ هَلْ إِلَّا هَذَا وَقَالَ مُسَدَّدٌ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ هَلْ قُلْتَ غَيْرَ هَذَا قُلْتُ لَا قَالَ خُذْهَا فَلَعَمْرِي لَمَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ

ترجمہ: خارجہؓ بن الصلت تمیمی نے اپنے چچا (علاقہ بن ہجوار سطی) سے روایت کی وہ رسول اللہ کے پاس گیا اور اسلام قبول کیا۔ جب وہاں سے واپس آیا تو وہ ایک قوم پر گزرا جن کے پاس ایک مجنون شخص لوہے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارا یہ ساتھی خیر لے کر آیا ہے (یعنی رسول اللہ) سو کیا تیرے پاس کوئی چیز جس سے تو اس مجنون کا علاج کرے؟ پس میں نے اسے سورۃ فاتحہ کا دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا۔ انہوں نے مجھے سو بکریاں دیں۔ میں واپس رسول اللہ کے پاس گیا اور آپ کو یہ واقعہ بتایا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے سوا تو نے اور کچھ نہ پڑھا تھا؟ مسند دارمی نے ایک جگہ کہا کہ "کیا تو نے اس کے سوا کچھ کہا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں' حضور نے فرمایا کہ وہ بکریاں لے لے' واللہ اور لوگ تو باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں تو نے برحق جھاڑ پھونک سے کھایا ہے۔ (مسند احمد۔ سنن ابی داؤد میں یہ حدیث نمبر ۳۴۲ پر کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔ اسے ملاحظہ کیجئے) پس جھاڑ پھونک باطل بھی ہے۔ جس کا عوض باطل ہے اور برحق بھی ہے جس پر اگر کچھ حاصل ہو تو برحق ہے۔ قرآن وحدیث کے بتائے ہوئے دم برحق ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لُدِغْتُ اللَّيْلَةَ فَلَمْ أَنَمْ حَتَّى أَصْبَحْتُ قَالَ مَاذَا قَالَ عَقْرَبٌ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

ترجمہ: ابو صالح نے کہا کہ میں نے قبیلہ اسلم کے آدمی سے سنا۔ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے پاس اصحاب میں سے ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ میں گزشتہ رات کو ڈسا گیا تھا اور صبح تک نہیں سویا۔ حضور نے فرمایا "تجھے کس چیز نے ڈسا تھا؟ اس نے کہا بچھو نے حضور نے فرمایا کہ اگر تو شام کو یہ کہہ دیتا کہ "میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اللہ کی تمام مخلوق سے تو خدا چاہتا تو وہ تجھے ضرر نہ دیتا (ابن ماجہ) کی روایت میں ابو صالح نے ابو ھریرہؓ سے روایت کی ہے)۔

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَارِقٍ يَعْنِي ابْنَ مُخَاشِنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَدِيغٍ لَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ قَالَ فَقَالَ لَوْ قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يُلْدَغْ أَوْ لَمْ يَضُرَّهُ

ترجمہ: ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جسے بچھو نے ڈسا تھا۔ ابو ھریرہؓ نے کہا کہ حضور نے فرمایا "اگر یہ شخص کہتا" میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اس کی ساری مخلوق کے شر سے "تو وہ ڈسا نہ جاتا" فرمایا کہ اسے زہریلا جانور ضرر نہ پہنچاتا۔ (نسائی)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا فَنَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ يَنْفَعُ صَاحِبَنَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْقِي وَلَكِنِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَأَبَيْتُمْ أَنْ تُضَيِّفُونَا مَا أَنَا بِرَاقٍ حَتَّى تَجْعَلُوا لِي جُعْلًا فَجَعَلُوا لَهُ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَأَتَاهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ أُمَّ الْكِتَابِ وَيَتْفُلُ حَتَّى بَرَأَ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ قَالَ فَأَوْفَاهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالُوا اقْتَسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْتَأْمِرَهُ فَغَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَحْسَنْتُمُ اقْتَسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

ترجمہ: ابو سعیدؓ الخدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے اصحاب کی ایک جماعت ایک سفر پر گئی اور وہ لوگ ایک عرب قبیلے پر اترے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا ہے تو کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے جو ہمارے ساتھی کو فائدہ دے؟ تو ہم میں سے ایک نے کہا ہاں واللہ میں دم کرتا ہوں لیکن ہم تمہارے مہمان تھے اور تم نے ہماری میزبانی سے انکار کر دیا' پس میں دم نہیں کروں گا۔ جب تک کہ تم میرا کوئی عوضانہ مقرر نہ کرو۔ پس انہوں نے (تیس) بکریوں کی ایک جماعت عوضانہ مقرر کر لیا۔ پس وہ شخص مریض کے پاس آیا اور اس پر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اس پر پھونک مارتا رہا حتی کہ وہ تندرست ہو گیا گویا کہ اس کا بند کھول دیا گیا۔ راوی نے کہا کہ اس مریض نے جو اجر مقرر کیا تھا اس کا ایفا کیا۔ اصحاب نے کہا کہ بکریوں کو بانٹ لو مگر دم کرنے والا بولا کہ ایسا مت کرو جب تک کہ ہم رسول اللہ سے جا کر اجازت نہ لے لیں۔ پس وہ رسول اللہ کے پاس گئے اور آپ کے سامنے یہ قصہ بیان کیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ تمہیں کہاں سے معلوم ہو گیا کہ یہ جھاڑ پھونک بھی ہے؟ بانٹ لو اور میرا حصہ بھی لگاؤ۔ (بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' سنن ابی داؤد میں یہ حدیث کتاب البیوع میں نمبر ۱۸ ۳۴ پر گزر چکی ہے۔ وہاں اس پر بحث ملاحظہ ہو)۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ التَّمِيمِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْنَا عَلَى حَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالُوا إِنَّا أُنْبِئْنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هَذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رُقْيَةٍ فَإِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوهًا فِي الْقُيُودِ قَالَ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَجَاءُوا بِمَعْتُوهٍ فِي الْقُيُودِ قَالَ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمْتُهَا أَجْمَعُ بُزَاقِي ثُمَّ أَتْفُلُ فَكَأَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ قَالَ فَأَعْطَوْنِي جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلْ فَلَعَمْرِي مَنْ أَكَلَ بِرُقْيَةِ بَاطِلٍ لَقَدْ أَكَلْتَ بِرُقْيَةِ حَقٍّ

ترجمہ: خارجہ بن الصلت تمیمی کے چچا (علاقہؓ بن صحار تمیمی سطیؒ) سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس سے آئے اور ایک عرب قبیلے پر ہمارا گذر ہوا۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص (رسول اللہ) کے پاس سے بخیریت واپس آئے ہو' سو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا جھاڑ پھونک بھی ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس زنجیروں میں بندھا ہوا ایک مجنون ہے۔ علاقہؓ نے کہا کہ ہم نے کہا "ہاں! کہا کہ پھر وہ ایک مجنون کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے لائے' صحابی نے کہا کہ میں نے اس پر سورۃ فاتحہ پڑھی' تین دن تک صبح وشام پڑھتا رہا۔ جب میں اسے ختم کرتا تو اپنا لعاب جمع کر تا پھر پھونک مارتا۔ کہا کہ اس کا یہ حال ہوا گویا وہ کسی بند سے کھولا گیا ہے۔ علاقہؓ نے کہا کہ اس پر انہوں نے مجھے معاوضہ دیا تو میں نے کہا نہیں جب تک کہ میں رسول اللہ سے دریافت نہ کرلوں' پس حضور نے فرمایا "کھالے' واللہ جو باطل جھاڑ پھونک سے کھاتے ہیں' وہ جانیں' تم نے تو حق جھاڑ پھونک سے کھایا ہے۔ (یہ مضمون پچھلی کئی احادیث میں گزرا ہے) بالخصوص حدیث ۳۸۹۵ دیکھئے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ مَرَّ قَالَ فَرَقَاهُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ فَكَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَأَعْطَوْهُ شَيْئًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسَدَّدٍ

ترجمہ: خارجہؒ بن الصلت نے اپنے چچا (علاقہ بنؓ صحار) سے روایت کی کہ وہ گزرا آخر اس نے کہا کہ پھر اس نے تین دن تک صبح وشام اسے سورۃ فاتحہ کا دم کیا۔ جب اسے ختم کرتا تو اپنا لعاب جمع کر کے اسے پھینکتا' پھر تو یوں ہوا کہ گویا اس کا بند کھول دیا گیا ہو۔ پس انہوں نے اسے کچھ دیا پھر وہ نبی کے پاس آیا پھر اس نے اوپر کی حدیث کی مانند بیان کیا (یہ حدیث بھی روایت کتاب البیوع میں اوپر کی روایت کے ساتھ گزر چکی ہے)۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَدِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا

ترجمہ: نبی کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب بیمار ہوتے تو اپنے جی میں معوذات پڑھتے اور پھونک مارتے تھے' پھر جب آپ کی تکلیف شدید ہو گئی تو میں معوذات پڑھ کر اور آپ پر آپ ہی کے ہی ہاتھ سے مسح کرتی تھی اس امید پر کہ ان کی برکت حاصل ہو۔ (بخاری' مسلم' ابن ماجہ' نسائی)۔

شرح: معوذات سے مراد آخری دو سورتیں اخلاص ہے جن کا ذکر بعض احادیث میں موجود ہے۔ حضور سوتے وقت بھی انہیں پڑھ کر جسم پر دم کرتے تھے۔

بَابٌ فِي السُّمْنَةِ (موٹاپے کی دوا کا باب ۲۰)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَرَادَتْ أُمِّي أَنْ تُسَمِّنَنِي لِدُخُولِي عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيدُ حَتَّى أَطْعَمَتْنِي الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السِّمَنِ

ترجمہ: عائشہؓ نے فرمایا کہ میری ماں نے چاہا کہ رسول اللہ کے ہاں میری رخصتی کے لئے مجھے موٹا تازہ بنائیں۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ جو چیزیں وہ مجھے کھلانا چاہتی تھیں ان میں سے مجھے کوئی راس نہ آئی حتیٰ کہ اس نے مجھے ککڑی تازہ کھجور کے ساتھ کھلائی تو میرا جسم خوب موٹا تازہ ہو گیا۔ (ابن ماجہ' نسائی)۔

شرح: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خاوند کی ملاقات سے قبل عورت کو جسم و جان اور حسن و جمال کے لحاظ سے پر کشش بنانا بھی مطلوب شرع ہے۔ کیونکہ اس سے فریقین کا تعلق دائمی اور خوش گوار ہونے میں مدد ملتی ہے۔ پہلے طب میں جائز اسباب کا بیان تھا اب بعض مقاصد کیلئے کچھ ناجائز اسباب کا ذکر۔

كِتَابُ الْكَهَانَةِ وَالتَّطَيُّرِ

(بَابٌ النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ الْكُهَّانِ) (کاہنوں کا باب ۲۱)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَتَى كَاهِنًا قَالَ مُوسَى فِي حَدِيثِهِ فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ ثُمَّ اتَّفَقَا أَوْ أَتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ امْرَأَتَهُ حَائِضًا أَوْ أَتَى امْرَأَةً قَالَ مُسَدَّدٌ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "جو کسی کاہن کے پاس گیا موسیٰ نے اپنی حدیث میں کہا کہ پھر اس کے قول کی تصدیق کی۔ یا وہ عورت کے پاس گیا' مسدد کی حدیث میں ہے کہ اپنی عورت کے پاس گیا حیض کی حالت میں' یا وہ عورت کے پاس گیا' مسدد کی حدیث میں ہے کہ اپنی عورت کے پاس گیا پچھلے راستے سے' تو وہ اس تعلیم سے بری ہو گیا۔ جو محمد پر اتاری گئی ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)

شرح: جاہلیت میں کہانت کا بہت رواج تھا۔ آج کل بھی مسلم معاشروں میں جہاں جاہلیت پائی جائے وہاں اس قسم کے "خودرو پودے" خوب پھلتے پھولتے اور پنپتے ہیں۔ کاہن علم غیب کے مدعی ہوتے تھے اور بہت سی آئندہ باتوں کی خبر رکھنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ بعض کا یہ دعویٰ تھا کہ اس کے پاس جن ہیں جو اسے مستقبل کے امور کی خبر دیتے ہیں۔ بعض کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ خداداد فہم و ذکاوت سے ہی سب کچھ معلوم کر لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض عراف کہلاتے تھے جن کا دعویٰ تھا کہ وہ معاملات کو ان کے اسباب اور مقدمات کے ذریعے سے جان لیتے ہیں۔ جس طرح آج کل بعض جوگی چوروں کا کھوج لگانے اور اس کے علاوہ اور امور کی خبر رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جنہیں ٹیوہ لگانے والا کہتے ہیں۔ نجومی کو بھی کاہن کہا جاتا تھا۔ خطابی نے کہا ہے کہ حدیث ان سب کو مشتمل ہے۔ بعض شاعروں نے جو طبیب کو کاہن یا عراف کہا ہے۔ یہ محض اس کی اپنی تعبیر ہے' طبیب اس حدیث کی نہی میں داخل نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ احادیث سے معلوم ہو چکا ہے۔

اس حدیث میں حائضہ عورت سے وطی کرنے اور وطی فی الدبر کی حرمت بیان ہوئی ہے۔ حالت حیض میں مقاربت کو نجاست وغلاظت کے باعث حرام کیا گیا ہے اور وطی فی الدبر اس سے بھی زیادہ گندا اور غلیظ فعل ہے اور اس کی حرمت پر تمام ادیان کو ماننے والے متفق ہیں۔ سوائے ان چند ملحدین روافض کے جنہوں نے ائمہ پر بہتان لگانا اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اس گندے اور گھناؤنے فعل کو بھی انہوں نے بزعم خوش ائمہ سے روایت کیا ہے۔ خذلہم اللہ تعالیٰ ولعنہم فی الدارین۔

بَابٌ فِي النُّجُومِ (نجوم کا باب ۲۲)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنْ النُّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنْ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ

ترجمه: ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی نے فرمایا "جس شخص نے علم نجوم میں سے کچھ حاصل کیا اس نے جادو کا ایک شعبہ حاصل کیا۔ جس قدر زیادہ نجوم سیکھے گا اتنا ہی زیادہ جادو ہو گا۔ (مسند احمد' ابن ماجہ)۔

شرح: خطابی نے لکھا ہے علم نجوم وہ ممنوع ہے جس میں کائنات کے آئندہ حوادث اور مستقبل کے واقعات کے علم کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور یہ کہ سب کچھ ستاروں کی تاثیر سے ہے۔ یہیں سے قسمت وتقدیر کو بھی ستارہ کہتے ہیں کہ فلاں کا ستارہ بڑا روشن یا بلند ہے۔ ستارے تو خود بے جان اور بے اختیار ہیں مگر نجومی کہتا ہے کہ کائنات کی گردش انہی کے فیض سے اور نیکی بدی انہی کے اثر سے ہے۔ یہ علم حرام ہے اور اسی کو اس حدیث میں جادو فرمایا گیا ہے۔ باقی رہی قبلہ کی جہت معلوم کرنے کی بات 'زوال شمس' طلوع قمر وغیرہ امور' سو ان کا تعلق غیب یا جادو سے نہیں ہے۔ یہ تجربے اور ریاضی کے حساب سے متعلق باتیں ہیں۔ علم ہیئت کا حصول حرام نہیں۔ حرمت جس چیز کی بیان ہوئی ہے وہ وہی ہے جو اسلام کے عقیدہ توحید ورسالت سے متصادم ہے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ فِي إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنْ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ

ترجمه: زید بن خالد جہنیؓ نے کہا کہ حدیبیہ میں رات کو بارش ہوئی اور رسول اللہ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی۔ نماز ختم کر کے آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "تمہیں معلوم ہے تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ فرمایا "اللہ نے کہا کہ بوقت صبح کچھ بندے مجھ پر ایمان لانے والے تھے اور کچھ کافر تھے۔ سو جنہوں نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والے اور ستاروں (کی تاثیر) کا انکار کرنے والے ہیں اور جنہوں نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستاروں اور چاند کی منازل کے سبب سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والے ہیں اور جنہوں نے کہا

کہ ہم پر فلاں فلاں ستاروں اور چاند کی منازل کے سبب سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والے اور ستارے پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (بخاری، مسلم، نسائی اور یہ حدیث ان تینوں کتابوں میں ابو ھریرہؓ سے بھی مروی ہے) لغات لاعلویٰ اسکے مختلف معانی ہیں تو کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا کسی مرض میں بالذات متعدی ہونے کا اثر نہیں ہے۔ اللہ چاہے گا تو متعدی ہوگا ورنہ نہیں۔ لا صفر پیٹ میں ایک سانپ سمجھتے تھے۔ (۱) جو بھوک کے وقت کاٹتا ہے اسکی نفری فرادی۔ (۲) صفر کے مہینے کو محرم کہہ کر اشہر حرم می بعض مرتبہ داخل کرتے بعض مرتبہ نہ کرتے اس کی نفی فرمادی۔ ولاھامۃ الو کو منحوس سمجھتے تھے اسکی نفی فرمادی۔ یہ سمجھتے تھے کہ جس مقتول کا بدلہ نہ لیا گیا ہو اسکی روح الّو کی شکل میں آتی ہے اور کہتی ہے اُسقوئی اُسقوئی جب بدلہ لے لیا جاتا ہے تو چلی جاتی ہے۔ اس کی نفی فرمادی۔ لاغول۔ جنات کی تاثیر بالذات کی نفی ہے اللہ چاہے گا تو ان سے نقصان ہوگا ورنہ نہیں۔

سوال: تاثیر بالذات تو اللہ کے سوا کسی شیء میں بھی نہیں پھر خاص جنات کا کیوں ذکر فرمایا؟

جواب: جنات میں زمانہ جاہلیت میں تاثیر بالذات وہ لوگ سمجھتے تھے اس لئے انکو اس سے روکنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

شرح: حوادث کائنات میں تاثیر قدرت خداوندی کی ہے۔ ستارے اور ستارے بھی اسی کے حکم اور قدرت سے رواں دواں ہے۔ پس جو شخص قادر کو چھوڑ کر مقدور میں تاثیر اور قدرت مانے وہ اللہ کا منکر ہے۔ ستارے بے جان ہیں، حکم خداوندی کے بندھے ہوئے ہیں، ان کی کوئی طاقت اور قدرت نہیں نہ کوئی تاثیر ہے۔ مواثر حقیقی اور مسبب الاسباب ایک ہی ذات برحق ہے۔

بَاب فِي الْخَطِّ وَزَجْرِ الطَّيْرِ (خط کھینچنے اور پرندے اڑانے کا باب ۲۳)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا حَيَّانُ قَالَ غَيْر مُسَدَّدٍ حَيَّانُ بْنُ الْعَلَاء حَدَّثَنَا قَطَنُ بْنُ قَبِيصَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْعِيَافَةُ وَالطِّيَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ الطَّرْقُ الزَّجْرُ وَالْعِيَافَةُ الْخَطُّ

ترجمہ: قبیصہؓ بن مخارق ہلالی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا۔ پرندے اڑا کر فال لینا، کسی چیز کو منحوس جاننا اور کنکری پھینکنا ابلیس کی طرف سے ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ طرق کا معنی زجر ہے۔ یعنی پرندے کو اڑانا، اور عیافت کا معنی خط کھینچنا ہے۔ (مسند احمد، نسائی)

شرح: عیافت، طیرہ، طرق، یہ سب وہم و خرافات کی قسم میں سے ہیں۔ ان کی تفسیر مختلف انداز میں کی گئی ہے۔ عیافت کا معنی بتایا گیا ہے "پرندے کو ڈرا کر اڑانا" تاکہ اگر وہ دائیں طرف کو جائے تو یہ ہوگا بائیں طرف کو جائے گا تو یہ ہوگا اس قسم کی آواز نکالے تو یوں ہوگا اور فلاں قسم کی آواز کا مطلب یہ ہوگا۔ ابو داؤد نے اس کا مطلب زمین پر خط کھینچ کر نتیجہ اخذ کرنا لیا ہے۔ طیرہ کا معنی ہے بعض چیزوں، دنوں، حیوانات، درختوں یا انسانوں کو یا ان کے کچھ افعال کو منحوس جاننا جو مشرکین عرب کی عادت میں داخل تھا۔ طرق کا لفظی معنی کوٹنا اور ہتھوڑا مارنا ہے۔ اسی سے مطرقہ (ہتھوڑا) نکلا ہے اور مراد اس سے ہے کنکری پھینک کر فال لینا کہ اگر فلاں جگہ گرے تو نتیجہ یہ ہے ورنہ یہ۔ اہل عرب بلکہ مشرکین مکہ بھی ان چیزوں سے فال لیتے اور بعض وہمی نتائج نکالتے ہیں۔ جبت کا معنی ابلیس ہے۔ یعنی یہ سب چیزیں ابلیس لعین کی سکھائی ہوئی ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ عَوْفٌ الْعِيَافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ وَالطَّرْقُ الْخَطُّ يُخَطُّ فِي الْأَرْضِ

ترجمہ: عوف نے کہا (عوف راوی حدیث ہے) عیافت کا معنی ہے پرندے کو ڈانٹ کر اڑانا اور طرق کا معنی ہے زمین پر خط کھینچنا۔ (جیسا کہ نجومی لوگ ریت میں لکیریں کھینچتے اور ان سے احکام نکالتے ہیں)۔

بَاب فِي الطِّيَرَةِ وَالْخَطِّ (طیرہ اور خط کا باب ۲۴)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عِيسَى بْنِ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ الطِّيَرَةُ شِرْكٌ ثَلَاثًا وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا "بدفالی اور منحوس سمجھنا شرک ہے بدفالی شرک ہے۔ تین بار فرمایا، اور ہم میں سے ہر آدمی کے دل میں اس قسم کا خیال آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اسے توکل سے دور کر دیتا ہے۔ (ترمذی)۔

شرح: یعنی ابتداء میں غور و فکر سے پہلے دل میں بدفالی کھٹکتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ صحیح ہو تو یہ خیال دفع ہو جاتا ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ ومامنا سے لے کر آخر تک کا فقرہ عبداللہؓ بن مسعود کا قول ہے۔ رسول اللہ کا ارشاد نہیں ہے۔ چنانچہ مشہور محدث سلیمان بن حرب نے یہی کہا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنْ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ

ترجمہ: معاویہؓ بن الحکم سلمی نے کہا کہ میں نے حضور سے عرض کیا "یا رسول اللہ ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک نبی خط کھینچا کرتا تھا۔ پس جس کا خط اس کے موافق ہو تو وہ ٹھیک ہے۔ (مسلم، نسائی)

شرح: خط کی صورت خطابی نے یہ بیان کی ہے کہ کھینچنے والا بیٹھ جاتا ہے اور اپنے سامنے ایک لڑکے کو جلدی جلدی خط کھینچنے کا حکم دیتا ہے تاکہ وہ گنے نہ جا سکیں۔ پھر اسے حکم دیتا ہے کہ انہیں دو دو کر کے مٹائے اور خود زبان سے کہتا جاتا ہے کہ ابن عیا اسراع العیاف اگر آخری خط دو رہ جائیں تو کامیابی ہے ورنہ ناکامی اور خسارہ، اور یہ جو فرمایا ہے کہ جس کا خط اس نبی کے موافق ہو جائے تو ٹھیک ہے دراصل یہ نہی اور ناپسندیدگی کے الفاظ ہیں۔ کیونکہ اس نبی کے خط کے موافق کسی اور کا خط کیونکر ہو سکتا ہے وہ تو جو کچھ کرتا تھا بذریعہ وحی کرتا تھا اور کسی اور کے پاس یہ علم ہے نہیں، پس خلاصہ یہ ہوا کہ ایسا کرنا غلط ہے۔ اس پر مزید گفتگو کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۹۳۰ پر گزری ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا قَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا

يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ قَالَ فَرَاجَعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ قَالَ لَمْ أُحَدِّثْكُمُوهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَدْ حَدَّثَ بِهِ وَمَا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ نَسِيَ حَدِيثًا قَطُّ غَيْرَهُ

ترجمه: ابو ھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "مرض کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں 'بدشگونی و نحوست کوئی چیز نہیں اور صفر کوئی چیز نہیں اور ہامہ کوئی چیز نہیں 'اس پر ایک بدو بولا کہ اونٹ صحرا میں ہرنوں کی مانند ہوتے ہیں اور پھر خارش زدہ اونٹ ان میں آملتا ہے تو انہیں بھی خارش زدہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ "اگر یہی بات ہے تو پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ (بخاری' مسلم) معمر نے زھری کے حوالے سے ایک اور شخص کے واسطے سے ابو ھریرہؓ سے روایت کی کہ اس نے رسول اللہ کو فرماتے سنا" بیمار اونٹوں والا اپنے اونٹوں کو تندرست اونٹوں سے لاکر نہ ملائے۔ پس راوی نے ابو ھریرہؓ سے پوچھا کہ کیا تو نے اس سے پہلے ہمیں یہ حدیث نہیں سنائی کہ نبی نے فرمایا "مرض کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں 'صفر کوئی چیز نہیں اور ھامہ کوئی چیز نہیں ابو ھریرہؓ نے کہا کہ میں نے وہ حدیث تمہیں نہیں سنائی۔ زہری نے کہا کہ ابو سلمہ نے کہا "ابو ھریرہؓ یہ حدیث سنا چکا تھا 'اور اس حدیث کے سوا میں نے ابو ھریرہؓ کو کوئی حدیث بھول جاتے نہیں سنا۔

شرح: علامہ ابن قتیبہ دینوری نے "تاویل مختلف الحدیث" میں اور علامہ خطابی نے معالم السنن میں فرمایا ہے کہ لاعدوی کا معنی یہ ہے کہ مسبب الاسباب ذات خداوندی ہے۔ بیماری اپنے آپ ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی جب اللہ چاہے تو ہو جاتا ہے ورنہ نہیں ہوتا۔ اگر بیماری کو تعدیہ لازم ہوتا تو بیماروں کے تیماردار ہرگز نہ بچے رہتے۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بعض دفعہ بیماری بالکل قریب رہنے والوں کو نہیں لگتی اور دور والوں پر اثر انداز ہو جاتی ہے۔ بیماری کا ایک دوسرے کو لگنا خود بیماری کے بس میں نہیں ہے۔ تیماردار اگر احتیاطی تدابیر اختیار کریں تو وہ محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ چاہے تو بعض دفعہ انہیں بھی لگ جاتی ہے بیماری لگنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ مگر ضروری نہیں یہ سبب ہر موقع پر ہر شخص پر کارگر ہو جائے۔ طبیب جو خطرناک متعدی امراض کا علاج کرتے ہیں وہ خود محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت مدافعت دی ہوتی ہے 'مگر بعض دور رہنے والے کمزور لوگ بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضور نے یہ جو فرمایا کہ "پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ پہلے اونٹ کو کسی اور بیمار اونٹ سے متعدی ہو کر بیماری نہیں لگی بلکہ محض تقدیر الٰہی سے لگی تھی 'اسی طرح اگر تندرست اونٹ بیمار اونٹوں کے ساتھ رہے تو اسے اللہ چاہے تو بیماری نہیں لگ سکتی۔

جہاں تک صفر کا تعلق ہے 'علامہ خطابی نے اسکے دو معانی بیان کئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ انسان یا حیوان کے پیٹ میں ایک سانپ جیسا کیڑا ہوتا ہے جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ متعدی ہے۔ یا صفر کا معنی یہ ہے کہ عرب نسیئی کے ذریعے سے محرم کو ماہ صفر میں لے جاتے تھے۔ اس طرح محرم ماہ حلال بن جاتا اور صفر جو حلال ہے اسے حرام کر لیتے تھے۔ لاصفر میں ان دونوں خیالات کا رد ہے۔ رہا ھامہ 'تو اہل عرب کے خیال میں مردے کی ہڈیاں ایک (فرضی) جانور ھامہ بن کر اڑ جاتی تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ اگر کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کا ھامہ پیاسا رہتا ہے اور چیخ چیخ کر فریاد کرتا ہے کہ مجھے دشمن کا خون پلاؤ اور بیمار اونٹوں والے کو یہ حکم جو دیا گیا کہ تندرست اونٹوں میں اسے نہ ملائے 'یہ اس لئے ہے کہ اگر اس کے اونٹ بیمار ہو گئے تو وہ سمجھے گا کہ بیماری بذات خود متعدی ہوتی ہے اور اس سے اس کا عقیدہ خراب ہو گا اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بیمار اونٹوں کی بیماری کا اثر باذن اللہ اس

علاقے کی آب وہوا پر پڑے گا اور وباء کے پھیلنے کا سبب بنے گا۔ گویا بیماری کے متعدی ہونے کے اسباب میں سے یہ لفظ ایک سبب ہے۔ بذات خود موثر نہیں ہے۔ اس سے قبل سنن ابی داؤد میں حضور کے اس حکم پر ہم بحث کر چکے ہیں کہ آپ نے طاعون زدہ علاقے میں باہر کے لوگوں کو جانے سے منع فرمایا اور اندر سے لوگوں کو وہاں سے نکلنے سے روکا۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ لوگوں کا عقیدہ خراب نہ ہو کہ وہ بذات بیماری کو موثر ماننے لگیں۔ دوسرا یہ کہ باذن اللہ تعالیٰ بیماری کے متعدی ہونے کا بھی یہ باعث ہو سکتا ہے۔ بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ "کوڑھی سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو" اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو خدانخواستہ اس کی بیماری کا اثر ہو گیا تو مبادا یہ نہ سمجھ لے کہ بیماری بذات خود موثر ہے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا" بیماری کا تعدیہ (بذات خود) نہیں ہوتا اور ھامہ کوئی چیز نہیں اور نوء کوئی چیز نہیں اور صفر کوئی چیز نہیں (مسلم، نوء چاند کی منزل کو کہتے تھے۔ ھیئت کے حساب سے وہ ۲۸ منزلیں ہیں۔ جن میں سے ہر منزل میں چاند روزانہ ہوتا ہے۔ اس طرح مغرب میں ایک ستارے کا غروب اور مشرق سے دوسرے کا طلوع نوء کہلاتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ بارش کا سبب فلاں نوء ہے۔ یعنی ستاروں کو موثر حقیقی بالذات مانتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ الْبَرْقِيِّ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ حَدَّثَنِي الْقَعْقَاعُ بْنُ حَكِيمٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مِقْسَمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا غُولَ قَالَ أَبُو دَاوُد قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكُمْ أَشْهَبُ قَالَ سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْلِهِ لَا صَفَرَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يُحِلُّونَ صَفَرَ يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَفَرَ

ترجمہ: ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا" غول کوئی چیز نہیں ہے' (مسلم کی روایت جو جابرؓ سے ہے اس میں ہے کہ "لا عدوی ولا طیرۃ ولا غول" ابوداؤد نے مالک کا قول روایت کیا ہے کہ لا صفر سے مراد نسیئ کی نفی ہے۔

شرح: غول کی نفی سے مراد اس وہم وخرافات کی نفی ہے جو غول بیابانی (چھلاوہ) کے بارے میں لوگوں میں مشہور ہے کہ وہ اشکال اور صورتیں اور رنگ بدلتا ہے اور گمراہ کرتا ہے راستے سے بھٹکاتا اور ڈراتا ہے۔ دراصل غول ایک جنی مخلوق ہے جو بذات خود کوئی ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتی اور یہی مطلب اس حدیث کا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ ان اذان کی آواز سے غول جاگ جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حدیث میں غول کی ذات کی نفی مراد نہیں بلکہ اس وہم وخرافات کی نفی مراد ہے جو اس کے متعلق لوگوں میں مشہور ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ وَالْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا" کوئی عدوای نہیں اور کوئی طیرہ نہیں اور مجھے اچھی فال پسند ہے اور اچھی فال اچھے کلمے کو کہتے ہیں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: بدشگونی اور اچھی فال میں بقول علامہ خطابی یہ فرق ہے کہ بدشگونی سے مراد تو کسی چیز کو منحوس جان کر اس کی بے برکتی کا اعتقاد رکھنا ہے لیکن اس حدیث میں جو اچھی فال یا اچھے کلمے کا ذکر ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کی زبان سے کوئی اچھا کلمہ سنا جائے جس سے دل خوش ہو جائے اور یہ سمجھا جائے کہ یہ بابرکت یا متبرک کلمہ ہے۔ اچھے کلمے سے اچھی فال کا مطلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہے جبکہ بدفالی یا بدشگونی کا اس کے برعکس اللہ تعالیٰ سے بدگمانی اور غیر اللہ کی غلط تاثیر ہے مثلاً کوئی مریض کسی سے یہ سنے کہ اے تندرست شخص' اے سالم' اے عمر دراز شخص اور اس سے اس کا جی خوش ہو جائے تو یہ اچھی فال ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ رَاشِدٍ قَوْلُهُ هَامَ قَالَ كَانَتْ الْجَاهِلِيَّةُ تَقُولُ لَيْسَ أَحَدٌ يَمُوتُ فَيُدْفَنُ إِلَّا خَرَجَ مِنْ قَبْرِهِ هَامَةٌ قُلْتُ فَقَوْلُهُ صَفَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْتَشْئِمُونَ بِصَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَفَرَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَدْ سَمِعْنَا مَنْ يَقُولُ هُوَ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ فَكَانُوا يَقُولُونَ هُوَ يُعْدِي فَقَالَ لَا صَفَرَ

ترجمہ: بقیہ نے کہا کہ میں نے محمد بن راشد سے کہا کہ حضور کا یہ ارشاد کہ ھامہ' اس سے کیا مراد ہے؟ اس نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ کہتے تھے کہ جس کسی کو موت کے بعد دفن کیا جائے' اس کی قبر سے ھامہ نکلتا ہے (ایک فرضی جانور) میں نے کہا کہ پھر حضور کے قول صفر کا کیا معنی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اہل جاہلیت صفر کو منحوس جانتے تھے اس لئے نبی نے فرمایا کہ لا صفر محمد بن راشد نے کہا کہ ہم نے بعضوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ ایک بیماری ہے جو پیٹ میں پیدا ہوتی ہے اور لوگ کہتے تھے کہ وہ متعدی ہوتی ہے اس لئے حضور نے فرمایا "لا صفر"۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سُهَيلٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَقَالَ أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيكَ

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک بات سنی جو آپ کو پسند آئی تو فرمایا "ہم نے تیری فال تیرے منہ سے لی ہے" (اس روایت میں ایک مجہول راوی ہے) مطلب یہ کہ تیری زبان سے اچھا کلمہ سن کر ہم نے بابرکت سمجھا ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ يَقُولُ النَّاسُ الصَّفَرُ وَجَعٌ يَأْخُذُ فِي الْبَطْنِ قُلْتُ فَمَا الْهَامَةُ قَالَ يَقُولُ النَّاسُ الْهَامَةُ الَّتِي تَصْرُخُ هَامَةُ النَّاسِ وَلَيْسَتْ بِهَامَةِ الْإِنْسَانِ إِنَّمَا هِيَ دَابَّةٌ

ترجمہ: عطاء نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ صفر پیٹ کی ایک بیماری ہے۔ ابن جریج نے پوچھا کہ ھامہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ چیخنے والا (الو یا کوئی اور جانور) یہ انسانوں کا ھامہ ہے حالانکہ وہ انسان کا ھامہ نہیں وہ ایک جانور ہے۔

شرح: یعنی لوگوں کے گھروں میں چیخنے والا جانور انسان کی کھوپڑی سے نکلا ہوا فرضی جانور نہیں وہ تو کوئی الو یا اس جیسا کوئی اور جانور ہے لوگوں میں جو ھامہ مشہور ہے۔ یہ محض ایک فرضی چیز ہے اس کا کوئی وجود نہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَحْمَدُ الْقُرَشِيُّ قَالَ ذُكِرَتْ الطِّيَرَةُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

ترجمہ: عروہ بن عامر قریشی نے کہا کہ نبی کے پاس طیرہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بہترین شگون فال ہے اور بد شگونی کی مسلم کو اس کے قصد سے نہیں روکتی۔ پس جب تم میں سے کوئی کسی ناپسند بات کو دیکھے تو کہے اے اللہ اچھائیاں لانے والا فقط تو ہے اور برائیاں ہٹانے والا فقط تو ہے اور نیکی کرنے کی طاقت اور برائی سے بچنے کی قوت تیری ہی طرف سے ہے۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ عروہ بن عامر قریشی یا جہنی صحابی نہیں ہے' اس کا سماع ابن عباسؓ سے ثابت ہے۔ مولاناؒ نے فرمایا ہے کہ بعض محدثین اس کی صحابیت کے قائل ہیں۔ لیکن حبیب بن ابی ثابت کی اس سے روایت کسی راوی کی غفلت کا نتیجہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنْ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنْ اسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ

ترجمہ: بریدہؓ نے کہا کہ نبی کسی چیز سے برا شگون نہ لیتے تھے' اور جب آپ کسی عامل کو بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے' اگر اس کا نام پسندیدہ ہوتا تو خوش ہوتے اور خوشی کا اثر آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتا' اور اگر اس کا نام پسند نہ ہوتا تو اس کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے سے ظاہر ہو جاتی تھی۔ اور جب آپ کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے اگر نام پسند آتا تو اس سے خوش ہوتے اور خوشی کا اثر آپ کے چہرے پر دکھائی دیتا اور اگر اس کا نام ناپسند ہوتا تو اس کا اثر آپ کے چہرے سے دیکھا جا سکتا تھا۔ (مسند احمد' نسائی)۔

شرح: پس اچھی فال کا یہی مطلب ہے کہ کسی اچھے نام یا اچھی بات سن کر خوشی ہو۔ آپ کا بعض اصحاب کے نام بدل دینا بھی احادیث سے ثابت ہے۔ باقی رہی وہ بد شگونی جسے طیرہ کہا گیا ہے کہ کسی شئے کے اندر نحوست سمجھی جائے اور اسے اثر انداز جانا جائے تو یہ قطعاً ناجائز ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنِي يَحْيَى أَنَّ الْحَضْرَمِيَّ بْنَ لَاحِقٍ حَدَّثَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا هَامَةَ وَلَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَإِنْ تَكُنْ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّار

ترجمہ: سعد بنؓ مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ فرماتے تھے "کوئی ھامہ نہیں' کوئی عدویٰ نہیں اور کوئی طیرہ نہیں اور اگر نحوست و شوم کسی چیز میں ہوتی تو عورت اور گھوڑے اور گھر میں ہوتی۔

شرح: یعنی نحوست تو ان میں بھی نہیں لیکن بالفرض اگر ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی' کیونکہ جس گھر کا ماحول اچھا نہیں' ہمسائے دکھ دیتے ہیں۔ غلاظت اور گندگی اس کے اردگرد ہے۔ اس طرح جو عورت راس نہیں آئی' زبان دراز ہے۔ اس کی عزت و ناموس کا خیال نہیں رکھتی اور جو گھوڑا بے کار ہے گرا دیتا ہے حسب منشاء کام نہیں کرتا تو شرع نے انہیں چھوڑ دینے کی اجازت دی ہے۔ ضروری نہیں کہ آدمی ان کے ساتھ زندگی بھر کڑھتا اور دکھ اٹھاتا رہے۔ گھر سے منتقل ہو جائے۔ عورت سے جدا

ہو جائے اور گھوڑے کو فروخت کر دے۔ خطابی نے کہا ہے کہ ان تین چیزوں کا استثناء دراصل من غیر جنسہ (منفصل ہے) اور اس کا مغاویہ ہے کہ آدمی ایک کلام سے دوسرے کی طرف خروج کرے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ گھر کی نحوست ہمسایوں کا اچھا نہ ہونا ہے۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کے ہاں اولاد نہ ہو' مگر یہ نحوست بھی وہ نہیں جسے زمانہ جاہلیت میں سمجھا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ قَالَ أَبُو دَاوُد قُرِئَ عَلَى الْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ وَأَنَا شَاهِدٌ أَخْبَرَكَ ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ الشُّؤْمِ فِي الْفَرَسِ وَالدَّارِ قَالَ كَمْ مِنْ دَارٍ سَكَنَهَا نَاسٌ فَهَلَكُوا ثُمَّ سَكَنَهَا آخَرُونَ فَهَلَكُوا فَهَذَا تَفْسِيرُهُ فِيمَا نَرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "نحوست گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں ہے (بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' موطا' مسند احمد) ابوداؤد نے اپنی سند سے امام مالک کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے گھوڑے اور گھر کی نحوست کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا "کئی گھر ایسے ہیں جن میں رہنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں پھر دوسرے رہتے ہیں تو ان کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔ پس ہمارے خیال میں اس کی تفسیر یہ ہے۔ ابوداؤد نے حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے۔ بانجھ عورت سے تو گھر کی چٹائی بہتر ہے۔

شرح: حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اس مضمون کی احادیث میں بظاہر تضاد ہے۔ جمع کا طریقہ یہ ہے کہ طیرہ بمعنی ذاتی نحوست اور پیدائشی شوم کے اعتبار سے ان چیزوں میں نہیں ہے۔ ہاں! عارضی نحوست ان میں اس طور پر ہے کہ کبھی کبھی ان سے نقصان بہت ہوتا ہے۔ پس نحوست کی نفی اور اثبات دو الگ الگ جہتوں سے ہے۔ اس طور پر احادیث میں تعارض نہیں رہتا۔ عارضی نحوست کی مثال آب و ہوا کی خرابی اور زمین کی خباثت سے دی جاسکتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہ ہوگا یہ چیزیں مستقل طور پر دائماً منحوس ہیں۔

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ وَعَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَحِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرْضٌ عِنْدَنَا يُقَالُ لَهَا أَرْضُ أَبْيَنَ هِيَ أَرْضُ رِيفِنَا وَمِيرَتِنَا وَإِنَّهَا وَبِئَةٌ أَوْ قَالَ وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ دَعْهَا عَنْكَ فَإِنَّ مِنْ الْقَرَفِ التَّلَفَ

ترجمہ: فروہؓ بن مسیک نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک زمین ہے جسے ارض ابین کہتے ہیں۔ یہ ہماری زراعت کی زمین ہے اور ہمارا طعام وہاں سے آتا ہے اور وبا زدہ ہے' یا یہ کہا کہ اس کی وباء شدید ہے۔ پس نبی نے فرمایا "اسے چھوڑ دے کیونکہ مرض وباء میں رہنا ہلاکت ہے (اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے) مطلب یہ کہ جب وہ سرزمین تمہیں موافق نہیں آتی تو اسے چھوڑ دو اور یہ مسئلہ طب واصلاح وتربیت سے متعلق رکھتا ہے۔ فاسد ہوا امراض کا باعث اور صالح ہوا صحت کا سبب ہے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوهَا ذَمِيمَةً

ترجمہ: انس بن مالکؓ نے کہا کہ ایک مرد نے کہایارسول اللہ ہم ایک گھر میں تھے جس میں ہماری تعداد کثیر تھی اور ہمارے مال بھی کثیر تھے پھر ہم ایک اور گھر میں منتقل ہوئے جس میں ہماری تعداد بھی کم ہو گئی اور اموال بھی گھٹ گئے' تورسول اللہ نے فرمایااسے چھوڑدووہ قابل مذمت ہے۔

شرح: خطابی نے کہاکہ شاید ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ ساری مصیبت اس گھر کے باعث آئی ہے لہٰذا آپ نے اس کاابطال یوں فرمایاکہ اسے چھوڑدو تاکہ یہ وہم وگمان دل سے دور ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دوسرا امکان آب و ہوا، محل وقوع اور ہمسائیگی کے نقطہ نگاہ سے اچھانہ ہو۔ پس یہ حکم طیرہ کے باب سے نہیں تھا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْذُومٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ وَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک کوڑھی کاہاتھ پکڑااور اسے اپنے ساتھ طبق میں رکھااور فرمایا"اللہ پر اعتماد رکھ کراس پر توکل کرکے۔(ترمذی'ابن ماجہ)۔

شرح: مسلم' نسائی اور ابن ماجہ میں شریدؓ بن یوسف ثقفی کی حدیث ہے'اس نے کہاکہ ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی بھی تھا'پس رسول اللہ نے اسے پیغام بھیجا"ہم نے تجھے بیعت کر لیاہے تو واپس ہو جا۔ بخاری میں ابوہریرہؓ کی ایک تعلیقاروایت ہے کہ حضور نے فرمایا"کوڑھ والے سے یوں بھاگ جیسے کہ تو شیر سے بھاگتاہے۔ پس حضور کاوہ فعل جو زیر نظر حدیث میں ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے اوران دو حدیثوں میں جو کچھ فرمایاہے وہ بتقاضائے احتیاط تھا۔ یہ بھی ہو سکتاہے کہ یہ فعل حضور کی خصوصیت ہو اور جہاں مجذوم کے اور لوگوں کے ساتھ خلاملاء کرنے اور فتنے کاخوف تھاوہاں وہ دوسرا حکم دیاہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آخر کتاب الطب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْعِتْقِ

احرار کے بعد غلاموں کے احکام بیان فرماتے

بَابٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُؤَدِّي بَعْضَ كِتَابَتِهِ فَيَعْجِزُ أَوْ يَمُوتُ

(باب مکاتب جب اپنی کچھ کتابت ادا کردے پھر عاجز ہو جائے یا مر جائے)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ حَدَّثَنِي أَبُو عُتْبَةَ إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِرْهَمٌ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے رسول اللہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "مکاتب غلام ہے جب تک اس کی مکاتبت سے ایک درہم بھی باقی ہو۔

شرح: اس مسئلے میں جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مکاتب جب تک سارا بدل کتابت ادا نہ کردے' بدستور غلام ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ أُوقِيَّةٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ أَوَاقٍ فَهُوَ عَبْدٌ وَأَيُّمَا عَبْدٍ كَاتَبَ عَلَى مِائَةِ دِينَارٍ فَأَدَّاهَا إِلَّا عَشْرَةَ دَنَانِيرَ فَهُوَ عَبْدٌ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کہ نبی نے فرمایا "جس غلام نے سو اوقیہ پر عقد کتابت کیا' پھر دس اوقیہ کے سوا سب ادا کر دیا تو وہ غلام ہے۔ اور جس غلام نے ایک سو دینار پر کتابت کی اور دس دینار کے سوا سب ادا کر دی تو وہ غلام ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ راوی کا نام عباس الجریری نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ وہم ہے۔ بلکہ وہ ایک اور شیخ ہے۔ (ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)

شرح: اس مسئلے میں حضرت علیؓ کا یہ قول ہے کہ جتنا بدل کتابت اس نے ادا کیا ہو اتنا وہ آزاد ہے حضرت عمرؓ اور علیؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب وہ نصف ادا کر دے تو غلام نہیں رہا۔ عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ جب وہ اپنی قیمت کی مقدار ادا کر دے تو باقی اس کے ذمہ قرض ہے۔ ان حضرت کا استدلال ترمذی کی ایک حدیث سے ہے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ نَبْهَانَ مُكَاتَبِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ

ترجمہ: ام سلمہؓ فرماتی تھیں کہ ہم سے جناب رسول اللہ نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کا مکاتب ہو اور اس کے پاس بدل

کتابت ادا کرنے کا مال موجود ہو تو (ترمذی' ابن ماجہ 'نسائی) اس سے پردہ کرے۔

شرح: اوپر کی احادیث سے معلوم ہو چکا کہ جب تک بدل کتابت ادا نہ کرے وہ غلام ہے اور غلام سے پردہ نہیں مگر یہاں بدل کتابت کی ادائیگی کے بغیر صرف اس کی موجودگی سے ہی پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا یہ حدیث بظاہر پچھلی احادیث کے خلاف ہے اور ان حضرات کی دلیل ہے جو اسے آزاد قرار دیتے ہیں یا آزاد کے حکم میں ٹھہراتے ہیں۔ خطابی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ کیونکہ کسی وقت بھی ادائیگی اور آزاد ہو جانے کا احتمال ہے لہذا بطور احتیاط یہ حکم دیا گیا۔ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ اس حالت میں اگر وہ مر جائے تو آزاد سمجھا جائے گا۔ حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے فرمایا کہ یہ حکم رسول اللہ کی ازواج کے ساتھ خاص ہے۔ دوسری خواتین کے لئے یہ حکم نہیں۔

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُكَاتَبِ إِذَا فُسِخَتْ الْكِتَابَةُ

(جب کتابت فسخ ہو جائے تو مکاتب کی بیع کا باب ۲)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونُ لَنَا وَلَاؤُكِ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أُنَاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْثَقُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہؓ ان کے پاس اپنی کتابت کے لئے مدد مانگنے آئی اور ابھی اس نے اپنے بدل کتابت میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ پس عائشہؓ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس واپس جا اگر وہ چاہیں تو میں تمہارا بدل کتابت ادا کر دوں بشرطیکہ تیری ولاء میرے لئے ہو۔ بریرہؓ نے اپنے لوگوں سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا "اگر حضرت عائشہؓ چاہیں تو تجھ پر فی سبیل اللہ احسان کر دیں مگر تیری ولاء ہمارے لئے ہو گی۔ حضرت عائشہؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ سے کیا تو رسول اللہ نے ان سے فرمایا "خرید و اور آزاد کر دو کیونکہ ولاء تو آزاد کرنے والے کے لیے ہے۔ پھر رسول اللہ (خطبہ دینے) کھڑے ہوئے فرمایا "لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں؟ جو کوئی ایسی شرط لگائے جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ اس کے لئے نہیں ہے' اگرچہ وہ سو مرتبہ شرط لگائے۔ اللہ کی شرط زیادہ (وفا کی) حقدار اور زیادہ مضبوط ہے۔ (بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)

شرح: بریرہؓ کے حصے میں روایات مختلف ہیں۔ بعض میں ہے کہ اس کی کتابت نو اوقیہ پر تھی اور شرط یہ تھی کہ ہر سال میں ایک اوقیہ ادا کرے۔ بعض میں ہے کہ اسکے ذمہ پانچ اوقیہ تھے جو پانچ سال میں قابل ادا تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے ابھی تک کچھ بھی ادا نہ کیا تھا اور کتاب المساجد کی روایت میں ہے کہ "وان شئت اعطیت مابقی" اس کا مطلب یہ کہ کچھ ادا ہو چکا تھا اور کچھ باقی تھا۔ پس ممکن ہے کہ چار ادا ہو چکے ہوں اور پانچ باقی ہوں مگر پھر یہ زیر نظر حدیث اس کے خلاف ہے کہ اس نے کچھ بھی ادا نہ

کیا تھا۔ سو مطلب یہ لیا جاسکتا ہے کہ بقیہ پانچ اوقیہ میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ پھر اس واقعہ میں ایک اور مشکل ہے' وہ یہ کہ اس قصے میں جناب رسول اللہ نے ایک فاسد شرط پر حضرت عائشہؓ کو بریرہؓ کی خرید کی اجازت کیسے دے دی؟ اور اس کے مالک جو ولاء کی شرط لگاتے تھے' حضور نے یہ کیسے فرمادیا کہ "واشترطی لھم الولاء" تو ان کے لئے ولاء کی شرط کرے۔ حالانکہ دوسری طرف خود ہی حضور نے یہ مسئلہ بھی بتادیا تھا کہ "ولاء اس کی ہے جو آزاد کرے"؟ اب بعض علماء نے تو اس شرط کا انکار کردیا ہے۔ ابو سلیمان خطابی نے معالم میں کہا ہے کہ یحیٰی بن اکثم نے اس شرط کا انکار کیا اور شافعی نے کتاب الام میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قتادہ کی روایت جس میں اس شرط کی صراحت ہے' ضعیف ہے اور کچھ اور علماء نے کہا ہے کہ یہ روایت بالمعنی ہے۔ راوی نے حدیث سے جو مطلب سمجھا اس کے مطالب روایت کردی حالانکہ حقیقتاً اس کے خلاف تھی۔ کچھ اور علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے' ہشام حافظ حدیث ہے اور حدیث کی صحت پر اتفاق ہے لہذا اسے رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

جب یہ حدیث ثابت و صحیح ہے تو اس کی توجیہ میں اختلاف ہوا ہے۔ طحاوی نے کہا ہے کہ مزنی نے اس حدیث کی روایت شافعی سے اشترطی کے لفظ سے کی ہے۔ اشراط کا معنی اظہار ہے۔ مطلب یہ کہ بریرہؓ کے مالکوں کو صاف بتادو کہ ان کی شرط غلط ہے اور بریرہؓ کو خرید کر آزاد کردو مگر جمہور نے اس کا انکار کیا ہے اور مزنی کی روایت شافعی سے کتاب الام میں جمہور کی مانند واشترطی کے لفظ کے ساتھ ہے نہ کہ واشترطی پھر طحاوی نے اس روایت کی تاویل بیان کی ہے جس میں واشترطی ہے کہ یہاں پر لھم بمعنی علیھم ہے۔ یعنی یہ شرط ان کے خلاف ہوگی نہ کہ ان کے حق میں نووی نے کہا کہ یہاں لام کو علی کے معنی میں لینا غلط ہے۔ کیونکہ حضور نے برسر منبر ان لوگوں کی شرط کا انکار کیا تھا اگر لام یہاں پر علی کے معنی میں ہوتا تو اس انکار کا مطلب کیا تھا؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اشتراطی لھم کا معنی ہے "تم شرط اگر لوگی تو بے کار ہے کیونکہ بریرہؓ کے مالکوں کی شرط غلط ہے۔ پس ان کا شرط لگانا نہ لگانا برابر ہے۔ ایک روایت کے لفظ ان سے شرط کرلو اور انہیں شرطیں لگانے دو جو شرطیں لگائیں۔ گویا یہ لفظ بطور وعید تھے نہ کہ بطور اباحت و اجازت' گویا لفظ امر کا تھا اور معنی نہی کا کچھ اور علماء نے کہا ہے کہ حضور کا مطلب یہ تھا کہ ان لوگوں سے نزع مت کرو۔ نووی نے کہا ہے کہ یہ قصہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ مخصوص تھا جیسا کہ حج کو عمرہ کی طرف نسخ کرنا حجۃ الوداع میں صحابہ کے لئے مخصوص تھا۔ ابن حزم نے یہ عجیب تاویل کی ہے کہ جب حضور نے حضرت عائشہؓ کو شرط کرنے کا حکم دیا تھا تو اس وقت یہ منسوخ نہ ہوا تھا۔ بعد میں منسوخ ہوگیا۔ اور اس کا نسخ رسول اللہ کے خطبے کے ساتھ ہوا۔ خطابی نے اسی تاویل کو ترجیح دی ہے کہ چونکہ ولاء آزاد کرنے والے کے لئے تھی اور کسی طور سے بھی کسی اور کی طرف منتقل نہ ہوسکتی تھی۔ لہذا حضور نے حضرت عائشہؓ کو حکم دیا تھا کہ بریرہؓ کے مالکوں کو بیشک غلط شرطیں لگالینے دو ان سے کچھ فرق نہ پڑے گا اور اس کا حکم بہر صورت باقی رہے گا۔ گو یہ حکم ان لوگوں کو سزا کے طور پر تھا۔ اور انکی یہ شرط کہ ولاء ان کی ہوگی ایک لغو شرط تھی جو غیر موثر تھی۔ پھر آپ نے برسر عام بھی منبر پر اس شرط کو باطل قرار دے دیا۔ علامہ خطابی اور حافظ ابن حجر نے یہی کچھ کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ لِتَسْتَعِينَ فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ نَحْوَ الزُّهْرِيِّ زَادَ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

آخِرِهِ مَا بَالُ رِجَالٍ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَالْوَلَاءُ لِي إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

ترجمہ: عائشہؓ نے فرمایا کہ بریرہؓ اپنی مکاتبت میں مدد مانگنے آئی اور بولی "میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کی ہے۔ ہر سال میں ایک اوقیہ' آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا "اگر تمہارے مالک چاہیں کہ میں انہیں ایک ہی بار ساری رقم دے دوں اور تمہیں آزاد کردوں اور تمہاری ولاء میرے لئے ہو تو میں ایسا کردوں گی۔ پس وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ہشام نے زہری کی مانند حدیث بیان کی۔ حدیث کے آخر میں اس نے نبی کے کلام میں یہ اضافہ کیا کہ "ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو کہتے ہیں کہ اے فلاں تو آزاد کردے اور ولاء میری ہو گی۔ ولاء اس کی ہے جو آزاد کردے۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح: حدیث کے آخری الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کی باطل شرطوں کو حضور نے جائز کرنے کے لئے حضرت عائشہؓ کو لونڈی خریدنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ ان کی لغو شرطوں کا برسر عام ابطال مد نظر تھا اور یہ کہ ایسی شرطیں لگانے نہ لگانے کا کچھ نتیجہ نہ تھا کیونکہ یہ اصول تو مسلم تھا کہ ولاء اس کی ہے جو آزاد کرے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى أَبُو الْأَصْبَغِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ إِسْحَقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ أَوْ ابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبَتْ عَلَى نَفْسِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كِتَابَتِهَا فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ فِي كِتَابَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ لَكِ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ قَالَتْ قَدْ فَعَلْتُ قَالَتْ فَتَسَامَعَ تَعْنِي النَّاسَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنْ السَّبْيِ فَأَعْتَقُوهُمْ وَقَالُوا أَصْهَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا حُجَّةٌ فِي أَنَّ الْوَلِيَّ هُوَ يُزَوِّجُ نَفْسَهُ

ترجمہ: عائشہؓ نے فرمایا کہ جویریہؓ بنت الحارث بن المصطلق، ثابتؓ بن قیس بن شماس یا اس کے ایک چچازاد بھائی کے حصے میں آئی۔ پس اس نے اپنی مکاتبت کرلی اور وہ ایک ایسی خوبصورت عورت تھی جو نگاہوں کو بھاتی تھی۔ عائشہؓ نے کہا کہ وہ رسول اللہ سے اپنے بدل کتابت میں سوال کرنے کو آئی جب وہ دروازے پر کھڑی ہوئی تو میں نے اسے دیکھا اور اس کی وہاں موجودگی کو ناپسند کیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ بھی اسے دیکھیں گے جیسے کہ میں نے دیکھا ہے (یہ ایک فطری نسوانی رشک تھا) پس اس نے کہا کہ یارسول اللہ میں جویریہؓ بنت الحارث ہوں اور میرا معاملہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے اور میں ثابتؓ بن قیس بن شماس

کے حصے میں آئی تھی اور میں نے اپنی جان پر مکاتبت کرلی ہے اور آپ سے اپنی کتابت میں سوال کرنے آئی ہوں پس رسول اللہ نے فرمایا "کیا تمہیں اس سے ایک بہتر چیز کی ضرورت نہیں ہے؟ اس نے کہا "یا رسول اللہ وہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ میں تیری کتابت ادا کردوں اور تجھ سے نکاح کرلوں؟ اس نے کہا "ٹھیک ہے' میں ایسا کرتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ پھر لوگوں نے ایک دوسرے سے سنا کہ رسول اللہ نے جویریہؓ سے نکاح کرلیا۔ انہوں نے تمام قیدی چھوڑ دیئے اور انہیں رہا کردیا۔ لوگوں نے کہا یہ لوگ تو رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں۔ پس ہم نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو اس سے بڑھ کر اپنی قوم پر برکت کا سبب بنی ہو۔ اس کے سبب سے بنی المصطلق کے ایک سو گھرانے آزاد ہوگئے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ ولی اپنا نکاح خود کرسکتا ہے (مولاناؒ نے فرمایا کہ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ عورت اپنی ولی خود ہوسکتی ہے' ورنہ جویریہؓ حضور کی پیشکش کو اپنے اولیاء کے بغیر قبول نہ کرسکتی تھی اور اس کے رشتہ دار وہاں پر موجود تھے۔

بَابٌ فِي الْعِتْقِ عَلَى الشَّرْطِ (شرط پر آزادی کا باب ۳)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ عَنْ سَفِينَةَ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أُعْتِقُكَ وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدُمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ فَأَعْتَقَتْنِي وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ

ترجمہ: سفینہؓ نے کہا کہ میں ام سلمہؓ کا غلام تھا۔ پس ام سلمہؓ نے شرط لگائی کہ میں تجھے آزاد کرتی ہوں اور شرط لگاتی ہوں کہ تو زندگی بھر رسول اللہ کی خدمت کرے۔ میں نے کہا "اگر آپؓ شرط نہ بھی لگائیں میں تب بھی زندگی بھر رسول اللہ سے جدا نہ ہوں گا۔ پس انہوں نے مجھے آزاد کردیا اور یہ شرط بھی لگائی (ابن ماجہ' نسائی)۔

شرح: خطابی نے کہا کہ یہ دراصل ایک وعدہ تھا جس کو شرط کا نام دیا گیا ہے' ورنہ اکثر فقہا کہتے ہیں کہ آزادی کے بعد یہ شرط بے کار ہوجاتی ہے کیونکہ آزاد اپنا مالک خود ہوتا ہے ابن سیرین نے اس شرط کا اثبات کیا ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ آزاد شدہ شخص اپنی اس خدمت کو قیمتاً خرید سکتا ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ

(باب ٤ جو شخص کسی غلام میں اپنا حصہ آزاد کردے)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْمَعْنَى أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْسَ لِلَّهِ شَرِيكٌ زَادَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ

ترجمہ: اسامہؓ بن عمیر ہذلی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام میں اپنا حصہ آزاد کردیا پھر اس نے اس کا ذکر نبی سے کیا تو آپ نے فرمایا "اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ ابن کثیر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا کہ "پس نبی نے اس کی آزادی کو جائز ٹھہرادیا (نسائی' ابن ماجہ)

شرح: یہ وہ صورت ہے کہ آزاد کرنے والا شریک مالدار ہو' غلام آزاد ہو گیا اور اس کی نصف قیمت (یا جتنا بھی دوسرے کا حصہ ہو) اس آزاد کنندہ پر قرض ٹھہرے گی اور ولاء اس آزاد کرنے والے کی ہوگی۔ مزید بحث اس پر آگے آتی ہے۔

بَابٌ مَنْ اَعْتَقَ نَصِيباً مِنْ مَمْلُوكٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اٰخَرَ

(باب ۵ جب ایک شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ مِنْ غُلَامٍ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِتْقَهُ وَغَرَّمَهُ بَقِيَّةَ ثَمَنِهِ

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردیا تو نبی نے اسکی آزادی کو جائز قرار دیا اور اس کی باقی قیمت اس پر ڈال دی (بقول خطابی حنفیہ کا مذہب اس مسئلے میں بعینہ یہی ہے کہ جب کوئی شخص غلام میں سے اپنا حصہ فروخت کردے تو غلام آزاد ہے' دوسرا شخص بھی اگر اپنا حصہ آزاد کردے تو بہتر ورنہ پہلے پر اس کا حصہ بطور قرض ڈال دیا جائے گا)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ سُوَيْدٍ

ترجمہ: قتادہ نے پچھلی سند سے ہی روایت کی کہ نبی نے فرمایا "جس شخص نے کوئی غلام آزاد کیا جو اس کے اور کسی دوسرے کے درمیان مملوک تھا تو اس کی خلاصی (آزادی) لازم آگئی (یعنی اسی حساب سے جو اوپر کی حدیث میں گزرا ہے)۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ عَتَقَ مِنْ مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنُ الْمُثَنَّى النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ سُوَيْدٍ

ترجمہ: ایک اور سند کیساتھ قتادہ کی روایت کی نبی نے فرمایا "جس شخص نے اپنا حصہ کسی غلام میں سے آزاد کیا تو اگر وہ مالدار ہے تو غلام اس کے مال میں سے آزاد ہو گیا۔ ابن المثنیٰ نے نضر بن سوید کا ذکر نہیں کیا اور یہ لفظ ابن سوید کا ہے (بخاری' ابن ماجہ' مسلم ترمذی)

شرح: مولاناؒ نے فرمایا کہ اس قسم کی صورت میں ابو یوسف اور محمد کے نزدیک پورا غلام آزاد ہو جاتا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک آزاد کرنے والے کا حصہ آزاد ہے اور غلام بقیہ حصے کی آزادی کے لئے محنت مزدوری کر کے رقم ادا کرے گا۔ مگر یہ اس وقت ہے جبکہ پہلا شخص مالدار نہ ہو۔ بصورت دیگر غلام آزاد ہے اور دوسرا شخص اپنا حصہ آزاد کرنے والے سے وصول کرے گا یا چاہے تو آزاد کردے جیسا کہ اوپر مختصراً گزر چکا ہے۔

بَاب مَنْ ذَكَرَ السِّعَايَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (اس حدیث میں سعایت کے ذکر کا باب ۶)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ يَعْنِي الْعَطَّارَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا فِي مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَهُ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ نبی نے فرمایا "جو شخص اپنے غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے تو اگر وہ مالدار ہے تو سارا غلام آزاد کردے' ورنہ غلام کو شش کرے اور اس پر سختی نہ کی جائے (خطابی نے کہا کہ اس حدیث کے آخری حصے کو محدثین مسند نہیں مانتے بلکہ قتادہ کا کلام قرار دیتے ہیں)۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ وَهَذَا لَفْظُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا لَهُ أَوْ شَقِيصًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ لِصَاحِبِهِ فِي قِيمَتِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُد فِي حَدِيثِهِمَا جَمِيعًا فَاسْتَسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اس پر سارے غلام کی آزادی واجب ہے اگر وہ مالدار ہو' اگر اس شخص کے پاس مال نہیں تو غلام کی عادلانہ قیمت لگائی جائے اور بقیہ کے لئے اس سے دوسرے شخص کے حق میں کوشش کرائی جائے اس پر سختی نہ کی جائے۔ ابوداؤد نے کہا کہ نصر بن علی اور علی بن عبداللہ دونوں نے یہ لفظ بولا ہے کہ "اس سے کوشش کرائی جائے' اس پر شدت نہ کی جائے اور حدیث کا لفظ علی کا ہے (گفتگو اوپر ہو چکی ہے)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُد وَرَوَاهُ رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ لَمْ يَذْكُرْ السِّعَايَةَ وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَمَعْنَاهُ وَذَكَرَا فِيهِ السِّعَايَةَ

ترجمہ: اسی سند اور معنی میں محمد بن بشار کی حدیث ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسے روح بن عبادہ نے سعید بن ابی عروبہ سے روایت کیا اور اس میں سعایت کا ذکر نہیں کیا اور اسے جریر بن حازم اور موسیٰ بن خلف دونوں سے یزید بن زریع کی سند اور معنی کے ساتھ روایت کیا اور انہوں نے اس میں سعایت کا ذکر کیا ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ رَوَى أَنَّهُ لَا يُسْتَسْعَى

(باب ۷ جنہوں نے کہا کہ اگر آزاد کنندہ مالدار نہ ہو تو سعایت کرائی جائے)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أُقِيمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس نے کسی مملوک میں اپنا حصہ آزاد کیا تو اس کی عادلانہ

قیمت لگائی جائے اور اس کے شرکاء کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام اس شخص کے مال میں سے آزاد ہو گیا۔ ورنہ جتنا آزاد ہوا سو ہو گیا۔ (اس باب میں روایات کا اختلاف ہے اور ائمہ فقہ نے کسی نہ کسی حدیث پر ہی اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ حنفیہ کے دلائل پیچھے گزر چکے ہیں اور ان کا مسلک اس مسئلے میں بہت واضح ہے) اس حدیث کا مطلب غالباً یہ ہے کہ جب آزاد کرنے والا مالدار ہو تو پہلی صورت ہے ورنہ دوسری۔

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ وَكَانَ نَافِعٌ رُبَّمَا قَالَ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ وَرُبَّمَا لَمْ يَقُلْهُ

ترجمہ: دوسری سند کے ساتھ ابن عمرؓ کی نبی سے روایت اس میں ہے کہ آخری فقرہ "اس میں سے جو آزاد ہوا سو ہو گیا" کبھی نافع نے بولا اور کبھی نہیں بولا۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَيُّوبُ فَلَا أَدْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَيْءٌ قَالَهُ نَافِعٌ وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ

ترجمہ: ابن عمرؓ کی روایت نبی سے اسی حدیث کی ایک اور سند کے ساتھ اس میں آخری فقرے کے متعلق ایوب نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ آیا یہ نبی کا ارشاد ہے یا نافع کا قول ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا مِنْ مَمْلُوكٍ لَهُ فَعَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلِّهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ نَصِيبُهُ

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو اس پر سارے غلام کی آزادی واجب ہے بشرطیکہ اس کے پاس اس قدر مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچے اور اگر اس کا مال نہیں تو اس کا حصہ آزاد ہو گیا (بخاری، مسلم، نسائی)

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسَى

ترجمہ: ابن عمرؓ کی اسی حدیث کی ایک اور سند۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ انْتَهَى حَدِيثُهُ إِلَى وَأُعْتِقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ عَلَى مَعْنَاهُ

ترجمہ: ابن عمرؓ کی حدیث نبی سے مالک کی حدیث (۳۹۲۹) کے معنی میں اور اس میں یہ فقرہ نہیں ہے کہ "ورنہ اس میں سے جو آزاد ہوا سو ہو گیا اور یہ حدیث اس لفظ پر ختم ہو گئی ہے کہ "وہ غلام اس آزاد کرنے والے کی ذمہ داری پر آزاد ہو گیا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ عَتَقَ مِنْهُ مَا

بَقِيَ فِي مَالِهِ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "جس نے کسی غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو بقیہ بھی اس کے مال میں سے آزاد ہو گیا بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچے۔" (مسلم 'نسائی) اس پر اوپر بحث گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيمَةً لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ ثُمَّ يُعْتَقُ

ترجمہ: ابن عمرؓ نبی سے روایت کرتے ہیں کہ (حضور نے فرمایا) "جب غلام دو آدمیوں کی ملک میں ہو اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا' تو اگر وہ مال دار ہے تو اس غلام کی قیمت لگائی جائے گی۔ جس میں کمی بیشی نہ ہو' پھر وہ غلام آزاد ہے (بخاری' مسلم' نسائی) یعنی بقیہ قیمت بھی اسی پر ڈال دی جائے گی جو وہ دوسرے شریک کو ادا کرے گا جبکہ وہ آزاد کرنا نہیں چاہتا۔ اوپر یہ بحث گزر چکی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ الْعَنْبَرِيِّ عَنْ ابْنِ التَّلِبِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهُ مِنْ مَمْلُوكٍ فَلَمْ يُضَمِّنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْمَدُ إِنَّمَا هُوَ بِالتَّاءِ يَعْنِي التَّلِبَّ وَكَانَ شُعْبَةُ أَلْثَغَ لَمْ يُبَيِّنْ التَّاءَ مِنْ الثَّاءِ

ترجمہ: تلبؓ (ابوالملقام) نے کہا کہ ایک شخص نے ایک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کیا تو نبی نے اسے ضامن نہ قرار دیا۔ احمد بن حنبل نے کہا کہ تلب تا کے ساتھ ہے اور شعبہ تا اور ثا میں فرق نہیں کر سکتا تھا (اصل حدیث نسائی میں بھی ہے خطابی نے کہا کہ یہ حدیث پچھلی احادیث کے خلاف نہیں ہے' کیونکہ جب آزاد کنندہ مال دار نہ ہو تو ضامن نہیں ہے اور باقی حصہ مملوک رہتا ہے۔ جس کی آزادی کی صورت سعایت ہے۔ اس میں حنفیہ کا اختلاف نہیں ہے)۔

بَابٌ فِيمَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ

(اس شخص کا باب ۸ جو کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوسَى فِي مَوْضِعٍ آخَرَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ فِيمَا يَحْسِبُ حَمَّادٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

ترجمہ: سمرہؓ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جو کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ غلام آزاد ہے (ترمذی' ابن ماجہ' نسائی) ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث محمد بن بکر برسانی نے بھی حماد بن سلمہ سے گذشتہ سند کے ساتھ مرفوع روایت کی ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ اس حدیث کو مسند و متصل صرف حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے اور ابو داؤد کو اس کے مرفوع ہونے میں شک ہے۔ یعنی بقول خطابی کی حسن کی روایت نبی سے ہے۔

شرح: خطابی اور ابن الاثیر کے بقول اکثر صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص کسی ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے مملوک خواہ مرد ہو یا عورت' شافعی اور دیگر ائمہ نے

کہا کہ آباء وامہات اور اولاد آزاد ہو جاتے ہیں اور دیگر قرابت دار نہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ اور عمر بن خطابؓ سے یہی مروی ہے اور خطابی نے کہا کہ صحابہ میں سے اس مسئلہ میں ان کا کوئی مخالف معلوم نہیں ہے۔ حسن' جابر بن زید' عطاء شعبی' زہیر' حکم اور حماد کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث کو ابن حزم' عبدالحق اور ابن القطان نے صحیح کہا ہے' گو محدثین حسن کا سماع سمرۃؓ سے سوائے' حدیث عقیقہ کے نہیں مانتے۔ لیکن حیرت ہے کہ اکثر محدثین بقول امام مسلم دو راویوں کی معاصرت کو ان کی باہم روایت کے لئے کافی قرار دیتے ہیں۔ جب حسن کا سماع سمرۃؓ سے ایک حدیث میں ثابت ہے تو دوسری احادیث کو رد کرنے کی کون سی اصولی دلیل موجود ہے؟۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

ترجمہ: عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جو شخص کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو مملوک آزاد ہے۔ (نسائی' یہ روایت حضرت عمرؓ پر موقوف ہے اور قتادہ کا سماع حضرت عمرؓ سے نہیں ہوا لہذا یہ منقطع بھی ہے) لیکن اصل حدیث اوپر گزری آزاد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مالک کو آزاد کا لفظ بولنے کی بھی ضرورت نہیں' غلام خود بخود آزاد ہو گیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ

ترجمہ: یہ حسنؒ کا قول ہے جو بعینہ اوپر کی حدیث کے لفظوں میں ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ مِثْلَهُ

ترجمہ: اس روایت میں جابر زید اور حسن دونوں کا قول ہے۔ (یہ روایت نسائی میں بھی موجود ہے)۔ ابوداود نے کہا کہ سعید حماد سے زیادہ حافظ تھا۔

بَاب فِي عِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ (امہات الاولاد کی آزادی کا باب ۹)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ خَطَّابِ بْنِ صَالِحٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أُمِّهِ عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ مَعْقِلٍ امْرَأَةٍ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ قَالَتْ قَدِمَ بِي عَمِّي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِي مِنْ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرٍو فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحُبَابِ ثُمَّ هَلَكَ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ الْآنَ وَاللَّهِ تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ مِنْ خَارِجَةِ قَيْسِ عَيْلَانَ قَدِمَ بِي عَمِّي الْمَدِينَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَاعَنِي مِنْ الْحُبَابِ بْنِ عَمْرٍو أَخِي أَبِي الْيُسْرِ بْنِ عَمْرٍو فَوَلَدْتُ لَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْحُبَابِ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ الْآنَ وَاللَّهِ تُبَاعِينَ فِي دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَلِيُّ الْحُبَابِ قِيلَ أَخُوهُ أَبُو الْيُسْرِ بْنُ عَمْرٍو فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَعْتِقُوهَا فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَقِيقٍ قَدِمَ عَلَيَّ فَأْتُونِي أُعَوِّضْكُمْ مِنْهَا قَالَتْ

فَأَعْتَقُونِي وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيقٌ فَعَوَّضَهُمْ مِنِّي غُلَامًا

ترجمہ: سلامہؓ بنت معقل (خارجہ قیس عیلان کی ایک عورت) نے کہا کہ میرا چچا زمانہ جاہلیت میں مجھے لایا (یعنی مدینہ میں) اور مجھے ابوالیسر کے بھائی حباب بن عمرو کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ میرے بطن سے اس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن الحباب پیدا ہوا' پھر حباب مر گیا تو اس کی بیوی بولی "اب واللہ تجھے اس کے قرض میں بیچا جائے گا۔ پس رسول اللہ کے پاس گئی اور کہا "یا رسول اللہ میں خارجہ قیس عیلان کی ایک عورت ہوں۔ میرا چچا زمانہ جاہلیت میں مجھے مدینہ لا کر حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ گیا تھا جو ابوالیسر بن عمرو کا بھائی ہے۔ میرے بطن سے اس کا بیٹا عبدالرحمٰن پیدا ہوا تھا۔ اب اس کی بیوی نے کہا ہے کہ واللہ تجھے اس کے قرض میں بیچ دیا جائے گا۔ پس رسول اللہ نے فرمایا" حباب کا ولی کون ہے؟ کہا گیا کہ اس کا بھائی ابوالیسرؓ بن عمرو ہے۔ پس حضور نے اسے بلا بھیجا۔ پھر فرمایا "اسے آزاد کر دو' پھر جب تم سنو کہ میرے پاس غلام آئے ہیں تو میرے پاس آکر اس کا عوض لے جانا۔ سلامہؓ نے کہا کہ پھر انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور رسول اللہ کے پاس غلام آئے تو آپ نے میرے بدلے میں انہیں ایک غلام دے دیا۔

شرح: ابن ماجہ نے ابن عباسؓ کی روایت سے حضور نبی کریم کی حدیث نقل کی ہے کہ "جس عورت نے اپنے خاوند (مالک) سے بچہ جنا ہو وہ اس کی موت کے بعد آزاد ہے۔ اس کی آزادی کا سبب اس کا وہ بچہ ہے۔ جو آزاد مرد سے پیدا ہوا۔ خطابی نے کہا ہے کہ عامہ اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ ام الولد کی بیع فاسد ہے۔ اس مسئلے میں اختلاف صرف حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے مسئلے میں آزاد ہو گی یعنی خاوند کے بعد وہ میراث میں اولاد کو ملتی ہے اوپر گزری حدیث کے مطابق آزاد ہو جائے گی۔ خطابی نے کہا کہ اس مسئلے میں صحابہ کا اختلاف تھا مگر حضرت عمرؓ کے دور میں جب اجماع منعقد ہو گیا تو وہ اختلاف ختم ہو گیا۔ اب وہ زمانہ بھی ختم ہو گیا۔ تو اس اجماع کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ رسول اللہ کے بعد آپ کی ام ولد حضرت ماریہ قبطیہ زندہ تھیں۔ اگر وہ مال ہوتیں تو انہیں فروخت کر دیا جاتا (کیونکہ آپ کا چھوڑا ہوا (مال صدقہ تھا) اور ان کی قیمت صدقہ ہوتی۔ نیز رسول اللہ نے مال اور اولاد کے درمیان تفریق سے منع فرمایا ہے اگر ام ولد کی بیع جائز ہو تو اس میں صریحاً تفریق ہے۔ کیونکہ اولاد تو بوجہ آزاد ہونے کے بک نہیں سکتی اور ہمیں شرع سے معلوم ہوا ہے کہ حریت اور غلامی میں اولاد کا حکم ہی ماں کا حکم بھی ہے۔ جب اس کے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد آزاد ہے تو اس کی ماں بھی آزاد ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بِعْنَا أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ نَهَانَا فَانْتَهَيْنَا

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ ہم نے امہات الاولاد کو رسول اللہ کے عہد میں اور ابو بکرؓ کے عہد میں فروخت کیا تھا۔ پھر جب جناب عمرؓ کا دور آیا تو انہوں نے اس سے منع کر دیا' پس ہم باز آ گئے۔ ابن ماجہ نے بھی اس مضمون کی حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

شرح: امام خطابی نے اس کی سند پر کلام کیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا کہنا یہ ہے کہ ام الولد کی بیع و شراء اتنی عام اور کثرت سے نہیں ہو سکتی جتنی کہ عام لونڈی غلاموں کی ہوتی ہے۔ شاذونادر ہی اس قسم کے واقعات پیش آتے ہوں گے لہذا یہ بات قرین قیاس ہے کہ بعض لوگوں کا یہ فعل رسول اللہ پر آشکار نہ ہوا ہو۔ یہ معاملہ ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ خاص و عام کو اس کی خبر ہو (ویسے بھی فرض کیجئے کہ کوئی شخص اگر ام الولد کی بیع کرنا چاہتا ہو گا تو اس میں مشکلات پیش آتی ہوں گی' اول تو شاید بچوں کی ماں کو کوئی

خریدنا پسند نہ کرتا ہوگا اور اگر کرتا ہوگا تو بچوں کے باعث مالک ہی فروخت نہ کرتا ہوگا) یہ بھی ممکن ہے کہ ابتداء میں ایسا ہوتا ہو مگر بعد میں حضور نے اس سے منع فرمایا ہو اور ابو بکرؓ کا دور خلافت مختصر تھا (اور امن قائم کرنے اور مرتدین کا صفایا کرنے کی نذر ہو گیا تھا) اس لئے اگر ان کے وقت میں کوئی واقعہ ہوا ہوگا تو انہیں بھی خبر نہ ہوئی ہوگی۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے وقت میں اس سے منع فرمایا کیونکہ انہیں اس باب میں رسول اللہ کا حکم پہنچ گیا ہوگا۔ ابن ارسلان نے یہاں لفظ بیع کی تاویل نکاح سے کی ہے۔ یعنی لوگوں نے ام الولد کا نکاح کرایا ہوگا۔ جہاں تک حضرت علیؓ کے اختلاف کا سوال ہے۔ خطابی نے اپنی سند سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اس سے رجوع کر کے حکم دیا تھا کہ اس مسئلے میں جو فیصلہ جناب عمرؓ کے دور سے چلا آتا ہے۔ اسی پر عمل درآمد کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اختلاف کو محفوظ رکھتا ہوں اور جماعت کے ساتھ رہنا پسند کرتا ہوں۔

بَابٌ فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ (مدبر کی بیع کا باب ۱۰)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ وَإِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِيعَ بِسَبْعِ مِائَةٍ أَوْ بِتِسْعِ مِائَةٍ

ترجمہ: جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ ایک شخص نے اپنا غلام مدبر کیا (کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہوگا) اور اس کے سوا اس کا اور کوئی مال نہ تھا پس رسول اللہ نے حکم دیا تو اسے سات سو یا نو سو میں بیچا گیا (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ مدبر کی بیع میں لوگوں کے مذاہب میں اختلاف ہے، اس طرح اس حدیث کی تاویل میں بھی ان کا اختلاف ہے۔ شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے سب احوال میں مدبر کی بیع کو جائز قرار دیا ہے اور مجاہد اور طاؤس سے بھی یہی مروی ہے۔ حسن نے کہا کہ اگر اس کا مالک حاجت مند ہو تو مدبر کی بیع جائز ہے۔ مالک نے کہا اگر میت کے ذمہ اتنا قرض ہے۔ جو مدبر کی قیمت کو محیط ہو تو اس کی بیع جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کے علاوہ میت کا اور کوئی مال نہ ہو۔ بعث بن سعد نے مدبر کی بیع کو مکروہ کہا ہے۔ ہاں اگر اسے خریدنے والا آزاد کردے تو بیع جائز ہوگی۔ سعید بن المسیب، شعبی، نخعی، زہری، ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری نے مدبر کی بیع سے منع کیا ہے اور اس حدیث کا مطلب بعض اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ اس میں مدبر سے مراد تدبیر معلق ہے۔ وہ یہ کہ کوئی شخص اپنے غلام سے کہے "اگر میں اس بیماری سے مر گیا تو تو آزاد ہے۔ پس تدبیر معلق کی صورت میں مدبر کی بیع جائز ہے۔ مدبر مطلق کی بیع جائز نہیں یعنی جب کوئی یہ کہے کہ تو میری موت کے بعد آزاد ہے تو اس مدبر کی بیع ناجائز ہے۔

خطابی کہتے ہیں کہ اس بات میں فقہا کا اختلاف نہیں کہ مدبر کی آزادی ورثے کے تیسرے حصے میں سے ہوگی۔ پس اس کی حیثیت وصیت جیسی ہے۔ حنفیہ کی دلیل دار قطنی حدیث ہے کہ مدبر کی بیع اور ھبہ نہیں ہو سکتا اور ۱/۳ مال سے آزاد ہے۔ دار قطنی نے کہا کہ اسے صرف عبیدہ بن حسان نے مسند بیان کیا اور وہ ضعیف ہے اور دراصل یہ ابن عمرؓ کا قول ہے۔ دار قطنی کی اسی مضمون کی ایک اور حدیث علی بن ظبیان سے مروی ہے جسے دار قطنی نے ضعیف کہا ہے۔ ابو سعید خدریؓ سے بھی اس مضمون کی حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ نے مدبر کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کی ممانعت حضرت عمرؓ، عثمانؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بنؓ مسعود،

عبداللہ بنؓ عباس اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی (یعنی ان کا قول) مروی ہے۔ تابعین کی ایک جماعت مثلاً شریح، مسروق، سعید بن المسیبؒ، قاسم بن محمد، ابو جعفر محمد بن علی الباقر، محمد بن سیرین، عمر بن عبدالعزیز، شعبی، حسن بصری، زہری، سعید بن جبیر، سالم بن عبداللہ، طاؤس یمنی، مجاہد اور قتادہ سے بھی مروی ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر ان جلیل القدر لوگوں کا قول نہ ہوتا تو میں مدبر کی بیع کو جائز کہتا۔ حدیث کے متعلق زیلعی نے کہا ہے کہ یہ ہمارے نزدیک مدبر مقید کے لئے ہے۔ یا پھر اس سے مراد بیع رقبہ نہیں بلکہ بیع خدمت ہے۔ ابو جعفر محمد بن علی الباقر نے کہا کہ یہ حدیث بیع، خدمت کے متعلق ہے۔ یہی عطاء اور طاؤس نے کہا ہے۔

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا زَادَ وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَحَقُّ بِثَمَنِهِ وَاللَّهُ أَغْنَى عَنْهُ

ترجمہ: عطاء نے کہا کہ جابرؓ بن عبداللہ نے مجھے یہ حدیث سنائی اور اس میں ہے کہ نبی نے فرمایا "تو اس کی قیمت کا زیادہ حقدار ہے اور اللہ اس سے بہت غنی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو مَذْكُورٍ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ يُقَالُ لَهُ يَعْقُوبُ عَنْ دُبُرٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فَقِيرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى عِيَالِهِ فَإِنْ كَانَ فِيهَا فَضْلٌ فَعَلَى ذِي قَرَابَتِهِ أَوْ قَالَ عَلَى ذِي رَحِمِهِ فَإِنْ كَانَ فَضْلًا فَهَاهُنَا وَهَاهُنَا

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے جسے ابو مذکور کہتے تھے، اپنا ایک غلام مدبر کیا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی مال نہ تھا۔ پس رسول اللہ نے اسے بلایا اور فرمایا "اسے کون خریدتا ہے؟ پس اسے نعیم بن عبداللہؓ بن النحام نے آٹھ صد درہم میں خریدا۔ حضور نے وہ رقم اس شخص کے حوالہ کی اور فرمایا "جب تم میں سے کوئی فقیر ہو تو پہلے اپنے سے ابتداء کرے۔ اگر اس کے پاس کچھ فالتو ہو تو اپنے عیال پر خرچ کرے پھر اگر اور بھی کچھ ہو تو اپنے قرابتداروں پر یا فرمایا کہ اپنے محرموں پر خرچ کرے، پھر اگر اور کچھ بچے تو ادھر ادھر خرچ کرے (مسلم، نسائی)۔

بَابُ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ لَمْ يَبْلُغْهُمُ الثُّلُثُ

(باب ۱۱ جس نے غلام آزاد کئے اور وہ ثلث سے بڑھ گئے)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَجَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً

ترجمہ: عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کئے اور ان کے سوا اس کا کوئی اور مال نہ تھا۔ پس نبی کو یہ خبر ملی تو آپ نے اس کے لئے ایک سخت بات فرمائی پھر انہیں بلایا اور ان کے تین حصے کئے اور ان پر قرعہ ڈالا۔ پس دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام رکھا (مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) حنفیہ نے کہا ہے کہ ان کے نزدیک قرعہ بھی (احکام شرع میں) قمار بازی کی صورت ہے پس یہ حکم ابتداء میں تھا۔ بعد میں قمار کی منسوخی کے ساتھ یہ بھی منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا ان غلاموں میں سے ہر ایک کا ۱/۳ آزاد تھا اور باقی ۲/۳ کے لئے وہ آزادی کی کوشش کرتے۔

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ وَلَمْ يَقُلْ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا

ترجمہ: گذشتہ حدیث ایک اور طریق سے اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ "آپ نے اسے ایک سخت بات کہی۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ الطَّحَّانُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي زَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ شَهِدْتُهُ قَبْلَ أَنْ يُدْفَنَ لَمْ يُدْفَنْ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ: اس حدیث میں اور سند۔ اس میں ہے کہ نبی نے فرمایا "اگر میں اس کے دفن کے وقت موجود ہوتا تو وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاتا (نسائی) نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ میرا یہ ارادہ تھا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھوں' (یعنی بطور عبرت و تہدید' ورنہ ظاہر ہے کہ وہ شخص مسلم تھا)۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ وَأَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ أَعْبُدٍ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً

ترجمہ: عمران بنؓ حصین سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کئے اور ان کے علاوہ اس کا کوئی امکان نہ تھا پس نبی کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے ان میں قرعہ اندازی کی۔ پس دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام ٹھہرایا (نسائی) چونکہ اس شخص نے وارثوں کی حق تلفی کی تھی لہٰذا حضور نے سخت اظہار ناپسندیدگی فرمایا تھا۔ اوپر مختصراً اس مضمون پر کلام ہو چکا ہے۔

بَابٌ فِيمَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ

(باب ۱۲ جو غلام آزاد کرے اور اس کا مال ہو)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ السَّيِّدُ

ترجمہ: عبداللہ بنؓ عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے اور اس کا مال ہو تو غلام کا مال اس کا مال ہے۔ مگر یہ کہ آقا یہ شرط کرے (بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی' سنن ابی داؤد میں بھی یہ حدیث گزری' باب العبد یباع ولہ

مال۔ وہاں دیکھئے اس پر کچھ گفتگو گزری ہے)۔

شرح: مسند احمد کی روایت میں ہے کہ جس نے غلام آزاد کیا اور اس کے پاس مال تھا تو مال غلام کا ہے۔ لہذا یہاں بھی "مال العبد لہ" کی ضمیر کی طرف پھرتی ہے کیونکہ قریب ترمذکور وہی ہے۔ اور اس کا اگلا فقرہ وضاحت کرتا ہے کہ "مگر یہ کہ آقا اس کی شرط کرے۔ یعنی آزاد کرتے وقت اگر یہ کہہ دے کہ تیرے ہاتھ میں جو مال ہے وہ میرا ہوگا اور تو آزاد ہے تو اس صورت میں اس شرط کے باعث وہ مال آقا کا ہوگا اور "مال العبد" میں اضافت تملیک کے لئے نہیں بلکہ تصرف اور قبضے کے لئے ہے کیونکہ آقا عموماً غلاموں کو مال میں تصرف کرنے کی آزادی دیتے تھے اور مال ان کے ہاتھ میں رہتا تھا۔ مالک، اہل مدینہ اور شافعی نے ظاہری حدیث پر عمل کرتے ہوئے مال کو غلام کا مال قرار دیا جمہور کی رائے یہ ہے کہ وہ مال آقا کا ہے پس اس صورت میں لہ ضمیر آقا کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ ایک متفق علیہ حدیث میں ہے کہ "فمالہ لبائع" پس اس کا مال فروخت کنندہ کا ہے۔ اثرم اور بیہقی نے عبداللہؓ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ عبداللہؓ بن مسعود نے اپنے غلام عمیر سے فرمایا "اے عمیر اگر میں تجھے آزاد کرنے کا ارادہ کروں تو مجھے اپنا مال (یعنی جو تیرے قبضے اور تصرف میں ہے) بتا اور میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جس نے غلام آزاد کیا تو اس کا مال آزاد کرنے والے کا ہے۔ سبب یہ ہے کہ جس طرح غلام آقا کا مال تھا اس طرح اس کا مال بھی آقا کا تھا۔ "الا ان یشرط السید" کا مطلب یہ ہے کہ اگر آقا یہ کہہ دے کہ تیرا مال بھی آزادی کے بعد تیری ملک ہے تو ایسا ہی ہوگا۔

بَابٌ فِي عِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا (ولد الزنا کی آزادی کا باب ١٣)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ و قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَأَنْ أُمَتِّعَ بِسَوْطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ وَلَدَ زِنْيَةٍ

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا "جناب رسول اللہ نے فرمایا "زنا کی اولاد تینوں میں سے بدترین ہے۔

شرح: ابن ارسلان اور خطابی کے بقول یہ حدیث ایک شخص معین کے متعلق وارد ہوئی تھی جو شریر مشہور تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ بدترین اس لئے ہے کہ اس کے والدین پر اگر حد جاری ہو جائے تو ان کے لئے کفارہ ہو جائے گی اور یہ اولاد ہمیشہ کے لئے ولد الزنا ہی مشہور ہوگی اور اس کے انجام کا علم اللہ کو ہے کہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن یہ سوال باقی رہا کہ اگر حد جاری ہونے کی نوبت نہ آئے تو پھر والدین کا یہ حکم کیسے ہوگا؟ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولد الزناء اصل اور عنصر کے اعتبار سے شر الثلاثہ ہے کہ وہ زانی اور زانیہ کے نطفے سے ہوا ہے جو خبیث تھا۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ولد الزناء کو خیر الثلاثہ فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی پیدائش میں اس کا تو کوئی قصور نہ تھا۔ قصور وار تو اس کے والدین تھے۔

اس حدیث کی روایت کے بعد ابوھریرہؓ نے کہا کہ میں راہ خدا میں ایک کوڑا دے ڈالوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ولد زناء کو آزاد کروں۔ (ظاہر ہے کہ یہ ابوھریرہؓ کا اپنا قول ہے حدیث کے الفاظ نہیں)۔

بَابٌ فِي ثَوَابِ الْعِتْقِ (آزاد کرنیکے ثواب کا باب ١٤)

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ عَنْ الْغَرِيفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ أَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ فَقُلْنَا لَهُ حَدِّثْنَا حَدِيثًا لَيْسَ فِيهِ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ فَغَضِبَ وَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَقْرَأُ وَمُصْحَفُهُ مُعَلَّقٌ فِي بَيْتِهِ فَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ قُلْنَا إِنَّمَا أَرَدْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ

مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَوْجَبَ يَعْنِي النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقَالَ أَعْتِقُوا عَنْهُ يُعْتِقْ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنْ النَّارِ

ترجمہ: خریف بن الدیلمی نے کہا کہ ہم واثلہ بن اسقعؓ کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہمیں کوئی حدیث کمی بیشی کے بغیر سنائیے۔ وہ غضب ناک ہو گئے اور کہا کہ تم سے کوئی قرات کرتا ہے اور اس کا مصحف اس کے گھر میں لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی کمی بیشی کر جاتا ہے۔ ہم نے کہا کہ ہماری مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے نبی سے سنی ہو۔ واثلہؓ نے کہا کہ ہم نبی کے پاس گئے اپنے ایک ساتھی کے بارے میں جو قاتل ہونے کے باعث جہنم کا مستحق ہو گیا تھا۔ پس آپ نے فرمایا "اس کی طرف سے غلام آزاد کرو۔ اللہ تعالیٰ غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس شخص کے اعضاء کو آگ سے آزاد کرے گا۔ (نسائی)۔

شرح: مولاناؒ نے فرمایا کہ اولیائے مقتول کا حق تو پھر بھی اس شخص کے ذمہ رہا تو پھر آزاد شدہ غلام کے بدلے میں قاتل کس طرح جہنم سے رہائی پا سکتا تھا۔ لہذا واجب ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ یہ حکم موجب قتل کی ادائیگی کے بعد ہو گا۔ یعنی قصاص یا دیت وغیرہ جو صورت بھی ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حدود گناہ کا کفارہ ہونے میں کافی نہیں ہیں ورنہ وہ شخص غلام کی آزادی کا محتاج نہ ہوتا۔

بَاب أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ (باب ۱۵ کون سا غلام افضل ہے؟)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ حَاصَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ قَالَ مُعَاذٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلَّ ذَلِكَ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَهُ دَرَجَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنْ النَّارِ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنْ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: ابو نجیح سلمی (عمروؓ بن عبسہ) نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا معاذ راوی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ ہشام کو کہتے سنا "طائف کے محل کا طائف کے قلعہ کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ یعنی دونوں لفظ بولے۔ پس میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا "جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تو اس کے لئے ایک درجہ ہے اور راوی نے پوری حدیث بیان کی اور میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ جس مسلم نے کسی مسلم مرد کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر ہڈی کے مقابلے میں آزاد کرنے والے کی ہر ہڈی کو آگ سے بچاؤ کا باعث بنا دے گا اور جس عورت نے کسی مسلم عورت کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہڈی میں سے ہر ہڈی کو آزاد کرنے والی کی ہڈیوں کے لئے قیامت کے دن آگ سے خلاصی کا سبب بنا دے گا۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اس کا مطلب یہ نہیں کہ مرد کے لئے صرف مرد کی آزادی میں اور عورت کے لئے صرف آزادی کی صورت میں یہ فضیلت ہے ہاں! افضل یہ ہے کہ مرد مرد کو اور عورت عورت کو آزاد کرے تا کہ ہر عضو کے بدلے ہر عضو کی آزادی کی فضیلت بدرجہ کمال حاصل ہو سکے اور یہ

بھی معلوم ہوا کہ کامل الاعضاء تندرست لونڈی غلام کو آزاد کرنا افضل ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً كَانَتْ فِدَاءَهُ مِنْ النَّارِ

ترجمہ: شرحبیل بن السمط نے عمرؓ بن عبسہ سلمی سے کہا "ہمیں کوئی حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ سے سنی ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا "جو کسی مومن غلام یا لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اس کے لئے آگ سے فدیہ ہو گا۔ (نسائی)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ أَوْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى مُعَاذٍ إِلَى قَوْلِهِ وَأَيُّمَا امْرِئٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً زَادَ وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ إِلَّا كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنْ النَّارِ يُجْزِئُ مَكَانَ كُلِّ عَظْمَيْنِ مِنْهُمَا عَظْمٌ مِنْ عِظَامِهِ

ترجمہ: شرحبیل بن سمط سے روایت ہے کہ اس نے کعبؓ بن مرہ یا مرہ بن کعب سے کہا کہ ہمیں کوئی حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ سے سنی ہو۔ پھر راوی نے معاذ کی حدیث (۳۹۶٤) کا معنی بیان کیا یہاں تک اور جس شخص نے کسی مسلم کو آزاد کیا اور جس عورت نے کسی مسلم عورت کو آزاد کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ "جس شخص نے دو مسلم عورتیں آزاد کیں تو وہ اس کے لئے آگ سے چھٹکارے کا سبب ہوں گے ان کی ہر دو ہڈیوں کے مقابلے میں اس کی ایک ہڈی آگ سے خلاصی پائے گی (نسائی' ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ سالم نے شرحبیل سے نہیں سنا' شرحبیل کی موت صفین میں واقع ہوئی تھی۔

بَاب فِي فَضْلِ الْعِتْقِ فِي الصِّحَّةِ (صحت میں آزاد کرنے کی فضیلت کا باب ۱۶)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الطَّائِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي إِذَا شَبِعَ

ترجمہ: ابوالدرداءؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "موت کے وقت آزاد کرنے والے کی مثال یوں ہے جیسے کوئی سیر ہو کر کسی کو ہدیہ دے (ترمذی' نسائی) نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک شخص نے موت کے وقت کچھ دینار اللہ کی راہ میں دینے کی وصیت کی تو ابوالدرداء کو اس کا علم ہوا۔ اس پر انہوں نے رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کی۔ سیر ہو کر ہدیہ دینے والے کا ہدیہ ہو تو جائے گا مگر یہ شخص جان لے گا کہ اگر اس ہدیے کی اتنی فضیلت نہیں جتنی اس وقت ہوتی جبکہ ہر شخص خود اس کا حاجت مند تھا۔ یہی حال اس شخص کا ہوا اگر وہ اس وقت وصیت نہ بھی کرتا تو مال دوسروں کا ہو جاتا' لہٰذا اس کا اس قدر درجہ نہیں ہے جتنا اس سے قبل خرچ کرنے میں ہوتا۔ آخر کتاب العتق واللہ اعلم بالصواب۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَاب الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ

(اس میں فقط ایک باب اور چالیس احادیث ہیں)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ ح و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى

ترجمہ: علی بن الحسینؒ نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی کہ نبی نے پڑھا" واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی۔" اور تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ" البقرہ ۱۲۵ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) ترمذی نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا" یا رسول اللہ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھیں۔ پس یہ آیت اتری" واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی)۔

شرح: کتاب الحروف والقرأت میں وہ احادیث آئیں گی جنہیں رسول اللہ سے منقول قرأتوں کا بیان ہے، خواہ وہ قرأتیں متواتر ہوں یا شاذ وا کثر قراء کی قرأت وَاتَّخِذُوا بصیغہ امر ہے۔ نافع اور ابن عامر نے وَاتَّخَذُوا بصیغہ ماضی پڑھا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَامَ مِنْ اللَّيْلِ فَقَرَأَ فَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ فُلَانًا كَائِنْ مِنْ آيَةٍ أَذْكَرَنِيهَا اللَّيْلَةَ كُنْتُ قَدْ أَسْقَطْتُهَا

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رات کو نماز تہجد میں قرآن پڑھنے کھڑا ہوا اور اس نے قرآن کو آواز بلند پڑھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ نے فرمایا" اللہ فلاں شخص پر رحم کرے اس نے آج رات مجھے کئی آیتیں یاد دلائیں۔ جنہیں میں بھول گیا تھا۔ (بخاری، مسلم، نسائی، سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ) حدیث ۱۲۳۱۔

شرح: ابو داؤد نے اس حدیث سے اندر وارد ہونے والے ایک لفظ کائن سے استدلال کیا ہے قاری ابن کثیر نے قرآن میں واقع ہونے والے اس لفظ کو کائن پڑھا ہے۔ باقی قراء کی قرات کاین ہے گویا اس حدیث سے ابن کثیر کی قرات کی تائید ہوئی۔ جن احکام کا پہنچانا فرض تھا ان میں رسول اللہ کو نسیان ہو سکتا تھا۔ مگر یہ ابتداء میں تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سنقرئك فلا تنسى" تو آپ نسیان آیات سے محفوظ کر دیئے گئے۔ مولانا محمد یحییٰؒ نے فرمایا کہ ابو داؤد نے اس باب میں جس قدر قرات بیان کی ہیں وہ اس طرح کے علاوہ دوسری طرح سے بھی وارد ہیں۔ قرات سبعہ پر ہم اس سے قبل گفتگو کر چکے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ حَدَّثَنَا مِقْسَمٌ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ فِي قَطِيفَةٍ حَمْرَاءَ فُقِدَتْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ أَبُو دَاوُد يَغُلَّ مَفْتُوحَةُ الْيَاءِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ آیت "وماکان لنبی ان یغل" "مال غنیمت میں خیانت کرنا نبی کا کام نہیں" جب نازل ہوئی تو یہ ایک سرخ رنگ کی چھوٹی حاشیہ دار چادر میں اتری تھی' واقعہ جنگ بدر کا ہے۔ کسی نے کہا کہ شاید رسول اللہ نے اسے لیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "وماکان لنبی ان یغل الخ ابو داؤد نے کہا یغل یا کی زبر سے ہے۔(ترمذی کتاب التفسیر)

شرح: یہ سورۃ آل عمران ۱۶۱ کی ہے۔ اکثر قراء کی یہی قرات ہے مگر حمزہ' نافع' نسائی اور ابن عامر کی قرات ان یغل ہے۔ پس اس حدیث سے اکثر قراء کی قرات کی تائید ہوئی کہ "ان یغل ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَخَلِ وَالْهَرَمِ

ترجمہ: انسؓ بن مالک کہتے تھے کہ نبی نے فرمایا "اے اللہ میں تجھ سے بخل اور بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں (بخاری' مسلم' نسائی' سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۵۴) ابو داؤد نے کہا کہ البخل باء اور خاء کی زبر کے ساتھ ہے)۔

شرح: حمزہ اور کسائی نساء کی آیت "ویامرون الناس بالبخل اور سورۃ الحدید میں ویامرون بالبخل" پڑھا ہے اور باقی قراء نے بالبخل پڑھا ہے۔ حدیث کی روایت اغلبا بالبخل ہے جس سے اکثر قراء کی قرات کی تائید ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ عَنْ أَبِيهِ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ كُنْتُ وَافِدَ بَنِي الْمُنْتَفِقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْسِبَنَّ وَلَمْ يَقُلْ لَا تَحْسَبَنَّ

ترجمہ: لقیطؓ بن صبرہ نے کہا کہ بنی منتفق کے وفد کا سردار تھا یا یہ کہا کہ میں بنی منتفق کے وفد میں شامل تھا جو رسول اللہ کے پاس حاضر ہوا پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "لا تحسِبن" اور "لا تحسَبن" نہ فرمایا۔(ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۴۲)

شرح: قرآن پاک میں "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا" دو قراتوں کے ساتھ آیا ہے س کے فتحہ سے بھی اور کسرہ سے بھی۔ جمہور قراء کی قرات ولا تحسبن ہے اور ابن عامر' عاصم اور حمزہ کی قرات "ولا تحسبن" ہے اس حدیث میں حضور کے اس وفد کی خاطر بکری ذبح کرنے کا ذکر ہے اور حضور نے فرمایا تھا "ولا تحسبن انا من اجلک ذبحناها الخ"۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَحِقَ الْمُسْلِمُونَ رَجُلًا فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ مسلمان ایک شخص سے ملے جو بھیڑ بکریاں چرا رہا تھا' تو اس نے کہا "السلام علیکم" مگر انہوں نے اسے قتل کر ڈالا وہ بکریاں لے لیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی "اور نہ کہو اس شخص نے جو تمہیں سلام کہے کہ تو مومن نہیں' تم دنیوی زندگی کا سامان لینے کی خاطر ایسا کرتے ہو (النساء ۹۴) یعنی وہ بھیڑ بکریاں لینے کی خاطر (البخاری)۔

شرح: ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دراصل مومن نہیں' جان بچانے کے لئے ایسا کر رہا ہے اس شخص کا نام عامر بن اضبط اشجعی یا محلّم بن جثامہ تھا۔ کچھ اور نام بھی لئے گئے ہیں۔ قرات کا مسئلہ اس میں السلام ہے جسے حمزہ نے السلم پڑھا ہے اور باقی قراء نے السلام' ربان بن زید نے عاصم سے السلم روایت کیا ہے۔ جحدری کی قرات السلم ہے۔ اس حدیث میں آیت کی جو روایت ہوئی وہ السلام ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ وَهُوَ أَشْبَعُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَلَمْ يَقُلْ سَعِيدٌ كَانَ يَقْرَأُ

ترجمہ: زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی "غیر اولی الضرر" پڑھتے تھے۔ سعید راوی نے کان یقراء نہیں کہا۔

شرح: یہ سورہ نساء کی آیت ۹۵ کا لفظ ہے۔ اس کی قرات غیر، غیر اور غیر بھی وارد ہے۔ اہل حرمین کی قرات غیر اولی الضرر ہے۔ اس صورت میں یہ القاعدین کا حال یا اس سے استثناء ہے۔ نافع، ابن عامر اور کسائی کی یہی قرات ہے۔ باقی قاری اسے غیر اولی الضرر پڑھتے ہیں۔ جنہوں نے غیر پڑھا ان کے نزدیک یہ المومنین کی صفت ہے۔ راوی سعید بن منصور نے حدیث کی روایت یوں کی۔ "ان النبی کان غیر اولی الضرر"۔ اس صورت میں معنی یہ ہے کہ نبی ضرر والوں میں سے نہ تھے یعنی رکاوٹ انہیں جہاد سے نہ روکتی تھی۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ

ترجمہ: انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے "والعین بالعین" پڑھا۔ (ترمذی)

شرح: العین بالعین کسائی کی قرات ہے اور باقی قراء کی قرات العین بالعین الخ ہے۔ العین کے دو معطوفات کی قرات بھی اس کے مطابق رفع یا نصب سے ہے۔ آیت سورۃ المائدہ کی ۴۵ ویں ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ

ترجمہ: انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے پڑھا "وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین" (گذشتہ حدیث دیکھیے) یعنی پہلے النفس کو فتحہ سے اور العین کو فتحہ سے پڑھا۔

شرح: فقہی مسئلہ اس میں یہ ہے کہ اہل اصول کے نزدیک اللہ تعالیٰ جب پچھلی شریعتوں کے احکام ونواھی بیان کرے اور ان کے نسخ کا اظہار نہ کرے تو وہ اس امت کے لئے بھی قانون شرع ہوتے ہیں۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ الْعَوْفِيِّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ فَقَالَ مِنْ ضُعْفٍ قَرَأْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأْتَهَا عَلَيَّ فَأَخَذَ عَلَيَّ كَمَا أَخَذْتُ عَلَيْكَ

ترجمہ: عطیہ بن سعد عوفی نے کہا کہ میں نے عبداللہؓ بن عمر کے سامنے یہ آیت پڑھی "اللہ الذی خلقکم من ضعف" (الروم آیت ۵۴) تو انہوں نے کہا کہ "من ضعف" میں نے اسے رسول اللہ کے سامنے پڑھا تو آپ نے میری یہی غلطی پکڑی جو میں نے تجھ سے پکڑی ہے (ترمذی)۔

شرح: قریش کی لغت ضعف ہے یعنی ضاد کے ضمہ سے اور تمیم کی لغت ضعف ہے یعنی ضاد کے فتحہ کے ساتھ ابو بکر اور حمزہ

نے تینوں جگہ ضعف پڑھا ہے۔ حفص نے ضعف بضمہ ضاد اس حدیث کی وجہ سے پڑھا ہے باقی قراء کی قرات ضعف ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ عَنْ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ضُعْفٍ

ترجمہ: ابوسعیدؓ نے نبی سے من ضُعف روایت کیا (ترمذی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَسْلَمَ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى قَالَ قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفْرَحُوا قَالَ أَبُو دَاوُد بِالتَّاءِ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابزی نے کہا کہ ابیؓ بن کعب نے کہا "بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلتفرحوا" ہے ابوداؤد نے کہا کہ تا کے ساتھ (یونس ۵۸) (حفص کی قرات فلیفرحوا ہے یعنی یا کے ساتھ)۔

شرح: فلتفرحوا کی قرات سبعہ متواترہ میں سے نہیں ہے بلکہ مشہور آیات وقرات ہے۔ متواتر قرات یا کے ساتھ فلتفرحوا ہے۔ زید بن ثابتؓ نے بھی اسے فلتفرحوا پڑھا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَجْلَحِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُبَيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْتَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا تَجْمَعُونَ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے ابی سے روایت کی کہ نبی نے پڑھا "بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلتفرحواھوخیر مما تجمعون" (حفص کے قرات یجمعون ہے اور دوسرے قراء کی بھی طرح ابن عامر نے تجمعون پڑھا ہے نیز دیکھئے گذشتہ حدیث۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ

ترجمہ: اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے اس نے کہا کہ اس نے نبی کریم کو "انہ عمل غیر صالح" پڑھتے سنا۔

شرح: ترمذی کی روایت میں "عمل غیر صالح" ہے اور یعقوب اور کسائی کی قرات یہی ہے۔ اور جمہور کی قرات عمل غیر صالح ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نوحؑ کو جواب ہے۔ کہ تیرے بیٹے کا عمل غیر صالح تھا۔ عمل بمعنی ذو عمل ہے۔ آز روئے مبالغہ 'جیسے زیدؓ عدل۔

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَقَالَتْ قَرَأَهَا إِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ قَالَ أَبُو دَاوُد وَرَوَاهُ هَارُونُ النَّحْوِيُّ وَمُوسَى بْنُ خَلَفٍ عَنْ ثَابِتٍ كَمَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ

ترجمہ: شھر حوشب نے کہا کہ میں نے ام سلمہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ یہ آیت کیونکر پڑھتے تھے۔ "انہ عمل غیر وصالح" تو انہوں نے کہا کہ حضور نے اسے یوں پڑھا تھا۔ "انہ عمل غیر صالح (ترمذی ابوداؤد نے کہا کہ اسے ہارون نحوی نے اور موسیٰ بن خلف نے ثابت سے اسی طرح روایت کیا جس طرح عبدالعزیزؒ نے کہا 'یعنی یہی روایت جو حدر میں ہے۔

شرح: بظاہر تو ام سلمہؓ سے مراد ام المومنین ہیں۔ مگر ترمذی نے عبد بن حمید سے نقل کیا ہے کہ یہ اسماء بنت یزید ہیں جو

انصاریہ تھیں اور خطیب النساء مشہور تھیں۔ ترمذی نے گذشتہ دونوں حدیثوں کو ایک قرار دیا ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا بَدَأَ بِنَفْسِهِ وَقَالَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى مُوسَى لَوْ صَبَرَ لَرَأَى مِنْ صَاحِبِهِ الْعَجَبَ وَلَكِنَّهُ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي طَوَّلَهَا حَمْزَةُ

ترجمہ: حسب روایت ابن عباسؓ ابی بن کعب نے کہا کہ رسول اللہ جب دعا فرماتے تھے اپنی ذات سے شروع کرتے تھے اور آپ نے فرمایا "اللہ کی رحمت ہم پر اور موسیٰؑ پر ہو' اگر وہ صبر کرتے تو اپنے ساتھی (خضر) سے عجائبات دیکھتے لیکن انہوں نے کہہ دیا کہ "اگر اس کے بعد میں تجھ سے کوئی سوال کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا' میری طرف سے آپ عذر کو پہنچ گئے۔ حمزہ نے اسے طول دیا ہے۔

شرح: یعنی حمزہ قاری نے لدنی پڑھا ہے ن کی شد کے ساتھ اور۔ ی کے ساتھ نافع کی قرات ہے من لدنی ن کی تخفیف سے ابو بکر نے من لدنی پڑھا دال کو ساکن کرے اور باقی قراء نے من لدنی پڑھا فلا تصاحبنی کو عیسیٰ اور یعقوب نے فلا تصحبنی پڑھا ہے اور اعرج نے فلا تصحبنی پڑھا ہے یہ دونوں قرائتیں سبعہ سے خارج ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَارِيَةِ الْعَبْدِيُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَهَا قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي وَثَقَّلَهَا

ترجمہ: ابن عباسؓ سے ابی بن کعب سے اس نے نبی سے روایت کی کہ آپ نے پڑھا تو قد بلغت من لدنی (ترمذی کے ایک نسخے میں قد بلغت آیا ہے مگر یہ نہ قراۃ شاذہ ہے اور نہ تفسیر میں منقول ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ الْمِصِّيصِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ عَنْ مِصْدَعٍ أَبِي يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَقْرَأَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ كَمَا أَقْرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ مُخَفَّفَةً

ترجمہ: ابن عباسؓ کہتے تھے کہ مجھے ابی بنؓ کعب نے پڑھایا جس طرح اسے رسول اللہؐ نے پڑھایا تھا (فی عین حمئۃ الکھف)

شرح: حمئۃ کا معنی ہے ذات حما یعنی سیاہ کیچڑ والا ابن عامر' حمزہ' نسائی اور ابو بکر کی قرات حامیۃ ہے یعنی گرم۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو النَّمَرِيَّ أَخْبَرَنَا هَارُونُ أَخْبَرَنِي أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ عِلِّيِّينَ لَيُشْرِفُ عَلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ فَتُضِيءُ الْجَنَّةُ لِوَجْهِهِ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ قَالَ وَهَكَذَا جَاءَ الْحَدِيثُ دُرِّيٌّ مَرْفُوعَةَ الدَّالِ لَا تُهْمَزُ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَمِنْهُمْ وَأَنْعَمَا

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "اہل علیین میں سے آدمی جنت والوں پر جھانکے گا تو جنت اس کے چہرے کو یوں چمکائے گی گویا کہ وہ ایک چمکدار ہوتی ہے ابو داؤد نے کہا کہ یہ حدیث یوں ہی آئی ہے دری دال پر رفع ہے اور ھمزہ نہیں ہے اور ابو بکرؓ و عمرؓ ان میں سے ہوں گے اور خدا ان کے درجے اور بڑھائے (ابن ماجہ' ترمذی)۔

شرح: آخری فقرہ جس میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا ذکر ہے یہ اہل حدیث کا حصہ ہے۔ ابو عمرو اور نسائی کی قرات دری ہے۔ ابو بکر اور حمزہ کی قرات دری ہے اور باقی نے دری پڑھا ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو سَبْرَةَ النَّخَعِيُّ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُسَيْكٍ الْغُطَيْفِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنَا عَنْ سَبَإٍ مَا هُوَ أَرْضٌ أَمْ امْرَأَةٌ فَقَالَ لَيْسَ بِأَرْضٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَكِنَّهُ رَجُلٌ وَلَدَ عَشَرَةً مِنَ الْعَرَبِ فَتَيَامَنَ سِتَّةٌ وَتَشَاءَمَ أَرْبَعَةٌ قَالَ عُثْمَانُ الْغَطَفَانِيُّ مَكَانَ الْغُطَيْفِيِّ وَقَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَكَمِ النَّخَعِيُّ

ترجمہ: فروہؓ بن مسیک غطیفی نے کہا کہ میں نبی کے پاس گیا۔ پس اس نے حدیث کا ذکر کیا پس قوم میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ ہمیں سباء کے متعلق بتائیے وہ کیا ہے زمین ہے یا کوئی عورت ہے۔؟ حضور نے فرمایا "نہ کوئی زمین اور نہ عورت' بلکہ وہ ایک مرد تھا جو دس عربوں کا باپ تھا جن میں سے چھ یمن میں اور چار شام میں چلے گئے تھے (ترمذی)۔

شرح: ترمذی میں یہ لمبی حدیث موجود ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ شام والوں کے نام یہ ہیں۔ "لخمہ' جذام غسان اور عاملہ اور یمن والے یہ ہیں "ازد' اشعرون' حمیر' کندہ' مذحج اور انمار ابو داؤد کے استاد عثمان نے غطیفی کی جگہ پر غطفانی کہا ہے اور حدثنی الحسن کی جگہ حدثنا الحسن کہا ہے۔ سبا کو سبا پڑھا گیا یہ ابو عمرو کی قرات ہے۔ بعض نے سباء پڑھا ہے۔ اور بعض نے سبا مگر اس حدیث میں اس کی قرات کا کوئی ذکر نہیں آیا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو مَعْمَرٍ الْهُذَلِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِسْمَعِيلُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً فَذَكَرَ حَدِيثَ الْوَحْيِ قَالَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ

ترجمہ: عکرمہ نے کہا کہ ہمیں ابو ھریرہؓ نے نبی کی حدیث سنائی اور اس میں وحی کا ذکر تھا اس نے کہا کہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قول "حتی اذ فزع عن قلوبھم" حتی کہ ان کی گھبراہٹ دور ہو گئی۔ (بخاری' ترمذی' ابن ماجہ)۔

شرح: فزع کی قرات فزع بھی ہے اور یہ دونوں مشہور قراتیں ہیں۔ اس کی ایک قرات فزغ ہے جو عام مشہور قراتوں سے خارج ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَذْكُرُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى قَدْ جَاءَتْكِ آيَاتِي فَكَذَّبْتِ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتِ وَكُنْتِ مِنَ الْكَافِرِينَ قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا مُرْسَلٌ الرَّبِيعُ لَمْ يُدْرِكْ أُمَّ سَلَمَةَ

ترجمہ: نبی کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ نبی کی قرات یوں تھی "بلی قد جاء تک ایاتی فکذ بت بھا واستکبرت وکنت من الکفرین" الزمر ۵۹ (مونث کے صیغوں کے ساتھ یہ خطاب نفس کی طرف ہے اور قرآن میں نفس کو اکثر مونث سے خطاب کیا گیا ہے۔ یہ قرات ابن عمر' جحدری' زعفرانی' ابن مقسم) مسعود بن صالح کی ہے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی یہ حجت ہوتی مگر یہ مسند نہیں ہے کیونکہ بقول ابی داؤد ربیع بن انس نے حضرت ام سلمہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔ محدثین بعض دفعہ منقطع کو

مرسل کہہ دیتے ہیں جیسا کہ یہاں ابوداؤد نے اسے مرسل کہا ہے۔

شرح: یہ سورۃ زخرف کی آیت سے ہے جہنمی کہیں گے کہ اے مالک! (داروغہ جہنم) تیرا رب ہمارا خاتمہ ہی کر ڈالے۔ بیضاوی نے کہا اسے "یامال یامال" (ترخیم کے ساتھ) بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ قرات غیر متواترہ اور غیر مشہورہ ہے۔ حضرت علیؓ، ابن مسعودؓ اور اعمش نے اسے ترخیم سے پڑھا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ لَمْ أَفْهَمْهُ جَيِّدًا عَنْ صَفْوَانَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ ابْنُ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْرَأُ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ

ترجمہ: ابن یعلی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے نبی کو منبر پر یوں قرات کرتے ہوئے سنا۔ "ونادوا یامالک"

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

ترجمہ: عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ مجھے رسول اللہ نے پڑھایا "انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین" (ترمذی، نسائی)

شرح: متواتر و مشہور و قرات ہے۔ "ان اللہ ھو الرزق ذو القوۃ المتین" المتین بھی پڑھا گیا حدیث میں بیان ہونے والی قرات متواتر مشہور قراتوں سے خارج ہے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَؤُهَا فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ يَعْنِي مُثَقَّلًا قَالَ أَبُو دَاوُد مَضْمُومَةَ الْمِيمِ مَفْتُوحَةُ الدَّالِ مَكْسُورَةُ الْكَافِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی پڑھتے تھے "فھل من مدکر" یعنی شد کے ساتھ (ترمذی، نسائی) یہ آیت سورۃ القمر کی ۲۲ ویں ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ میم کی پیش کے ساتھ دال کی زبر سے اور کاف کی زیر سے۔

شرح: قتادہ اور ضحاک کی قرات مذکر ہے لیکن یہ عربوں کے عام قاعدے کے خلاف ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى النَّحْوِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو یہ آیت یوں پڑھتے سنا فروح وریحان (ترمذی) یہ آیت سورۃ الواقعہ کی نمبر ۸۹ ہے اور بقول منذری یہ حدیث نسائی میں بھی ہے۔

شرح: مشہور و متواتر قرات فروح وریحان ہے۔ لہذا فروح والی قرات متواترات سے خارج ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الذِّمَارِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ أَيَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ میں نے نبی کو دیکھا کہ آپ "اَحسب ان مالہ اخلدہ" پڑھتے تھے (ابوداؤد کے بعض نسخوں میں ھمزہ استفہام نہیں ہے اور بقول سیوطی ابن حبان، حاتم، ابن مردویہ اور خطیب نے اسکی روایت بلا ہمزہ استفہام کی ہے۔ اور یحسب سین کی زیر کیساتھ۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَمَّنْ أَقْرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثَقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ

ترجمہ: ابوقلابہ نے اسی شخص سے روایت کی جسے رسول اللہ نے پڑھایا تھا "فیومئذ لایعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد" ابو داؤد نے کہا کہ بعض راویوں نے خالد اور ابوقلابہ کے درمیان ایک آدمی داخل کیا ہے۔

شرح: یہ قرات سبعہ متواترہ میں داخل ہے لیکن جس نے وثاقہ پڑھا ہے واؤ کے کسرہ سے یہ قرات متواترہ سے خارج ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَنْبَأَنِي مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَنْ أَقْرَأَهُ مَنْ أَقْرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذَّبُ

ترجمہ: ابوقلابہ نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس کو نبی نے پڑھایا تھا یا نبی نے جس کو پڑھایا اس نے اس کو پڑھایا تھا۔ "فیومئذ لایعذب" (یہ سورۃ الفجر کی آیت ۲۵ ہے) اوپر کی شرح دیکھئے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عُبَيْدَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا ذَكَرَ فِيهِ جِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَقَالَ جِبْرَائِلُ وَمِيكَائِلُ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ خَلَفٌ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً لَمْ أَرْفَعِ الْقَلَمَ عَنْ كِتَابَةِ الْحُرُوفِ مَا أَعْيَانِي شَيْءٌ مَا أَعْيَانِي جِبْرَائِلُ وَمِيكَائِلُ

ترجمہ: ابوسعیدؓ خدری نے کہا کہ رسول اللہ نے ایک حدیث بیان فرمائی جس میں جبریلؑ و میکائیلؑ کا ذکر کیا اور فرمایا "جبرائل ومیکائیل" ابوداؤد نے کہا کہ خلف نے کہا چالیس برس سے میں نے حروف کی کتابت سے قلم نہیں اٹھایا لیکن جس قدر مجھے جبرائیل اور میکائیل نے تھکایا ہے اتنا کسی اور چیز نے نہیں تھکایا۔

شرح: یہ غیر عربی نام ہیں اور عربوں کی عادت ہے کہ غیر عربی ناموں میں تبدیلی کر دیتے ہیں ان لفظوں کی قرات تقریباً ۱۲ طریقوں سے کہی گئی ہے۔ اختلاف کے وقت معیار لغت قریش ہوتی ہے۔ پس حجاز کی لغت جبریل بروزن قندیل ہے۔ ابو عمرو، ابن عامر، نافع اور حفص کی یہی قرات ہے۔ حسانؓ کے شعر میں بھی جبریل آیا ہے اور میکائیل کی مجازی قرات میکال بروزن میزان ہے اور یہی قرات ابو عمرو اور حفص عن عاصم کی ہے۔ کعبؓ بن مالک کے شعر میں یہ لفظ میکال آیا ہے۔

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ ذُكِرَ كَيْفَ قِرَاءَةُ جِبْرَائِلَ وَمِيكَائِلَ عِنْدَ الْأَعْمَشِ فَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الصُّورِ فَقَالَ عَنْ يَمِينِهِ جِبْرَائِلُ وَعَنْ يَسَارِهِ مِيكَائِلُ

ترجمہ: ابوسعیدؓ خدری نے کہا کہ رسول اللہ نے صور والے فرشتے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اس کے دائیں طرف جبرائیل اور

بائیں طرف میکائیل ہوگا۔(صور والا فرشتہ اسرافیلؑ ہے)۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ مَعْمَرٌ وَرُبَّمَا ذَكَرَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَقْرَءُونَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ وَأَوَّلُ مَنْ قَرَأَهَا مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ مَرْوَانُ قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَالزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ

ترجمہ: معمر نے زہری سے روایت کی اور کہا کہ کئی دفعہ زہری نے سعید بن المسیب کا ذکر کیا اس نے کہا کہ نبی اور ابو بکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ "مالک یوم الدین" پڑھتے تھے اور سب سے پہلے مروان نے "مالک یوم الدین" پڑھا۔(ترمذی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ الزھری عن انس کی حدیث سے صحیح تر ہے اور "الزھری عن صالم عن ابیہ" کی روایت سے بھی۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ أَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً قَالَ أَبُو دَاوُد سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ الْقِرَاءَةُ الْقَدِيمَةُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ نے رسول اللہ کی قرات کا ذکر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" "الحمد للہ رب العلمین" "الرحمٰن الرحیم" "ملک یوم الدین" آپ کی قرات کو ایک ایک آیت کر کے قطع کرتے تھے۔(ترمذی) ابوداؤد نے کہا کہ میں نے احمد کو یہ کہتے سنا کہ قدیم قرات "مالک یوم الدین" ہے۔

شرح: ترمذی نے اس حدیث کی سند غیر متصل قرار دیا ہے۔لیث بن سعد نے اسے متصل سند سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ حضور "مالک یوم الدین" پڑھتے تھے اور لیث کی حدیث صحیح تر ہے۔

شرح: "مالک یوم الدین" کی قرات مروان کی ایجاد نہیں ہے۔مراد یہ ہے کہ مروان نے سب سے پہلے بحیثیت امیر اسے نماز باجماعت میں پڑھا تھا۔یہ بھی متواتر قراتوں میں سے ہے اور زہری اور سعید بن المسیب کی جلالت قدر کے پیش نظر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انہیں یہ معلوم نہ تھا' اس روایت میں "مالک" کی قرات کو ترجیح دی گئی ہے۔لیکن قرا سبعہ میں سے اکثر کی قرات ملک ہے اور کئی صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ وَالشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَقَالَ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَغْرُبُ هَذِهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَامِيَةٍ

ترجمہ: ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کا ردیف تھا (سواری پر آپ کے پیچھے تھا) آپ گدھے پر تھے اور سورج غروب ہونے کو تھا۔پس حضور نے فرمایا" کیا تو جانتا ہے کہ یہ کیا غروب ہوتا ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ یہ ایک گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے۔(بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی)

شرح: اس سے پہلے "عین حمئۃ" گزر چکا ہے اور دوسری قرات عین حامیۃ ہے۔ شرح گزر چکی ہے غروب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ڈوبتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جیسے کہ طلوع کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا حَجَّاجُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءٍ أَنَّ مَوْلًى لِابْنِ الْأَسْقَعِ رَجُلَ صِدْقٍ أَخْبَرَهُ عَنْ ابْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُمْ فِي صُفَّةِ الْمُهَاجِرِينَ فَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ أَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ

ترجمہ: ابن الاسقع (واثلہؓ) کہتے تھے کہ نبی ان کے پاس مہاجرین کے صفہ میں تشریف لائے تو کسی انسان نے حضور سے سوال کیا کہ قرآن کی سب سے بڑی آیت کون سی ہے؟ نبی نے فرمایا "الله لا اله الا هو الحی القيوم" "لا تاخذه سنة ولا نوم" (البقرہ ۲۵۵۔ سنن ابی داؤد میں حدیث ۱۴۶۰ اور مسلم میں حضور کے سوال پر کسی نے یہ بتایا تھا)۔

شرح: اعظم سے مراد ثواب کے اعتبار سے اکثر یا مضمون کے لحاظ سے موثر تر ہے۔ اس آیت میں دلائل وحدانیت اور اس میں صفات الٰہیہ کا بیان ہے مثلاً وحدت' الوھیت' حیات' ملک' قدرت' ارادہ' علم یہ ساتوں اصول اسماء و صفات ہیں۔ اس آیت میں قراۃ کا مسئلہ "الحی القیوم" میں ہے۔ جو متواتر قرات ہے دو غیر متواتر قرائتیں اور ہیں۔ (القیام اور القیم)

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْحَجَّاجِ الْمِنْقَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَرَأَ هَيْتَ لَكَ فَقَالَ شَقِيقٌ إِنَّا نَقْرَؤُهَا هِئْتُ لَكَ يَعْنِي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ

ترجمہ: ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے "ھیت لک" پڑھا شقیق نے کہا کہ ہم اسے ھئت لک پڑھتے ہیں۔ یعنی ابن مسعودؓ نے کہا کہ مجھے جس طرح پڑھایا گیا تھا' اسی طرح پڑھنا پسندیدہ تر ہے۔ (بخاری)

شرح: یہ سورہ یوسف کی آیت نمبر ۲۳ ہے۔ ھیت لک میں چار متواتر قرائتیں ہیں "ھیت لک ھیت لک' ھیت لک اور ھیت لک اس کے علاوہ کئی قرائتیں غیر متواتر ہیں۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنَّ أُنَاسًا يَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ وَقَالَتْ هِيتَ لَكَ فَقَالَ إِنِّي أَقْرَأُ كَمَا عُلِّمْتُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ

ترجمہ: عبداللہؓ (بن مسعود) سے کہا گیا کہ لوگ اس آیت کو یوں پڑھتے ہیں "وقالت ھیت لک" پس عبداللہؓ نے کہا کہ مجھے جس طرح پڑھائی گئی اسی طرح پڑھنا پسندیدہ ہے "وقالت ھیت لک"۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح و حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ تُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ

ترجمہ: ابو سعیدؓ خدری نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ "دروازے میں جھک کر

داخل ہو اور حطۃ (توبہ توبہ) کہو "نغفر لکم خطایاکم" تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ (یہ آیت البقرہ کی ۵۸ ویں ہے۔ حدیث ترمذی، بخاری، مسلم اور نسائی میں ہے) بخاری میں ابوھریرہؓ سے مروی ہے)۔

شرح: نافع کی قراۃ یغفر لکم ہے۔ ابن عامر نے تغفر پڑھا ہے اور باقی قراء نے نغفر لکم پڑھا ہے۔

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ

ترجمہ: اس حدیث کو ھشام بن سعد نے اپنی سند سے اس طرح روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا قَالَ أَبُو دَاوُد يَعْنِي مُخَفَّفَةً حَتَّى أَتَى عَلَى هَذِهِ الْآيَاتِ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا "رسول اللہ پر وحی اتری تو آپ نے ہم پر پڑھی "سورۃ انزلناھا و فرضناھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ فَرَضْنَاھا بلا تشدید پڑھا۔

شرح: سورۂ نور کی اس پہلی آیت کی قرأت میں ابو کثیر اور ابن عمر نے فَرَضَّنَاھا شد کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی قرأ نے فَرَضْنَاھا مخفف" پڑھا ہے۔ "اخر کتاب الحروف والقراءات"۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

یہ تتمہ ہے کتاب العلم کا عبادات و معاملات کے بعد اب معاشرات شروع فرما رہے ہیں۔ لباس وغیرہ کا استعمال سے پہلے غسل کیا جاتا اسی وجہ سے پہلے کتاب الحمام کو لائے۔

كِتَاب الْحَمَّامِ

(اس میں تین باب اور گیارہ احادیث ہیں)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ أَبِي عُذْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا فِي الْمَيَازِرِ

ترجمہ: ابوعذرہؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ نے حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا۔ پھر مردوں کو رخصت دے دی کہ تہ بند (پایاجامے) سمیت ان میں داخل ہوں (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ "عورتوں کو رخصت نہ دی۔ ممانعت کا باعث شاید ان جگہوں کی غلاظت اور عریانی تھی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ جَمِيعًا عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ مِمَّنْ أَنْتُنَّ قُلْنَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ قَالَتْ لَعَلَّكُنَّ مِنْ الْكُورَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ

نَعَمْ قَالَتْ أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا حَدِيثُ جَرِيرٍ وَهُوَ أَتَمُّ وَلَمْ يَذْكُرْ جَرِيرٌ أَبَا الْمَلِيحِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ابوالملیح نے کہا کہ کچھ شامی عورتیں حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں توانہوں نے پوچھا "تم کہاں سے آئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اہل شام سے ہیں۔ فرمایا "شاید تم اس علاقے کی ہو جہاں کی عورتیں حماموں میں داخل ہوتی ہیں' انہوں نے کہا کہ ہاں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ "جو عورت اپنے گھر کے سواء کہیں اور کپڑے اتارے تو اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کا پردہ پھاڑ ڈالا (ترمذی' ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ یہ جریر کی حدیث ہے اور وہ اتم ہے اور جریر نے ابوالملیح کا ذکر نہیں کیا اور خود کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

شرح: ابوداؤد کا مطلب یہ ہے کہ سالم بن ابی الجعد نے ابوالملیح کا ذکر کئے بغیر حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے اور وہ روایت منقطع ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ سالم کی روایت ابوالملیح سے ہے۔ الخ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورت بے پردہ ہو کر اپنے آپ کو خدا اور خلق کے سامنے رسوا کر دیتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِالْأُزُرِ وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "تمہارے لئے سرزمین عجم فتح کی جائے گی اور تم اس میں کچھ گھر پاؤ گے جنہیں حمام کہا جاتا ہے۔ پس مرد ان میں ازار کے بغیر داخل نہ ہو۔ اور عورتوں کو ان سے منع کر دیا سوائے بیمار کے اور انفاس والی کے (ابن ماجہ) یعنی عورت جب مرض وغیرہ کے باعث معذور ہو اور غسل بھی ضروری ہو جو گھر میں نہیں ہو سکتا تو پھر حسب شرائط شرع داخل ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ التَّعَرِّي (عریاں ہونے کی ممانعت کا باب ۲)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نُفَيْلٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ الْعَرْزَمِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ يَعْلَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ بِلَا إِزَارٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ

ترجمہ: یعلی بنؓ امیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک مرد کو کھلی جگہ نہاتے دیکھا تو آپ منبر پر رونق افروز ہوئے پس اللہ کی حمد و ثنا بیان کی' پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ بڑا باحیا بڑا باپردہ دار ہے۔ حیاء اور پردے کو پسند کرتا ہے سو جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو چھپ کر کرے۔ خلوت میں غسل ہو تو بھی پردہ مستحب ہے اور جلوت میں ہو تو واجب ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُد الْأَوَّلُ أَتَمُّ

ترجمہ: یہی حدیث یعلی بن امیہؓ کی حدیث ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ پہلی حدیث تمام تر ہے (نسائی)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَرْهَدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ جَرْهَدٌ هَذَا مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَنَا وَفَخِذِي مُنْكَشِفَةٌ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

ترجمہ: جرہدؓ جو اصحاب صفہ میں سے تھا۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ہمارے پاس بیٹھے اور میری ران کھلی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ران کا پردہ ہے؟۔

شرح: جرہدؓ کا اصلی نام خویلد اسلمی ہے اور کنیت ابو عبدالرحمٰن یہ صحابی تھا۔ انسؓ کی حدیث میں حضور کی ران کے کھلنے کا ذکر آیا ہے مگر وہ سواری پر عذر کی حالت تھی اور حضور کے علم واطلاع کے بغیر ایسا ہوا تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أُخْبِرْتُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا الْحَدِيثُ فِيهِ نَكَارَةٌ

ترجمہ: علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "اپنی ران مت کھول اور کسی زندہ یا مردہ کی ان کی طرف مت دیکھ۔ (ابن ماجہ) سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۳۱۴۰) بخاری نے صحیح میں حدیث "الفخذ عورة" کا حوالہ دیا ہے کہ یہ ابن عباسؓ 'جرہدؓ اور محمد بن جحش سے مروی ہے۔ ابن عباسؓ کی حدیث ترمذی میں ہے۔ جرہد کی روایت (ابو داؤد میں ہے جو اوپر گزری محمد بن جحش کی حدیث کو بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔

شرح: ابو داؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حبیب اور عاصم کے درمیان ایک واسطہ ہے جو یہاں مذکورہ نہیں لہذا یہ روایت منقطع ہوئی۔ مگر محدثین نے بیان کیا ہے کہ وہ واسطہ حسن بن ذکوان کا یا عمرو بن خالد واسطی کا ہے اور یہ دونوں راوی بخاری کے ہیں۔ پس بقول ابن ارسلان اس حدیث کی نکارت ختم ہوگئی۔ لہٰذا حبیب کا سماع عاصم سے ثابت نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّعَرِّي (عریانی کا باب ۳)

حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيلًا فَبَيْنَا أَمْشِي فَسَقَطَ عَنِّي ثَوْبِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً

ترجمہ: مسور بن مخرمہؓ نے کہا کہ میں نے ایک بوجھل پتھر اٹھایا۔ میں چل رہا تھا کہ میرا کپڑا نیچے گر گیا۔ پس رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا "اپنا کپڑا اوپر اوڑھ لو اور ننگے مت چلو" (مسلم)۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى نَحْوَهُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ قَالَ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا قَالَ اللَّهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

ترجمه: بہز بن حکیم کے دادا (معاویہؓ بن حیدہ قشیری) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے پوچھا۔ "یارسول اللہ ہم اپنے کون کون سے پردے کے مقامات چھپائیں اور کون سے نہ چھپائیں؟ حضور نے فرمایا "اپنے پردے کی حفاظت کرو۔ سوائے اپنی بیوی اور لونڈی کے میں نے کہا یارسول اللہ جب لوگ ایک دوسرے میں ہوں (یعنی عزیز وا قارب میں یا مرد مردوں میں اور عورت عورتوں میں) حضور نے فرمایا "امکان بھر تیرے پردے کو کوئی نہ دیکھے۔ معاویہؓ نے کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ جب ہم میں سے کوئی خلوت میں ہو؟ آپ نے فرمایا "اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگوں کی نسبت اس سے زیادہ شرم وحیاء کی جائے۔ (مسند احمد' ترمذی' نسائی) خلوت کا پردہ ندب واستحباب پر ہے نہ کہ وجوب پر۔ یعنی یہ اعلیٰ اخلاق وتہذیب کا تقاضا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عُرْيَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ

ترجمه: ابوسعیدؓ خدری نے روایت کی کہ نبی نے فرمایا "مرد مرد کے پردے کو نہ دیکھے اور عورت عورت کے پردے پر نگاہ نہ ڈالے۔ مرد دوسرے مرد سے ایک ہی کپڑے میں نہ ملے اور عورت دوسری عورت سے ایک کپڑے میں نہ ملے۔ (مسلم ترمذی ابن ماجہ نسائی)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ الطُّفَاوَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْضِيَنَّ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ وَلَا امْرَأَةٌ إِلَى امْرَأَةٍ إِلَّا وَلَدًا أَوْ وَالِدًا قَالَ وَذَكَرَ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا

ترجمه: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "کوئی مرد کسی مرد سے اور کوئی عورت کسی دوسری عورت سے (بے پردہ) مس نہ کرے۔ مگر یہ کہ اولاد اور والد ہو۔ راوی نے کہا کہ حضور نے تیسرے کا ذکر فرمایا جو میں بھول گیا ہوں۔ چھوٹے بچے والدین کے ساتھ سوتے ہیں اور بعض دفعہ ان کے جسم عریاں ہوتے ہیں۔ تیسرا دادا یا ماں وغیرہ ہوگی۔ (واللہ اعلم)

آخر کتاب الحمام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ اللِّبَاسِ

غسل کے بعد آدمی کپڑے پہنتا ہے یا کم از کم دھلے ہوئے اس لئے غسل کے بعد لباس کا ذکر کیا۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ إِمَّا قَمِيصًا أَوْ عِمَامَةً ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ قَالَ أَبُو نَضْرَةَ فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسَ أَحَدُهُمْ ثَوْبًا جَدِيدًا قِيلَ لَهُ تُبْلَى وَيُخْلِفُ اللَّهُ تَعَالَى

ترجمه: ابو سعیدؓ خدری نے کہا رسول اللہ جب کوئی نیا لباس (کپڑا) پہنتے تو اس کا نام لیتے، قمیض یا عمامہ، پھر کہتے "اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے تو نے یہ مجھے پہنایا" میں تجھ سے اس کی خیر مانگتا ہوں اور جس مقصد کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ لیتا ہوں اور اس مقصد کے شر سے بھی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ ابو نضرہ نے کہا کہ جب رسول اللہؐ کے اصحاب میں سے کوئی نیا کپڑا پہنتا تھا تو اس کو کہا جاتا تھا "تو اسے پرانا کرے اور اللہ تعالیٰ اور عطاء فرمائے۔

شرح: اللہ تعالیٰ نے سورۃ۔ اسراء میں نوحؑ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا۔ اس کی تفسیر یہی کہی گئی ہے کہ ہر نعمت کے حصول پر وہ اللہ کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ یہ حدیث اس آیت کی عملی نبویؐ تفسیر ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ

ترجمه: ایک اور سند سے وہی حدیث۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُد عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَبَا سَعِيدٍ وَحَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ قَالَ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُد حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَالثَّقَفِيُّ سَمَاعُهُمَا وَاحِدٌ

ترجمه: ایک اور سند سے وہی اوپر والی حدیث۔ اس میں ابو العلاء عن النبی کا لفظ ہے (یعنی یہ مرسل ہے)

حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ

ترجمه: معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "جس نے کھانا کھایا" پھر کہا۔ "تعریف اس اللہ ہی کی ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے رزق دیا۔ اس کے پہلے اور پچھلے گناہ (صغائر) معاف ہوئے۔ فرمایا

اور جس نے کپڑا پہنا اور کہا "تعریف اس اللہ کی ہی ہے۔ جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور مجھ کو میری قوت وطاقت کے بغیر رزق بخشا" تو اس کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف ہوئے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مگر ان کی حدیث میں لباس کا ذکر نہیں اور نہ ما تاخر کا لفظ ہے)۔

بَابٌ فِيمَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

(باب ۲ نیا کپڑا پہننے والے کو کیا دعا دی جائے)

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ الْجَرَّاحِ الْأَذَنِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِكِسْوَةٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ صَغِيرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ أَحَقُّ بِهَذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا فَأَلْبَسَهَا إِيَّاهَا ثُمَّ قَالَ أَبْلِي وَأَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمٍ فِي الْخَمِيصَةِ أَحْمَرَ أَوْ أَصْفَرَ وَيَقُولُ سَنَاهْ سَنَاهْ يَا أُمَّ خَالِدٍ وَسَنَاهْ فِي كَلَامِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ

ترجمہ: ام خالدؓ بنت خالدؓ بن سعید بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کے پاس ایک لباس لایا گیا جس میں ایک جھالر دار چھوٹی ریشمی چادر تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا "تم اس کا زیادہ حقدار کسے جانتے ہو؟ لوگ خاموش رہے۔ آپؐ نے فرمایا "میرے پاس ام خالد کو لاؤ" پس اسے لایا گیا تو حضورؐ نے وہ کپڑے اسے پہنا دیئے۔ پھر فرمایا" پرانا کر اور اس کا عوض اور بھی پہن۔ دو مرتبہ فرمایا" اور آپؐ اس چادر کے نقش یا جھالر کو دیکھنے لگے جو سرخ یا زرد تھی اور فرماتے تھے "بہت اچھا بہت اچھا اے ام خالد! اور سناہ حبشہ کی زبان میں الحسن ہے۔ (بخاری) ام خالد حبشہ میں پیدا ہوئی تھی، اس کا باپ دوہرا مہاجر تھا (حبشہ اور مدینہ کا) اس لئے حضورؐ نے اسے پیار کی راہ سے حبشی کا لفظ بول کر کپڑوں کی داد دی۔

شرح: "ابلی واخلفی" کی روایت "ابلی واخلقی" بھی آئی ہے۔ یعنی اسے دیر تک پہن اور پرانا کر کے اتار۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَمِيصِ (قمیص کا باب ۳)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصَ

ترجمہ: ام سلمہؓ نے فرمایا" رسول اللہؐ کا پسندیدہ تر لباس قمیص تھا۔ (ترمذی، نسائی)

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ كَانَتْ يَدُ كُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الرُّسْغِ

ترجمہ: اسماء بنت یزید نے کہا کہ رسول اللہؐ کی قمیص کا ہاتھ گٹ تک تھا۔ (ترمذی، نسائی)۔

شرح: معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کی قمیص حضورؐ نے سفر میں پہنی ہوگی۔ یا بالعموم آپؐ کی قمیص کی آستین اتنی لمبی ہوتی ہوگی۔ ورنہ بیہقی کی روایت (عن علیؓ) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اس سے زیادہ طویل آستین کی قمیص بھی پہنی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَقْبِيَةِ (قباؤں کا باب ٤)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْمَعْنَى أَنَّ اللَّيْثَ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ قَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قِبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ زَادَ ابْنُ مَوْهَبٍ مَخْرَمَةُ ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ قَالَ قُتَيْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُسَمِّهِ

ترجمہ: مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے قبائیں تقسیم فرمائیں۔اور مخرمہؓ کو کوئی قباء نہ دی۔ پس مخرمہؓ نے کہااے میرے پیارے بیٹے! آؤ رسول اللہؐ کے پاس چلیں پس میں اس ساتھ گیا۔باپ نے کہاکہ اندر جااور میرانام لے کر حضورؐ کو باہر بلاؤ۔ پس میں نے حضورؐ کو بلایااور رسول اللہؐ پر ان میں سے ایک قباء تھی۔ حضورؐ نے فرمایا" یہ میں نے تیرے لئے چھپاکر رکھی تھی۔ پس مخرمہؓ نے اسے دیکھااور خوش ہوگیا' یا حضورؐ نے فرمایاکہ کیامخرمہؓ راضی ہے؟۔

شرح: اس سے ثابت ہواکہ حضورؐ اپنے اصحاب کی غیر حاضری میں بھی ان کا پورا خیال رکھتے تھے اور چیزوں کی تقسیم کے وقت ان کا حصہ الگ نکال کر رکھ لیتے تھے۔

بَابُ فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ (شہرت کے لباس کا باب ٥)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عِيسَى عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ عَنِ الْمُهَاجِرِ الشَّامِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فِي حَدِيثِ شَرِيكٍ يَرْفَعُهُ قَالَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ زَادَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ ثُمَّ تُلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ

ترجمہ: ابن عمرؓ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا" جس نے شہرت کالباس پہنایا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی قسم کا کپڑا اسے پہنائے گا' پر اس میں آگ بھڑک اٹھے گی (ابن ماجہ 'نسائی) یعنی جب پہننے والے کا مقصد اس لباس سے شہرت وتفاخر اور غرور وتکبر ہو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ

ترجمہ: ابو عوانہ نے کہاکہ ذلت کالباس (یعنی قیامت کا پہناوا اس کے لئے باعث ذلت ہوگا)۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي مُنِيبٍ الْجُرَشِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے کہاکہ رسول اللہؐ نے فرمایا" جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہی میں سے ہے (مسند احمد)

شرح: مسند احمد کی روایت طویل ہے "مجھے قیامت کے سامنے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہے حتیٰ کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی بندگی کی جائے اور میرا رزق میرے نیزے کے نیچے رکھا گیا ہے اور ذلت واہانت ان کے لئے ہے جو میرے امر کی مخالفت کریں اور جو کسی قوم کے مشابہ ہو وہ انہی میں سے ہوگا۔ سخاوی نے اسے سند ضعیف کہا ہے اور یہ کہ اس کے کئی شواہد ہیں۔ ابن تیمیہ نے کہا کہ اس کی سند جید ہے' ابن حجر نے فتح الباری میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔ طبرانی میں معجم اوسط میں حذیفہؓ سے یہ روایت کی ہے مگر بقول عراقی اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابٌ فِي لُبْسِ الصُّوفِ وَالشَّعَرِ (اون اور بالوں کے لباس کا باب ٦)

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ وَحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ و قَالَ حُسَيْنٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ باہر تشریف لے گئے اور آپؐ نے ایک سیاہ بالوں کی دھاری دار چادر پہنی ہوئی تھی (مسلم)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَقِيلِ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ قَالَ اسْتَكْسَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى أَصْحَابِي

ترجمہ: عتبہؓ بن عبد السلمی نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے لباس مانگا تو آپؐ نے مجھے کتان کے دو معمولی کپڑے پہنائے اور میں نے دیکھا کہ میرا لباس میرے ساتھیوں سے بہتر ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قَالَ لِي أَبِي يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ حَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ (ابو موسیٰؓ) نے کہا "میرے پیارے بیٹے! اگر تو ہمیں دیکھتا (تو حیران ہوتا) اور ہم اپنے نبیؐ کے ساتھ تھے اور ہم پر مینہ برساتھا۔ تو گمان کرتا کہ ہماری بو دنبوں جیسی تھی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

شرح: ان حضرات کے کپڑے صوف اور بالوں کے سے تھے اس لئے بارش کے سبب سے اسی قسم کی ہوا پھیل گئی۔ ابن عباسؓ کی حدیث جمعہ میں گزر چکی ہے کہ جمعہ کے دن نہانے دھونے اور خوشبو کا استعمال کرنے کا حکم حضورؐ نے اس لئے دیا تھا کہ پسینے کے باعث کپڑوں سے بدبو پھیل گئی تھی۔ خز بمعنی ریشمی کپڑا اول الباب میں تانا ریشم کا مراد ہے۔ کیونکہ یہی مردوں کیلئے جائز ہے۔ ہمیں اخریٰ ایک قسم کے بعد دوسری قسم کھا کر کہتا ہوں۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنَ أَهْدَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ بَعِيرًا أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ بادشاہ ذی یزن نے رسول اللہؐ کو ایک جوڑا بطور تحفہ بھیجا، جسے اس نے ۳۳ اونٹوں اور ۳۳ اونٹنیوں کے عوض لیا تھا، پس حضورؐ نے وہ تحفہ قبول فرمالیا۔

شرح: اس حدیث پر حاشیے میں "باب لبس المرتفع" کا عنوان ہے۔ یعنی یہ اعلیٰ اور قیمتی لباس کا باب ہے۔ حضورؐ کا عام لباس مکلف نہیں ہوتا تھا لیکن کبھی کبھی اس قسم کا قیمتی لباس بھی زیب تن فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى حُلَّةً بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ قَلُوصًا فَأَهْدَاهَا إِلَى ذِي يَزَنَ

ترجمہ: اسحاق بنؓ عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک جوڑا کچھ اوپر بیس جوان اونٹنیوں کے عوض بھی خریدا اور اسے بطور ہدیہ ذی یزن کو بھیجا (یعنی اس کے جوڑے کے تحفے کے بدلے میں اور یہ بادشاہ مسلم تھا۔ حدیث مرسل ہے اور منذری نے کہا کہ اس میں علی بن زید جدعان راوی ہے۔ جس کی حدیث نا قابل احتجاج ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ح و حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ الْمَعْنَى عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنْ الَّتِي يُسَمُّونَهَا الْمُلَبَّدَةَ فَأَقْسَمَتْ بِاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ

ترجمہ: ابو بردہ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے ہماری طرف ایک موٹا تہ بند نکالا جیسے کہ یمن میں بنتے ہیں اور چادر نکالی جسے ملبدہ کہتے ہیں۔ پھر اللہ کی قسم کھائی کہ رسول اللہؐ کی وفات ان دو کپڑوں میں ہوئی تھی (مسلم)

شرح: ملبدہ کا معنی ہے پیوندگی یا گاڑھے کی۔ حضور کا عام لباس موٹا جھوٹا ہی ہوتا تھا گو کبھی کبھی اچھا اور اعلیٰ لباس بھی پہنا ہے۔ حاشیئے میں اس حدیث پر عنوان ہے۔ "باب لباس الغلیظ" گاڑھے اور موٹے کپڑوں کا باب۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو ثَوْرٍ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا خَرَجَتْ الْحَرُورِيَّةُ أَتَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ ائْتِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَلَبِسْتُ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ قَالَ أَبُو زُمَيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلًا جَمِيلًا جَهِيرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَالُوا مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا هَذِهِ الْحُلَّةُ قَالَ مَا تَعِيبُونَ عَلَيَّ لَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مَا يَكُونُ مِنْ الْحُلَلِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عباس نے ابوزمیل کو بتایا کہ جب حروری (خارجی) حضرت علیؓ کے لشکر سے نکل گئے تو میں علیؓ کے پاس گیا انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کے پاس (بحث ومذاکرہ کرنے کو) جاؤ۔ پس میں نے یمن کا ایک بہترین جوڑا پہنا۔ ابوزمیل نے کہا کہ ابن عباسؓ ایک خوبصورت بلند آواز آدمی تھے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا آپ کو خوش آمدید۔ اے ابن عباسؓ! یہ کیسا جوڑا ہے (جو تم نے پہن رکھا ہے) ابن عباسؓ نے کہا کہ "تم مجھ پر کس چیز کے سبب سے عیب لگاتے

ہو؟ میں نے رسول اللہ پر بہترین جوڑا دیکھا تھا۔ ابوداؤد نے کہا "ابوزمیل کا نام سماک بن الولید حنفی تھا۔

شرح: حروراء نامی بستی میں خارجیوں کا پہلا اجتماع ہوا تھا جو کوفہ کے نواح میں واقع تھی اسی کی نسبت سے یہ حروری کہلائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَزِّ (باب ۷ خز کے بارے میں)

خز موٹی دیبا کا نام ہے۔ دراصل یہ خرگوش کے بالوں کی ہوتی تھی۔ بعض نے کہا کہ ابریشم اور صوف کو ملا کر بنا جائے تو وہ خز ہے۔ بعض کے نزدیک حریر کو جب اونٹ کے بالوں سے مخلوط کریں تو وہ خز ہے۔ ابن العربی نے کہا ہے اس کی ایک قسم وہ ہے۔ جس کا تانا بانا ریشمی ہوتا ہے اور دوسرا کپڑا اور سوت کا ہوتا ہے۔ بہر صورت یہ خالص حریر کبھی نہیں ہوتا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْمَاطِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا بِبُخَارَى عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ عَلَيْهِ عِمَامَةُ خَزٍّ سَوْدَاءُ فَقَالَ كَسَانِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا لَفْظُ عُثْمَانَ وَالْإِخْبَارُ فِي حَدِيثِهِ

ترجمہ: سعد بن عثمان مروزی نے کہا کہ میں نے بخارا میں ایک آدمی کو سفید خچر پر خز کا سیاہ عمامہ باندھے دیکھا' اس نے کہا کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہ نے پہنایا تھا۔ ترمذی' نسائی' تاریخ کبیر بخاری)۔

شرح: یہ شخص بعض کے نزدیک عبداللہؓ بن خازم سلمی امیر خراساں تھا۔ بخاری نے کہا کہ ابن خازم صحابی نہیں یہ کوئی اور بزرگ تھا اور پر گزر چکا کہ خز کئی قسم کے کپڑوں کا نام ہے اور ان میں سے خالص حریر کوئی نہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ وَاللَّهِ يَمِينٌ أُخْرَى مَا كَذَّبَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزَّ وَالْحَرِيرَ وَذَكَرَ كَلَامًا قَالَ يُمْسَخُ مِنْهُمْ آخَرُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: ابو عامرؓ یا ابو مالکؓ کا بیان ہے۔ اور راوی عبدالرحمٰن خدا کی دوہری قسم کھاتا ہے کہ اس نے جھوٹ نہیں بولا' کہ اس نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو خز اور حریر کو حلال سمجھیں گے اور کچھ اور بیان کیا کہا ان میں سے کچھ لوگ قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو جائیں گے۔ (بخاری تعلیقاً)۔

شرح: یہ خز خالص ریشم کی ہوگی جو حرام ہے۔ کئی قسم کے کپڑوں کو خز کہتے ہیں۔ حاشیے پر یہ عبارت ہے کہ ابوداؤد نے کہا رسول اللہ کے اصحاب میں سے بیس یا زیادہ افراد نے خز پہنی تھی' ان میں انسؓ بن مالک اور براءؓ بن عازب شامل تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (حریر پہننے کا باب ۸)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ

فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدَ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ

ترجمه: عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی جوڑا فروخت ہوتا دیکھا تو کہا یارسول اللہ اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفدوں کے لئے پہنیں تو اچھا ہو۔ جبکہ وفد آپ کے پاس آئیں۔ پس رسول اللہ کے پاس ان میں سے جوڑے تو آئے تو آپ نے عمر بن الخطابؓ کو ایک جوڑا دیا۔ پس عمرؓ نے کہا "یارسول اللہ آپ نے یہ مجھے پہننے کو دیا ہے حالانکہ آپ نے عطارد کے جوڑے کے بارے میں فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا۔ پس رسول اللہ نے فرمایا "میں نے یہ تجھے پہننے کے لئے نہیں دیا۔ پس حضرت عمرؓ نے وہ جوڑا مکہ میں اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: عطارد اس شخص کا نام تھا جو مسجد کے پاس وہ جوڑا بیچ رہا تھا، حضرت عمرؓ کا یہ مکی بھائی ماں جایا تھا اور اس کا نام عثمان بن حکیم تھا۔ سگا بھائی زیدؓ بن الخطاب قدیم الاسلام تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ حُلَّةُ إِسْتَبْرَقٍ وَقَالَ فِيهِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ وَقَالَ تَبِيعُهَا وَتُصِيبُ بِهَا حَاجَتَكَ

ترجمه: دوسری سند کے ساتھ یہی قصہ عبداللہؓ بن عمرو سے مروی ہے اس میں کہا ہے کہ وہ استبرق کا جوڑا تھا (یعنی غلیظ حریر کا) اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضور نے پھر عمرؓ کو دیا (پتلی ریشم) کا جوڑا بھیجا اور فرمایا "اسے بیچو اور اپنی ضرورت پوری کرو (بخاری، مسلم، نسائی)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ الْحَرِيرِ إِلَّا مَا كَانَ هَكَذَا وَهَكَذَا أُصْبُعَيْنِ وَثَلَاثَةً وَأَرْبَعَةً

ترجمه: ابو عثمان نہدی نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے عتبہ بن فرقد کو لکھا "نبی نے حریر سے منع فرمایا مگر جو اتنا اور اتنا ہو، دو انگل اور تین چار انگل (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) اس سے معلوم ہوا کہ ریشم کا حاشیہ یعنی سنجاف جائز ہے۔ بشرطیکہ چار انگلیوں سے زائد نہ ہو۔ اگر اس سے زائد ہو تو حرام ہوگا۔ حاشیہ چاہے کپڑے کے اندر بنا ہوا یا بعد میں اس کے ساتھ سیا گیا ہو۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ سِيَرَاءَ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَأَتَيْتُهُ فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ إِنِّي لَمْ أُرْسِلْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَأَمَرَنِي فَأَطَرْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي

ترجمہ: علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ کو ایک ریشمی جوڑا تحفہ میں آیا تو وہ آپ نے مجھے بھیجا۔ میں اسے پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے چہرے پر ناراضگی دیکھی اور فرمایا "میں نے یہ تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ خود پہنو' اور آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے گھر اور خاندان کی عورتوں کو پھاڑ کر بانٹ دیا۔ (مسلم' نسائی)۔

شرح: مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ جوڑا اسلئے بھیجا تھا کہ تم اسے پھاڑ کر فواطم (جمع فاطمہ) میں بانٹ دو۔ یعنی فاطمہؓ بنت رسول اللہ فاطمہ بنت اسد (حضرت علیؓ کی والدہ) فاطمہ بنت حمزہؓ، فاطمہ بنت شیبہ بن ربیعہ جو عقیل بن ابی طالب کی بیوی تھی اور قدیم الاسلام تھی۔

بَابُ مَنْ كَرِهَهُ (باب ۹ جنہوں نے اسے مکروہ سمجھا)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ

ترجمہ: علیؓ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے قسی پہننے سے منع فرمایا اور معصفر پہننے سے اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قرات کرنے سے (مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

شرح: قسی ایک ریشمی کپڑا تھا جو قس کی طرف منسوب تھا۔ قس مصر میں ایک مقام تھا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ اصل لفظ قزی ہے یعنی ریشمی' سونا زیور ہے' جو مردوں پر حرام ہے اس لئے اس کی انگوٹھی حرام کی گئی۔ رکوع تسبیح وذکر کا محل ہے اور قرات کا قیام ہے۔ معصفر عصفور سے رنگا ہوا کپڑا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ يَعْنِي الْمَرْوَزِيَّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا قَالَ عَنْ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

ترجمہ: اس حدیث کی دوسری روایت جس میں قرات رکوع و سجود ہر دو میں روکا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بِهَذَا زَادَ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ

ترجمہ: اس حدیث کی تیسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ علیؓ نے کہا "میں نہاکم" کا لفظ نہیں کہتا یعنی حضور کے لفظ کی روایت میں یوں کرتا ہوں اور یوں نہیں کرتا۔ رکوع و سجود میں قرات قرآن مکروہ ہے گو اس سے نماز حنفیہ کے نزدیک باطل نہیں ہوتی اور شافعی کے نزدیک باطل ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ الرُّومِ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتُقَةً مِنْ سُنْدُسٍ فَلَبِسَهَا فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدَيْهِ تَذَبْذَبَانِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا قَالَ فَمَا أَصْنَعُ بِهَا قَالَ أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيكَ النَّجَاشِيِّ

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ شاہ روم نے رسول اللہ کو بطور ہدیہ اعلیٰ ریشم (سندس کا ایک مستقہ بھیجا' پس حضور نے اسے پہنا گویا کہ میں آپ کے ہاتھوں کو اب بھی ہلتے ہوئے (یعنی پہنتے وقت) دیکھتا ہوں۔ پھر آپ نے اسے جعفرؓ کو بھیجا' اس نے اسے پہنا اور حضور کے پاس آیا تو نبی نے فرمایا "میں نے یہ تمہیں پہننے کے لئے نہیں دیا۔ اس نے کہا کہ پھر میں اسے کیا کروں؟ فرمایا "اسے اپنے نجاشی بھائی کو بھیج دو۔

شرح: مستہ فارسی (مستقہ عربی) لمبی آستینوں کا کوٹ سا ہوتا تھا۔ نجاشی بھائی سے مراد شاہ حبشہ ہے۔ غالباً یہ ریشم کی حرمت سے قبل کا واقعہ ہے۔ یعنی چمڑے کا جبہ کنارے پر ریشم۔

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَرْكَبُ الْأُرْجُوَانَ وَلَا أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ وَلَا أَلْبَسُ الْقَمِيصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيرِ قَالَ وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلَى جَيْبِ قَمِيصِهِ قَالَ وَقَالَ أَلَا وَطِيبُ الرِّجَالِ رِيحٌ لَا لَوْنَ لَهُ أَلَا وَطِيبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَا رِيحَ لَهُ قَالَ سَعِيدٌ أُرَاهُ قَالَ إِنَّمَا حَمَلُوا قَوْلَهُ فِي طِيبِ النِّسَاءِ عَلَى أَنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ فَأَمَّا إِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلْتَطَّيَّبْ بِمَا شَاءَتْ

ترجمہ: عمرانؓ بن حصین سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "میں ارغوان پر سوار نہیں ہوتا' اور معصفر نہیں پہنتا اور ریشم سے کڑھی ہوئی قمیص نہیں پہنتا قتادہ نے کہا کہ اس نے اپنی قمیص کے گریبان کی طرف اشارہ کیا (یعنی گریبان پر ریشم کا کام نہ ہوا ہو) عمرانؓ نے کہا "اور حضور نے فرمایا "خبردار مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں بو ہو رنگ نہ ہو خبردار! عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو اور خوشبو نہ ہو۔ سعید بن ابی عروبہ راوی نے کہا کہ میرے خیال میں قتادہ نے کہا کہ عورتوں کی خوشبو میں حضور کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت گھر سے باہر نکلے مگر جب وہ اپنے خاوند کے پاس ہو تو جیسی چاہے خوشبو لگائے۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ حسن بصری کا سماع عمرانؓ سے نہیں ہوا۔ خوشبو کے متعلق اسی سے ملتی جلتی حدیث ترمذی میں بھی ہے۔ ارغوان سے مراد سرخ ریشمی قالین اور تکیئے وغیرہ ہیں۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ أَخْبَرَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ يَعْنِي الْهَيْثَمَ بْنَ شَفِيٍّ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي يُكْنَى أَبَا عَامِرٍ رَجُلٌ مِنْ الْمَعَافِرِ لِنُصَلِّيَ بِإِيلْيَاءَ وَكَانَ قَاصُّهُمْ رَجُلٌ مِنْ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ أَبُو رَيْحَانَةَ مِنْ الصَّحَابَةِ قَالَ أَبُو الْحُصَيْنِ فَسَبَقَنِي صَاحِبِي إِلَى الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَدِفْتُهُ فَجَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَنِي هَلْ أَدْرَكْتَ قَصَصَ أَبِي رَيْحَانَةَ قُلْتُ لَا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنْ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ وَعَنْ النُّهْبَى وَرُكُوبِ النُّمُورِ وَلُبُوسِ الْخَاتَمِ إِلَّا لِذِي سُلْطَانٍ

ترجمہ: ابوالحصین ہیثم بن شفی نے کہا کہ میں اور میرا ایک دوست ابو عامر معاذ سفر میں نکلے تاکہ بیت المقدس کی مسجد میں نماز پڑھیں اور انکا واعظ ایک ازدی صحابی ابوریحانہؓ تھا۔ (شمعون یا شمغون) ابوالحصین نے کہا کہ میرا ساتھی جو مجھ سے پہلے مسجد میں چلا گیا' پھر میں اس کے بعد گیا اور پاس جا بیٹھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا "کیا تو نے ابوریحانہؓ کا واعظ سنا ہے۔ میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ میں نے اس کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ نے دس باتوں سے منع فرمایا "دانتوں کو رگڑ کر تیز کرنے سے ۲ سرمے کی خال بنانے سے ۳ اور سفید بال اکھاڑنے سے ٤ مرد کے مرد کے ساتھ ننگے بغل گیر ہونے سے ٥ عورت کے عورت کے ساتھ عریاں جسم مس کرنے سے ٦ اور کپڑوں کے نیچے ریشم پہننے سے جو اہل عجم کا طریقہ ہے۔ ۷ یا عجمیوں کی طرح کندھوں پر ریشم ڈالنے سے ۸ اور لوٹ مار سے ۹ اور چیتوں کی کھال پر سوار ہونے سے ۱۰ اور حاکم کے سوا انگوٹھی پہننے سے۔ (نسائی)۔

شرح: دانت رگڑنے سے مراد یہ ہے کہ بوڑھی عورتیں دانتوں کو رگڑ کر خوبصورت بناتی اور جوانوں کی مشابہت چاہتی تھیں۔ مغرور اور متکبر لوگ درندوں کی کھال بچھا کر بارعب بن کر بیٹھتے تھے جس سے منع فرمایا گیا۔ حاکم کے علاوہ (اور قاضی اور مفتی اسی حکم میں ہے) انگوٹھی پہننا ایک بے ضرورت کام ہے اس لئے اس سے روکا گیا۔ یہ نہی جمہور کے نزدیک تنزیہی ہے' یعنی انگوٹھی کی۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نُهِيَ عَنْ مَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ

ترجمہ: علیؓ نے کہا کہ ارغوان کے گدے ممنوع ہیں (خواہ بیٹھنے کے ہوں یا زین پر ڈالنے کے)۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا فِي صَلَاتِي وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ قَالَ أَبُو دَاوُد أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبِ بْنِ غَانِمٍ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک منقش چادر میں نماز پڑھی اور آپ نے اس کے نقوش اور جھالروں کو دیکھا۔ جب سلام کہا تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے ابھی مجھے نماز سے بے توجہ کیا تھا اور مجھے منقش چادر لا دو (یہ صحاح کی روایت ہے۔ ابوجہمؓ ایک بزاز صحابی تھے۔ جن کا نام عامر تھا منقش اور مکلف کپڑا نمازی کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیتا ہے۔ اس لئے یہ فرمایا۔ دیکھئے کتاب الصلوٰۃ) بخاری' مسلم' نسائی' ابن ماجہ)۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ هُبَيْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ

ترجمہ: علیؓ نے کہا کہ مجھ کو رسول اللہ نے سونے کی انگوٹھی' قسی کے لباس اور سرخ گدے سے منع فرمایا (ترمذی' ابن ماجہ)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي آخَرِينَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَالْأَوَّلُ أَشْبَعُ

ترجمہ: عائشہؓ اسی حدیث کی دوسری روایت' مگر پہلی زیادہ مفصل ہے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْعَلَمِ وَخَيْطِ الْحَرِيرِ

(حاشیئے میں اور ریشم کے دھاگے میں رخصت کا باب ۱۰)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَبُو عُمَرَ مَوْلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي السُّوقِ اشْتَرَى ثَوْبًا شَأْمِيًّا فَرَأَى فِيهِ خَيْطًا أَحْمَرَ فَرَدَّهُ فَأَتَيْتُ أَسْمَاءَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ يَا جَارِيَةُ نَاوِلِينِي جُبَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةَ الْجَيْبِ وَالْكُمَّيْنِ وَالْفَرْجَيْنِ بِالدِّيبَاجِ

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکرؓ کے آزاد کردہ غلام ابو عمر نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے بازار سے ایک شامی کپڑا خریدا اور اس میں ایک سرخ دھاگا دیکھا تو اسے واپس کردیا۔ پس میں اسماءؓ کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا' اسماء نے لونڈی سے فرمایا" مجھے رسول اللہ کا جبہ پکڑاؤ۔ اس نے طیلسان کا ایک جبہ نکالا جس کا گریبان' آستینیں اور اگلی پچھلی کھلی جگہیں دیبا کے ساتھ کڑھی ہوئی تھیں (مسلم' ابن ماجہ' نسائی)۔

شرح: طیلسان موٹے کپڑے کا نام تھا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنْ الْحَرِيرِ فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنْ الْحَرِيرِ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَأْسَ بِهِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے پورا خالص ریشمی کپڑا ممنوع فرمایا تھا۔ لیکن اگر ریشم کا حاشیہ یا نقش ہو یا تانے بانے کے علاوہ تانا وغیرہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (تانا خالص ریشم کا ہو اور بانا ریشم کا نہ ہو تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے مگر اس کے خلاف ہو تو جائز نہیں کیونکہ بانا جو عرض ہوتا ہے' اس میں کپڑا یا سوت وغیرہ زیادہ خرچ ہوتا ہے اور تانے میں کم)۔

بَابٌ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِعُذْرٍ (کسی عذر میں ریشم پہننے کا باب ۱۱)

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَلِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي السَّفَرِ مِنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور زبیرؓ بن عوام کو سفر میں ریشمی قمیص پہننے کی رخصت دی تھی کیونکہ انہیں خارش تھی (بخاری' مسلم' ابن ماجہ' ترمذی' نسائی)

شرح: جس طرح خارش کے باعث ریشمی قمیص کا جواز ہے اسی طرح جوؤوں کے باعث بھی جائز ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے۔ ظاہر حدیث سے سفر و حضر دونوں میں جواز کا ثبوت ہے۔ لیکن سفر کا ذکر یہ بتاتا ہے کہ حضر میں تو شاید اس تکلیف کا کوئی اور علاج بھی ہو سکے۔ سفر میں متعذر ہوتا ہے۔ بہر حال جب اس قسم کی حالت کسی اور کی ہو تو اس کے لئے بھی ریشم کا

جواز ہوگا۔ گو بعض علماء نے اس حکم کو ان دونوں حضرات کے ساتھ مخصوص مانا ہے، مگر خصوصیت کی کوئی پختہ دلیل موجود نہیں ہے۔

بَاب فِي الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ (عورتوں کے لئے ریشم کا باب ۱۲)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي أَفْلَحَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَيْرٍ يَعْنِي الْغَافِقِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي

ترجمہ: علیؓ بن ابی طالبؓ کہتے تھے کہ اللہ کے نبیؐ نے حریر کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیا اور سونا بائیں ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا' یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں (یعنی یہ دو جنسیں نہ کہ بعینہ وہ دونوں چیزیں (نسائی' ابن ماجہ' ترمذی' عن ابی موسیٰ)۔

شرح: ابن ماجہ کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ "عورتوں کے لئے حلال ہے۔ ریشم کا پہننا' بالاتفاق حرام ہے۔ ریشم کے تکیئے' پردے' فرش وغیرہ ابو یوسف اور محمد بن الحسن کے نزدیک حرام ہیں اور ابو حنفیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيَّانِ قَالَا حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ الزُّبَيْدِيِّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدًا سِيَرَاءَ قَالَ وَالسِّيَرَاءُ الْمُضَلَّعُ بِالْقَزِّ

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے زہری کو بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ کی بیٹی ام کلثومؓ کو خالص ریشمی چادریں پہنتے دیکھا تھا۔ زہری نے کہا کہ سیراء کا معنی ہے لکیر دار خز (ریشم) بخاری' ابن ماجہ' نسائی' زہری' سے مراد ابو بکر محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ يَعْنِي الزُّبَيْرِيَّ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنْ الْغِلْمَانِ وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِي قَالَ مِسْعَرٌ فَسَأَلْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ عَنْهُ فَلَمْ يَعْرِفْهُ

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ ہم ریشم کو لڑکوں سے اتار دیتے تھے اور لڑکیوں پر رہنے دیتے تھے۔ مسعر نے یہ حدیث براہ راست عمرو بن دینار سے پوچھی تو اس نے اسے نہ پہچانا (شاید بھول گئی ہوگی)۔

بَاب فِي لُبْسِ الْحِبَرَةِ

حبرہ پہننے کا باب ۱۳ حبرہ یمن کے منقش (مزین کپڑے (چادریں) ہوتے تھے

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْنَا لِأَنَسٍ يَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَةُ

ترجمہ: قتادہ نے کہا کہ ہم نے انسؓ بن مالک سے پوچھا "رسول اللہ کا محبوب تر یا پسندیدہ تر لباس کیا تھا؟ اس نے کہا" یمنی

منقش چادریں (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) کتاب الجنائز میں گزر چکا ہے کہ حضور کے کفن میں بھی یمنی چادریں شامل تھیں۔

بَابٌ فِي الْبَيَاضِ (سفید کپڑوں کا باب ۱٤)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ وَإِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا "اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور اپنے مردوں کو اس میں کفن دو اور تمہارا بہترین سرمہ اثمد ہے۔ نظر کو روشن کرتا اور بال اگاتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) حضور نے سفید کپڑے پہنے اور تین سفید کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا تھا۔ اثمد اصل میں سرے کا پتھر ہوتا ہے۔ رسول اللہ اس سرمے کا بہت استعمال فرماتے تھے۔

بَابٌ فِي غَسْلِ الثَّوْبِ وَفِي الْخُلْقَانِ (کپڑے دھونے اور پرانے کپڑوں کا باب ۱۵)

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ وَكِيعٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ نَحْوَهُ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ أَمَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ وَرَأَى رَجُلًا آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ أَمَا كَانَ هَذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے ایک بکھرے ہوئے بالوں والا شخص دیکھا تو فرمایا "کیا اس شخص کو ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بالوں کو درست کرے؟ اور آپ نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے تھے، تو فرمایا "کیا اس کو پانی نہیں ملتا جس سے اپنے کپڑے دھوئے۔ (نسائی)۔

شرح: اللہ کا دین طہارت و نظافت کا دین ہے۔ میلا کچیلا اور گندہ مندا رہنا کوئی نیکی نہیں۔ اللہ کا رسول بہت پاکیزہ، بہت خوشبودار اور بہت طاہر و طیب تھا اور یہی تعلیم آپ نے امت کو بھی دی ہے۔ آپ بالوں کو صاف کرتے، کنگھی کرتے اور تیل اور خوشبو کا استعمال فرماتے تھے، کپڑے، اجلے دھلے ہوئے، خوشبودار اور طاہر و نظیف ہوتے تھے۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ دُونٍ فَقَالَ أَلَكَ مَالٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ أَيِّ الْمَالِ قَالَ قَدْ آتَانِي اللَّهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ قَالَ فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهِ

ترجمہ: ابوالاحوص کے باپ (مالکؓ بن نضلہ جشمی نے کہا کہ میں رسول اللہ کے پاس پرانے کپڑوں میں آیا تو آپ نے فرمایا "کیا تمہارے پاس مال ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا "کون سا مال؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے اونٹ، بھیڑ بکریاں، گھوڑے اور

غلام بخشے ہیں۔ فرمایا "جب اللہ نے تجھے مال دیا ہے' تو اللہ کی نعمت و فضل کا نشان تجھ پر دکھائی دینا چاہیے۔ (نسائی' ترمذی' نے اسی طرح کی حدیث عبداللہؓ بن عمرو سے روایت کی ہے)۔

شرح: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جائز استعمال بھی ان کے شکریے میں داخل ہے۔ یہ قطعاً بخل ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہو مگر وہ چیتھڑے گھسیٹتا پھرے اور شکل و صورت اور لباس سے وحشی یا کوئی سائل لگے۔

بَابٌ فِي الْمَصْبُوغِ بِالصُّفْرَةِ (زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑوں کا باب ۱۶)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْبُغُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتَّى تَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْهَا وَقَدْ كَانَ يَصْبُغُ ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عِمَامَتَهُ

ترجمہ: ابن عمرؓ اپنی داڑھی کو زرد رنگ سے خضاب کرتے تھے حتیٰ کہ ان کے کپڑے بھی زردی سے بھر جاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ زرد رنگ سے کیوں رنگتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ کو اس سے رنگتے دیکھا تھا اور زرد رنگ سے کوئی چیز آپ کو محبوب تر نہ تھی اور آپ اور اپنے سب کپڑے' عمامے تک اس سے رنگتے تھے (نسائی' بخاری' مسلم)۔

شرح: علیؒ القاری نے مرقات میں کہا ہے کہ اس حدیث میں ابن عمرؓ کا فعل بیان ہوا ہے۔ حضور کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا آپ نے کپڑوں میں زرد رنگ استعمال کیا تھا یا نہیں' صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے زرد رنگ سے داڑھی کا خضاب کیا ہے۔ بخاری میں حضور اور ابو بکرؓ صدیق کے متعلق آیا ہے کہ وہ حضرات مہندی اور وسمے کا خضاب کرتے تھے۔ پس ابن عمرؓ کی حدیث سے جو کچھ معلوم ہوا یہ بعض احیان پر محمول ہے اور حضور کے سر اور داڑھی کے صرف معدودے چند بال سفید ہوئے تھے' سارے نہیں' مہندی اور وسمہ اگر گہرا ہو تو رنگ سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔

بَابٌ فِي الْخُضْرَةِ (سبز کپڑوں کا باب ۱۷)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ حَدَّثَنَا إِيَادٌ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ

ترجمہ: ابو رمثہؓ (تیمی) نے کہا کہ میں اپنے باپ کیساتھ رسول اللہ کے پاس گیا اور میں نے آپ پر دو سبز چادریں دیکھیں (نسائی' ترمذی)

بَابٌ فِي الْحُمْرَةِ (سرخ کپڑوں کا باب ۱۸)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةٍ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ فَقَالَ مَا هَذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورًا لَهُمْ فَقَذَفْتُهَا فِيهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا فَعَلَتْ

الرَّيطَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَلَا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ ایک گھاٹی سے اترے تو آپ نے میری طرف دیکھا اور مجھ پر ایک چادر تھی جو عصفر سے لتھڑی ہوئی تھی (ایک سرخ خوشبودار رنگ) حضور نے فرمایا "یہ کیسی چادر ہے؟ پس میں نے پہچان لیا کہ آپ کو کیا چیز پسند نہیں آئی۔ میں گھر گیا' گھر والوں نے تنور دہکایا ہوا تھا' میں نے اسے تنور میں ڈال دیا۔ پھر دوسرے دن میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا "اے عبداللہ وہ چادر کیا ہوئی؟" میں نے آپ کو اس کا واقعہ بتادیا۔ فرمایا "تو نے اپنے گھر کی کسی عورت کو کیوں نہ پہنادی کیونکہ عورتوں کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں ہے (ابن ماجہ) عصفر اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے مردوں کے لئے جائز نہیں جیسا کہ ایک متفق علیہ حدیث میں آچکا ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي ابْنَ الْغَازِ الْمُضَرَّجَةُ الَّتِي لَيْسَتْ بِمُشَبَّعَةٍ وَلَا الْمُوَرَّدَةُ

ترجمہ: ھشام بن الغاز نے کہا کہ مضرجہ وہ ہے جو شدید سرخ رنگ نہ ہو اور نہ معمولی گلابی رنگ کی ہو (مضرجہ کا لفظ جو اوپر کی حدیث میں ہے یہ اس کی شرح ہے)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ شُفْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ أُرَاهُ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدٌ فَقَالَ مَا هَذَا فَانْطَلَقْتُ فَأَحْرَقْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ فَقُلْتُ أَحْرَقْتُهُ قَالَ أَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ أَهْلِكَ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ ثَوْرٌ عَنْ خَالِدٍ فَقَالَ مُوَرَّدٌ وَطَاوُسٌ قَالَ مُعَصْفَرٌ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ مجھے رسول اللہ نے دیکھا اور مجھ پر عصفر سے رنگی ہوئی ایک چادر تھی جو (گہرے) گلابی رنگ کی تھی۔ آپ نے فرمایا "یہ کیا ہے؟ پس میں گیا اور اسے جلادیا' پس نبی نے فرمایا "تو نے اپنا کپڑا کیا کیا؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اسے جلاڈالا تھا۔ فرمایا تو نے اسے گھر کی کسی عورت کو کیوں نہ پہنادیا؟ ابوداؤد نے کہا کہ خالد نے گلابی رنگ کا کہا اور طاؤس نے معصفر کا لفظ بولا (یعنی اس کا رنگ شدید سرخ اور ہلکے گلابی کے بین بین تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُزَابَةَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ نبی کے پاس سے ایک شخص گزرا جس پر دو سرخ کپڑے تھے۔ اس نے حضور کو سلام کہا مگر آپ نے ازراہ ناپسندیدگی) جواب نہ دیا (ترمذی)

شرح: سلام کا جواب نہ دینا تربیت کی خاطر تھا کہ وہ شخص آپ کی ناراضگی کا سبب سمجھ کر ازالہ کرے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آیا صرف عصفر کا رنگا ہوا سرخ رنگ ہی مکروہ ہے یا مطلق سرخ رنگ آگے ایک حدیث آتی ہے جس سے پہلی بات کی تائید ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

عَمْرِو بْنِ عَطَاء عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَوَاحِلِنَا وَعَلَى إِبِلِنَا أَكْسِيَةً فِيهَا خُيُوطُ عِهْنٍ حُمْرٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَرَى هَذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُمْ فَقُمْنَا سِرَاعًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَفَرَ بَعْضُ إِبِلِنَا فَأَخَذْنَا الْأَكْسِيَةَ فَنَزَعْنَاهَا عَنْهَا

ترجمہ: رافعؓ بن خدیج نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے' پس رسول اللہ نے ہماری اونٹنیوں اور اونٹوں پر چادریں دیکھیں جن میں سرخ اون کے دھاگے تھے۔ پس رسول اللہ نے فرمایا "کیا میں دیکھ نہیں رہا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب آگئی ہے۔ پس حضور کے اس قول کے باعث ہم جلدی سے اٹھے حتیٰ کہ ہمارے بعض اونٹ بھڑک اٹھے' ہم نے ان چادروں کو پکڑ کر اتار دیا۔ (اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے)۔

شرح: ابن ارسلان نے کہا کہ یہ سفر شاید جہاد کا یا حج کا تھا۔ اس قسم کے سفر میں زینت کا ترک مطلوب ہے بالخصوص حج کے سفر میں رسول اللہ نے حج کے سفر میں جس کجاوے اور غدے پر سفر فرمایا تھا اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی اور وہ پرانا تھا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ ابْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ وَقَرَأْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ يَعْنِي ابْنَ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حُرَيْثِ بْنِ الْأَبَحِّ السَّلِيحِيِّ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَتْ كُنْتُ يَوْمًا عِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَصْبُغُ ثِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْمَغْرَةَ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَتْ ذَلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا وَوَارَتْ كُلَّ حُمْرَةٍ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ فَاطَّلَعَ فَلَمَّا لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ

ترجمہ: بنی اسد کی ایک عورت نے کہا کہ میں ایک دن رسول اللہ کی بیوی زینبؓ کے پاس تھی اور ہم نے ان کے کچھ سرخ مٹی (شاید گیری) سے ان کے کچھ کپڑے رنگ رہے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک رسول اللہ تشریف لائے۔ آپ نے جب وہ سرخ رنگ مٹی دیکھی تو واپس چلے گئے۔ جب زینبؓ نے یہ دیکھا تو جان لیا کہ رسول اللہ نے اس کے فعل کو پسند نہیں فرمایا۔ پس اس نے اپنے کپڑے دھو ڈالے اور ہر سرخی مٹا دی۔ پھر رسول اللہ واپس تشریف لائے۔ جب کوئی چیز نہ دیکھی تو اندر داخل ہوئے۔

شرح: بنی اسد کی یہ عورت معلوم نہیں کون ہے مگر صحابہؓ یا صحابیات کا مبہم ہونا اصول کی رو سے مضر نہیں یہ بات دلائل شرع سے سب کو معلوم ہے کہ عورتوں کے لئے سرخ رنگ جائز ہے۔ عصفر کا ہو یا زعفران کا یا کسی اور چیز کا حضرت زینبؓ کا یہ اپنا گمان تھا کہ حضور کے اندر تشریف نہ لانے کا باعث شاید اس رنگ کے ساتھ کپڑے رنگنا ہے۔ پھر یہ رنگ بھی سرخ مٹی کا تھا۔ جو ایک معمولی چیز تھی۔ پس ظاہر تر یہ ہے کہ حضور کی واپسی کسی بات یا کام کے فوری طور پر یاد آجانے کے باعث تھی۔ یا اس لئے واپس ہوئے تھے کہ آپ نے گھر میں اجنبی انصاری عورتوں کو دیکھا تھا۔ منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں اسماعیل بن عباس اور اس کا بیٹا محمد بن اسماعیل ہے اور ہر دو متکلم فیہ ہیں۔

بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (سرخ کپڑوں کی رخصت کا باب ۱۹)

حَدَّثَنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ حَدَّثَنا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ وَرَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ

ترجمہ: براءؓ نے کہا کہ رسول اللہ کے (سر کے) بال کانوں کی لٹکی ہوئی لوؤں تک تھے اور میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا' میں نے آپ سے بڑھ کر حسین تر چیز کوئی نہیں دیکھی (بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی)۔

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے مردوں کو سرخ لباس اور معصفر پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہ ممانعت ان کپڑوں میں ہے۔ جنہیں بننے کے بعد رنگا جائے' لیکن جن کپڑوں کا تانا بانا پہلے رنگ دیا جائے اور ان میں بعد میں بنا جائے وہ نہی میں داخل نہیں ہیں اور حلے یمنی چادروں کے ہوتے تھے جو سرخ زرد اور سبز ہوتی تھیں اور کئی اور رنگ بھی ہوتے تھے۔ انہیں بننے سے پہلے رنگا جاتا تھا۔ اس حدیث میں حضور کے بالوں کا کانوں کی لوؤں تک ہونا مذکور ہے۔ ایک روایت میں کندھوں تک کا ذکر ہے۔ ایک روایت کندھوں اور کانوں کے درمیان تک کا ذکر ہے۔ یہ مختلف اوقات وحالات پر مبنی تھا۔ شافعیہ کے نزدیک سرخ کپڑا اگر حریر نہ ہو تو مردوں کے لئے جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک حریر اور معصفر نہ ہو تو سرخ کپڑا جائز ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى يَخْطُبُ عَلَى بَغْلَةٍ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَامَهُ يُعَبِّرُ عَنْهُ

ترجمہ: عامر بن عمرو نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو منیٰ میں ایک خچر پر خطبہ دیتے دیکھا۔ آپ نے سرخ چادر پہنی ہوئی تھی اور علیؓ آپکے سامنے تھے' آپ کی باتوں کو لوگوں تک پہنچا رہے تھے۔ (یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چادر عصفر وغیرہ سے رنگی ہوئی نہ تھی)۔

بَابٌ فِي السَّوَادِ (سیاہ لباس کا باب ۲۰)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةً سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ فَقَذَفَهَا قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَانَ تُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کے لئے ایک سیاہ چادر رنگی آپ نے اسے پہنا' جب پسینہ آیا تو اون کی بو محسوس کی اور اسے اتار پھینکا۔ راوی نے کہا کہ میرے خیال میں میرے استاد نے کہا کہ "آپ کو خوشبو پسند تھی۔

شرح: منذری نے کہا کہ یہ حدیث مسند اور مرسلاً نسائی نے بھی روایت کی ہے کالی چادر' کمبل وغیرہ کے اوڑھنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔

بَابٌ فِي الْهُدْبِ (کپڑے کی جھالروں کا باب ۲۱)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ أَبِي خِدَاشٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ جَابِرٍ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ وَقَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ میں نبی کے پاس گیا اور آپ نے ایک چھوٹی چادر کے ساتھ احتبا کیا ہوا تھا اور اس کی جھالریں یا ڈورے آپ کے قدموں پر تھے (احتباء کا معنی یہ ہے کہ آدمی زمین پر دونوں پاؤں ٹکا کر اور گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھے گھٹنے پیٹ کے ساتھ مل جائیں اور کسی کپڑے کے ساتھ کمر کے گرد لپیٹ کر انہیں باندھ دے)۔

بَابٌ فِي الْعَمَائِمِ (عماموں کا باب ۲۲)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالُوا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ مکہ فتح کے دن رسول اللہ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) نسائی کی روایت میں بلا احرام کا لفظ زائد ہے اور آپ کے سر پر خود تھا۔ شاید عمامہ خود کے اوپر تھا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ

ترجمہ: عمرو بن حریث نے کہا کہ میں نے نبی کو منبر پر دیکھا اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا، اس کی دونوں طرفوں کو آپ نے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔ مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی) اس میں جمعہ کے لئے عمامہ اور چادر وغیرہ (زینت) کا استحباب ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے جمعہ کے دن عماموں والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ رُكَانَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رُكَانَةَ صَارَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَرَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُكَانَةُ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ

ترجمہ: ابو جعفر بن محمد بن علی بن رکانہؓ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رکانہؓ نے نبی کے ساتھ کشتی لڑی تو نبی نے اسے پچھاڑ دیا اور میں نے نبی کو فرماتے سنا کہ "ہمارے مشرکوں کے درمیان فرق ٹوپیوں پر عمامے ہیں (ترمذی، اور اس نے اسے حدیث غریب کہا ہے اور اس کی سند درست نہیں ہے اور ہم ابوالحسن عسقلانی اور ابن رکانہ کو نہیں جانتے۔ تہذیب میں ہے کہ ابو جعفر بن محمد بن رکانہ۔ رکانہؓ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف ہے۔ بعض نے کہا کہ فتح مکہ میں اسلام لایا اور بعض نے کہا کہ کشتی میں تین مرتبہ پچھڑ جانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں ہے۔ مراسیل ابوداؤد میں بھی اسی طرح آیا ہے۔ اس کا صحیح نام رکانہؓ ہے بعض روایات میں ابو رکانہ کسی وہم کا نتیجہ ہے۔ کتاب الطلاق میں طلاق ثلاثہ کے ذکر میں رکانہؓ کی حدیث موجود ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ الْغَطَفَانِيُّ حَدَّثَنَا

سُلَيْمَانُ بْنُ خَرَّبُوذَ حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ يَقُولُ عَمَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَلَهَا بَيْنَ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي

ترجمہ: ایک مدنی شیخ نے کہا کہ میں نے عبدالرحمان بن عوف کو کہتے سنا کہ رسول اللہ نے مجھے عمامہ باندھا اور اسے میرے آگے اور پیچھے لٹکایا (یہ مدنی شیخ بقول منذری مجہول ہے) یعنی عمامے کی ایک طرف کو آگے اور ایک کو پیچھے لٹکایا۔

بَاب فِي لِبْسَةِ الصَّمَّاءِ (بہرے لباس کا باب ۲۳)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ مُفْضِيًا بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَيَلْبَسُ ثَوْبَهُ وَأَحَدُ جَانِبَيْهِ خَارِجٌ وَيُلْقِي ثَوْبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ

ترجمہ: ابو ھریرۃؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے دو لباس سے منع فرمایا۔ ایک یہ کہ آدمی احتباء کرے اور آسمان کے سامنے شرم گاہ کھول دے۔ دوسرا یہ کہ اپنا کپڑا پہنے اور اس کی جانب ننگی ہو اور اپنا کپڑا کندھے پر ڈال دے۔ (بخاری' نسائی)۔

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے صمآء سے منع فرمایا اور ایک کپڑے میں احتباء کرنے سے منع فرمایا (مسلم' نسائی)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الصَّمَّاءِ وَعَنْ الِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ترجمہ: اس حدیث کا مطلب بھی گذشتہ حدیث کی مانند ہے۔ صمآء کا معنی اہل لغت کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی ایک ہی کپڑے میں ایسا اپنے آپ کو لپیٹے کہ کوئی طرف ننگی نہ رہے۔ فقہاء کے نزدیک صمآء کا معنی یہ ہے کہ ایک جانب سے تہ بند اٹھا کر کندھے پر ڈال دے اور وہ طرف ننگی رہے۔

بَاب فِي حَلِّ الْأَزْرَارِ (بٹن کھولنے کا باب ۲٤)

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ ابْنُ قُشَيْرٍ أَبُو مَهَلٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَإِنَّ قَمِيصَهُ لَمُطْلَقُ الْأَزْرَارِ قَالَ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ أَدْخَلْتُ يَدِيَّ فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلَا ابْنَهُ قَطُّ إِلَّا مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا فِي شِتَاءٍ وَلَا حَرٍّ وَلَا يُزَرِّرَانِ أَزْرَارَهُمَا أَبَدًا

ترجمہ: قرۃ بنؓ ایاس نے کہا کہ میں رسول اللہ کے پاس مزینہ کی ایک جماعت میں گیا پس ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کی قمیص کی گھنڈیاں کھلی تھیں قرہ نے کہا پھر میں نے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ آپ کی گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو چھوا۔ عروہ نے کہا کہ میں نے معاویہ بن قرۃ اور اس کے بیٹے کو جب بھی دیکھا ان کی گھنڈیاں کھلی ہوتیں۔ سردی ہو یا گرمی اور وہ کبھی بھی اپنے بٹن بند نہیں کرتے تھے۔ (ابن ماجہ' ترمذی)

شرح: اہل عرب کے گریبان وسیع ہوتے تھے اور کبھی ان کے بٹن بند کرتے تھے کبھی نہیں کرتے تھے اس چیز کا تعلق عبادات سے نہیں بلکہ عادات سے ہے مگر صحابہؓ و تابعین اور ان کے بعد سلف صالحین کی اتباع سنت کی تمثیل یہ ہے۔ کہ وہ ہر بات اور ہر کام میں حضور کا اتباع کرنے کی کوشش کرتے تھے حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حضور کے غالب احوال بھی یہ نہ تھے کہ آپ کا گریبان کھلا ہوتا' مگر یہ محبت کی بات ہے کہ ایک شخص نے محبوب کو جس حال میں اور جس طرح دیکھا اس کی اداؤں کا اتباع کیا۔ حضور نے اس وقت کسی عارض کے باعث گریبان کھلا چھوڑ دیا ہوگا لیکن قرۃؓ بن ایاس اور اس کے بیٹے کے حق میں یہ چیز نماز اور غیر نماز میں مکروہ نہیں' دوسرا کوئی اگر حالت صلوۃ میں بلاوجہ بٹن کھولے اور گریبان کو مفتوح چھوڑ دے تو شاید مکروہ ہوگا۔

بَاب فِي التَّقَنُّعِ (سر ڈھانکنے کا باب ۲۵)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ ہم اپنے گھر میں نصف النہار کے وقت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے جناب ابو بکرؓ سے کہا "یہ دیکھو رسول اللہ سر چھپائے چلے آتے ہیں' یہ ایسا وقت تھا کہ آپ اس میں ہمارے ہاں نہیں آتے تھے۔ پس رسول اللہ نے اجازت لی ابو بکر نے اجازت دی۔ تو آپ گھر میں داخل ہوئے۔ (بخاری)۔

شرح: یہ ایک طویل حدیث کا مختصر ٹکڑا ہے۔ یہ حدیث ہجرت کے واقعات کے متعلق ہے۔ اس دن حضور کو ہجرت کا حکم ملا تھا اور اس کی اطلاع دینے ابو بکرؓ کے پاس تشریف لائے تھے۔ گرمی کا وقت تھا لہذا آپ نے کپڑے سے منہ سر چھپا رکھا تھا۔

بَاب مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ

(ازار کو لٹکانے کا باب ۲۶)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي غِفَارٍ حَدَّثَنَا أَبُو تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيُّ وَأَبُو تَمِيمَةَ اسْمُهُ طَرِيفُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَا يَقُولُ شَيْئًا إِلَّا صَدَرُوا عَنْهُ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ قُلْ السَّلَامُ عَلَيْكَ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ قَالَ قُلْتُ اعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً قَالَ وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنْ الْمَعْرُوفِ وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ

وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ وَإِنْ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذَلِكَ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابو جری جابرؓ بن سلیم نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا ہر حکم لوگ مانتے تھے' وہ جو کچھ بھی کہتا تو لوگ اس پر عمل کرتے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ ہیں میں نے دو مرتبہ کہا "علیک السلام یا رسول اللہ" حضور نے فرمایا "علیک السلام مت کہہ" کیونکہ علیک السلام میت کے لئے دعا ہے۔ تو کہہ "السلام علیک' ابو جریؓ نے کہا کہ میں نے پوچھا" آپ رسول اللہ ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ شخص جب تجھے تکلیف پہنچے تو دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ اسے تجھ سے دور کر دے۔ اور اگر تجھے قحط کا سال آ پہنچے اور میں دعا کروں تو اللہ تعالیٰ اسے فراخی کا سال بنا دے اور جب تو صحرا یا ریگستان میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے تو میں دعا کروں' اللہ تعالیٰ تیری سواری تجھے واپس کر دے۔ ابو جریؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا "آپ مجھ سے کوئی عہد لیں۔ فرمایا "کسی کو گالی مت دینا۔ ابو جریؓ نے کہا کہ میں نے اس کے بعد کسی کو گالی نہ دی نہ آزاد کو نہ غلام کو' نہ اونٹ کو نہ بکری کو حضور نے فرمایا "کسی نیکی کو حقیر مت جان خواہ یہ بات ہی کیوں نہ ہو کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے بات کرے۔ یہ نیکی میں شامل ہے اور تو اپنا تہ بند نصف پنڈلی تک اٹھا۔ لیکن اگر یہ نہ ہو تو گٹوں تک اور یاد رکھ ازار لٹکانے سے بچ کر رہنا کیونکہ یہ تکبر کی بات ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا اور اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے یا عار دلائے اس کام کی جسے وہ تجھ میں جانتا ہے تو تو اسے اس بات کی عار مت دلا جسے تو اس میں جانتا ہے کیونکہ اس کا وبال اس پر ہو گا (ترمذی اور ترمذی نے اسے حسنؓ صحیح کہا' نسائی)

شرح: علماء نے کہا کہ قبولیت دعاء کی کچھ شرطیں ہیں جن میں سے یہ بھی ہے کہ دعاء کرنے والا جانتا ہو کہ اس کی حاجت صرف اللہ کی قدرت و اختیار میں ہے اور وسائل و وسائط اسی کے قبضے میں ہیں اور اضطرار و افتقار سے دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ دل غافل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ أَحَدَ جَانِبَيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِنِّي لَأَتَعَاهَدُ ذَلِكَ مِنْهُ قَالَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس نے غرور و تکبر سے اپنا کپڑا لٹکایا یا گھسیٹا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ پس ابو بکرؓ نے کہا کہ میرے تہ بند کی ایک جانب لٹک جاتی ہے۔ مجھے کوشش سے اٹھانا پڑتی ہے۔ حضور نے فرمایا "تو ان میں سے نہیں جو تکبر سے ایسا کرتے ہیں (بخاری' نسائی)۔

شرح: اس سے معلوم ہوا کہ کپڑا لٹکانے کی ممانعت غرور و تکبر کے باعث سے ہے۔ جب کسی میں یہ نہ ہو تو اس کا تہ بند یا شلوار لٹک جانے میں کوئی حرج نہیں۔ ابو بکرؓ ایک دبلے پتلے آدمی تھے اور ان کا ازار کمر پر ٹکتا نہ تھا۔ علماء نے کہا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ ازار نصف پنڈلی تک ہو۔ گٹوں تک جائز ہے۔ اس سے نیچے اگر از راہ تکبر ہو تو حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔ تشبہ کی وجہ سے بغیر تکبر بھی ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا معصیت ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ قَالَ إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ

ترجمہ: ابو ھریرہؓ نے کہا کہ اس اثناء میں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا ازار نیچے لٹکا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے اس سے فرمایا" جا اور وضو کر' وہ گیا اور وضو کیا' پھر آیا تو فرمایا" جا وضو کر پس ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ نے اسے وضو کا حکم دیا (حالانکہ وہ پہلے ہی باوضو تھا) پھر آپ اس سے خاموش رہے؟ فرمایا" وہ اس حال میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا ازار لٹکا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ازار لٹکانے والے کی نماز کو قبول نہیں کرتا (یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں نمبر ۲۴۸ پر گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کی جائے۔ شرط اس میں ہر جگہ وہی ہے کہ ایسا کرنے والا ازراہ تکبر کرتا ہو جیسا کہ اوپر کی احادیث میں گزرا اور اس شخص کو بار بار وضو کرنے کا حکم ازراہ تربیت دیا گیا تا کہ آئندہ خوب یاد رکھے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا فَأَعَادَهَا ثَلَاثًا قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ أَوْ الْفَاجِرِ

ترجمہ: ابوذرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا" تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہ کرے گا اور قیامت کے دن ان کی طرف نگاہ رحمت نہ کرے گا اور انہیں پاک نہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک سزا ہو گی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ وہ تو خائب و خاسر ہو گئے! پس حضور نے تین بار وہی بات دہرائی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ وہ تو ناکام و نامراد ہو گئے۔ پس فرمایا" ازار لٹکانے والا' نیکی کر کے جتانے والا اور جھوٹی (یا فاجر) قسم کھا کر اپنا سودا بیچنے والا (مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

شرح: علامہ خطابی نے فرمایا کہ اسبال کی ممانعت نخوت و تکبر کے سبب سے ہے۔ منان کے دو معنی ہیں۔ ایک تو صدقہ یا نیکی کر کے جتانے والا اس سے صدقہ تو باطل ہو جاتا ہے اور نیکی مکدر و فاسد ہو جاتی ہے۔ من کا معنی نقص بھی ہے۔ یعنی وزن و کیل میں کسی کی حق تلفی کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اجر کو غیر ممنون قرار دیا ہے یعنی غیر منقوص اور موت کو مسنون کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اعداد و اعمار میں نقص پیدا کرتی ہے۔ ابو بکر صدیقؓ کے باطن کی صفائی اور دل کی پاکیزگی کو حضور جانتے تھے اس لئے حضور نے انہیں ازار لٹکانے کی اجازت دے دی تھی۔ وہ ایک دبلے پتلے اور نحیف شخص تھے کہ ان کا ازار کمر پر ٹکتا نہ تھا' اس بناء پر انہیں اجازت دی گئی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ قَالَ الْمَنَّانُ الَّذِي لَا يُعْطِي شَيْئًا إِلَّا مَنَّهُ

ترجمہ: حدیث ابی ذرؓ کی دوسری روایت اور پہلی حدیث اتم ہے۔ سلیمان بن مسہر راوی نے کہا کہ منان وہ ہے جو کوئی دے کر احسان جتائے۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ بِشْرٍ التَّغْلِبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ جَلِيسًا لِأَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ بِدِمَشْقَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ وَكَانَ رَجُلًا مُتَوَحِّدًا قَلَّمَا يُجَالِسُ النَّاسَ إِنَّمَا هُوَ صَلَاةٌ فَإِذَا فَرَغَ فَإِنَّمَا هُوَ تَسْبِيحٌ وَتَكْبِيرٌ حَتَّى يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَمَرَّ بِنَا وَنَحْنُ عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَقَدِمَتْ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَجَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ الَّذِي يَجْلِسُ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ لَوْ رَأَيْتَنَا حِينَ الْتَقَيْنَا نَحْنُ وَالْعَدُوُّ فَحَمَلَ فُلَانٌ فَطَعَنَ فَقَالَ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْغِفَارِيُّ كَيْفَ تَرَى فِي قَوْلِهِ قَالَ مَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ بَطَلَ أَجْرُهُ فَسَمِعَ بِذَلِكَ آخَرُ فَقَالَ مَا أَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا فَتَنَازَعَا حَتَّى سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ لَا بَأْسَ أَنْ يُؤْجَرَ وَيُحْمَدَ فَرَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ سُرَّ بِذَلِكَ وَجَعَلَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَيْهِ وَيَقُولُ أَنْتَ سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَمَا زَالَ يُعِيدُ عَلَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ لَيَبْرُكَنَّ عَلَى رُكْبَتَيْهِ قَالَ فَمَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُنْفِقُ عَلَى الْخَيْلِ كَالْبَاسِطِ يَدَهُ بِالصَّدَقَةِ لَا يَقْبِضُهَا ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ ثُمَّ مَرَّ بِنَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَ لَهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةً تَنْفَعُنَا وَلَا تَضُرُّكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكُمْ قَادِمُونَ عَلَى إِخْوَانِكُمْ فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةٌ فِي النَّاسِ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَلِكَ قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَتَّى تَكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ

ترجمہ: قیس بن بشر تغلبی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا اور وہ ابوالدرداؓ کا ہم نشین تھا۔ اس نے کہا کہ دمشق میں ایک شخص رسول اللہ کے اصحاب میں سے تھا جسے ابن الحنظلیہ کہتے تھے۔ وہ تنہائی پسند تھا' لوگوں میں کم اٹھتا بیٹھتا تھا۔ وہ یا نماز میں ہوتا اور یا اس سے فارغ ہو کر تسبیح و تکبیر میں رہتا حتی کہ اپنے گھر چلا جاتا راوی نے کہا کہ وہ ہمارے پاس سے گزرا اور ہم ابوالدرداء کے پاس بیٹھے تھے۔ تو ابوالدرداءؓ نے اس سے کہا "ہم سے کوئی بات کیجئے جو ہمیں نفع دے گی اور تمہیں نقصان نہ دے گی۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ نے ایک لشکر بھیجا' پھر وہ لشکر واپس آیا تو ان میں سے ایک آدمی اس جگہ میں (مسجد نبوی میں) بیٹھ گیا جہاں رسول اللہ تشریف فرما ہوئے تھے۔ اس نے اپنے پہلو میں ایک اور آدمی سے کہا "اگر تو ہمیں دیکھتا جب ہم اور دشمن آمنے سامنے ہوئے

پس فلاں نے حملہ کیا اور نیزہ مارا اور دشمن سے کہا "یہ لو مجھ سے اور میں ہوں غفاری نوجوان" تیرا اس قول کے متعلق کیا خیال ہے؟ دوسرے نے کہا کہ میرے خیال میں اس کا اجر ضائع ہو گیا (یعنی اس نے یہ کلمہ بطور تفاخر و تکبر کہا تھا لہذا اس کا ثواب جاتا رہا!) ایک اور آدمی نے یہ بات سنی تو کہا "میں اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتا" پس وہ جھگڑ پڑے یہاں تک کہ رسول اللہ نے بھی وہ بات سن لی تو ارشاد فرمایا "سبحان اللہ کوئی حرج نہیں کہ آخرت میں اسے اجر ملے اور دنیا میں اچھی تعریف ہو۔ بشر تغلبی نے کہا کہ میں نے دیکھا ابوالدرداءؓ اس بات پر خوش ہوئے اور اپنا سر اس شخص کی طرف کرتے اور کہتے "کیا تو نے یہ رسول اللہ سے سنا تھا؟ اور سہلؓ بن الحنظلیہ کہتا کہ ہاں! پس ابوالدرداءؓ بار بار یہ بات اس پر دہراتے رہے حتیٰ کہ میں کہتا تھا کہ اب ابوالدرداءؓ نے ان سے کہا" کوئی بات کہو جو ہمیں نفع دے اور تمہیں نقصان نہ دے گی۔ سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے ہم سے فرمایا "گھوڑوں پر خرچ کرنے والا یوں ہے جیسے کوئی صدقہ دینے کے لئے ہاتھ پھیلائے اور اسے نہ سمیٹے (یعنی جہاد کے گھوڑے) پھر وہ ایک دن ہم پر گزرا تو ابوالدرداءؓ نے اس سے کہا "کوئی بات کہئے جو ہم کو نفع دے اور تمہیں وہ نقصان نہ دے گی۔ سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے ہم سے فرمایا خریم (بن فاتک) اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اس کی زلفیں دراز نہ ہوں اور ازار لٹکا ہوا نہ ہو۔ پس یہ بات خریم تک پہنچ گئی تو اس نے جلدی سے چھری لی اور اس کے ساتھ اپنی زلفیں کانوں تک کاٹ دیں اور اپنا ازار نصف پنڈلی تک اٹھالیا۔ پھر سہلؓ ایک دن ہم پر گزرا تو ابوالدرداءؓ نے اس سے کہا "کوئی بات کہو جو ہمیں نفع دے اور تمہیں نقصان نہ دے گی۔ پس اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا "تم اپنے بھائیوں کے پاس جا رہے ہو پس اپنی سواریوں کو درست کرو اور اپنے لباس درست کرو حتیٰ کہ تم یوں ہو جاؤ جیسے لوگوں میں خال ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بہ تکلف بدگوئی کو پسند نہیں فرماتا۔ ابو داؤد نے کہا کہ دوسرے راوی نے یہ لفظ بولا "حتیٰ کہ تم لوگوں میں خال کی مانند ہو جاؤ۔ (مسند احمد)۔

شرح: لوگ جنگ سے واپس آرہے تھے سفر کا عالم تھا' کپڑے ظاہر ہے کہ اجلے نہ ہوں گے اس لئے حضور نے سواریوں اور لباس کی اصلاح کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ سفر اور جہاد کے باعث ان حضرات کی جو ردی حالت ہو گئی تھی وہ فحش میں داخل تھی۔ حدیث صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال کو پسند فرماتا ہے۔ اس سے ان نفس پرست کاروباری صوفیوں اور پیروں کا صریح رد نکلتا ہے۔ جو گندگی اور غلاظت کا رعب عوام پر ڈال کر اپنی ریاکاری کی دکان چمکاتے ہیں اور عوام پر افسوس ہے کہ ان غلیظ بدبودار گدھوں کو پوجتے ہیں چہرے کا خال بہت خوبصورت اور نمایاں ہوتا ہے۔ حضور نے یہ جو فرمایا کہ تم لوگوں میں یوں لگو جیسے خال ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ طہارت و نظافت' پاکیزگی اور صفائی کس قدر ضروری ہے۔ حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اصل معاملہ نیت پر منحصر ہے۔ میدان جنگ میں بہادر جو رعب دار کلمات کہتے ہیں۔ ان سے غرض دشمن کی سرکوبی ہوتی ہے کہ شہرت و ریاکاری۔

بَاب مَا جَاءَ فِي الْكِبْرِ (تکبر کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے باب ۲۸)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا هَنَّادٌ يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ الْمَعْنَى عَنْ عَطَاء بْنِ السَّائِبِ قَالَ مُوسَى عَنْ سَلْمَانَ الْأَغَرِّ وَقَالَ هَنَّادٌ عَنْ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ هَنَّادٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تکبر میری چادر ہے۔ اور عظمت میرا تہ بند ہے۔ پس جو شخص ان میں سے کسی میں میرے ساتھ کشمکش کرے گا میں اسے آگ میں پھینک دوں گا (ابن ماجہ، مسلم عن ابی سعید وابی ھریرہؓ)

شرح: یہ حدیث قدسی ہے جس میں بطور استعارہ انسانوں کے لئے تکبر وغرور کی مذمت کی گئی ہے چادر اور تہ بند ایسے کپڑے ہیں جو پہننے والے کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اور مشارکت قبول نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے عرب کے محاوراتی کلام میں استعارہ کے طور پر عظمت کو ازار سے اور کبریاء کو چادر سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسے کہ تقویٰ کو قرآن نے لباس التقویٰ فرمایا ہے۔ اس عبارت سے مقصود یہ ہے کہ عزت وعظمت اور کبریاء ورفعت اللہ تعالیٰ کے خاص اوصاف ہیں جو کسی اور کے لئے روا نہیں۔ متکبر ومغرور انسان دراصل اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ جو صفات صرف اللہ تعالیٰ کے لئے زیبا ہیں وہ اس میں بھی موجود ہیں۔ معاذ اللہ۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيمَانٍ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ الْقَسْمَلِيُّ عَنْ الْأَعْمَشِ مِثْلَهُ

ترجمہ: عبداللہ (بن مسعودؓ) نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوا وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔ ابوداؤد نے کہا کہ قسملی نے بھی اعمش سے اسی طرح کی روایت کی (مسلم، ترمذی، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)۔

شرح: خطابی نے کہا کہ کبر سے مراد یا تو کفر وشرک کا کبر ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں حضور نے ایمان کا ذکر فرمایا ہے اور یا یوں کہو کہ اسے جب اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اسکے دل سے کبر کو نکال دے گا جیسا کہ فرمایا ہے "ہم ان کے دلوں کی میل کو نکال دیں گے" الجحر دا اور دخول نار سے مراد ہمیشگی کا دخول ہے۔ دلائل شرع سے یہی ثابت ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَجُلًا جَمِيلًا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ حُبِّبَ إِلَيَّ الْجَمَالُ وَأُعْطِيتُ مِنْهُ مَا تَرَى حَتَّى مَا أُحِبُّ أَنْ يَفُوقَنِي أَحَدٌ إِمَّا قَالَ بِشِرَاكِ نَعْلِي وَإِمَّا قَالَ بِشِسْعِ نَعْلِي أَفَمِنْ الْكِبْرِ ذَلِكَ قَالَ لَا وَلَكِنَّ الْكِبْرَ مَنْ بَطِرَ الْحَقَّ وَغَمَطَ النَّاسَ

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کے پاس آیا اور وہ ایک خوبصورت شخص تھا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ مجھے جمال محبوب ہے اور آپ دیکھتے ہیں مجھے بھی جمال دیا گیا ہے حتیٰ کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی مجھ سے بڑھ جائے اتنا بھی جتنا میرے جوتے کا تسمہ ہے۔ اس نے شراک یا شسع کا لفظ بولا۔ سو کیا یہ تکبر ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں لیکن کبر اس شخص میں ہے جو حق کا انکار کرے اور لوگوں کو حقیر جانے (مسلم نے عبداللہ سے اس مضمون کی مانند ایک اور حدیث روایت کی ہے جس میں ہے کہ "اللہ جمال والا ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے)۔

شرح: جب کوئی اپنے جمالیاتی ذوق کے باعث تکبر وغرور کا شکار نہیں ہوتا اور لوگوں کو حقیر نہیں جانتا نہ حق کے سامنے اکڑتا ہے تو محض ذوق جمال میں کوئی برائی نہیں ہے۔

بَابٌ فِي قَدْرِ مَوْضِعِ الْإِزَارِ

(موضع ازار کی مقدار کا باب ۲۸)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ الْإِزَارِ فَقَالَ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزْرَةُ الْمُسْلِمِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا حَرَجَ أَوْ لَا جُنَاحَ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ

ترجمہ: عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے ابوسعیدؓ خدری سے ازار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا "تو نے اس سے یہ پوچھا ہے جو اس مسئلے کو جانتا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا "مسلم کا ازار نصف پنڈلی تک ہے اور اس میں اور گٹوں تک میں کوئی حرج' یا کوئی گناہ نہیں جو گٹوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ جس نے اپنا ازار ازراہ تکبر گھسیٹا' یا لٹکایا اللہ اس کی طرف نظر رحمت نہ کرے گا (ابن ماجہ 'نسائی)

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرْ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کی کہ نبی نے فرمایا کہ اسبال تہ بند' قمیص اور عمامے میں ہے جس نے ان میں سے کسی چیز کو ازراہ تکبر لٹکایا اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا (ابن ماجہ' نسائی' یعنی اسبال (لٹکانا) صرف ازار سے خاص نہیں ہے۔ قمیص اور عمامے وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔ لوگ ان میں بھی نمائش اور تکبر کا اظہار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِزَارِ فَهُوَ فِي الْقَمِيصِ

ترجمہ: ابن عمرؓ کہتے تھے کہ جو کچھ رسول اللہ نے ازار میں فرمایا ہے وہی قمیص میں ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهِ قُلْتُ لِمَ تَأْتَزِرُ هَذِهِ الْإِزْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتَزِرُهَا

ترجمہ: عکرمہ نے ابن عباسؓ کو آزار باندھتے دیکھا کہ وہ اپنے تہ بند کا کنارہ اگلی طرف سے اپنے قدم پر رکھتے اور پچھلی طرف سے اسے اٹھالیتے تو میں نے کہا کہ آپ ایسا ازار کیوں باندھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو اسی طرح باندھتے دیکھا تھا۔

بَابٌ فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ (عورتوں کے لباس کا باب ۲۹)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنْ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ

مِنْ الرِّجَال بِالنِّسَاء

ترجمه: ابن عباسؓ نے نبی سے روایت کی کہ آپ نے عورتوں میں سے مردوں کے ساتھ مشابہات کرنے والیوں پر اور مردوں میں سے عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والوں پر لعنت فرمائی (بخاری' ابن ماجہ' نسائی)۔

شرح: اس حدیث کے ورود کا ایک سبب یہ ہے جو طبرانی کی روایت میں آیا ہے کہ عورت مردوں کی مانند کمان لگائے گزری تو حضور نے یہ فرمایا "مرد اگر عورتوں جیسا لباس پہنیں یا عورتیں مردوں جیسا لباس پہن لیں تو اس سے معاشرے میں بہت سی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ بدکاری بڑھتی ہے عورتوں اور مردوں کا اختلاط ترقی پذیر ہو جاتا ہے۔ دونوں جنسوں میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔ انساب میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ مردانہ خصائص اور بہادرانہ اوصاف ختم ہو جاتے ہیں زنخوں کی کثرت بے شمار بیماریوں اور آفات کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ

ترجمه: ابو ھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں کا لباس پہنے (نسائی)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ وَبَعْضُهُ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنْ النِّسَاءِ

ترجمه: حضرت عائشہؓ سے کہا گیا ہے کہ ایک عورت مردوں جیسا جوتا پہنتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ نے اس عورت پر لعنت فرمائی' جو مردوں سے مشابہت پیدا کرے (یعنی مردوں کی ہیئت اور ان کے لباس کی تراش خراش اور نشست (برخاست یا بات چیت میں ایسا کرنے کی کوشش کرے۔ جو چیزیں مردوں سے مخصوص ہیں انہیں اختیار کرے۔ جہاں تک علم وفضیلت' زہد و تقویٰ اور نیکی کا تعلق ہے۔ اس پر نہ مردوں کی اجارہ داری ہے نہ عورتوں کی یہ ایک مشترک چیز ہے جو چاہے حاصل کرے۔)

بَاب فِي قَوْلِهِ تَعَالَى يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ

(اللہ تعالیٰ کے اس قول کا باب ۳۰ کہ عورتیں اپنی چادریں اپنے اوپر لٹکا لیں)

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا ذَكَرَتْ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَأَثْنَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَالَتْ لَهُنَّ مَعْرُوفًا وَقَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ سُورَةُ النُّورِ عَمِدْنَ إِلَى حُجُورٍ أَوْ حُجُوزٍ شَكَّ أَبُو كَامِلٍ فَشَقَقْنَهُنَّ فَاتَّخَذْنَهُ خُمُرًا

ترجمه: حضرت عائشہؓ نے انصار کی عورتوں کا ذکر فرمایا اور ان کی تعریف فرمائی اور ان کے حق میں اچھی باتیں کیں اور فرمایا کہ جب سورہ نور نازل ہوئی تو انہوں نے اپنے کمربند لئے اور انہیں پھاڑ کر دوپٹے بنالئے (پس نصف کمربند کے طور پر اور

نصف بطور چادر استعمال کرنے لگیں)۔

شرح: اس سے قبل ان کے گریبان وسیع ہوتے تھے جن کے باعث گردن سے نچلے حصے اور چھاتیاں بعض دفعہ کھل جاتی تھیں۔اب انہوں نے چادریں اور اوڑھنیاں اس طور پر اوڑھنا شروع کیں کہ پورا تستر ہو گیا اور جسم کا کوئی حصہ کھلا نہ رہا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنْ الْأَكْسِيَةِ

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری "عورتیں اپنی چادروں کو اپنے اوپر لٹکالیں تو انصار کی عورتیں یوں نکلیں کہ کالی چادروں کی وجہ سے یوں لگتا تھا گویا ان کے سروں پر کوے ہیں۔

بَاب فِي قَوْلِهِ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ

(اللہ تعالیٰ کے اس قول کا باب ۳۱ کہ "عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ح و حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ وَابْنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالُوا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي قُرَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ شَقَقْنَ أَكْنَفَ قَالَ ابْنُ صَالِحٍ أَكْثَفَ مُرُوطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں تو انہوں نے اپنی بہت گاڑھی چادروں کو پھاڑا اور ان کی اوڑھنیاں بنالیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ رَأَيْتُ فِي كِتَابِ خَالِي عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ

ترجمہ: ابن شہاب کی اوپر کی روایت ایک اور سند سے اسی معنی میں جو گزرا ہے۔

بَاب فِيمَا تُبْدِي الْمَرْأَةُ مِنْ زِينَتِهَا

(باب ۳۲ عورت اپنی زینت کا کون سا حصہ ظاہر کرے)

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْطَاكِيُّ وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ يَعْقُوبُ ابْنُ دُرَيْكٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتْ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ قَالَ أَبُو

دَاوُد هٰذَا مُرْسَلٌ خَالِدُ بْنُ دُرَيْكٍ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ کے پاس آئی اور اس نے پتلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ پس رسول اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا "اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے تو روا نہیں کہ اس کے جسم سے ان حصوں کے علاوہ کوئی اور حصہ دکھائی دے اور آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ مرسل ہے۔ خالد بن دریک نے حضرت عائشہؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

شرح: منذری نے کہا کہ اس کی سند میں سعید بن بشیر ابو عبدالرحمٰن مصری ہے جو متکلم فیہ ہے۔ حافظ ابو بکر احمد الجرجانی نے کہا کہ اس کی روایت قتادہ سے سعید بن بشیر کے سوا کسی اور نے نہیں کی۔

بَاب فِي الْعَبْدِ يَنْظُرُ إِلَى شَعْرِ مَوْلَاتِهِ

(باب ۲۳ کیا غلام اپنی مالکہ کے بال دیکھ سکتا ہے؟)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ مَوْهَبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے نبی سے حجامت کی اجازت مانگی تو حضور نے ابو طیبہ کو حکم دیا کہ انہیں پچھنے لگائے۔ راوی نے کہا کہ میرے خیال میں ابو طیبہ حضرت ام سلمہؓ کا رضاعی بھائی تھا یا نابالغ لڑکا تھا (مسلم، ابن ماجہ)۔

شرح: عنوان باب سے حدیث بظاہر غیر متعلق ہے۔ مگر قیاس سے غلام کا حکم بھی اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر رضاعی بھائی یا نابالغ لڑکا عورت کے جسم پر نظر ڈال سکتا ہے تو غلام بھی ڈال سکتا ہے۔ لیکن ابو داؤد کا یہ استدلال تب صحیح ہے جبکہ یہ مانا جائے کہ عورت کا غلام اس کا محرم ہے۔ حنفیہ نے غلام کو محرم نہیں مانا اور ابن عباسؓ کی تفسیر سے استدلال کیا ہے۔ پچھنے یا سینگی لگانے میں جسم کے بعض خفیہ حصے کھولنے اور دیکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس لئے ابو داؤد نے اس حدیث پر اپنا استدلال قائم کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُو جُمَيْعٍ سَالِمُ بْنُ دِينَارٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا قَالَ وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی حضرت فاطمہؓ کے پاس ایک غلام کو لائے جو آپ نے انہیں ہبہ کیا تھا۔ انسؓ نے کہا کہ فاطمہؓ پر اس وقت ایک کپڑا تھا کہ اگر سر ڈھانکتیں تو پاؤں تک نہ پہنچتا اور جب پاؤں ڈھانکتیں تو سر تک نہ پہنچتا۔ پس جب نبی نے انکی الجھن دیکھی تو فرمایا "کوئی حرج نہیں، یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیرا غلام ہے۔

شرح: ابن ارسلان نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ غلام عورت کے محارم میں سے ہوتا ہے۔ مگر یہ استدلال تام نہیں ہے۔ شرعی ضرورت کی بناء پر غلام سے چہرے کا پردہ نہ ہونا ایک الگ امر ہے اور اس کا محرم ہونا نہ ہونا الگ امر ہے "اوما

ملکت ایمانکم" میں لونڈیوں کا حکم ہے۔ غلاموں کا نہیں۔ ام سلمہؓ کے مکاتب نبہان سے سنن میں حدیث وارد ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تمہارے کسی مکاتب کے پاس زر کتابت ادا کرنے کی استطاعت ہو جائے تو مالکہ اس سے پردہ کرے۔ یعنی اس سے قبل جو پردہ تھا اس سے شدید تر پردہ کرے کیونکہ اب وہ اجنبی ہو گیا ہے اور پہلے غلام ہونے کی وجہ سے پابندی کچھ نرم تھی۔

بَابٌ فِي قَوْلِهِ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ (غیر اولی الاربۃ کا باب ۳۴)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ وَهُوَ يَنْعَتُ امْرَأَةً فَقَالَ إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ وَإِذَا أَدْبَرَتْ أَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَرَى هَذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا لَا يَدْخُلَنَّ عَلَيْكُنَّ هَذَا فَحَجَبُوهُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کی ازواج کے پاس ایک مخنث آیا کرتا تھا اور لوگ اسے غیر اولی الاربہ میں شمار کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ گھر میں تشریف لائے تو وہ مخنث آپ کی بعض ازواج کے پاس تھا اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا کہ جب وہ آتی ہے کہ اس کے پیٹ پر چار بل ہوتے ہیں جب جاتی ہے تو آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ (یعنی وہ اس کے موٹاپے کا بیان کر رہا تھا۔ پس نبی نے فرمایا یہ تو عورتوں کے احوال کو خوب جانتا ہے۔ (حالانکہ سمجھا یہ جاتا تھا کہ وہ ان چیزوں سے بالکل بے خبر ہے) یہ آئندہ تمہارے پاس نہ آئے پس لوگوں نے اس سے عورتوں کا پردہ کرادیا (مسلم، نسائی)

شرح: اس مخنث کا نام ھیت تھا اور یہ ام سلمہؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ کا غلام تھا۔ اس سے پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس مخنث کو عورتوں کے معاملات یا ان کے اجسام وغیرہ کی کوئی خبر نہیں ہے اور غیر اولی الاربہ میں داخل ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہیں عورتوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ کے زمانے میں تین مخنث تھے۔ (ماتع، وھب، ھیت)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِمَعْنَاهُ

ترجمہ: معمر کی سند سے پچھلی حدیث کی دوسری روایت جو اسی معنی میں ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ زَادَ وَأَخْرَجَهُ فَكَانَ بِالْبَيْدَاءِ يَدْخُلُ كُلَّ جُمُعَةٍ يَسْتَطْعِمُ

اسی حدیث کی اور روایت اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ نے اسے مدینہ سے نکال دیا اور وہ بیداء میں رہتا تھا اور جمعہ کو کھانا مانگنے آتا تھا (بخاری عن زینب بنت ابی سلمہ، مسلم، ابن ماجہ)۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ إِذَنْ يَمُوتُ مِنْ الْجُوعِ فَأَذِنَ لَهُ أَنْ يَدْخُلَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ فَيَسْأَلُ ثُمَّ يَرْجِعُ

ترجمہ: اس قصہ میں اوزاعی کی روایت اس میں ہے کہ کہا گیا یا رسول اللہ تب تو وہ بھوک سے مر جائے گا تو رسول اللہ نے اسے ہر ہفتہ دو دن آ کر مانگنے اور واپس جانے کی اجازت دے دی (حوالہ سابقہ و سنن ابی داؤد (حدیث نمبر ۴۹۲۸ کتاب الاداب)

بَابٌ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ

(اللہ تعالیٰ کے اس قول کا باب ۳۵) کہ مومن عورتوں سے کہو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ الْآيَةَ فَنُسِخَ وَاسْتَثْنَى مِنْ ذَلِكَ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا الْآيَةَ

ترجمہ: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نظریں پست رکھیں اس میں اس قدر نسخ و استثناء ہوا کہ وہ بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید نہیں۔

شرح: عبداللہؓ بن عباس کے قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پردے کے جو احکام دیئے ہیں (یعنی گھر سے باہر کے پردے کے) ان میں سے ایک حکم یہ ہے کہ ان میں غیر محرموں کو نظر بھر کر نہیں دیکھنا چاہئے اور اس حکم سے بڑھیا عورتیں مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان میں کوئی دل کشی نہیں نہ انہیں کسی کو نظر بد سے دیکھنے کی حاجت ہے۔ اس استثناء کو عبداللہؓ بن عباس نے نسخ کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔ شاہ ولیؒ نے الفوز الکبیر میں نسخ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ متقدمین کی اصطلاح میں نسخ کا لفظ بڑے وسیع معنوں میں بولا جاتا تھا اور ہر جگہ نسخ کا معنی انتہائے حکم نہیں ہوتا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي نَبْهَانُ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ

ترجمہ: ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ کے پاس تھی اور آپ کے پاس میمونہؓ بھی تھیں۔ پس ابن ام مکتومؓ آئے اور یہ واقعہ نزول حجاب کے بعد کا ہے۔ حضور نے فرمایا "تم اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ نابینا نہیں نہ ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ پس نبی نے فرمایا کیا تم بھی نابینا ہو؟ کیا تم اسے نہیں دیکھتی؟ (ترمذی، نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ حکم خاص طور پر نبی کی ازواج کے لئے تھا۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ فاطمہؓ بنت قیس نے ابن ام مکتوم کے گھر میں عدت گزاری تھی؟ نبی نے فاطمہؓ بنت قیس سے فرمایا تھا کہ تو ابن ام مکتوم کے پاس عدت گزار وہ ایک نابینا شخص ہے تم اس کے گھر میں بآسانی کپڑے وغیرہ بھی اتار سکتی ہو۔

شرح: اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ عورت کے لئے مرد پر نظر ڈالنا جائز نہیں۔ نوویؒ نے کہا کہ یہی صحیح تر ہے اور جمہور کا قول یہ ہے کہ عورت کے لئے اجنبی مرد کے بدن کو دیکھنا جائز ہے سوائے ناف اور گھٹنے کے درمیانی حصے کے بشرطیکہ فتنے کا خوف نہ ہو۔ اس کی دلیل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ انہوں نے حبشیوں کو مسجد میں کھیلتے دیکھا تھا اور فاطمہؓ بنت قیس کی حدیث

کہ حضور نے اسے ابن مکتوم کے ہاں عدت گزارنے کا حکم دیا تھا۔ رخصت اور ممانعت کے متعلق احادیث میں تعارض ہو گیا ہے کہا گیا ہے کہ ممانعت ورع و تقویٰ پر محمول ہے اور حبشیوں والی حدیث رخصت پر محمول ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ فتنے کا خوف ہو تو ممانعت ہے اور فتنے سے امن ہو تو رخصت ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ممانعت ازواج النبی کے ساتھ مخصوص تھی اور دوسری کے لئے رخصت ہے مگر حضرت عائشہؓ کی حبشیوں والی روایت کا یہ جواب درست نہیں) ابوداؤد کے بقول ممانعت ازواج النبی کے ساتھ مخصوص ہے مگر ابوداؤد کا یہ قول حضرت عائشہؓ کی حدیث پر صادق نہیں آتا۔ تمام دلائل کو شاید یوں جمع کیا جاسکے کہ دوسروں کے لئے تو رخصت کا حکم غالب ہے مگر ازواج مطہرات کے لئے ممانعت کا حکم فائق ہے حضرت عائشہؓ کی حدیث کو مخصوص رخصت پر محمول کرنا ہوگا کہ اس وقت حضور خود بھی موجود تھے اور معاملہ ایک جنگی کھیل یا کرتب کا تھا (واللہ اعلم بالصواب)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمَيْمُونِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ عَبْدَهُ أَمَتَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى عَوْرَتِهَا

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی سے کر دے تو پھر اس لونڈی کے پردے کو نہ دیکھے (یعنی نکاح کے باعث لونڈی اب مالک پر حرام ہے)۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ سَوَّارٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ خَادِمَهُ عَبْدَهُ أَوْ أَجِيرَهُ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى مَا دُونَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ قَالَ أَبُو دَاوُد وَصَوَابُهُ سَوَّارُ بْنُ دَاوُدَ الْمُزَنِيُّ الصَّيْرَفِيُّ وَهِمَ فِيهِ وَكِيعٌ

ترجمہ: عبداللہ بنؓ عمرو بن العاص کی روایت ہے کہ نبی نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی اپنی لونڈی کا نکاح اپنے غلام یا مزدور سے کر دے تو ناف سے نیچے اور گھٹنے سے اوپر نہ دیکھے ابوداؤد نے کہا کہ صحیح نام (راوی حدیث) (سوار بن اؤد المزنی الصیرفی) ہے (نہ کہ داؤد بن سوار) اس میں وکیع کو وہم ہوا ہے۔

شرح: خادم سے مراد اس حدیث میں لونڈی ہے۔ چونکہ وہ آقا کی خدمت کر سکتی ہے لہذا جسم کے مستور حصوں کے علاوہ دیگر اعضاء کو دیکھنا جائز ہے۔

بَابٌ فِي الِاخْتِمَارِ (چادر اوڑھنے کی کیفیت کا باب ۳۶)

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ وَهْبٍ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ لَيَّةً لَا لَيَّتَيْنِ قَالَ أَبُو دَاوُد مَعْنَى قَوْلِهِ لَيَّةً لَا لَيَّتَيْنِ يَقُولُ لَا تَعْتَمَّ مِثْلَ الرَّجُلِ لَا تُكَرِّرْهُ طَاقًا أَوْ طَاقَيْنِ

ترجمہ: ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی ان کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ دوپٹہ اوڑھ رہی تھیں۔ حضور نے فرمایا ایک

تہ یا پیچ دو' دو نہیں' ابوداؤد نے کہا کہ حضور کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ مرد کی طرح عمامہ مت باندھو اور عمامے کے پیچوں کی مانند زیادہ تہیں مت جماؤ (خطابی نے لکھا ہے کہ ممانعت کا باعث وہی مردوں کے ساتھ مشابہت ہے)۔

بَاب فِي لِبْسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ (عورتوں کے لئے قباطی پہننے کا باب ۳۷)

(قباطی سے مراد مصر میں بننے والے رقیق کپڑے تھے جو اس نام سے مشہور تھے)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ دِحْيَةَ بْنِ خَلِيفَةَ الْكَلْبِيِّ أَنَّهُ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيَّ فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ اصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا وَأَعْطِ الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهِ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ وَأْمُرْ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ

ترجمہ: دحیہؓ بن خلیفہ کلبی نے کہا کہ رسول اللہ کے پاس کچھ قباطی کپڑے لائے گئے تو ان میں سے ایک کپڑا آپ نے مجھے عطا فرمایا اور کہا کہ اس کے دو حصے کرو۔ ایک کی تو اپنے لئے قمیص بنوالو اور دوسرا حصہ اپنی بیوی کو دو کہ وہ اس کی اوڑھنی بنالے۔ جب دحیہ چل دیئے تو فرمایا کہ اس کے نیچے ایسا کپڑا رکھے جو اس کے سر کے بالوں کو ظاہر نہ ہونے دے ابوداؤد نے کہا کہ اسے یحییٰ بن ایوب نے روایت کیا تو کہا "عباس بن عبید اللہ بن عباس۔

شرح: اس سے مرد کیلئے رقیق کپڑے کی قمیص پہننا جائز ثابت ہوا اور یہ کہ یہ فساق وفجار کا لباس نہیں ہے۔ عموماً یہ لباس فساق کا ہے۔

بَاب فِي قَدْرِ الذَّيْلِ (دامن یا لٹکے ہوئے کپڑے کی مقدار کا باب ۳۸)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ الْإِزَارَ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تُرْخِي شِبْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ

ترجمہ: رسول اللہ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ نے آپ سے پوچھا جبکہ آپ نے ازار کا ذکر فرمایا یا رسول اللہ عورت کس قدر لٹکائے؟ حضور نے فرمایا کہ ایک بالشت لٹکائے۔ ام سلمہؓ نے کہا "تب تو اس کا پردہ کھلے گا۔ حضور نے فرمایا "پھر ایک ہاتھ اس سے زائد نہ لٹکائے (نسائی)

شرح: یعنی رسول اللہ نے جب مردوں کے ازار کا حکم بیان فرمایا کہ وہ گٹوں سے نیچے نہ لٹکائے تو حضرت ام سلمہؓ نے یہ سوال کیا۔ عورت کے لئے یہ نماز کی ادائیگی کے وقت کا گھر سے باہر نکلنے کا پردہ ہے گھر کے کام کاج کے وقت اس کی پابندی اور محرموں کے سامنے بھی لازم نہیں ہے۔ جیسا کہ دلائل کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَقَ وَأَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ کی گزشتہ حدیث کی ایک روایت اور ہے ابوداؤد نے کہا کہ اسے ابن اسحاق اور ایوب بن موسیٰ نے نافع سے اس نے صفیہ (بنت ابی عبید' ابن عمرؓ کی بیوی' مختار کی بہن) سے روایت کیا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ الْعَمِّيُّ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الذَّيْلِ شِبْرًا ثُمَّ اسْتَزَدْنَهُ فَزَادَهُنَّ شِبْرًا فَكُنَّ يُرْسِلْنَ إِلَيْنَا فَنَذْرَعُ لَهُنَّ ذِرَاعًا

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے امہات المومنین کو ایک بالشت دامن لٹکانے کی اجازت دی پھر انہوں نے آپ سے اضافے کی درخواست کی تو ایک بالشت کی اور اجازت دی۔ پس وہ ہمیں پیغام بھیجتی تھیں اور ہم ان کے لئے ایک ہاتھ ناپ کر بھیجتے تھے۔ (نسائی) ہاتھ دو بالشت کا ہوتا ہے۔

شرح: ابن عمرؓ کی حدیث کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہاتھ کا حکم ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہ تھا' بلکہ سب عورتوں کا یہی حکم ہے اور عورتیں صحابہ سے پوچھتی تھیں اور وہ ایک ہاتھ کی مقدار ناپ کر بھیجتے تھے۔ ابن ارسلان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے لئے ایک بالشت کا حکم وجوبی اور دوسری بالشت کا استحباب و جواز کے لئے ہے جیسے مردوں کے لئے گٹوں کے اوپر تک وجوب اور نصف ساق استحباب ہے۔

بَابٌ فِي أُهُبِ الْمَيْتَةِ (مردار کی کھالوں کا باب ۳۹)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَوَهْبُ بْنُ بَيَانٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مُسَدَّدٌ وَوَهْبٌ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ أُهْدِيَ لِمَوْلَاةٍ لَنَا شَاةٌ مِنْ الصَّدَقَةِ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا وَاسْتَنْفَعْتُمْ بِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا

ترجمہ: حضرت میمونہؓ نے فرمایا کہ ہماری ایک لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں ملی اور وہ مر گئی رسول اللہ پاس سے گزرے تو فرمایا "تم نے اس کی کھال کی دباغت کیوں نہ کرلی کہ اس سے فائدہ اٹھاتے؟ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ یہ تو مردا رہے۔ فرمایا اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔ (مسلم' نسائی' ابن ماجہ' یعنی مردار کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے اور اس سے کام لینا جائز ہے۔ ابن عباسؓ کی حدیث بخاری' مسلم' نسائی) میں موجود ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ لَمْ يَذْكُرْ مَيْمُونَةَ قَالَ فَقَالَ أَلَا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ لَمْ يَذْكُرْ الدِّبَاغَ

ترجمہ: معمر کی زہری سے یہی روایت اس میں میمونہؓ کا ذکر نہیں اور حضور کا یہ قول مذکور ہے کہ تم نے اس کی کھال سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایا؟ پھر راوی نے اوپر کی حدیث کا معنی ذکر کیا اور دباغ کا ذکر نہیں کیا۔ مگر دوسری احادیث سے یہ ثابت

ہے کہ دباغت کی ضرورت ہے اس کے بغیر مردار کی کھال پاک نہ ہو گی)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ قَالَ مَعْمَرٌ وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُنْكِرُ الدِّبَاغَ وَيَقُولُ يُسْتَمْتَعُ بِهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ قَالَ أَبُو دَاوُد لَمْ يَذْكُرْ الْأَوْزَاعِيُّ وَيُونُسُ وَعُقَيْلٌ فِي حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ الدِّبَاغَ وَذَكَرَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَحَفْصُ بْنُ الْوَلِيدِ ذَكَرُوا الدِّبَاغَ

ترجمہ: معمر نے کہا کہ زہری دباغ کا انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس سے ہر حال میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ زہری کی حدیث میں اوزاعی سفیان' یونس عقیل نے دباغ کا ذکر نہیں کیا اور زبیدی' سعید بن عبدالعزیز اور حفص بن الولید نے دباغ کا ذکر کیا ہے (اسی طرح سفیان کی حدیث گزشتہ ۴۱۱۹ میں بھی زہری سے دباغ کا ذکر موجود ہے' مسلم کی حدیث میں ابن عیینہ کی روایت زہری سے ہے اور اس میں دباغت کا ذکر ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا "جب چمڑا رنگا (کمایا) گیا تو پاک ہو گیا (مسلم)

شرح: معالم السنن میں ابو سلیمان الخطابی نے کہا کہ اھاب کا معنی چمڑایا کھال ہے اور اس کی جمع اھب ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حرام جانوروں کی کھال اھاب نہیں کہلاتی اور ان کا چمڑا رنگنے سے پاک نہیں ہوتا۔ یہ مذہب اوزاعی' ابن المبارک' اسحاق بن راھویہ اور ابو ثور کا ہے۔ اس کے برعکس ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب مالک اور شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مردار کی کھال' حلال جانور ہو یا حرام دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے اس سے خنزیر کی کھال کو مستثنیٰ کیا ہے۔ (کیونکہ قرآن نے اسے رجس کہہ کر نجس العین قرار دیا ہے) شافعی نے خنزیر کے علاوہ کتے کی کھال کو بھی مستثنیٰ کیا ہے۔ مالکؒ نے کہا کہ درندوں کی کھال مدبوغ بھی ہو تو اس پر نماز مکروہ ہے (مگر اس کراہت کا سبب غالباً یہ نہیں کہ وہ کھال نجس رہی بلکہ اس کا سبب وہ ممانعت ہے جو احادیث میں ان کھالوں پر بیٹھنے اور سواری کرنے سے آئی ہے۔ گو اس کی علت بھی یہ ہے کہ یہ متکبرین اور کفار کا شعار تھا۔ اس پر کچھ بحث گزر چکی ہے' مالک کے نزدیک ان درندوں کی کھال سے نفع اور ان کی خرید و فروخت جائز ہے شافعی کے نزدیک ان کی بیع اور ان سے انتفاع بہر حال جائز ہے۔ کیونکہ دباغت سے وہ پاک ہو جاتی ہیں۔ خطابی نے محاورات و اشعار عرب سے استدلال کر کے بتایا ہے کہ حرام جانوروں بلکہ انسانوں کی کھال پر بھی اھاب کا لفظ بولا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ

ترجمہ: نبی کی زوجہ مکرمہ عائشہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مردار کی کھال سے دباغت کے بعد فائدہ اٹھانے کا حکم دیا تھا (ابن ماجہ' نسائی) داؤد ظاہری اور ایک روایت میں ابو یوسفؒ نے بھی اس حدیث کے اطلاق سے یہ مسئلہ نکالا کہ خنزیر کی کھال بھی دباغت سے صاف ہو جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَتَى عَلَى بَيْتٍ

فَإِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَسَأَلَ الْمَاءَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ دِبَاغُهَا طُهُورُهَا

ترجمہ: سلمہؓ بن المحبق (ہذلی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ غزوہ تبوک میں ایک گھر سے گزرے جس میں ایک مشک لٹک رہی تھی۔ حضور نے پانی طلب فرمایا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ مردار کی کھال ہے حضور نے فرمایا کی اس کی دباغت اس کی طہارت کا سبب ہے۔ (نسائی)۔

شرح: خطابی نے کہا اس حدیث میں ان لوگوں کے قول کا رد وابطال ہے جنہوں نے کہا کہ دباغت کے بعد مردار کی کھال سے جب پانی مس ہوگا تو وہ نجس ہو جائے گا۔ یہاں سے تو یہ ثابت ہوا کہ دباغت کے بعد وہ کھال پاک ہو گئی۔ اگر اس کا مصلی بن کر اس پر نماز پڑھی جائے تو جائز ہے اگر اس کا موزہ بنالیں تو اس میں نماز جائز ہے (آج کل ہر شخص ہر ملک کے جوتے اور بوٹ پہنتا ہے کیا کسی نے کبھی تحقیق کی ہے کہ یہ کھال یا چمڑا کسی چیز یا کس حلال یا حرام جانور کا تھا؟ اس طرح چمڑے کی بے شمار چیزیں استعمال میں آتی ہیں جو اکثر بھیگ بھی جاتی ہیں۔ مثلاً بیگ، بٹوا وغیرہ۔ چمڑے کی جلدیں باندھی جاتی ہیں۔ کتاب اللہ اور حدیث وتفسیر وفقہ کی کتب ان سے مزین کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ چمڑا حلال جانور کا ہو یا حرام کا مذبوح کا غیر مذبوح کا جب اس کی دباغت ہو گئی تو پاک ہو گیا)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِي مَيْمُونَةُ لَوْ أَخَذْتِ جُلُودَهَا فَانْتَفَعْتِ بِهَا فَقَالَتْ أَوَ يَحِلُّ ذَلِكَ قَالَتْ نَعَمْ مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ

ترجمہ: عالیہ بنت سبیع نے کہا کہ احد پہاڑ پر میری بھیڑ بکریاں تھیں اور ان میں مری پڑ گئی تو میں نبی کی زوجہ مطہرہ میمونہؓ کے پاس گئی اور ان سے اس کا ذکر کیا میمونہؓ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی کھالیں اتر والو تو ان سے نفع اٹھا سکو گی۔ عالیہ نے کہا کہ یہ حلال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! کچھ قریشی مرد رسول اللہ کے قریب سے ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے گزرے۔ حضور نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم اس کی کھال اتار لیتے۔ انہوں نے کہا یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اسے پانی اور قرظ درخت کے پتے پاک کر دیتے ہیں (ان پتوں سے کھالوں کی دباغت کی جاتی تھی) نسائی)۔

شرح: بقول علامہ خطابی قرظ ایک درخت تھا جس کے ساتھ چمڑے رنگے جاتے تھے ہر وہ چیز جو یہ کام کرے اس کا حکم یہی ہے کہ اس سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے (جیسے کہ ہمارے ہاں یہ کام کیکر کے درخت کی چھال وغیرہ سے لیا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ رَوَى أَنْ لَا يَنْتَفِعَ بِإِهَابِ الْمَيْتَةِ

(باب ۴۵ جنہوں نے یہ روایت کی کہ مردار کی کھال سے نفع نہیں لیا جا سکتا)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ قُرِئَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَرْضِ جُهَيْنَةَ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ أَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنْ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ

ترجمہ: عبداللہ بن عکیم نے کہا کہ جھینہ کے علاقے میں ہمارے سامنے رسول اللہ کا خط پڑھا گیا جبکہ میں ایک جوان لڑکا تھا۔ کہ مردار کی کھال یا پٹھوں سے کام مت لو (نسائی)۔

شرح: امام نسائی نے کہا کہ مردار کی کھال کے بارے میں جبکہ دباغت ہو جائے، صحیح ترین حدیث ابن عباسؓ عن میمونہؓ ہے۔ خطابی نے کہا کہ اس حدیث سے ظاہر پر احمد بن حنبل کا مذہب ہے۔ انہوں نے کہا کہ دباغ کی احادیث منسوخ ہیں کیونکہ اس حدیث کی بعض روایتوں میں ہے کہ حضور کی وفات سے ایک ماہ قبل آپ کا یہ خط ہماری طرف آیا تھا۔ سو یہ آخری حکم تھا اس لئے پہلے احکام منسوخ ہو گئے۔ خطابی کہتے ہیں کہ عامہ علماء کا مذہب یہ ہے کہ دباغ جائز ہے اور اس سے کھال پاک ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو نا قابل استدلال جانا کیونکہ عبداللہ بن عکیم کی ملاقات رسول اللہ سے نہیں ہوئی اور ان کی حدیث ایک خط پر مبنی ہے۔ جوان کے پاس آیا تھا۔ اگر یہ حدیث ثابت ہو تو اس کی تاویل یہ ہے کہ اس سے مراد دباغت سے قبل کھال سے انتفاع ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے وہ صحیح احادیث نہیں ترک کی جا سکتیں جو بڑی تعداد میں دباغت اور اس سے چمڑے کی طہارت میں وارد ہیں۔ ترمذی کا قول ہے کہ امام احمد کا قول پہلے اس حدیث پر تھا لیکن اس کی سند کا اضطراب دیکھ کر انہوں نے یہ حدیث ترک کر دی تھی۔ بیہقی اور دیگر علماء نے اس حدیث کو مرسل کہا ہے جو مسانید و صحاح کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جہاں تک مردار کے پٹھوں کا سوال ہے حنفیہ کی صحیح تر روایت ان کی نجاست بتاتی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ عَنْ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَنَاسٌ مَعَهُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ رَجُلٌ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ الْحَكَمُ فَدَخَلُوا وَقَعَدْتُ عَلَى الْبَابِ فَخَرَجُوا إِلَيَّ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُكَيْمٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى جُهَيْنَةَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ أَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنْ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ يُسَمَّى إِهَابًا مَا لَمْ يُدْبَغْ فَإِذَا دُبِغَ لَا يُقَالُ لَه إِهَابٌ إِنَّمَا يُسَمَّى شَنًّا وَقِرْبَةً

ترجمہ: حکم بن عتیبہ نے کہا کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن عکیم جہنی کے پاس گیا حکم نے کہا کہ وہ لوگ اندر گئے اور میں دروازے پر بیٹھا رہا۔ جب وہ باہر آئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ عبداللہ بن عکیم نے انہیں خبر دی ہے کہ رسول اللہ نے وفات شریف سے ایک ماہ قبل جھینہ قبیلے کو خط لکھا تھا کہ مردار کی کھال اور پٹھوں سے کام مت لو۔ ابوداؤد نے کہا کہ نضر بن شمیلی کا قول ہے کہ جب تک دباغت نہ ہو تو وہ اھاب ہے اور دباغت کے بعد اسے اھاب نہیں کہتے بلکہ وہ شن یا قربہ کہلاتا ہے (اصل حدیث، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک ایک حدیث پر عمل نہیں ہے اور میں نے احمد بن الحسن کو یہ کہتے سنا کہ احمد بن حنبل کا مذہب پہلے اس حدیث پر تھا لیکن اس کی سند کے اضطراب کے باعث انہوں نے اسے ترک کر دیا ہے۔

شرح: ابوداؤد کے قول کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عکیم کی روایت میں اھاب کا لفظ ہے کہ حضور نے مردار کی اھاب سے کام لینے سے منع فرمایا، اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کھال دباغت سے صاف نہ ہو جائے اس سے نفع حاصل نہ کیا جائے۔ یہ وہی بات ہے جو اوپر ہم نے مکمل بیان کی ہے کہ دوسری صحیح سند احادیث کے پیش نظر اس حدیث کی اگر یہ

ثابت ہو تو یہ تاویل ہے کہ مردار کے کچے چمڑے کو کام میں مت لاؤ اور نہ اس کے پٹھے استعمال کرو۔

بَاب فِي جُلُودِ النُّمُورِ وَالسِّبَاعِ (چیتوں اور درندوں کی کھال کا باب ٤١)

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ أَبِي الْمُعْتَمِرِ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ قَالَ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ لَا يُتَّهَمُ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمه: معاویہؓ (بن ابی سفیانؓ) نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "خز پر اور چیتوں کی کھال پر سوار مت ہو۔ ابن سیرین نے (یا ابوداؤد نے) کہا کہ معاویہؓ پر رسول اللہ کی حدیث میں کوئی تہمت نہیں رکھی جاتی تھی۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابوالمعتمر کا نام یزید بن طہمان تھا اور یہ حیرہ میں نازل ہوا کرتا تھا۔ (اصل حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے) خز سے مراد اس حدیث میں خالص حریر ہے۔ بحث پہلے گزری۔

شرح: اس مضمون کی احادیث پہلے گزر چکی ہے۔ جبار، بہادری جتانے والے، عجمی بادشاہ اور۔ سرمایہ دار درندوں کی کھالوں پر بیٹھتے تھے۔ انہیں تخت پر بچھاتے تھے، سواری پر کھال بچھا کر چڑھتے تھے۔ اس سے ان کی رفاہیت اور غرور و تکبر کا اظہار ہوتا تھا، اس سے منع فرمایا گیا، جہاں تک درندوں کی کھال کی طہارت کا سوال ہے وہ گذشتہ احادیث کی رو سے دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جِلْدُ نَمِرٍ

ترجمه: ابوھریرہؓ سے روایت کی کہ نبی نے فرمایا "فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں چیتے کی کھال ہو۔

شرح: اس حدیث سے بطور اشارۃ النص ثابت ہوا کہ درندوں کی کھال سواریوں پر استعمال کرنے کا رواج تھا۔ گفتگو اوپر گزری۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَتَرَاهَا مُصِيبَةً قَالَ لَهُ وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ هَذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ فَقَالَ الْأَسَدِيُّ جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَقَالَ الْمِقْدَامُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي قَالَ أَفْعَلُ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ قَالَ خَالِدٌ

فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ قَالَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ يَدَهُ وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهِ

ترجمہ: خالد بن معدان نے کہا کہ مقدامؓ بن معدیکرب اور عمرو بن الاسود اور بنی اسد کا ایک آدمی اصل قنسرین میں سے معاویہؓ بن ابی سفیان کے پاس بطور وفد آئے۔ پس معاویہؓ نے مقدامؓ سے کہا "کیا تجھے معلوم ہے کہ حسنؓ بن علی وفات پا گئے ہیں؟ پس مقدامؓ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔ پس ایک آدمی نے اس سے کہا "کیا تو اسے مصیبت شمار کرتا ہے؟ مقدامؓ نے کہا کہ میں اسے کیوں مصیبت شمار نہ کروں حالانکہ رسول اللہ نے اسے اپنی گود میں رکھا اور فرمایا "یہ مجھ سے ہے؟ حسینؓ علیؓ سے ہے؟ حسنؓ رسول اللہ کے مشابہ تھے اور حسینؓ علیؓ سے مشابہت رکھتے تھے) پس اس اسدی شخص نے کہا کہ "ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس پر مقدامؓ نے کہا "میں تو آج تجھے غصہ دلا کر اور ناپسندیدہ باتیں سنا کر ہی رہوں گا (کیونکہ تو نے معاویہؓ کی رعایت سے یا اسے خوش کرنے کے لئے حسن بن علیؓ کی بدگوئی کی ہے) پھر مقدامؓ نے کہا "اے معاویہؓ اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کرنا اور اگر میں جھوٹ بولوں تو میری تکذیب کرنا۔ معاویہؓ نے کہا کہ ایسا ہی کروں گا۔ مقدامؓ نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے رسول اللہ سے سنا تھا کہ آپ سونا پہننے سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے؟ اس نے کہا ہاں۔ کہا کہ پھر میں تجھے اللہ کے نام سے پوچھتا ہوں کہ کیا تو جانتا ہے کہ رسول اللہ نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں مقدامؓ نے کہا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو جانتا ہے۔ رسول اللہ نے درندوں کی کھالوں کو پہننے سے اور ان پر سوار ہونے سے منع فرمایا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں مقدامؓ نے کہا واللہ یہ سب کچھ میں نے اے معاویہؓ تیرے گھر میں دیکھا ہے۔ پس معاویہؓ نے کہا کہ مجھے معلوم تھا اے مقدامؓ میں تجھ سے کبھی بچ نہ سکوں گا۔ خالد بن معدان نے کہا کہ پھر معاویہؓ نے اس کے لئے وہ حکم دیا جو اس کے دونوں کے لئے نہیں دیا تھا اور اس کے بیٹے کے لئے سینکڑوں کے حساب سے وظیفہ مقرر کیا۔ پس مقدامؓ نے وہ سب کچھ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ خالد نے کہا کہ اسدی نے جو کچھ لیا تھا اس میں سے کسی کو کچھ نہ دیا۔ پس یہ خبر معاویہؓ کو ملی تو اس نے کہا "مقدامؓ ایک سخی مرد ہے۔ جس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اسدی اپنی چیز کو خوب بچا کر رکھنے والا ہے (نسائی، مختصراً)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ وَإِسْمَعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَاهُمْ الْمَعْنَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ

ترجمہ: ابوالملیح نے اپنے باپ اسامہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ نے درندوں کے چمڑوں سے منع فرمایا (نسائی، ترمذی، ترمذی نے کہا ہے کہ صحیح تر روایت مرسل ہے عن ابی الملیح عن النبی) یعنی دباغت سے پہلے ان چمڑوں کے استعمال سے منع فرمایا، یا ان پر بیٹھنے اور سوار ہونے سے منع فرمایا جیسا کہ دوسری احادیث میں گزرا ہے۔ اور اس کا باعث یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین اور اہل تکبر و غرور کا شیوہ ہے۔ خطابی نے کہا ہے کہ چونکہ دباغت کے بعد بھی بال باقی رہ جاتے ہیں جو شافعی کے نزدیک بہر حال نجس ہیں لہذا اگر بال اکھاڑ دیئے جائیں تو ان کا استعمال جائز ہے ورنہ نہیں اور نہی اس لئے آتی ہے کہ ان کھالوں کو بالوں سمیت استعمال کیا جاتا تھا۔ مگر یہ ایک بعید تاویل معلوم ہوتی ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔

بَاب فِي الِانْتِعَالِ (جوتے پہننے کا باب ٢٤)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم نبی کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا کہ جوتے اکثر پہنا کرو کیونکہ جوتے پہننے والا آدمی برابر سوار رہتا ہے (یعنی جوتوں پر سوار رہتا ہے، مسلم، نسائی)۔

شرح: یعنی جس طرح سوار آدمی منزل مقصود پر پہنچنے میں آسانی پاتا ہے اسی طرح ننگے پاؤں والے کے برخلاف جوتوں والا پاؤں کی تکلیف مشقت اور تھکن سے بچا رہتا ہے۔ کانٹے اور کنکریاں وغیرہ نہیں چبھتیں موذی جانوروں سے بے خوف ہوتا ہے۔ ابن ارسلان نے کہا ہے کہ یہ کلام بڑا فصیح وبلیغ ہے اور پیغمبر کی زبان سے ہی ادا ہو سکتا تھا۔ عربوں میں ننگے پاؤں رہنے کا رواج بھی تھا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کے نعلین کے دو تسمے تھے (ایک درمیانی اور ساتھ والی انگلی میں اور دوسرا ساتھ والی انگلی میں)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر جوتا پہنے (خطابی نے کہا کہ نبی کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح جوتا پہننے کے لئے جھکنا پڑتا ہے۔ تسمہ باندھنے میں دیر ہوتی ہے اور کئی بار جوتے بدل جانے یا آدمی کے گر جانے کے اندیشہ ہوتا ہے لہذا بیٹھ کر ہاتھ کی مدد سے جوتا پہننے کا حکم دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ آداب واستحباب میں سے ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ لِيَنْتَعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک جوتے سے منع فرمایا۔ دونوں پہنے یا دونوں کو اتار دے (بخاری)

شرح: یہ ایک غیر مہذبانہ فعل ہے۔ اس سے رفتار میں بھی فرق آتا ہے۔ چلنے میں جھجک ہوتی ہے اور ٹھوکر کھانے اور گرنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ دور سے دیکھنے والا ایسے شخص کو لنگڑا سمجھے گا۔ لوگ اس کی حرکت دیکھ کر اس کی حماقت پر ہنسیں گے۔ اس لئے اس سے منع فرمایا گیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلے جب تک کہ اپنے تسمے کو درست نہ کرے اور ایک موزے میں نہ چلے اور اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے (مسلم' نسائی) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَارُونَ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي نَهِيكٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ بھی سنت ہے کہ آدمی جب بیٹھے تو اپنے جوتے اتار کر پہلو میں رکھ لے۔ (جوتا اگر باہر رہے گا یا پیچھے ہوگا تو دل میں تشویش رہے گی مبادا چوری ہو جائے۔ دائیں طرف اور سامنے نہ رکھے کہ ممکن ہے اس میں نجاست ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ وَلْتَكُنْ الْيَمِينُ أَوَّلَهُمَا يَنْتَعِلُ وَآخِرَهُمَا يَنْزِعُ

ترجمہ: ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا" جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں پاؤں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے' دایاں پاؤں پہننے میں اول اور اتارنے میں آخر ہونا چاہئے (بخاری' ترمذی' ابن ماجہ' مسلم)

شرح: جوتا پاؤں کی حفاظت کے لئے ہے لہذا رسول اللہ کے طریقے کے مطابق عمل ہونا چاہئے آپ کپڑے یا جوتے پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع فرماتے تھے۔ یہی حال غسل و وضو کا بھی ہے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَنَعْلِهِ قَالَ مُسْلِمٌ وَسِوَاكِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ مُعَاذٌ وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَاكَهُ

ترجمہ: عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ جہاں تک ہو سکتا اپنے ہر کام میں دائیں سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے طہارت وضو و غسل میں' کنگھی کرنے میں اور جوتے پہننے میں مسواک میں (بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) مسلم بن ابراہیم نے مسواک کا ذکر کیا ہے مگر شعبہ نے نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ

ترجمہ: ابو ھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا" جب تم لباس پہنو اور وضو کرو دائیں اطراف سے شروع کرو (ابن ماجہ)

بَابٌ فِي الْفُرُشِ (بستروں کا باب ۴۳)

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي هَانِئٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْفُرُشَ فَقَالَ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْأَةِ وَفِرَاشٌ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے بستروں کا ذکر کیا تو فرمایا کہ ایک بستر کے لئے ایک بستر عورت کے لئے ایک بستر مہمان کے لئے اور چوتھا شیطان کے لئے ہے۔ (مسلم، نسائی)

شرح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت وحاجت سے زیادہ محض نمائش کے لئے بستر اور کپڑے نہ بنائے جائیں۔ یہ بھی بطور اشارۃ النص معلوم ہوا کہ مہمانوں کے لئے حسب ضرورت بستر رکھنا جائز ہے۔ مثلاً اگر کسی گھر میں عموماً کئی کئی مہمان آجاتے ہیں تو ان کی ضرورت کے مطابق انتظام کیا جائے خطابی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت کو الگ الگ بستر پر سونا چاہئے یہی سنت کا ادب ہے اگر ان کا اکٹھا سونا ہی مسنون ہوتا تو اس حدیث میں جہاں کہ اقتصاد کا حکم دیا جا رہا ہے ان کے دو الگ بستروں کا ذکر نہ ہوتا۔ لیکن امام نوویؒ نے اس استدلال کو ضعیف قرار دیا ہے۔ عذر وغیرہ کی بات دوسری ہے "ورنہ رسول اللہ کا ظاہر فعل یہی تھا کہ زوجین ایک بستر میں سوئیں۔ حضور قیام اللیل پر ہمیشگی فرماتے رہے مگر اس کے باوجود ازواجؓ کے ساتھ حسن معاشرت آپ کا یہی رہا کہ ایک بستر پر لیٹتے تھے۔ یہ لازم نہیں کہ ایک بستر پر سونے سے جماع ضروری ہو جائے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ فَرَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ زَادَ ابْنُ الْجَرَّاحِ عَلَى يَسَارِهِ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ أَيْضًا عَلَى يَسَارِهِ

ترجمہ: جابرؓ بن سمرہ نے کہا کہ میں رسول اللہ سے ملاقات کے لئے آپ کے گھر میں داخل ہوا تو میں نے آپ کو تکیئے پر سہارا لگائے ہوئے دیکھا۔ ابن الجراح نے "بائیں طرف" کا اضافہ کیا ہے دوسری روایت میں بھی یہ اضافہ موجود ہے (ترمذی)

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَأَى رُفْقَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ رِحَالُهُمْ الْأَدَمُ فَقَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَشْبَهِ رُفْقَةٍ كَانُوا بِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَؤُلَاءِ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے یمن کا ایک قافلہ دیکھا جن کے (اونٹوں کے ہر کجاوے چمڑے سے بنے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے کہا کہ جو کوئی رسول اللہ کے اصحاب کے ساتھ مشابہ تر قافلہ دیکھنا چاہے وہ ان لوگوں کو دیکھ لے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ وَأَنَّى لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ أَنْمَاطٌ

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "کیا تم نے رقیق بچھونے بنا لئے ہیں؟ میں نے کہا "ہمیں باریک بستر کہاں میسر آسکتے ہیں؟ حضور نے فرمایا "یہاں تمہارے نرم گداز بستر ہوں گے (بخاری، مسلم، ترمذی)۔

شرح: بخاری، مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جابرؓ نے کہا "میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں ہٹاؤ اپنا نرم وگداز بستر، تو وہ کہتی ہے "رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ یہ ہوں گے" تو میں چپ ہو رہتا ہوں اس میں رسول اللہ کا معجزہ بھی ہے اور اس بات کی دلیل بھی کہ اگر اللہ دے تو ان چیزوں کا استعمال جائز ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ وِسَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ مَنِيعٍ الَّتِي يَنَامُ عَلَيْهَا بِاللَّيْلِ ثُمَّ اتَّفَقَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ کا گدا جس پر رات کو سوتے تھے' چمڑے کا تھا اور اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (مسلم' ترمذی' بخاری' عن عمرؓ بن الخطاب)

حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَيَّانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ ضِجْعَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ

ترجمہ: عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے (ابن ماجہ)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُهَا حِيَالَ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ام سلمہؓ نے فرمایا کہ ان کا بستر رسول اللہ کی رات نماز گاہ کے سامنے تھا۔ (ابن ماجہ)۔

شرح: حدیث میں مسجد النبی کا لفظ ہے اور اس سے مراد گھر کی مسجد ہے جس میں تہجد پڑھتے تھے۔

بَابٌ فِي اتِّخَاذِ السُّتُورِ (پردے لگانے کا باب ۴۳)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَوَجَدَ عَلَى بَابِهَا سِتْرًا فَلَمْ يَدْخُلْ قَالَ وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ إِلَّا بَدَأَ بِهَا فَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَآهَا مُهْتَمَّةً فَقَالَ مَا لَكِ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ فَلَمْ يَدْخُلْ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَاطِمَةَ اشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا قَالَ وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالرَّقْمَ فَذَهَبَ إِلَى فَاطِمَةَ فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ قُلْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهِ إِلَى بَنِي فُلَانٍ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو ان کے دروازے پر پردہ دیکھا اور اندر داخل نہ ہوئے۔ ابن عمرؓ نے کہا کہ ایسا کم ہی ہوا کہ آپ ازواج کے ہاں تشریف لے گئے مگر پہلے فاطمہؓ کے گھر سے ابتداء کی پھر علیؓ آئے تو فاطمہؓ کو غمگین پایا' پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا؟ فاطمہؓ نے کہا کہ نبی میرے ہاں تشریف لائے مگر اندر داخل نہیں ہوئے۔ علیؓ رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا "یارسول اللہ فاطمہؓ پر یہ بات شاق گزری ہے کہ آپ ان کے پاس گئے مگر اندر داخل نہ ہوئے۔ حضور نے فرمایا" مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ اور مجھے نقش ونگار سے کیا کام؟ پھر علیؓ فاطمہؓ کے پاس گئے اور ان میں رسول اللہ کا ارشاد بتایا فاطمہؓ نے کہا کہ رسول اللہ سے پوچھو کہ آپ مجھے اس پردے کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ حضور نے فرمایا اس سے کہو

کہ اسے فلاں گھر والوں کے ہاں بھیج دو۔

شرح: حضور اپنے اہل بیت اور اصحاب کی تربیت کے بارے میں بہت سرگرم تھے۔ آپ کی ذاتی زندگی سب کے سامنے ہے۔ ازواجِ مطہرات جو اچھے خاصے گھرانوں سے متعلق تھیں۔ بعض ان میں شہزادیاں اور رئیس زادیاں بھی تھیں۔ مگر آنحضور کی تربیت نے ان کی زندگی کا معیار عوام جیسا کر دیا تھا۔ فاطمہؓ آپ کی محبوب ترین بیٹی تھیں۔ مگر تربیت کے باب میں حضور نے ان کا لحاظ بھی نہ کیا۔ ایسا ہی واقعہ آپ کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ بھی گزرا تھا۔

حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ وَكَانَ سِتْرًا مَوْشِيًّا

ترجمہ: یہی حدیث ایک اور سند سے اس میں راوی نے کہا ہے کہ یہ ایک منقش پردہ تھا۔ (جس پر بیل بوٹے بنے ہوئے تھے)۔

بَابٌ فِي الصَّلِيبِ فِي الثَّوْبِ (کپڑے میں صلیب کا باب ۴۵)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حِطَّانَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصْلِيبٌ إِلَّا قَضَبَهُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ گھر میں جس چیز پر بھی صلیب کی تصویر دیکھتے اسے توڑ پھوڑ دیتے تھے اور قطع کر دیتے تھے (بخاری) (صلیب کی تصویر اگرچہ جاندار نہیں مگر یہ نصاریٰ کا معبود ہے اس لئے اس کی تصویر وغیرہ حرام ہے۔

بَابٌ فِي الصُّوَرِ

(تصاویر کا باب ۴۶)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ

ترجمہ: علیؓ نے نبی اکرم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا "جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (نسائی، ابن ماجہ، (سنن ابی داؤد (حدیث نمبر ۲۲۷)

شرح: خطابی نے بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں جنبی سے مراد وہ شخص ہے جس کی عادت ہو کہ غسل جنابت نہ کرتا ہو اور کتا صرف اس وقت ناپسندیدہ ہے جب لہو ولعب کے لئے ہو ضرورت و حاجت کی بناء پر نہ ہو۔ پس حفاظت، چوکیداری، زراعت کی رکھوالی، ریوڑ کی رکھوالی کا کتا یا شکار کا خاطر رکھا ہوا۔ اس حکم میں نہیں آتا کیونکہ اس کا جواز خود قرآن سے ثابت ہے۔ تصویر سے مراد ذی روح کی تصویر ہے مجسمے کی شکل میں ہو، منقوش ہو۔ دیوار پر کھدی ہوئی یا کھینچی ہوئی ہو۔ فرش میں ہو یا چادروں پر، بعض علماء نے ان تصویروں کی اجازت دی ہے۔ جو فرش پر یا قالین وغیرہ پر ہوں اور پاؤں کے نیچے لتاڑی جائیں۔

فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں ورنہ کراماً کاتبین تو ہر شخص کے ساتھ ہیں اور ملک الموت ہر جگہ آتا ہے۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تِمْثَالٌ وَقَالَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ فَانْطَلَقْنَا فَقُلْنَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا وَكَذَا فَهَلْ سَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ ذَلِكَ قَالَتْ لَا وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكُمْ بِمَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَكُنْتُ أَتَحَيَّنُ قُفُولَهُ فَأَخَذْتُ نَمَطًا كَانَ لَنَا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْعَرَضِ فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ فَنَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَى النَّمَطَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقَنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّبِنَ قَالَتْ فَقَطَعْتُهُ وَجَعَلْتُهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ

ترجمہ: ابو طلحہؓ انصاری نے کہا کہ میں نے نبی کو فرماتے سنا "فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہویا کوئی مجسمہ ہو۔ زید بنؓ خالد جہنی نے کہا کہ چلوام المومنین عائشہؓ سے یہ بات پوچھیں۔ پس ہم گئے اور کہا "اے مومنوں کی اماں! ابو طلحہؓ نے ہمیں رسول اللہ کی یہ اور یہ حدیث سنائی ہے۔ پس کیا آپ نے نبی کو اس کا ذکر فرماتے سنا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، لیکن جو کچھ میں نے دیکھا وہ میں تمہیں بتاتی ہوں رسول اللہ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے اور میں آپ کی واپسی کی منتظر تھی۔ میں نے ایک اپنا ایک بچھونا لیا اور اس سے دروازے کے اوپر کی لکڑی پر ڈال کر پردہ بنالیا۔ پس جب آپ تشریف لائے میں نے آپ کا استقبال کیا اور کہا "سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ اس خدا کی تعریف ہے جس نے آپ کو عزت واکرام بخشا۔ پس آپ نے گھر کی طرف دیکھا اور اس پردے پر نظر ڈالی۔ میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ اور میں نے آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی دیکھی پھر آپ پردے کی طرف بڑھے اور اسے اتار کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا "اللہ نے جو کچھ ہمیں بخشا ہے اس میں اس چیز کا حکم نہیں دیا کہ پتھروں اور اینٹوں پر کپڑے پہنائیں عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے اسے کاٹ دیا اور اس کے دو تکیے بنائے اور ان میں چھال بھر دی تو حضور نے اس پر انکار نہ فرمایا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح: کاٹنے کے باعث تصویریں بھی کٹ گئی ہوں گی اگر بعض باقی بھی تھیں تو سہارا لگانے اور لتاڑا جانے کے باعث ان کی اہانت ہوتی تھی لہذا اب ان کا وہ پہلا حکم نہ رہا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلِهِ قَالَ فَقُلْتُ يَا أُمَّهْ إِنَّ هَذَا حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ فِيهِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي النَّجَّارِ

ترجمہ: اوپر کی حدیث ایک اور سند سے اس میں ہے کہ زیدؓ نے کہا کہ میں نے عرض کیا اے اماں جان! اس (ابو طلحہؓ)

نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی نے فرمایا اور اس میں راوی سعید بن یسار کے ساتھ مولیٰ بنی النجار کا لفظ آیا ہے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللَّهِ الْخَوْلَانِيِّ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ

ترجمہ: زید بن خالد جہنی نے ابوطلحہؓ سے روایت کی کہ اس نے کہا "رسول اللہ نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو بسر بن سعید (راوی حدیث) نے کہا کہ پھر زید بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کی ہم نے دیکھا کہ ان کے دروازے پر پردہ تھا جس میں تصویر تھی تو میں نے عبیداللہ خولانی سے کہا جو رسول اللہ کی زوجہ محترمہ میمونہؓ کا پروردہ تھا۔ کہ زیدؓ نے ہمیں تصاویر کے متعلق اس سے بتایا نہ تھا؟ تو عبیداللہ نے کہا کہ تم ان میں یہ کہتے نہ سنا تھا کہ "مگر یہ کہ کسی کپڑے پر مرقوم تصویر ہو؟ (یہ حدیث دراصل گذشتہ حدیث کا ہی حصہ ہے) یہ تصویر غالباً کسی درخت وغیرہ کی تھی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنَّ إِسْمَعِيلَ بْنَ عَبْدِ الْكَرِيمِ حَدَّثَهُمْ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ عَقِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَمَنَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ أَنْ يَأْتِيَ الْكَعْبَةَ فَيَمْحُوَ كُلَّ صُورَةٍ فِيهَا فَلَمْ يَدْخُلْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مُحِيَتْ كُلُّ صُورَةٍ فِيهَا

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے حضرت عمر بن الخطابؓ کو فتح مکہ کے دن مکہ کی پتھریلی وادی میں حکم دیا تھا کہ وہ کعبہ میں جائیں اور اس میں سے ہر تصویر کو مٹا ڈالیں۔ پس جب تک سب تصویریں مٹا نہ دی گئیں نبی کعبہ میں داخل نہیں ہوئے۔

شرح: کعبہ کی دیواروں پر نبیوں، فرشتوں وغیرہ کی فرضی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ بظاہر حضرت عمرؓ نے صرف دیواروں کی تصاویر کو محو کیا تھا اور بتوں کو حضور نے خود گرایا تھا جیسا کہ صحاح میں ثابت ہے کہ آپ کعبہ میں داخل ہوئے اور اس میں ۳۶۰ بت تھے۔ آپ انہیں کچوکے دیتے گراتے جاتے اور فرماتے "حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل مٹنے ہی والا تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ وَعَدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ بِسَاطٍ لَنَا فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ بِهِ مَكَانَهُ فَلَمَّا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ کی زوجہ مکرمہ میمونہؓ نے بیان کیا کہ نبی نے فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھ سے آج رات ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ نہیں ملا' پھر حضور کے دل میں خیال آیا کہ ایک کتے کا پلا ہمارے ایک بستر کے نیچے تھا۔ حضور نے حکم دیا اسے نکال دیا گیا۔ پھر حضور نے اپنے ہاتھ سے پانی لے کر وہاں چھڑکا پھر جب جبریلؑ حضور سے ملے تو کہا "ہم کسی ایسے گھر میں نہیں داخل ہوتے ہیں جس میں کتا ہو یا تصویر ہو۔ پس صبح اٹھ کر نبی نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ حتیٰ کہ آپ چھوٹے باغ کے کتے کے قتل کا حکم دیتے اور بڑے باغ کے کتے کو چھوڑ دیتے تھے (مسلم' نسائی)۔

شرح: چھوٹے باغوں کی حفاظت خود مالک کر سکتے تھے اس لئے ان کے کتے مروائے گئے' اس حدیث سے آوارہ کتوں اور بے ضرورت کتوں کے مروا ڈالنے کا جواز ثابت ہوا۔ مگر بعد میں مسلم کی حدیث جابرؓ کے مطابق یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا۔ پھر بھی بلا ضرورت کتے پالنے کا جواز نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ لِي أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا الْكَلْبُ لِحَسَنٍ أَوْ حُسَيْنٍ كَانَ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ قَالَ أَبُو دَاوُد وَالنَّضَدُ شَيْءٌ تُوضَعُ عَلَيْهِ الثِّيَابُ شَبَهُ السَّرِيرِ

ترجمہ: ابو ھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جبریلؑ میرے پاس آیا اور کہا کہ گذشتہ رات میں آپ کے پاس آیا تھا' مگر اندر داخل ہونے سے اس لئے رک گیا کہ دروازے پر کچھ (مردوں کے) مجسمے تھے اور گھر میں ایک منقش پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں اور گھر میں ایک کتا تھا۔ پس دروازے والے مجسمے کا سر کٹوا دیجئے کہ وہ ایک درخت کی طرح ہو جائے پردے کو کٹوا کر اس کے دو تکیئے بنوا دیجئے جو زمین پر پڑے رہیں اور لتاڑے جائیں اور کتے کو گھر سے نکلوا دیجئے' پس رسول اللہ نے ایسا ہی کیا۔ وہ کتا حسنؓ یا حسینؓ کا تھا جو گھر والوں کے ایک تخت کے نیچے تھا' اسے باہر نکلوا دیا گیا۔ ابو داوٗد نے کہا کہ نضد چارپائی کی مانند ایک چیز تھی جس پر کپڑے رکھے جاتے تھے۔ (اصل حدیث ترمذی اور نسائی میں مروی ہے)۔

آخر کتاب اللباس۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّرَجُّلِ

(کنگھی کرنا عموماً لباس کے بعد ہوتا ہے)

بَابٌ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا

ترجمہ: عبداللہ بن مغفلؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے ناغے کے ساتھ کنگھی کرنے کا حکم دیا (ترمذی' نسائی)۔

تشریح: کیونکہ زینت درکار تو ہے مگر ایک حد تک' محض زینت ہی مقصود نہیں۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحَلَ إِلَى فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَهُوَ بِمِصْرَ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَمَا إِنِّي لَمْ آتِكَ زَائِرًا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ أَنَا وَأَنْتَ حَدِيثًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَوْتُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَكَ مِنْهُ عِلْمٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا لِي أَرَاكَ شَعِثًا وَأَنْتَ أَمِيرُ الْأَرْضِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ قَالَ فَمَا لِي لَا أَرَى عَلَيْكَ حِذَاءً قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِيَ أَحْيَانًا

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کا ایک صحابی فضالہؓ بن عبید کے پاس مصر گیا' جب وہ وہاں پہنچا تو کہا "میں تیری زیارت کرنے نہیں آیا' لیکن میں نے اور تو نے رسول اللہ سے ایک حدیث سنی تھی مجھے امید ہے کہ تیرے پاس اس کا کچھ علم ہوگا۔ فضالہؓ نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں فلاں بات۔ کہا' پھر یہ کیا بات ہے کہ میں تجھے پراگندہ بال دیکھ رہا ہوں حالانکہ تو اس سرزمین کا امیر؟ اس نے کہا کہ رسول اللہ ہم کو زیادہ زیب و زینت سے منع فرماتے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر یہ کیا بات ہے کہ میں تجھے جوتا پہنے ہوئے نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا کہ نبی ہمیں حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں رہا کریں۔

تشریح: ان حضرات کی کامیابی اور چند سال پر چھا جانے کا یہی راز تھا کہ انہوں نے جو بات رسول اللہ سے سنی بس اسی پر عمل پیرا ہو گئے اور اس سلسلے میں اپنی حیثیت اور مقام کا بھی خیال نہ رکھا۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ ذَكَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عِنْدَهُ الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَسْمَعُونَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيمَانِ يَعْنِي التَّقَحُّلَ قَالَ أَبُو

دَاوُد هُوَ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيُّ

ترجمہ: ابوامامہؓ (ابن ثعلبہ انصاری) نے کہا کہ رسول اللہ کے اصحاب نے ایک دن آپ کے پاس دنیا کا ذکر کیا۔ پس رسول اللہ نے فرمایا "کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ سادگی اور تواضع ایمان میں سے ہے تواضع اور سادگی ایمان میں سے ہے۔ یعنی بدحالی کے باعث جسم کی خشکی (ابن ماجہ)۔

شرح: بہت زیادہ زیب تن وزینت کرنا اور ہر وقت اپنے آپ کو تیار کرتے رہنا ممنوع ہے۔ رسول اللہ نے ناز و نعمت میں کثرت وافراط کو اور جسم کو ملتے رہنے بہت زیادہ تیل اور خوشبو کا استعمال کرنے اور کنگھی پٹی میں مصروف رہنے کو ناپسند فرمایا تھا۔ اس معاملے میں قصد و اعتدال کا حکم ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ طہارت ونظافت کو ترک کر دیا جائے۔ کیونکہ وہ تو دین کا حصہ ہے۔ (خطابی) تواضع اور سادگی ایمان میں سے اس لئے ہے کہ اس میں تواضع اور کسر نفسی پائی جاتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اسْتِحْبَابِ الطِّيبِ (خوشبو کے مستحب ہونے کا باب ۲)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنْ شَيْبَانَ بْن عَبْدِ الرَّحْمَن عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْن الْمُخْتَار عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَس عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا

ترجمہ: انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ کے پاس مختلف اقسام کی مخلوط خوشبو کا ایک برتن تھا جس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے (ترمذی)

شرح: حدیث میں سکہ کا لفظ ہے جس کے دو معنی ہیں۔ ایک تو مختلف اقسام کی مخلوط خوشبو کا معجون، دوسرے شیشی وغیرہ کوئی برتن جس میں وہ خوشبو پڑی رہتی تھی اور اس میں سے استعمال فرماتے تھے۔ حضور کو خوشبو بہت پسند تھی اور بدبو سے شدید نفرت تھی۔

بَابُ فِي إِصْلَاحِ الشَّعَرِ (بالوں کی اصلاح کا باب ۳)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ سُهَيْل بْن أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ

ترجمہ: ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے۔

شرح: بالوں کے اکرام سے مراد یہ ہے کہ انہیں دھویا اور پاک صاف رکھا جائے، کنگھی کی جائے اور وقت پر ان کی قطع وبرید کی جائے مگر اسی کام میں لگے رہنا اور ضروری باتوں سے غفلت مذموم ہے۔ معاملہ اعتدلال پر مبنی ہے۔

بَابُ فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ (عورتوں کیلئے خضاب کا باب ٤)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْن الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَتْنِي كَرِيمَةُ بِنْتُ هَمَّامٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَأَلَتْهَا عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ

فَقَالَتْ لَا بَأْسَ بِهِ وَلَكِنْ أَكْرَهُهُ كَانَ حَبِيبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ رِيحَهُ قَالَ أَبُو دَاوُد تَعْنِي خِضَابَ شَعْرِ الرَّأْسِ

ترجمہ: کریمہ بنت ہمام نے بیان کیا ایک عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور ان سے عورتوں کے خضاب کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ میرے محبوب رسول اللہ اس کی بو کو ناپسند فرماتے تھے۔ (نسائی' ابوداوٗد نے کہا کہ ام المومنین کی مراد سر کے بالوں کے خضاب سے ہے۔ یعنی سر کو مہندی لگانا۔

شرح: عورت کے لئے ہاتھ پاؤں کو مہندی لگانا مستحب ہے۔ حضور نے اس کا حکم دیا تھا۔ مگر حضرت عائشہؓ کی ناپسندیدگی کا باعث رسول اللہ کی ناپسندیدگی تھی۔ اس سے یہ مسئلہ بھی واضح ہو گیا کہ عورت کو خاوند کی پسند ناپسند کا پورا خیال رکھنا واجب ہے۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَتْنِي غِبْطَةُ بِنْتُ عَمْرٍو الْمُجَاشِعِيَّةُ قَالَتْ حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الْحَسَنِ عَنْ جَدَّتِهَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ بَايِعْنِي قَالَ لَا أُبَايِعُكِ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے کہا "اے نبی اللہ مجھے بیعت فرمایئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا "میں تجھ سے بیعت نہ لوں گا جب تک کہ تو اپنے ہاتھوں کو تبدیل نہ کرے۔ گویا کہ وہ درندے کی وہ ہتھیلیاں ہیں۔ (یہ ہند وہی امیر معاویہؓ کی والدہ تھیں۔ حضور کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں چھواء حضرت عائشہؓ کے بقول آپ ان سے زبانی بیعت لیتے تھے۔ اس حدیث سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید حضور نے کبھی عورتوں سے ہاتھ ملا کر بھی بیعت کی ہو۔ مگر معاملہ بر عکس ہے۔ ہاں بقول ابن ارسلان' علامہ شعبیؒ نے کہا کہ اگر کبھی ایسا ہوا تو حضور کے دست مبارک پر کپڑا پہنا ہوا ہوتا تھا) اس حدیث کی رو سے حضور نے عورتوں کو مہندی لگانے کا حکم دیا تاکہ انکی مردوں کے ساتھ مشابہت نہ رہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضور نے اصحاب سے کئی مواقع پر بیعت لی ہے۔ حدیث میں "بالعونی" کے الفاظ وارد ہیں۔ ممکن ہے کسی موقع پر خواتین سے بھی خصوصی بیعت لی ہو گو اس کا صریح ذکر ہماری نظر سے نہیں گزرا)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصُّورِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا مُطِيعُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عِصْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوْمَتْ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ قَالَتْ بَلْ امْرَأَةٌ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اپنا ہاتھ نکال کر رسول اللہ کی طرف ایک خط بڑھایا۔ پس نبی نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا "میں نہیں جانتا یہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ اس نے کہا "بلکہ عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا "اگر تو عورت ہے تو تجھے اپنے ناخن کا (رنگ) تبدیل کرنے چاہئیں تھے یعنی مہندی کے ساتھ (نسائی) مطلب یہ کہ عورت کے ہاتھ مردوں کے ہاتھ سے ممتاز اور مختلف ہونے چاہئیں تاکہ شبہ نہ رہے اور کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو سکے)۔

بَاب فِي صِلَةِ الشَّعْرِ (بال جوڑنے کا باب٥)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمٰن نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان کو حج کے سال بر سر منبر سنا اور معاویہؓ نے ایک محافظ کے ہاتھ سے بالوں کا گچھا لیا اور وہ کہتے تھے "اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ کو اس طرح کی چیزوں (یا گچھوں) کے منع فرماتے سنا تھا۔ اور حضور فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل تب تباہ ہوئے جب کہ ان کی عورتوں نے یہ چیزیں اختیار کیں (بخاری' نسائی' ترمذی)

شرح: بالوں کا یہ گچھا کسی عورت نے پھینکا ہو گا یا اس کے سر کے بالوں سے ملایا ہوا ہو گا اور گر گیا ہو گا۔ ہمارے ہاں تو بازاروں میں بر سر عام بالوں کی چوٹیاں' سر کے دگھ اور معلوم نہیں کیا کیا بکتا ہے اور نمائش کے لئے دکانوں سے شوکیسوں میں سجا رہتا ہے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں میں سب سے پہلے خرابی' بے پردگی' نمائش' بے حیائی اور آوارگی پیدا ہوئی تھی جو آہستہ آہستہ ساری قوم میں سرایت کر گئی اور اسے لے ڈوبی تھی۔ حضرت معاویہؓ نے علماء کو خطاب کر کے یا تو اپنی تائید کے لئے پکارا تھا اور اس لئے کہ تم لوگ خاموش ہو اور نبی کے شہر میں یہ خرابی راہ پا گئی ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ نے بالوں سے بال جوڑنے والی' جڑوانے والی' مصنوعی خال بنانے والی اور بنوانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْوَاصِلَاتِ و قَالَ عُثْمَانُ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ زَادَ عُثْمَانُ كَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ اتَّفَقَا فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَالْوَاصِلَاتِ و قَالَ عُثْمَانُ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ثُمَّ اتَّفَقَا وَالْمُتَفَلِّجَاتِ قَالَ عُثْمَانُ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيْ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ إِنِّي أَرَى بَعْضَ هَذَا عَلَى امْرَأَتِكَ قَالَ فَادْخُلِي فَانْظُرِي فَدَخَلَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ فَقَالَ مَا

رَأَيْتِ و قَالَ عُثْمَانُ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ فَقَالَ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ مَا كَانَتْ مَعَنَا

ترجمہ: عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ "مصنوعی خال بنانے والیوں اور بنوانے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ محمد راوی نے کہا کہ بال جوڑنے والیوں پر عثمان نے کہا" اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر پھر دونوں متفق ہو گئے اور دانتوں کو رگڑ کر تیز کرانے والیوں پر جو حسن کے لئے یہ کرتی ہیں اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو تبدیل کرتی ہیں۔ پس یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جسے ام یعقوب کہتے تھے اور جو قرآن پڑھتی تھی وہ عبداللہؓ کے پاس آئی اور کہا" مجھے آپ کے متعلق خبر ملی ہے کہ آپ خال بنانے والیوں اور بنوانے والیوں پر اور بال جوڑنے والیوں پر اور بال اکھاڑنے والیوں پر اور دانت رگڑوانے والیوں پر جو خوبصورتی کے لئے ایسا کرتی ہیں۔ اللہ لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی پیدائش کو بدلنے والیاں ہیں تو عبداللہؓ نے کہا" میں کیوں ان پر لعنت نہ کروں جن پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی تھی اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے قرآن کے دونوں گتوں کے درمیان پڑھا ہے۔ اور اسے نہیں پایا۔ عبداللہؓ نے کہا" واللہ اگر تو نے قرآن کو پڑھا ہوتا تو تو اسے پالیتی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیا اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔ الحشر ۸ اس نے کہا کہ میرے خیال میں بعض چیزیں آپ کی بیوی میں بھی ہیں عبداللہؓ نے کہا" تم اندر جاؤ اور دیکھ لو وہ اندر گئی پھر باہر نکلی۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا" تو نے کیا دیکھا؟ وہ بولی میں نے کچھ نہیں دیکھا پس عبداللہؓ نے فرمایا اگر یہ چیز ہوتی تو وہ ہمارے ساتھ نہ ہوتی (بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: جب عورت کے جسم میں کوئی متضاد چیز پیدا ہو جائے مثلاً مونچھیں یا داڑھی، ایک یا زیادہ فالتو دانت، یا چھٹی انگلی، یا کوئی زائد عضو، یا چہرے کے بدنما داغ، یا جسم پر کوئی رسولی وغیرہ تو انہیں دور کرنے میں اللہ کی تبدیلی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ زائد چیزیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے عام عورتوں کو جس صورت پر پیدا کیا ہے۔ یہ اس سے خارج ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ شاید ام یعقوبؓ صحابیہ تھیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ قَالَ أَبُو دَاوُد وَتَفْسِيرُ الْوَاصِلَةِ الَّتِي تَصِلُ الشَّعْرَ بِشَعْرِ النِّسَاءِ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا وَالنَّامِصَةُ الَّتِي تَنْقُشُ الْحَاجِبَ حَتَّى تُرِقَّهُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا وَالْوَاشِمَةُ الَّتِي تَجْعَلُ الْخِيلَانَ فِي وَجْهِهَا بِكُحْلٍ أَوْ مِدَادٍ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ الْمَعْمُولُ بِهَا

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی ابرو وغیرہ کے بال اکھاڑنے والی اور اکھڑوانے والی، مصنوعی خال بنانے والی اور بنوانے والی، بشرطیکہ کسی بیماری کے باعث نہ ہو پر لعنت کی گئی ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ واصلہ کی تفسیر یہ ہے کہ جو عورتوں کے بالوں سے اور بال جوڑے اور مستوصلہ وہ ہے جو ایسا کروائے۔ اور نامصہ وہ ہے جو ابروؤں کے بال کھود یتی ہے تاکہ وہ پتلے ہو جائیں اور متنمصہ وہ ہے جو ایسا کروائے۔ واشمہ وہ ہے جو چہرے پر سرمے یا سیاہی کے ساتھ خال بناتی ہے اور مستوشمہ وہ ہے جو ایسا کام کراتی ہے۔ احمد کہتا تھا کہ ریشم یا اون وغیرہ کی مینڈھوں میں حرج نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقَرَامِلِ قَالَ أَبُو دَاوُد كَأَنَّهُ يَذْهَبُ إِلَى أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ شُعُورُ النِّسَاءِ قَالَ أَبُو دَاوُد كَانَ أَحْمَدُ يَقُولُ الْقَرَامِلُ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ

ترجمہ: سعید بن جبیر نے کہا کہ قرامل (ریشم یا اون وغیرہ کی مینڈھوں یا زلفوں) میں حرج نہیں ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ گویا سعید بن جبیر کا مذہب یہ ہے کہ جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ عورتوں کے بال ہیں اور احمد بن حنبل کا بھی یہی قول ہے۔

شرح: حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ابوداؤد نے جو سعید بن جبیر اور احمد بن حنبل کا مذہب بیان کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابوداؤد کا اپنا مذہب بھی اس مسئلے میں یہی ہے اور وہ بھی احمد بن حنبل کی مانند عام محدثین کے اس باب میں ہمنوا نہیں ہیں بلکہ فقہاء کا مسلک پسند کرتے ہیں۔ عام محدثین کے نزدیک عورتوں کے بالوں یا کسی اور چیز کے بالوں یا ریشم اور اون وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں ہے اور انہوں نے ان سب کو حرام کہا ہے۔ فقہاء نے حرمت میں صرف عورتوں کے بالوں کی تخصیص کی ہے باقی کو جائز کہا ہے۔

بَاب فِي رَدِّ الطِّيبِ (خوشبو کو رد کرنے کا باب ٦)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَعْنَى أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِئَ حَدَّثَهُمْ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّهُ طَيِّبُ الرِّيحِ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس کے سامنے خوشبو پیش کی جائے تو وہ اسے رد نہ کرے کیونکہ اس کی بو پاکیزہ ہے اور اٹھانے میں ہلکی ہے (مسلم، نسائی) یعنی اسے لینے دینے میں کوئی مشقت نہیں لیکن خوشبو سے جی خوش ہوتا ہے۔

بَاب مَا جَاءَ فِي الْمَرْأَةِ تَتَطَيَّبُ لِلْخُرُوجِ

(باہر جانے کے لئے عورت کی خوشبو کا باب ٧)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا ثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنِي غُنَيْمُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ الْمَرْأَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ كَذَا وَكَذَا قَالَ قَوْلًا شَدِيدًا

ترجمہ: ابوموسیٰؓ نے نبی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا "جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں پر گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ ایسی اور ویسی ہے۔ آپ نے شدید بات فرمائی (ترمذی، نسائی ان دونوں کی روایت میں ہے کہ وہ زانی عورت ہے۔

شرح: قول شدید یہ تھا کہ اسے زانیہ فرمایا کیونکہ وہ مردوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہے اور کم از کم آنکھ کے زنا کا ارتکاب کرواتی ہے جو اصل فعل زنا کا مقدمہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلَى أَبِي رُهْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ وَجَدَ مِنْهَا رِيحَ الطِّيبِ يَنْفَحُ وَلِذَيْلِهَا إِعْصَارٌ فَقَالَ يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ جِئْتِ مِنْ الْمَسْجِدِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ وَلَهُ تَطَيَّبْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ

حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ

ترجمہ: ابوھریرہؓ کو ایک عورت راستے میں ملی جس سے اس نے خوشبو پائی اور اس کی چادر کا پلو غبار اڑاتا جاتا تھا (یعنی راستے میں گھسٹ رہا تھا) تو ابوھریرہؓ نے کہا "اے خدائے جبار کی بندی! کیا تو مسجد سے آئی ہے؟ اس نے کہا ہاں کہا اور تو نے مسجد کے لئے خوشبو لگائی تھی؟ اس نے کہا ہاں ابوھریرہؓ نے کہا کہ میں نے اپنے پیارے ابو القاسم کو فرماتے سنا تھا کہ جس عورت نے اس مسجد میں آنے کے لئے خوشبو لگائی اس کی نماز قبول نہیں ہوئی جب تک واپس جا کر اس طرح کا غسل نہ کرے جیسا کہ جنابت کا غسل ہوتا ہے (ابن ماجہ)

شرح: اس خوشبو سے مراد مردوں والی خوشبو ہے جس کا رنگ نہ ہو اور خوشبو عورتوں کی خوشبو یہ ہے کہ اس کا رنگ ہو مگر خوشبو (زیادہ) نہ ہو۔ جنابت کے غسل جیسے غسل سے یہ مراد ہے کہ خوب اچھی طرح جسم کو صاف کرے، تاکہ خوشبو کا اثر زائل ہو جائے اور آئندہ کو عبرت ہو کہ مسجد میں جانے کے لئے ایسا نہ کرنا چاہیئے۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عَلْقَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدَنَّ مَعَنَا الْعِشَاءَ قَالَ ابْنُ نُفَيْلٍ عِشَاءَ الْآخِرَةِ

ترجمہ: ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "جس عورت نے خوشبو کا استعمال کیا ہو وہ ہمارے ساتھ رات کی پچھلی (عشاء کی) نماز میں نہ آئے (نسائی) رات کو آنے میں فتنے کا بیشتر احتمال ہوتا ہے۔ اس سے دوسری نمازوں کا حکم بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ دن کو عورتوں کی طرف مردوں کی توجہ زیادہ ہو گی اور بدنامی کا خوف الگ رہا۔

بَابٌ فِي الْخَلُوقِ لِلرِّجَالِ (مردوں کے لئے خلوق کا باب ۸)

خلوق خوشبوؤں کا ایک مجموعہ ہوتا تھا جسے زعفران وغیرہ ملا کر بنایا جاتا تھا اور عورتیں اس کی لیپ کرتی تھیں۔ رنگ دار ہونے کے باعث یہ عورتوں کی خوشبو سمجھی جاتی تھی اور یہ بات ثابت ہے کہ حضور نے خوشبو میں بھی مرد و عورت کا باہم تشبہ ناپسند فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ الْخُرَاسَانِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي لَيْلًا وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُونِي بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ وَقَدْ بَقِيَ عَلَيَّ مِنْهُ رَدْعٌ فَسَلَّمْتُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُرَحِّبْ بِي وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هَذَا عَنْكَ فَذَهَبْتُ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَرَحَّبَ بِي وَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَحْضُرُ جَنَازَةَ الْكَافِرِ بِخَيْرٍ وَلَا الْمُتَضَمِّخَ بِالزَّعْفَرَانِ وَلَا الْجُنُبَ قَالَ وَرَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا نَامَ أَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَنْ يَتَوَضَّأَ

ترجمہ: عمارؓ بن یاسر نے کہا کہ میں رات کے وقت گھر پہنچا اور (کام کاج کے باعث) میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے۔ گھر والوں نے مجھے زعفران کا لیپ لیا۔ صبح کو میں نبی کی خدمت میں گیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب دیا اور نہ مرحبا کہا اور فرمایا جاؤ اور اسے اپنے آپ سے دھو ڈالو۔ میں نے جا کر دھویا پھر واپس آیا، مگر مجھ پر کچھ زعفران کا نشان باقی رہ گیا تھا، میں نے پھر سلام کہا۔ مگر

آپ نے جواب نہ دیا اور مرحبانہ فرمایا۔ اور فرمایا جاؤ اور اپنے آپ سے یہ دھوڈالو۔ میں پھر گیا اور اسے دھویا۔ پھر واپس آیا اور سلام کہا تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا بھی کہا اور فرمایا "فرشتے کافر کے جنازے پر خیر لے کر نہیں آتے اور نہ اس شخص کے پاس آتے ہیں جو زعفران سے لتھڑا ہوا ہو اور نہ جنبی کے پاس آتے ہیں اور جنبی کے لئے رخصت ہے کہ جب سوئے یا کھائے یا پئے تو وضو کرے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي الْخُوَارِ أَنَّهُ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ يُخْبِرُ عَنْ رَجُلٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ زَعَمَ عُمَرُ أَنَّ يَحْيَى سَمَّى ذَلِكَ الرَّجُلَ فَنَسِيَ عُمَرُ اسْمَهُ أَنَّ عَمَّارًا قَالَ تَخَلَّقْتُ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ وَالْأَوَّلُ أَتَمُّ بِكَثِيرٍ فِيهِ ذِكْرُ الْغُسْلِ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ وَهُمْ حُرُمٌ قَالَ لَا الْقَوْمُ مُقِيمُونَ

ترجمہ: اس حدیث کی دوسری روایت، مگر پہلی روایت تمام تر ہے جس میں غسل کا ذکر ہے۔ ابن جریج نے کہا کہ کیا وہ لوگ (عمارؓ وغیرہ) احرام باندھے ہوئے تھے؟ اس نے کہا نہیں وہ مقیم تھے۔ (اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے)۔

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ جَدَّيْهِ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا مُوسَى يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ تَعَالَى صَلَاةَ رَجُلٍ فِي جَسَدِهِ شَيْءٌ مِنْ خَلُوقٍ قَالَ أَبُو دَاوُد جَدَّاهُ زَيْدٌ وَزِيَادٌ

ترجمہ: ابو موسیٰؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ایسے مرد کی نماز قبول نہیں کرتا، جس کے جسم پر خلوق میں سے کوئی چیز ہے (خلوق زعفران وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے اس پر سرخی اور زردی غالب ہوتی ہے۔ مردوں کے لئے یہ ممنوع ہے کیونکہ یہ عورت کی خوشبو ہے۔ عورت کے لئے زعفران بھی اس طرح مباح ہے جس طرح سونا اور ریشم ہے۔ خلوق دراصل زینت کی ایک چیز ہے)۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ وَإِسْمَعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَاهُمْ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ وَقَالَ عَنْ إِسْمَعِيلَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے مردوں کے لئے زعفران کا استعمال کرنے سے منع فرمایا (مسلم، ترمذی، نسائی)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمْ الْمَلَائِكَةُ جِيفَةُ الْكَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوقِ وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ

ترجمہ: عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کے قریب (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے کافر کا مردہ، خلوق سے لتھڑا ہوا مرد اور اجنبی، مگر یہ کہ وہ وضو کرے۔ (منذری نے اسے منقطع کہا ہے کیونکہ حسن کا سماع عمارؓ سے نہیں ہوا۔ اس سے قبل حدیث ۴۱۷۵ گزری ہے۔ اسے ملاحظہ کیجئے۔

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ

الْحَجَّاج عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُءُوسَهُمْ قَالَ فَجِيءَ بِي إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِي مِنْ أَجْلِ الْخَلُوق

ترجمہ: ولیدؓ بن عقبہ نے کہا کہ جب نبی نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں لاتے تھے' آپ ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے تھے اور ان کے سر چھوتے تھے۔ ولیدؓ نے کہا کہ مجھے آپ کے پاس لایا گیا مگر چونکہ مجھے خلوق لگایا گیا تھا اس لئے آپ نے مجھے نہیں چھواء۔ (منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند مضطرب ہے۔ مورخین نے کہا ہے کہ ولیدؓ جنگ بدر کے قیدیوں کا فدیہ لے کر آیا تھا اور یہ کہ رسول اللہ نے اسے بنی مصطلق کا صدقہ لانے بھیجا تھا اور اس کی بیوی نے حضور سے اس کی شکایت کی تھی الخ۔ ان حالات میں وہ فتح مکہ کے دن چھوٹا کیسے ہو سکتا تھا؟۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُوَاجِهُ رَجُلًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَوْ أَمَرْتُمْ هَذَا أَنْ يَغْسِلَ هَذَا عَنْهُ

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک مرد رسول اللہ کے پاس آیا اور اس پر زرد نشان تھے۔ رسول اللہ کسی کے سامنے ایسی بات کم ہی کہتے تھے جو اسے ناپسند ہو۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا "اگر تم اسے کہتے کہ اپنے اوپر سے یہ دھو ڈالے تو بہتر ہوتا (ترمذی' نسائی)

شرح: یہ آپ کے شریفانہ و کریمانہ اخلاق تھے کہ کسی کا دل نہ دکھائیں' خاص احباب کی تربیت میں بعض دفعہ ذرا شدت آجاتی تھی مگر ناواقف یا کم واقف لوگوں سے معاملہ بہت نرم ہوتا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّعَرِ (بالوں کا باب ۹)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لَهُ شَعَرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُو دَاوُد كَذَا رَوَاهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ و قَالَ شُعْبَةُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ

ترجمہ: براءؓ نے کہا کہ میں نے کسی لمبے بالوں والے کو سرخ جوڑے میں رسول اللہ سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا (مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) اسی مضمون کی حدیث پر اوپر گفتگو ہو چکی ہے اور یہ بھی حضور کے سر کے بال مختلف احوال و اوقات میں طویل و قصیر ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ سرخ لباس کے متعلق گزر چکا ہے کہ ریشم کا نہ ہو۔ زعفران یا عصفر کا رنگا ہوا نہ ہو تو اس کا جواز ہے۔ اس حدیث کے راوی محمد نے کہا ہے کہ حضور کے بال کندھوں تک تھے۔ بعض احادیث میں کانوں کی لو تک اور بعض میں کانوں اور کندھوں کے مابین کا لفظ آیا ہے۔

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ کے سر کے بالَ کانوں کو لوؤں تک تھے (بخاری، مسلم، نسائی) یعنی کبھی کبھی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

ترجمہ: انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے سر کے بال نصف کانوں تک تھے (مسلم، نسائی)

حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ الْوَفْرَةِ وَدُونَ الْجُمَّةِ

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ رسول اللہ کے بال وفرہ سے زیادہ جمہ سے کم تھے (ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: کانوں کی لوؤں تک جو بال پہنچیں وہ وفرہ ہیں جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں وہ لمہ اور جو کندھوں تک ہو وہ جمہ مختلف احوال میں حضور کے بال مختلف سائز اور مقدار کے رہے ہیں۔ روایات کے مختلف ہونے کا یہی سبب ہے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ

ترجمہ: براءؓ نے کہا کہ نبی کے بال کانوں کی لوؤں تک پہنچتے تھے (بخاری، مسلم، نسائی)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَرْقِ (مانگ نکالنے کا باب ۱۰)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَعْنِي يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْجِبُهُ مُوَافَقَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ اہل کتاب اپنے سر کے بال مانگ کے بغیر لٹکاتے تھے اور مشرک اپنے سروں میں مانگ نکالتے اور رسول اللہ کو جن کاموں میں وحی سے حکم نہ ملتا ان میں اہل کتاب کی موافقت فرماتے تھے۔ پس آپ نے سر کے اگلے حصے کے بال مانگ کے بغیر رکھے اور پھر بعد میں مانگ نکالنے لگے۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، نسائی، ترمذی)

شرح: اتنی دیر میں غالباً شرک کا قلع قمع ہو چکا تھا لہذا مشرکین کی موافقت یا مشابہت کا سوال نہیں رہا تھا۔ پس آپ نے اغلباً بامر الٰہی مانگ نکالنا شروع کر دیا۔ اسلام ہر بات میں اپنی امتیازی شان کے بارے میں بڑا احساس ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرُقَ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَعْتُ الْفَرْقَ مِنْ يَافُوخِهِ وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں جب رسول اللہ کے سر کے بالوں کی مانگ نکالنا چاہتی تو سر کی چوٹی سے بالوں کو جدا کرتی اور سر کے اگلے حصے کے بال آپ کی آنکھوں کے سامنے ڈال دیتی تھی (اس طرح بالوں کی مانگ بآسانی نکل آتی ہے)۔

بَابٌ فِي تَطْوِيلِ الْجُمَّةِ (کندھوں تک بال بڑھانے کا باب ۱۱)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ وَسُفْيَانُ بْنُ عُقْبَةَ السُّوَائِيُّ هُوَ أَخُو قَبِيصَةَ وَحُمَيْدُ بْنُ خُوَارٍ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذُبَابٌ ذُبَابٌ قَالَ فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ وَهَذَا أَحْسَنُ

ترجمہ: وائل بن حجر نے کہا کہ میں نبی کے پاس حاضر ہوا اور میرے لمبے بال تھے۔ جب رسول اللہ نے مجھے دیکھا تو فرمایا "نحوست نحوست" وائلؓ نے کہا کہ پھر میں واپس ہوا اور بالوں کو کاٹ دیا۔ وہ کہتا ہے کہ پھر میں دوسرے دن آپ کے پاس آیا تو حضور نے فرمایا "میری مراد تو نہ تھا اور یہ بال اچھے ہیں (نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح: حضور کسی اور ضمن میں ذباب ذباب' (بمعنی شوم ونحوست) فرمارہے تھے صحابی نے گمان کیا کہ یہ میرے بالوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ اس نے آکر بال قطع کر کے چھوٹے کر دیئے۔ حضور نے دوسرے دن اس کی غلط فہمی دور فرمادی مبادا وہ شکستہ دل ہوا ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض دفعہ کوئی صحابی حضور کی مراد کو غلط سمجھ جاتا تھا۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَعْقِصُ شَعْرَهُ (بالوں کی زلفیں بنانے کا باب ۱۲)

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ تَعْنِي عَقَائِصَ

ترجمہ: ام ہانی نے کہا کہ نبی مکہ تشریف لائے تو آپ کی چار زلفیں تھیں۔ یعنی چار گچھے (ترمذی، ابن ماجہ)۔

شرح: (غدائر) ضفائر' عقائص یہ تین لفظ آئے ہیں جن سے مراد یہ ہے کہ حضور کے بال کندھوں تک تھے اور ان کے چار حصے ہوگئے تھے۔ دو کندھوں سے آگے اور دو پیچھے بعض دفعہ زیادہ لمبے بالوں کو معمولی طور پر گوندھ بھی دیا جاتا ہے۔

بَابٌ فِي حَلْقِ الرَّأْسِ (سر کو مونڈھنے کا باب ۱۳)

حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي يَعْقُوبَ يُحَدِّثُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ ادْعُوا لِي الْحَلَّاقَ فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُءُوسَنَا

ترجمہ: عبداللہؓ بن جعفر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے جعفرؓ کے گھر والوں کو تین دن کی مہلت دی اور تشریف نہ لائے پھر ان کے ہاں تشریف لے گئے تو فرمایا "آج کے بعد میرے بھائی پر مت رود و پھر فرمایا "میرے لئے میرے بھتیجوں کو بلاؤ۔ پس ہمیں لایا

گیا گویا کہ ہم چوزے تھے۔ پھر فرمایا کہ میرے سر مونڈھنے والا بلاؤ پس اسے حکم دیا تو اس نے ہمارے سر مونڈھ دیئے (نسائی)

شرح: جعفرؓ بن ابی طالب غزوہ موتی میں بڑی شجاعت سے لڑتے ہوئے، علم اسلام ہاتھ میں لئے شہید ہو گئے تھے۔ دشمن نے میدان میں ان کے دونوں بازو یکے بعد دیگرے کاٹ دیئے تھے مگر انہوں نے جھنڈا نہیں گرنے دیا تھا عبداللہ بن جعفرؓ انہی کے بیٹے تھے۔ اس حدیث سے جہاں سر مونڈھنے کی اجازت نکلی وہاں یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ نوحہ اور بے صبری کے بغیر تین دن تک میت کا غم جائز ہے اور آنکھوں سے رونا بھی جائز ہے۔ یہ تین دن موت کی خبر ملنے سے شروع ہوتے ہیں۔

بَاب فِي الذُّؤَابَةِ (بچے کی زلف کا باب ۱۴)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَحْمَدُ كَانَ رَجُلًا صَالِحًا قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْقَزَعِ وَالْقَزَعُ أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَيُتْرَكَ بَعْضُ شَعْرِهِ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے قزع سے منع فرمایا اور قزع یہ ہے کہ بچے کا سر مونڈھ دیا جائے اور کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) گویا وہ جو بال چھوڑ دیئے جائیں انہیں ابوداؤد نے ذوابہ (زلف) سے تعبیر کیا ہے۔ اگلی حدیث میں یہی لفظ آرہا ہے۔

شرح: خطابی نے کہا کہ حدیث میں تو قزع کی تعبیر یہ آئی ہے مگر قزع کا اصل معنی یہ ہے کہ بکھرے ہوئے بادلوں کی مانند بچے کے سر سے کہیں کہیں سے بال کاٹ دیئے جائیں اور باقی چھوڑ دیئے جائیں اس میں فقہاء کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ الْقَزَعِ وَهُوَ أَنْ يُحْلَقَ رَأْسُ الصَّبِيِّ فَتُتْرَكَ لَهُ ذُؤَابَةٌ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے قزع سے منع فرمایا اور یہ ہے کہ بچے کا سر مونڈھا جائے اور اسکی ایک زلف چھوڑ دی جائے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ احْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوْ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی نے ایک بچہ دیکھا جس کے بال مونڈھ دیئے گئے تھے پس آپ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور کہا کہ سارا سر مونڈھ دو یا سارا چھوڑ دو (نسائی، مسلم)

بَاب مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ (اس کی رخصت کا باب ۱۵)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ لِي ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِي أُمِّي لَا أَجُزُّهَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُدُّهَا وَيَأْخُذُ بِهَا

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ میری ایک زلف تھی، میری ماں نے کہا کہ اسے کبھی مت کاٹنا کیونکہ رسول اللہ اسے

(پیار سے) کھینچتے اور پکڑتے تھے (اس سے صراحۃً یہ واضح نہیں ہو سکا کہ آیا انسؓ اس کے علاوہ سر کے دوسرے بال کٹواتے تھے اور اسے یونہی چھوڑ دیتے تھے یا سر کے سارے بال بڑھائے تھے بظاہر تو یہی پتہ چلتا ہے کہ صرف وہی زلف باقی رکھی گئی تھی جس پر رسول اللہ کا دست شفقت پڑا تھا۔ اس طرح یہ ایک خصوصیت سمجھی جائے گی یا پھر نہی کو جو اوپر گزری تنزیہی کہا جائے گا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي الْمُغِيرَةُ قَالَتْ وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَبَرَّكَ عَلَيْكَ وَقَالَ احْلِقُوا هَذَيْنِ أَوْ قُصُّوهُمَا فَإِنَّ هَذَا زِيُّ الْيَهُودِ

ترجمہ: حجاج بن حسان نے کہا کہ ہم انسؓ بن مالک کے پاس گئے۔ پس میری بہن مغیرہ نے مجھے بتایا کہ تو ان دنوں چھوٹا لڑکا تھا (اسی لیے صرف انسؓ کے پاس جانا یاد رہا اور کچھ نہیں) اور تیرے سر پر بالوں کے دو گچھے تھے یا دو چوٹیاں تھیں، پس انسؓ نے تیرا سر چھوا اور تجھے برکت دی اور کہا کہ ان دونوں کو مونڈھ دو یا کاٹ دو کیونکہ یہ یہود کا فیشن ہے (اس سے معلوم ہوا کہ انسؓ کے سر پر جو حضور کے مس کیے ہوئے بال تھے وہ ان کی خصوصیت تھی اور وہ ان کے سر پر دوسرے بال بھی بڑھاتے ہوں گے۔ ورنہ اگر صرف وہی بال رہنے دیتے اور باقی سر منڈوا دیتے تو جائز نہ ہوتا۔

بَابٌ فِي أَخْذِ الشَّارِبِ (مونچھوں کو کٹوانے کے بیان میں)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبِطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ اس حدیث کو رسول اللہ پہنچاتے تھے کہ "فطرت پانچ چیزیں ہیں یا یہ فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ ختنہ، موئے زیر ناف کا مونڈھنا، بغل سے نوچنا، ناخن کٹوانا اور مونچھیں کٹوانا (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔

شرح: فطرت سے مراد دین سنت ہے۔ بخاری کی روایت میں سنت کا لفظ ہے۔ ختنہ ابو حنیفہ اور مالکؒ کے نزدیک سنت اور شافعی کے ہاں واجب ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ حنفیہؒ کے نزدیک مذکر و مونث ہر دو کا ختنہ مسنون ہے۔ مونث کی بظر کی تھوڑی سی اوپری جلدی کاٹنا اصحاب حنفیہؒ کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ موئے زیر ناف کا مونڈھنا متفق علیہ سنت ہے۔ بغلوں کے بال اکھاڑنا بھی متفق علیہ سنت ہے۔ اسی طرح ناخن کٹوانا بھی، مونچھ اس قدر کاٹنا مسنون ہے جس سے اوپر کا ہونٹ ننگا ہو جائے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحَى

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مونچھوں کے مٹانے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم دیا (مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: احفاء کا معنی ہے کاٹنے میں مبالغہ کرنا۔ امام مالکؒ نے مونچھوں کو مٹانے کو مثلہ کہا ہے اور فقہائے کوفہ نے انھکو الشوارب کے لفظ اور مسلم کے لفظ احفوا الشوارب سے استدلال کر کے کہا ہے کہ مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کیا جائے۔ مالک نے کہا کہ احفاء سے مراد اس قدر مونچھیں کاٹ دینا ہے۔ جو ہونٹوں سے لمبی ہوں۔ طحاوی نے کہا کہ شافعی سے اس باب میں کوئی منصوص چیز

موجود نہیں اوران کے اصحاب مزنی اور ربیع جن کو ہم نے دیکھا ہے وہ مونچھیں کاٹنے میں مبالغہ کرتے تھے اور یہ اسی بات کی دلیل ہے کہ یہ چیز انہوں نے شافعی سے لی تھی۔ اشقر نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کو دیکھا کہ مونچھیں کاٹنے میں شدت اختیار کرتے تھے اور اسی کو سنت کہتے تھے۔ بعض فقہاء نے احادیث کو اس طرح جمع کیا ہے کہ مونچھیں کٹوائی جائیں اوران کے اطراف کو مٹادیا جائے۔

اعضاء کا معنی بڑھانا اور لمبا کرنا ہے۔ غزالی نے لکھا ہے کہ داڑھی کی زائد مقدار میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ مٹھی بھر سے زائد کو کاٹنے میں حرج نہیں ہے۔ ابن عمرؓ اوران کے بعد تابعین کی ایک جماعت ایسا ہی کرتی تھی شعبی ابن سیرین حسن اور قتادہ نے اس کو مستحسن جانا ہے۔ غزالی نے کہا ہے کہ داڑھی کا حد سے زیادہ بڑھانا بعض دفعہ شکل صورت کو بگاڑ دیتا ہے۔ نوویؒ نے کہا ہے کہ اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے حدیث کا منشاء یہی ہے۔ ترمذی کی حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ''کہ رسول اللہ طول وعرض میں داڑھی کو کاٹ دیتے تھے۔ ضعیف الاسناد ہے۔ ابروجب لمبے ہوجائیں تو حسن بصریؒ اوراحمد بن حنبلؒ سے ان کا قطع کردینا ثابت ہے۔ (ابن رسلان)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الدَّقِيقِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ وَقَّتَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلْقَ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمَ الْأَظْفَارِ وَقَصَّ الشَّارِبِ وَنَتْفَ الْإِبِطِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا مَرَّةً قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ أَنَسٍ لَمْ يَذْكُرْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وُقِّتَ لَنَا وَهَذَا أَصَحُّ

ترجمہ: انسؓ بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے ہمارے لئے موئے زیر ناف کے مونڈھنے ناخن کاٹنے، مونچھیں کاٹنے اور بغلیں اکھاڑنے کی مدت چالیس دن میں ایک بار ٹھہرائی تھی (مسلم، ترمذی)

شرح: مولاناؒ نے فرمایا ہے کہ جو بال اتارنے کا حکم ہے وہ چاہے مونڈھے جائیں اکھاڑے جائیں یا نورہ (پاؤڈر وغیرہ) سے زائل کئے جائیں جائز ہے مرد کے لئے مونڈھنا افضل ہے مگر عورت کے لئے نہیں وہ کسی طرح بھی ازالہ کرے۔ اسی طرح ناخن چاہے کسی طرح بھی اتار دیئے جائیں جائز ہے۔ مرد کے دن کی مدت زیادہ سے زیادہ ہے۔ اس سے کم ہو تو افضل ہے۔ ابوداؤد نے اس کی دوسری روایت میں جو انسؓ سے ہے کہا کہ راوی نے نبی کا ذکر نہیں کیا اور کہا ''وقت لنا ہمارے لئے وقت کی حد بندی کردی گئی'' اور یہ صحیح تر روایت ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَقَرَأَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ عَلَى أَبِي الزُّبَيْرِ وَرَوَاهُ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ قَالَ أَبُو دَاوُد الِاسْتِحْدَادُ حَلْقُ الْعَانَةِ

ترجمہ: جابرؓ نے کہا کہ ہم لوگ مونچھوں کے دائیں بائیں اطراف کو بڑھاتے تھے مگر حج اور عمرہ میں نہیں بلکہ ان میں سبال بھی کاٹ کر کم کردیتے تھے۔ سبال مونچھوں کے دو اطراف ہیں جو دائیں بائیں کو داڑھی کی طرف بڑھتے ہیں) ابوداؤد نے کہا کہ استحداد کا معنی ہے۔ موئے زیر ناف کو مونڈھنا۔

بَابٌ فِي نَتْفِ الشَّيْبِ (سفید بال اکھاڑنے کا باب ۱۷)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْمَعْنَى عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ قَالَ عَنْ سُفْيَانَ إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يَحْيَى إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "سفید بال مت اکھاڑو جو مسلم حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے تو وہ سفیدی اس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گی' یہ سفیان کے لفظ ہیں یحیٰی کی حدیث میں ہے کہ مگر اللہ اس کے لئے اس سفیدی کے باعث نیکی لکھے گا اور برائی کم کرے گا (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' مسلم' نے اسے انسؓ سے روایت کیا ہے)

شرح: اس باب میں سر' داڑھی اور مونچھ کا کوئی فرق نہیں ہے۔

بَابٌ فِي الْخِضَابِ (خضاب کا باب ۱۸)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ اس حدیث کو نبی تک پہنچاتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے پس تم ان کی مخالفت کرو (بخاری' مسلم' نسائی' ابن ماجہ' ترمذی' گویا خضاب کا امر فرمایا' لیکن یہ امر بقول نووی استحباب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوا هَذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ

ترجمہ: جابرؓ بن عبداللہ نے کہا کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کو لایا گیا اور اس کا سر سفیدی کے باعث ثغامہ کی مانند تھا۔ پس رسول اللہ نے فرمایا "اسے کسی چیز کے ساتھ بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو (مسلم' نسائی' ابن ماجہ)

شرح: ابو قحافہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد کی کنیت تھی۔ انہیں حضور کے پاس بیعت کے لئے لایا گیا تھا۔ ثغامہ ایک پودے کا نام تھا جس کے پھول اور پھل نہایت سفید ہوتا تھا۔ سر کی سفیدی کو اس کے ساتھ تشبیہ کی دی گئی ہے۔ سیاہ رنگ کا خضاب کرنے کی ممانعت کے بارے میں اختلاف ہے۔ غزالی' بغوی اور دوسرے علماء کا قول ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ نوویؒ نے صحیح اسے قرار دیا ہے کہ یہ ممانعت تحریم کے لئے ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں بہت سے صحابہ و تابعین کے متعلق جن میں حضرات حسنؓ و حسینؓ شامل ہیں لکھا ہے کہ وہ کالا خضاب کرتے تھے اسی قسم کی روایات مصنف عبدالرزاق میں بھی موجود ہیں اس بناء پر کالے خضاب کی ممانعت ابو قحافہ سے خاص ہو گی کیونکہ وہ بہت بوڑھے تھے۔ ایسا آدمی اگر کالا خضاب لگائے تو اچھا خاصہ مذاق کا سامان بن جاتا ہے۔ علماء نے جہاد میں کالے خضاب کی صریح اجازت دی ہے۔ اگلی حدیث میں حناء اور وسمہ کے خضاب کا حکم ہے۔ انہیں ملا کر خضاب کریں تو رنگ سیاہی مائل سرخ ہوتا ہے۔ سیاہ خضاب کرنا مکروہ تحریمی ہے سوائے جہاد کے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ هَذَا الشَّيْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ

ترجمہ: ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "سفید بالوں کی تبدیلی کے لئے بہترین چیز مہندی اور وسمہ ہے (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے) خطابی کا قول ہے کہ شاید دونوں چیزوں کا الگ الگ استعمال مراد ہے۔ مگر اس شاید کی کوئی دلیل نہیں ہے' کیونکہ مہندی کو جب وسمہ کے ساتھ ملا کر لگائیں تو رنگ کالا ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ کتم وسمہ کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔

شرح: بخاری کے مطابق ابو بکر صدیقؓ نے حناء اور وسمہ کا خضاب کیا تھا۔ بظاہر حدیث میں دونوں کو ملا کر استعمال کرنا فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ إِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِيَادُ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ ذُو وَفْرَةٍ بِهَا رَدْعُ حِنَّاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ

ترجمہ: ابو رمثہ نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی کی طرف گیا تو دیکھا کہ آپ کے بال کانوں تک تھے ان میں مہندی کا نشان تھا اور آپ پر دو سبز چادریں تھیں۔ (حضور کے سر اور داڑھی مبارک کے معدودے چند بال سفید ہوئے تھے' یہ ان کے متعلق ہے کہ انہیں مہندی لگائی گئی تھی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبْجَرَ عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ فَقَالَ لَهُ أَبِي أَرِنِي هَذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ فَإِنِّي رَجُلٌ طَبِيبٌ قَالَ اللَّهُ الطَّبِيبُ بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ طَبِيبُهَا الَّذِي خَلَقَهَا

ترجمہ: ابو رمثہ سے وہی روایت جس کی دوسری سند کے مطابق "پس آپ سے میرے باپ نے کہا کہ مجھے یہ چیز دکھایئے جو آپ کی پشت پر ہے (یعنی مہر نبوت) اس نے شاید اسے کوئی گلٹی یا رسولی سمجھا تھا کیونکہ میں ایک طبیب آدمی ہوں حضور نے فرمایا اللہ ہی طبیب ہے یعنی حقیقی معالج وہی ہے جس کے ہاتھ میں شفاء ہے۔ بلکہ تو ایک رفیق آدمی ہے جو مریضوں سے شفقت و لطف سے پیش آتا ہے) اس کا طبیب وہی ہے جس نے اسے پیدا فرمایا۔ ترمذی' نسائی) یعنی تو غلطی سے اسے بیماری سمجھ بیٹھا ہے یہ نشان قدرت ہے۔

شرح: طبیب کا لفظی معنی معاملات کے ماہر اور عارف ہے' طبیب کو اس بناء پر یہ نام ملا کہ وہ امراض اور علاج پر نگاہ رکھتا ہے مگر بیماری اور شفاء دراصل اللہ کے ہاتھ میں ہے لہذا حقیقی اور اصلی طبیب وہی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَبِي فَقَالَ لِرَجُلٍ أَوْ لِأَبِيهِ مَنْ هَذَا قَالَ ابْنِي قَالَ لَا تَجْنِي عَلَيْهِ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ

ترجمہ: ابو رمثہؓ نے کہا کہ میں اور میرا باپ نبی کے پاس گئے۔ پس حضور نے ایک آدمی سے یا ابو رمثہؓ کے باپ سے فرمایا "یہ کون ہے؟ اس نے کہا میرا بیٹا ہے۔ حضور نے فرمایا "تیرے گناہ میں یہ نہیں پکڑا جائے گا اور اس وقت حضور نے اپنی داڑھی پر مہندی لیتھڑی ہوئی تھی (پچھلا حوالہ) ایک روایت میں ہے کہ "تیرے گناہ میں اور تو اس کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا اور مہندی لگانے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اتنی جگہ پر لگا رکھی تھی جہاں سفید بال تھے مثلاً کنپٹیاں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَخْضِبْ وَلَكِنْ قَدْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

ترجمہ: حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ آیا رسول اللہ نے خضاب لگایا تھا تو انہوں نے کہا کہ نہیں ہاں ابو بکر عمرؓ نے خضاب لگایا تھا

(بخاری' مگر اس میں ابو بکرو عمرؓ کاذکر نہیں ہے مسلم میں ہے کہ ابو بکرؓ نے مہندی اور وسمے کا خضاب لگایا تھا اور عمرؓ نے صرف مہندی کا)۔

شرح: ابو رمثہؓ کی حدیث میں حضور کا مہندی لگانا ثابت ہوا ہے اور اس نے عین اس حالت میں آپ کو دیکھا جبکہ مہندی لگی ہوئی تھی مگر انسؓ کی حدیث میں اس کی نفی آگئی ہے۔ حدیث انسؓ کا معنی یا تو یہ ہے کہ حضور نے ساری داڑھی پر خضاب نہیں کیا کیونکہ بہت کم سفید تھے۔ صرف ان سفید بالوں والی جگہ پر مہندی لگائی تھی۔ زیادہ بہتر تاویل یہ ہے کہ حضور نے اکثر اوقات میں خضاب نہیں لگایا پس کبھی کبھار کیا تھا۔ انسؓ نے جو دیکھا اس کی روایت کی اور وہ ٹھیک ہے۔ (واللہ اعلم)

بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ الصُّفْرَةِ (زرد خضاب کا باب ۱۹)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ أَبُو سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَيُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی صاف کھال کے جوتے پہنا کرتے تھے اور اپنی داڑھی کو ورس اور زعفران کے ساتھ زرد کرتے تھے اور ابن عمرؓ بھی ایسا کرتا تھا (نسائی) صحیحین کی حدیث میں ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ بالوں کو رنگتے تھے اور بعض اوقات میں ہے کہ حضور کپڑوں کو زرد رنگ کرتے تھے۔ ورس یمن کی ایک بوٹی کا نام ہے۔ اس سے زرد رنگ نکلتا ہے۔ زعفران سے کپڑے رنگنے کی ممانعت احادیث سے ثابت ہے پس لازماً مراد یہی ہے کہ داڑھی یا سر کے بال رنگتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب سبتی جوتی سے مراد وہ گائے بیل کی کمائی ہوئی اور بال اتری ہوئی کھال کی جوتی ہے سبت کا معنی مونڈھنا اور دور کرنا ہے اس کے بال دور کئے گئے اس لئے اسے سبتی کہا گیا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا أَحْسَنَ هَذَا قَالَ فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا قَالَ فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَّبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا كُلِّهِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک مرد رسول اللہ کے پاس سے گزرا جس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا تھا' حضور نے فرمایا یہ کتنا اچھا ہے! پھر دوسرا گزرا جس نے مہندی اور وسمہ کی خضاب کیا ہوا تھا حضور نے فرمایا یہ اس سے بہتر ہے۔ پھر تیسرا آدمی گزرا جس نے زرد خضاب کیا ہوا تھا' آپ نے فرمایا "یہ سب سے اچھا ہے (ابن ماجہ) ان احادیث میں مہندی اور وسمہ کا ذکر اکٹھا آرہا ہے۔ لہٰذا ان دونوں کا اجتماع ہی مراد ہو سکتا ہے پہلے گزر چکا ہے کہ دونوں کو ملایا جائے تو سیاسی مائل سرخ رنگ نکلتا ہے بلکہ بقول خطابی سیاہ ہو جاتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خِضَابِ السَّوَادِ (سیاہ خضاب کا باب ۲۰)

حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ آخری زمانے میں ایک قوم ہو گی جو کالا خضاب کرے گی کبوتروں

کے سینوں کی طرح، وہ جنت کی ہوا نہ پائیں گے۔ (نسائی) اس حدیث سے خالص کالے خضاب کی ممانعت نکلی اور اس کی تاویل وہ ہونی مشکل ہے جو ابو قحافہؓ والے واقعہ میں گزری یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ کسی غیر مسلم قوم کا ذکر ہے۔ یا ہے تو مسلمانوں کا مگر کالا خضاب بطور حرمت نہیں بیان ہو رہا ہے بلکہ بطور علامت بیان ہوا ہے۔ مگر بہر حال یہ تاویل ہی ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ یہ بطور فیشن یا بطور لہو و لعب یا کسی باطل غرض سے کرنے والوں کا ذکر ہے کیونکہ جہاد کی ضرورت سے تو کالا خضاب لگانا اوپر گزر چکا کہ مباح ہے طبقات ابن سعد میں بہت سے صحابہ و تابعین کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کالا خضاب کرتے تھے۔ اب ان میں سے ہر ایک روایت کو تو باطل نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ ماننا پڑے گا کہ اس باب میں روایات متضاد ہو گئی ہیں واللہ اعلم بالصواب مہندی اور وسمہ ملا کر لگایا جائے تو ان کا رنگ بھی تقریبا کالا نکل آتا ہے اور ان کا ذکر بلکہ امر تو صحاح میں گزر چکا ہے اس کی مکمل تحقیق اصلاح الرسوم میں دیکھئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الِانْتِفَاعِ بِالْعَاجِ (عاج سے نفع اٹھانے کا باب ۲۱)

عاج سے مراد یا تو ہاتھی کا دانت ہے جو امام شافعی کے نزدیک ایک قول میں نجس ایک میں طاہر ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک طاہر ہے اور شافعی کا دوسرا قول بھی یہی ہے۔ عاج بحری جانوروں کی ہڈی کو بھی کہتے ہیں بالخصوص بحری کچھوے کی پشت کی ہڈی جس کے کنگن بنتے ہیں۔ عصب ایک بحری جانور کا دانت ہوتا ہے جس کے منکوں کا ہار پروتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ حُمَيْدٍ الشَّامِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْمُنَبِّهِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرُ عَهْدِهِ بِإِنْسَانٍ مِنْ أَهْلِهِ فَاطِمَةَ وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةَ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ لَهُ وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا أَوْ سِتْرًا عَلَى بَابِهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ فَظَنَّتْ أَنَّ مَا مَنَعَهُ أَنْ يَدْخُلَ مَا رَأَى فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّكَتِ الْقُلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَّعَتْهُ بَيْنَهُمَا فَانْطَلَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَبْكِيَانِ فَأَخَذَهُ مِنْهُمَا وَقَالَ يَا ثَوْبَانُ اذْهَبْ بِهَذَا إِلَى آلِ فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِالْمَدِينَةِ إِنَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي أَكْرَهُ أَنْ يَأْكُلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا يَا ثَوْبَانُ اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ

ترجمہ: رسول اللہ کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ نے کہا کہ حضور سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں فاطمہؓ سے ملتے اور واپس ہوتے تو سب سے پہلے فاطمہؓ سے ملتے۔ پس آپ ایک جنگ سے واپس ہوئے تو فاطمہؓ نے اپنے دروازے پر ایک اونی کپڑا یا پردہ لٹکایا اور حسنؓ اور حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ آپ تشریف لائے تو اندر داخل نہ ہوئے پس فاطمہؓ سمجھ گئیں کہ آپ کس چیز کو دیکھ کر گھر میں داخل نہیں ہوئے۔ پس انہوں نے وہ پردہ پھاڑ ڈالا اور بچوں کے کنگن بھی ہاتھوں سے نکال دیئے اور ان کے ٹکڑے کر دیئے وہ دونوں بچے روتے ہوئے رسول اللہ کی طرف گئے تو آپ نے وہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے ان سے لے لئے اور فرمایا اے ثوبانؓ! یہ چاندی مدینہ کے فلاں گھر میں لے جاؤ اور انہیں دے دو یہ میرے گھر والے ہیں۔ میں ناپسند کرتا ہوں کہ یہ اپنی پاکیزہ چیزیں دنیوی زندگی میں کھالیں۔ اے ثوبانؓ فاطمہؓ کے لئے منکوں کا ایک ہار اور عاج کے دو کنگن خرید لاؤ۔ (معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنے دو کنگن بچوں کو پہنا دیئے تھے اور حضور کی ناپسندیدگی دیکھ کر انہیں توڑ ڈالا تھا۔ اب ان کے بدلے میں منکوں کا ہار اور عاج کے کنگن منگوائے گئے۔ (آخر کتاب الترجل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْخَاتَمِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ (انگوٹھی بنوانے کا باب ۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّوَاسِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى بَعْضِ الْأَعَاجِمِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا بِخَاتَمٍ فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ نے بعض اہل عجم کو خط لکھوانا چاہا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ صرف وہی خط پڑھتے ہیں جس پر مہر ہو۔ پس آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ کے لفظ کھدوائے (بخاری' ترمذی' نسائی' مسلم' ابن ماجہ)

شرح: بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب آپ نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کو خط لکھوانے کا ارادہ کیا۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ زَادَ فَكَانَ فِي يَدِهِ حَتَّى قُبِضَ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ وَفِي يَدِ عُمَرَ حَتَّى قُبِضَ وَفِي يَدِ عُثْمَانَ فَبَيْنَمَا هُوَ عِنْدَ بِئْرٍ إِذْ سَقَطَ فِي الْبِئْرِ فَأَمَرَ بِهَا فَنُزِحَتْ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ

ترجمہ: انسؓ کی گذشتہ حدیث کی دوسری روایت اس میں یہ لفظ زائد ہیں کہ "وہ انگوٹھی حضور کے ہاتھ میں تھی حتی کہ آپ کی وفات ہو گئی اور ابو بکرؓ کے ہاتھ میں تھی حتی کہ ان کی وفات ہو گئی اور عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی کہ ان کی وفات ہو گئی اور عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی پھر اس اثناء میں کہ وہ ایک کنویں کے پاس تھے اچانک وہ کنویں میں گر گئی' حضرت عثمانؓ نے حکم دے کر اس کا پانی نکلوایا مگر وہ انگوٹھی نہ مل سکی (آگے آتا ہے کہ وہ اریس نامی کنویں میں گری تھی)۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَرِقٍ فَصُّهُ حَبَشِيٌّ

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ نبی کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی (طرز کا) تھا (بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی) (نگینہ حبشی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بناوٹ حبشی تھی۔ یا رنگ سیاہ تھا' یا نیچے چاندی اور اوپر حبشی عقیق یا منکے کا نگینہ تھا)۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهُ فَصُّهُ مِنْهُ

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ نبی کی انگوٹھی ساری چاندی کی تھی' اس کا نگینہ بھی اسی میں سے تھا (بخاری' ترمذی' نسائی' یعنی نگینہ) حبشی انداز کا تھا مگر چاندی کا یہ کوئی اور انگوٹھی ہو گی۔

حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِمَ الذَّهَبِ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ

وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ لَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ ثُمَّ لَبِسَهُ بَعْدَهُ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا تو اور لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ جب حضور نے دیکھا تو آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا "میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔ پھر آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا پھر آپ کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابو بکرؓ نے پہنی پھر ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے پہنی پھر عثمانؓ نے پہنی حتی کہ وہ اریس نامی کنویں میں گر گئی (بخاری، مسلم)۔

شرح: اس حدیث سے وضاحت ہوگئی کہ سونے کی انگوٹھی پہلے بنوائی تھی جبکہ سونے کی حرمت نہ آئی تھی۔ جب سونا حرام ہو گیا تو اسے ہاتھ سے اتار دیا۔ پھینکنے کا مطلب یہ نہیں کہ اسے گھورے پر پھینک دیا تھا۔ بلکہ یہ کہ اسے ہاتھ سے اتار دیا اور پھر نہ پہنا۔ اریس کا کنواں قباء کے قریب ایک باغ میں تھا۔ بظاہر تو یہی معلوم ہو تا کہ انگوٹھی کے نگینے پر جو محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ تھے یہ الٹے ہوں گے تاکہ نقش کرنے میں سیدھے آئیں۔ بعض نے کہا کہ الفاظ سیدھے تھے اور ان کا نقش بطور معجزہ سیدھا تھا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ فِي هَذَا الْخَبَرِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشُ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هَذَا ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے اسی حدیث میں نبی سے مروی ہے کہ پس اس میں محمد رسول اللہ نقش کرایا اور فرمایا میری اس انگوٹھی جیسی کوئی اور نہ بنائے الخ (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اس ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ اور شخص سرے سے انگوٹھی ہی نہ بنائے کیونکہ آپ کی انگوٹھی تو ایک شرعی وانتظامی ضرورت کی غرض سے تھی کسی اور کو یہ حاجت نہ تھی یا یہ مطلب ہے کہ کوئی انگوٹھی پر اس قسم کے الفاظ (مسنون جان کر) کندہ نہ کرائے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ بِهَذَا الْخَبَرِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَاتَّخَذَ عُثْمَانُ خَاتَمًا وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ أَوْ يَتَخَتَّمُ بِهِ

ترجمہ: ابن عمرؓ کی وہی حدیث ایک اور سند کے ساتھ اس میں ہے کہ گم ہونے کے بعد لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ ملی یہ حضرت عثمانؓ نے ایک اور انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ کروائے ابن عمرؓ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ اسکے ساتھ مہر لگاتے تھے یا اسے پہنتے تھے (نسائی)

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْخَاتَمِ (انگوٹھی ترک کرنے کا باب ۲)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا فَصَنَعَ النَّاسُ فَلَبِسُوا وَطَرَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَرَحَ النَّاسُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ عَنْ

الزُّهْرِيِّ زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ وَشُعَيْبُ وَابْنُ مُسَافِرٍ كُلُّهُمْ قَالَ مِنْ وَرِق

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انہوں نے چاندی کی انگوٹھی کو رسولؐ اللہ کے ہاتھ میں ایک ہی دن دیکھا پھر لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہن لیں اور نبی اسے نکال پھینکا تو لوگوں نے بھی نکال دیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ زہری زیاد بن سعد اور شعیب ابن مسافر نے روایت کی سب نے کہا "چاندی کی (اصل حدیث بخاری، مسلم اور نسائی میں آئی ہے۔

شرح: قرطبی نے کہا کہ ابن شہاب زہری کی اس روایت میں انسؓ سے کی ہے ابن شہاب نے وہم کیا ہے تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں۔ یہ واقعہ سونے کی انگوٹھی میں پیش آیا تھا۔ نوویؒ نے یہ احتمال بیان کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کو اتار دیا اور چاندی کی بنوالی تو شاید لوگوں نے بھی اس کی پیروی میں ایسا ہی کیا ہوگا (اور بعد میں خصوصیت کا علم ہوا ہوگا۔ جیسا کہ اوپر بعض احادیث میں گزرا ہے کہ حضور نے اپنی انگوٹھی جیسی انگوٹھی یا اس جیسا نقش بنوانے سے منع فرمایا تھا حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ابوداؤد کی عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ زہری سے غلطی کو منسوب کرنے کے بجائے کسی راوی پر وہم کا الزام رکھنا چاہتے ہیں مگر محدثین نے اس میں زہری کی غلطی تسلیم کی ہے کہ اس روایت میں اس نے چاندی کی انگوٹھی کو پھینکنے کا ذکر کیا حالانکہ بہت سی احادیث بتاتی ہیں کہ پھینکی جانے والی انگوٹھی سونے کی تھی نہ کہ چاندی کی ممکن ہے اس روایت میں ایسا اختصار واقع ہو گیا ہو کہ جس سے مطلب خبط ہو گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الذَّهَبِ (سونے کی انگوٹھی کا باب ۳)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ بْنَ الرَّبِيعِ يُحَدِّثُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ الصُّفْرَةَ يَعْنِي الْخَلُوقَ وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْإِزَارِ وَالتَّخَتُّمَ بِالذَّهَبِ وَالتَّبَرُّجَ بِالزِّينَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا وَالضَّرْبَ بِالْكِعَابِ وَالرُّقَى إِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ وَعَزْلَ الْمَاءِ لِغَيْرِ أَوْ غَيْرِ مَحَلِّهِ أَوْ عَنْ مَحَلِّهِ وَفَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهِ

ترجمہ: ابن مسعودؓ کہتے تھے کہ نبی دس باتوں کو ناپسند فرماتے تھے زردی یعنی خلوق سفید بالوں کو تبدیل کرنا ازار کو لٹکانا سونے کی انگوٹھی پہننا بے محل زینت کا کھلا اظہار کرنا۔ نرد اور شطرنج کھیلنا معوذات کے سوا کسی اور چیز سے جھاڑ پھونک کرنا منکے گلے میں لٹکانا، بے مقصد عزل کرنا بچے کو (رضاعت میں) فاسد کرنا مگر آخری چیز کو حرام نہ ٹھہراتے تھے (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں اہل بصرہ منفرد ہیں واللہ اعلم۔

شرح: ان میں سے ہر چیز کی شرح اپنے اپنے محل پر گزری، خلوق وہ مخلوط رنگ دار خوشبو ہے جو عورتوں کے ساتھ مخصوص تھی اس لئے مردوں کو اس کا استعمال مکروہ جانا گیا۔ سفید بالوں کو خالص سیاہ خضاب لگانا ناپسند فرمایا گیا، ازار لٹکانے کی حد گزر چکی ہے کہ ازراہ تکبر گٹوں سے نیچے اسے لٹکایا یا سمیٹ پر گھسیٹا جائے سونا پہننا مردوں پر حرام ہے۔ زینت کا ازراہ تکبر و تفاخر بے ضرورت اور بے جواز اظہار عیاش لوگوں کا شیوہ ہے لہذا اسے ناپسند فرمایا گیا نرد اور شطرنج مطلقاً مکروہ ہے اور بطور قمار حرام قطعی قرآن وحدیث اور ادعیہ کے علاوہ مشرکانہ غیر مفہوم عبارتوں سے دم کرنا یا ان کا تعویذ باندھنا حرام ہے۔ تمائم تمیمہ کی جمع

ہے اور اہل عرب انہیں حفاظت کا ذریعہ جان کر یا بطور زینت بچوں کے گلے میں ڈالتے تھے۔ یہ منکے ہوتے تھے۔ خراب عقیدے یا نیت سے یہ حرام ہے۔ محض زینت کے لئے مکروہ ہے۔ بے محل عزل سے مراد یہ ہے کہ نطفہ حیات گرانا مطلوب تھا اس کے علاوہ کسی اور جگہ مثلاً زمین پر گرایا جائے اس کی بعض صورتیں حرام اور بعض مکروہ ہیں۔ دودھ پیتے بچے کی ماں سے جماع کرنا اس لئے مکروہ ہے کہ اگر حمل ہو جائے تو دودھ فاسد ہو جاتا ہے اور بچے کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس کی کراہت تنزیہی ہے۔ عورت کے لئے اپنے خاوند کے علاوہ کسی اور کے لئے زینت کرنا اور غیروں کے سامنے جسم کے محاسن ظاہر کرنا' بن ٹھن کر نکلنا وغیرہ سب حرام ہے۔ جیسا کہ اس سے قبل کتاب اللباس کی احادیث کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خَاتَمِ الْحَدِيدِ (لوہے کی انگوٹھی کا باب ٤)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَعْنَى أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أَبِي طَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ فَقَالَ لَهُ مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ قَالَ اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا وَلَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يَقُلْ الْحَسَنُ السُّلَمِيَّ الْمَرْوَزِيَّ

ترجمہ: بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرد رسول اللہ کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں تانبے (یا چھوٹے سونے) کی انگوٹھی تھی۔ حضور نے اس سے فرمایا "کیا وجہ ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بدبو پاتا ہوں۔ پس اس نے وہ انگوٹھی اتار پھینکی پھر آیا تو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ تو حضور نے فرمایا کیا سبب ہے کہ میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ پس اس نے وہ بھی اتار پھینکی اور کہا یا رسول اللہ میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ حضور نے فرمایا کہ چاندی کی بنوالو مگر ایک مثقال سے کم رکھنا (ترمذی نسائی)۔

شرح: حضور نے لوہے کی انگوٹھی کو اہل جہنم کا زیور فرمایا کیونکہ ان کی زنجیریں اور طوق لوہے کے ہوں گے یہ بعض کفار کا فیشن تھا اور کفار جہنمی ہیں۔ حضور نے لوہے کی بدبو کے باعث اسے ناپسند فرمایا تھا۔ رہا تانبے گلٹ یا مصنوعی سونے کا معاملہ' سو اس میں ایک خاص بدبو بھی ہوتی ہے اور بعض بت اسی دھات کے بنے ہوئے تھے۔ مشرکین ہند کے بعض بت کو بھی ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اسی قسم کی دھاتوں سے بنائے گئے ہیں۔ بغوی نے کہا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کی کراہت تنزیہی ہے کیونکہ حضور نے ایک شخص سے کسی عورت کے حق مہر کے بارے میں فرمایا تھا "تلاش کرو گو لوہے کی انگوٹھی ہو۔ لیکن بغوی کی دلیل تام نہیں ہے کیونکہ اول تو زیور عورت کے لئے ہوتا ہے اور حضور نے بھی عورت کے حق مہر میں یہ فرمایا تھا علاوہ ازیں لوہے کے زیور نہیں بنا کرتے لہٰذا یہ بات حضور نے تاکید واصرار کے رنگ میں بطور مبالغہ فرمائی تھی۔ اس قسم کے محاورات ہر زبان میں شائع وذائع ہیں۔ عبداللہ بن مسلم راوی متکلم فیہ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَزِيَادُ بْنُ يَحْيَى وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالُوا حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَبُو عَتَّابٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ نُوحُ بْنُ رَبِيعَةَ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَيْقِيبِ وَجَدُّهُ مِنْ قِبَلِ أُمِّهِ أَبُو ذُبَابٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيدٍ مَلْوِيٌّ عَلَيْهِ فِضَّةٌ

قَالَ فَرُبَّمَا كَانَ فِي يَدِهِ قَالَ وَكَانَ الْمُعَيْقِيبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ابوذباب کے نانا (معیقیبؓ) نے کہا کہ رسول اللہ کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی معیقیبؓ نے کہا کہ بعض دفعہ وہ میرے ہاتھ میں ہوتی تھی ابوذباب نے کہا کہ معیقیب رسول اللہ کی انگوٹھی کا محافظ و نگران تھا (نسائی)۔

شرح: یہی وہ انگوٹھی تھی جس کے متعلق انسؓ اور ابن عمرؓ کی احادیث میں گزرا کہ وہ چاندی کی تھی۔ یہ خالص لوہے یا چاندی کی نہ تھی بلکہ لوہے پر چاندی چڑھائی گئی تھی لہذا خالص لوہا نہ رہا جس کی کراہت گزشتہ حدیث میں گزری حافظ ابن تیمیہؒ نے معیقیبؓ کے متعلق منہاج السنۃ میں لکھا ہے۔ کہ حضور نے اس سے فرمایا تھا۔ "انت منی وانا منک" تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں اس ارشاد کا منشاء شدت تعلق و محبت کا اظہار تھا۔ بعض اور بزرگوں کے متعلق بھی اس قسم کے الفاظ وارد ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اللَّهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَاذْكُرْ بِالْهِدَايَةِ هِدَايَةَ الطَّرِيقِ وَاذْكُرْ بِالسَّدَادِ تَسْدِيدَكَ السَّهْمَ قَالَ وَنَهَانِي أَنْ أَضَعَ الْخَاتَمَ فِي هَذِهِ أَوْ فِي هَذِهِ لِلسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى شَكَّ عَاصِمٌ وَنَهَانِي عَنْ الْقَسِّيَّةِ وَالْمِيثَرَةِ قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَقُلْنَا لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ تَأْتِينَا مِنْ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُجِّ قَالَ وَالْمِيثَرَةُ شَيْءٌ كَانَتْ تَصْنَعُهُ النِّسَاءُ لِبُعُولَتِهِنَّ

ترجمہ: حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا "تو کہہ اے اللہ مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھ" اور ہدایت سے مراد اپنے جی میں راستے کی ہدایت ہے اور سداد سے مراد اپنے جی میں اسی طرح سوچ جس طرح تو تیر کو سیدھا کرتا ہے۔ علیؓ نے کہا اور حضور نے اس بات سے منع فرمایا کہ ایسی انگوٹھی اپنی اس انگلی میں یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں رکھوں، شک عاصم راوی کو ہے اور حضور نے مجھے قسی اور مشیرہ سے منع فرمایا ابوھریرہؓ نے کہا کہ ہم نے علیؓ سے پوچھا کہ قسی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ شام یا مصر سے آنے والے کپڑے تھے جن پر نارانگی کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور مشیرہ ایک چیز تھی جسے عورتیں اپنے خاوندوں کے لئے بناتی تھیں (بخاری، مسلم، نسائی) ترمذی، ابن ماجہ)۔

شرح: خطابی نے کہا ہدایۃ الطریق کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنگل اور صحرا کا مسافر بھٹک جانے کے اندیشے کی بناء پر راستے پر چلتا ہے اور اسے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا اور اس طرح وہ صحیح و سلامت نکل جاتا ہے، اس لیے حضور نے فرمایا کہ جب اللہ سے ہدایت مانگو تو سیدھی راہ پر چلنے کا تصور ذہن میں جماؤ، اور جس طرح سیدھی راہ کو تلاش کرنے اور اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہو اس طرح اسلام کی ہدایت پر قائم رہو اور یہ جو فرمایا کہ سداد سے تیر کو سیدھا کرنا ذہن میں رکھو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تیر چلانے والا تیر چلاتا ہے تو ہدف پر نشانہ باندھتا ہے تیر کو سیدھا رکھتا ہے اور اسے ٹھیک طور پر چلاتا ہے تاکہ مطلب حاصل ہو سکے وہ دائیں بائیں کو نگاہ نہیں پھیرتا نہ تیر کو ادھر ادھر موڑتا ہے۔ پس سیدھی راہ کی توفیق مانگتے وقت یہ چیزیں ذہن میں رکھو قسی ریشمیں کپڑے ہوتے ہیں اور میاثر عیاش لوگوں کے پر تکلف سامان آرائش مثلاً گاؤ تکیئے اور قالین وغیرہ ہیں۔ کتاب اللباس میں اس پر بحث ہو چکی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّخَتُّمِ فِي الْيَمِينِ أَوْ الْيَسَارِ

(دائیں یا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا باب ٥)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَرِيكٌ و أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ

ترجمہ: علیؓ سے روایت ہے اور دوسرے طریق سے یہ روایت مرسل ہے کہ نبی اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (ترمذی' نسائی) حاشیے پر لکھا ہے کہ ابوداوٗد اس حدیث کو پہلے نہیں پڑھتے تھے بعد میں پڑھنے لگے تھے (انگوٹھی پہننے کی انگلی دائیں ہاتھ کی چھنگلی ہے)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ وَكَانَ فَصُّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ ابْنُ إِسْحَقَ وَأُسَامَةُ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ بِإِسْنَادِهِ فِي يَمِينِهِ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ اندر کو ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا ابوداوٗد نے کہا کہ ابن اسحاق اور اسامہ بن زید کی روایت جو نافع سے ہے اس میں دائیں ہاتھ میں پہننے کا ذکر ہے۔

شرح: فتح الودود میں ہے کہ رسول اللہ سے دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا ثابت ہے پس بعض علماء کے نزدیک دونوں صورتیں جائز ہیں مگر دائیں میں افضل ہے۔ بعض نے کہا کہ دائیں میں پہننا منسوخ ہو چکا ہے۔ مگر یہ بعض ضعیف روایات میں جائز ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ علماء احناف نے اہل بدعت' روافض وغیرہم کا شعار ہونے کی وجہ سے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کو مکروہ جانا ہے کیونکہ ہوا پرستوں اور بدعتیوں سے تشبہ جائز نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادُ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِي يَدِهِ الْيُسْرَى

ترجمہ: نافع نے کہا کہ ابن عمرؓ اپنی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمًا فِي خِنْصَرِهِ الْيُمْنَى فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ هَكَذَا وَجَعَلَ فَصَّهُ عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ وَلَا يَخَالُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَّا قَدْ كَانَ يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ كَذَلِكَ

ترجمہ: محمد بن اسحاق نے کہا کہ میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب کو دائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہنے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس کو اپنی انگوٹھی اسی طرح پہنے ہوئے دیکھا تھا اور اس کا نگینہ اوپر کی طرف رکھا تھا۔ اس نے کہا کہ اس کا خیال ہے کہ ابن عباسؓ ذکر کرتے تھے کہ رسول اللہ اپنی انگوٹھی اسی طرح پہنتے تھے ۔(ترمذی' اور اس نے بخاری کے حوالے سے بتایا کہ ابن عباسؓ کی حدیث حسن ہے اور ایک نسخے کے مطابق حسن صحیح ہے۔ مسلم

کی روایت میں ہے کہ انس بن مالکؓ نے حضور کا بائیں ہاتھ کی چھنگلی میں انگوٹھی پہننا بیان کیا۔ نسائی میں اس قسم کی حدیث ہے نگینے کے اندر یا باہر کو رکھنے کے متعلق علماء نے کہا کہ باطن کی طرف رکھنے کی حدیث زیادہ صحیح ہے اور زیادہ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ ابن ارسلان نے کہا ہے کہ حضور کا نگینہ باطن کی طرف ہوتا تھا مگر بیان جواز کے لئے کبھی کبھی شاید بیرونی جانب بھی رکھا ہو۔

بَاب مَا جَاءَ فِي الْجَلَاجِلِ (گھنگروؤں کا باب ٦)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ أَنَّ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ سَهْلِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رِجْلِهَا أَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا

ترجمہ: علی بن سہل بن زبیر نے کہا کہ ان کی (ہماری) ایک لونڈی زبیرؓ کی بیٹی کو عمر بنؓ الخطاب کے پاس لے گئی اور اس کے پاؤں میں گھونگرو تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کاٹ دیا پھر فرمایا "میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا تھا کہ ہر گھنٹی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ (منذری نے کہا کہ وہ لونڈی مجھولہ ہے)

شرح: حاصل یہ ہے کہ عورت چھوٹی ہو یا بڑی اس کا کوئی ایسا زیور جس سے آواز نکلے وہ جرس کے معنی میں ہے اور ناجائز ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَّانَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ

ترجمہ: بنانہ جو عبدالرحمن بن حسان انصاری کی لونڈی تھی اس کا بیان ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ کے پاس تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی لائی گئی جس کو گھونگرو پہنائے گئے تھے اور وہ آواز دیتے تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا "جب تک اس کے گھونگرو نہ کاٹ دو اسے میرے پاس مت لاؤ۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا تھا کہ جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (مسلم، ترمذی، اور سنن ابی داؤد میں ۲۵۵۵ پر کتاب الجہاد میں ایک حدیث گزری ہے کہ "حضور نے فرمایا جس قافلے میں گھنٹی ہو یا کتا ہو اس میں فرشتے ساتھ نہیں ہوتے۔

بَاب مَا جَاءَ فِي رَبْطِ الْأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ

(دانتوں کو سونے کے ساتھ باندھنے کا باب ۷)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ أَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ بْنَ أَسْعَدَ قُطِعَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن طرفہ سے روایت ہے کہ اس کے دادا عرفجہؓ بن اسعد کی ناک یوم الکلاب میں کٹ گئی تھی پس اس نے چاندی کی ناک بنوائی مگر وہ بدبودار ہوگئی تو نبی نے اسے حکم دیا اور اس نے سونے کی ناک بنوالی (ترمذی' نسائی ترمذی' منذری نے کہا ہے کہ راوی حدیث ابولاشہب کا نام جعفر بن الحارث تھا اور یہ نابینا تھا کئی محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح: یوم الکلاب' کوفہ وبصرہ کے درمیان زمانہ جاہلیت کا ایک مشہور واقعہ ہے اس حدیث میں جب سونے کی ناک کا حکم ہے تو دانتوں کا حکم اس سے بطور قیاس ثابت ہوا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَأَبُو عَاصِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ بِمَعْنَاهُ قَالَ يَزِيدُ قُلْتُ لِأَبِي الْأَشْهَبِ أَدْرَكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ طَرَفَةَ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ قَالَ نَعَمْ

ترجمہ: دوسرے طریق سے یہی حدیث اس میں عبدالرحمٰن بن طرفہ نے عرفجہؓ بن اسعد سے روایت کی ہے کہ یزید (بن ہارون) نے کہا کہ میں نے ابوالاشہب سے کہا "کیا عبدالرحمان بن طرفہ نے اپنے دادا کو پایا تھا؟ اس نے کہا ہاں"۔

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَبِي الْأَشْهَبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَرْفَجَةَ بِمَعْنَاهُ

ترجمہ: وہی حدیث ایک اور سند سے اس میں عبدالرحمٰن بن طرفہ نے عرفجہؓ بن اسعد سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔

بَاب مَا جَاءَ فِي الذَّهَبِ لِلنِّسَاءِ (عورتوں کیلئے سونے کے استعمال کا باب ۸)

حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ أَهْدَاهَا لَهُ فِيهَا خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ قَالَتْ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مُعْرِضًا عَنْهُ أَوْ بِبَعْضِ أَصَابِعِهِ ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ ابْنَةَ أَبِي الْعَاصِ ابْنَةَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ فَقَالَ تَحَلَّيْ بِهَذَا يَا بُنَيَّةُ

ترجمہ: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کے پاس شاہ نجاشی کی طرف سے زیوروں کا تحفہ آیا اس میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے اس سے منہ پھیرنے کے انداز میں ایک لکڑی کے ساتھ اسے پکڑا یا بعض انگلیوں کے ساتھ پکڑا' پھر آپ نے امامہ بنت ابی العاصؓ کو بلایا' جو آپ کی بیٹی زینبؓ کی بیٹی تھی اور فرمایا" پیاری بیٹی اسے تم پہن لو (ابن ماجہ) عورتوں کے لئے سونا بطور زیور استعمال کرنا جائز ہے مگر اسے کسی اور استعمال میں لانا مثلاً سونے کے برتن وغیرہ سووہ مردوں کی طرح ان پر بھی حرام ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أَسِيدِ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ الْبَرَّادِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُحَلِّقَ حَبِيبَهُ حَلْقَةً مِنْ نَارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوِّقَ حَبِيبَهُ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَوِّرَ حَبِيبَهُ سِوَارًا مِنْ نَارٍ

فَلْيُسَوِّرْهُ سِوَارًا مِنْ ذَهَبٍ وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِالْفِضَّةِ فَالْعَبُوا بِهَا

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ اپنے پیارے کو آگ کی زنجیر پہنائے تو وہ اسے سونے کا حلقہ (کوئی زیور) پہنادے اور جو چاہے کہ اپنے پیارے کو آگ کا طوق پہنائے تو اسے سونے کا طوق پہنادے اور جو چاہے اپنے پیارے کو آگ کا کنگن پہنائے تو اسے سونے کا کنگن پہنادے لیکن تم پر چاندی لازم ہے اس کے ساتھ کھیلو۔

شرح: چاندی سے کھیلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جس قدر چاہو زیور بنوادو یعنی عورتوں کے لئے جائز ہیں لیکن یہ ان کے لئے اکثر فتنے فساد کا سبب بھی بنتے ہیں۔ اگر کوئی عورت انہی میں محو ہو کر رہ گئی تو آخرت کی بربادی میں کیا شبہ ہے؟۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ امْرَأَتِهِ عَنْ أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ

ترجمہ: حذیفہؓ کی بہن (فاطمہ یا خولہؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت! کیا تمہیں چاندی کے زیور پہننے کو نہیں ملتے؟ تم میں سے جس عورت نے سونا پہنا اسے دکھاتی پھرے تو اس کے باعث اسے عذاب ہوگا (نسائی)۔

شرح: اس سے ثابت ہوا کہ سونے کا زیور عورت کے لئے فتنے کا موجب ہے۔ اگر اس نے اس پر فخر وغرور کیا' اپنی زینت کا اظہار کرتی رہی اور دوسروں پر بڑائی جتاتی رہی تو یہ باعث عذاب ہوگا۔ اگر اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہی آگ سے تپا کر لگایا جائے گا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ قُلِّدَتْ فِي عُنُقِهَا مِثْلَهُ مِنْ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ جُعِلَ فِي أُذُنِهَا مِثْلُهُ مِنْ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: اسماء بنت یزید نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا جس عورت نے سونے کا ہار پہنا قیامت کے دن اسی کی مانند آگ کا ہار اس کی گردن میں ڈالا جائے گا اور جس عورت نے اپنے کان میں سونے کے حلقے پہنے تو اس کے کان میں قیامت کے دن اسی کی مانند آگ کے حلقے ڈالے جائیں گے۔ (نسائی)۔

شرح: جب ان کے پہننے سے غرض فقط نمائش اور فخر ورياء ہو یا جب ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے تو یہ حکم ہے ورنہ عورتوں کے لئے سونے کا استعمال بروئے احادیث بالاتفاق جائز ہے۔ قرآن نے بھی سورۃ توبہ میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کی یہ سزا بیان فرمائی ہے کہ آگ میں تپا کر وہ سونا چاندی اس کے جسم کو داغنے کے کام میں لایا جائے گا لہذا دوسری تاویل ہی صحیح تر ہے۔ واللہ اعلم یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے یہ حکم تھا مگر بعد میں منسوخ ہو گیا۔

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مَيْمُونٍ الْقَنَّادِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ رُكُوبِ النِّمَارِ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا قَالَ أَبُو دَاوُد أَبُو قِلَابَةَ لَمْ يَلْقَ مُعَاوِيَةَ

ترجمہ: حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتوں کی کھال پر سوار ہونے اور ان پر بیٹھنے وغیرہ سے منع فرمایا ہے اور سونا پہننے سے مگر یہ کہ ذرا ٹکڑا ہو (یعنی مرد کو منع ہے الا یہ کہ ناک یا دانت وغیرہ بنوائے تو سونے کی بنوا سکتا ہے)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْأَدَبِ

کتاب کے اس حصے میں آداب زندگی، آداب معاشرہ، باہمی اخلاق اور بہتر اوصاف کا ذکر آتا ہے، جن سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سنورتی اور معاشرہ اچھائیوں اور بھلائیوں سے بھرپور ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي الْحِلْمِ وَأَخْلَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حِلم کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا باب ۱

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعِيرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَّ عَلَى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَابِضٌ بِقَفَايَ مِنْ وَرَائِي فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا أُنَيْسُ اذْهَبْ حَيْثُ أَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنَسٌ وَاللَّهِ لَقَدْ خَدَمْتُهُ سَبْعَ سِنِينَ أَوْ تِسْعَ سِنِينَ مَا عَلِمْتُ قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُ هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا وَكَذَا

ترجمہ: انسؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں سب لوگوں سے اچھے تھے۔ ایک دن آپ نے مجھے کسی کام کو بھیجا تو میں نے کہا، واللہ میں نہیں جاتا (جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے، انسؓ اس وقت بچے ہی تھے) اور میرے دل میں یہ تھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جاؤں گا۔ انسؓ نے کہا کہ میں باہر نکلا حتی کہ کچھ بچوں کے پاس سے گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے (میں ان کے ساتھ کھیلنے لگا) اچانک ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے میری گدی کو پکڑے ہوئے تھے، میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے۔ پھر فرمایا اے اُنیس (پیار کا کلمہ ہے) میں نے تجھے جہاں حکم دیا تھا وہاں جا۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ انسؓ نے کہا کہ واللہ! میں نے آپ کی سات یا نو سال خدمت کی (مسلم کی روایت میں نو سال ہے اور یہ شک راوی کی طرف سے ہے نہ کہ انس کی) میں نہیں جانتا کہ میں نے کوئی کام کیا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ تو نے یہ اور یہ کام کیوں کیا؟ اور نہ کبھی آپ نے کسی ایسی چیز کو جسے میں نے ترک کر دیا تھا، یہ فرمایا کہ تو نے فلاں فلاں کام کیوں نہ کیا؟ (مسلم)

شرح: حضور کا مدینہ میں ہجرت کے بعد قیام پورے دس سال تھا۔ انسؓ کی بعض روایات میں ان کی خدمت کی مدت بھی یہی بیان ہوئی ہے۔ بعض احادیث میں خدمت کی ابتداء کا سال شمار نہ کر کے نو سال کی مدت بتائی ہے جیسے کہ یہاں ہے۔ آٹھ سال والی روایت ضعیف ہے اور سات سال پر راوی کو خود یقین نہیں۔ انسؓ کی عمر ابتدائے خدمت میں دس سال تھی ایک قول میں آٹھ سال ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ بِالْمَدِينَةِ وَأَنَا غُلَامٌ لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي

أَنْ أَكُونَ عَلَيْهِ مَا قَالَ لِي فِيهَا أُفٍّ قَطُّ وَمَا قَالَ لِي لِمَ فَعَلْتَ هَذَا أَوْ أَلَّا فَعَلْتَ هَذَا

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ میں نے مدینہ میں دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور میں اس وقت ایک لڑکا تھا۔ میری ہر بات یا کام میرے آقا کی پسند کے مطابق نہ ہوتا تھا، مگر آپ نے مجھے کبھی اُف نہ کہا، اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا یا یہ کیوں نہ کیا؟

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَجْلِسِ يُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوتِ أَزْوَاجِهِ فَحَدَّثَنَا يَوْمًا فَقُمْنَا حِينَ قَامَ فَنَظَرْنَا إِلَى أَعْرَابِيٍّ قَدْ أَدْرَكَهُ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَكَانَ رِدَاءً خَشِنًا فَالْتَفَتَ فَقَالَ لَهُ الْأَعْرَابِيُّ احْمِلْ لِي عَلَى بَعِيرَيَّ هَذَيْنِ فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ لِي مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا أَحْمِلُ لَكَ حَتَّى تُقِيدَنِي مِنْ جَبْذَتِكَ الَّتِي جَبَذْتَنِي فَكُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ الْأَعْرَابِيُّ وَاللَّهِ لَا أُقِيدُكَهَا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا رَجُلًا فَقَالَ لَهُ احْمِلْ لَهُ عَلَى بَعِيرَيْهِ هَذَيْنِ عَلَى بَعِيرٍ شَعِيرًا وَعَلَى الْآخَرِ تَمْرًا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ انْصَرِفُوا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ تَعَالَى

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مجلس میں (مسجد میں) بیٹھ کر باتیں کیا کرتے (دین کی باتیں) جب آپ اٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے حتی کہ ہم آپ کو ازواج میں سے کسی کے گھر داخل ہوتا دیکھ لیتے۔ ایک دن آپ ہم سے باتیں کرتے رہے، پھر جب آپ اٹھے تو ہم بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم نے ایک بدو کو دیکھا کہ وہ آپ تک پہنچ گیا اور آپ کی چادر کو زور سے جھٹکا دیا، پس آپ کی گردن کو اس نے سرخ کر دیا (یعنی جھٹکے کا نشان پڑ گیا) ابو ہریرہؓ نے کہا وہ ایک کھردری چادر تھی۔ پس آپ نے مڑ کر دیکھا تو اس بدو نے کہا: میرے ان دو اونٹوں پر کچھ لاد دیجئے، کیونکہ جو آپ دیں گے یہ آپ کا یا آپ کے باپ کا مال نہیں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں (کہ اسے اپنا یا اپنے باپ کا مال سمجھوں) نہیں اور اَستغفِرُ اللہ نہیں اور اَستغفِرُ اللہ ۔ میں تجھے مال لدوا کر نہ دونگا جب تک کہ مجھے اس جھٹکے کا قصاص نہ دو جو تم نے مجھے لگایا ہے۔ اور بدو ہر بار یہی کہتا، واللہ میں آپ کو اس کا قصاص نہ دونگا۔ پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی (جو بقول منذری نسائی میں ہے) اور وہ یہ کہ پس جب ہم نے اعرابی کا قول سنا تو ہم لوگ تیزی سے اسکی طرف بڑھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: میں اپنی بات سننے والوں کو حتمی حکم دیتا ہوں کہ میری اجازت کے بغیر اپنی جگہ سے نہ بڑھیں!) ابو ہریرہؓ نے کہا کہ پھر ایک شخص کو بلایا اور اس سے فرمایا: اس کے ان دو اونٹوں میں سے ایک پر جَو اور دوسرے پر کھجور لاد دو۔ پھر آپ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ کی برکت پر جاؤ (نسائی، اس مضمون کی حدیث ایک انسؓ کی روایت سے بخاری و مسلم میں بھی موجود ہے۔

بَابٌ فِي الْوَقَارِ (وقار کے بیان کا باب (ذلت سے بچنا)

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا قَابُوسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عباس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا وطیرہ، اچھا رویہ اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے (اسکی سند میں قابوس بن ابی ظبیان غیر معتبر راوی ہے)

شرح: خطابی نے کہا کہ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ نبوت کے بھی حصے ہو سکتے ہیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں پائی جائیں اسمیں نبوت کا ایک جزء آجاتا ہے، کیونکہ نبوت ورسالت وھبی چیز ہے نہ کہ کسبی کہ جسے اسباب سے حاصل کیا جاسکے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ایک بخشش وکرامت تھی، جس کے ساتھ اس نے اپنے کچھ بندوں کو نوازا تھا: اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (۲۴۰۶) اور نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ہی منقطع ہو چکی ہے۔ پس حدیث کا معنی یہ ہوا کہ یہ خصلتیں نبیوں کی خصلتوں میں شمار ہوتی ہیں اور انکے فضائل کا جزء ہیں لہٰذا لوگ ان کو اپنائیں۔ دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ یہ خصائل انبیاء کی تعلیمات کا جزء ہیں۔ اور اس کا ایک معنی یہ ہے کہ جس شخص میں یہ خصلتیں جمع ہوں تو لوگوں کے دلوں میں اس کی توقیر واکرام اور تعظیم واعزاز کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے کہ انبیاء علیھم السلام کو اللہ تعالےٰ تقویٰ وھیبت کا لباس پہناتا ہے، پس اس لحاظ سے یہ خصائل نبوت کہلا سکتے ہیں۔

بَاب مَنْ كَظَمَ غَيْظًا (غصہ پی جانے والے کا باب ۳)

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللَّهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ قَالَ أَبُو دَاوُد اسْمُ أَبِي مَرْحُومٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَيْمُونٍ

ترجمہ: معاذؓ (بن انس جھنی صحابی) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص غصہ نکالنے (اسکے تقاضے پر عمل کرنے) پر قادر ہو مگر وہ اسے پی جائے تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے سب لوگوں کے سامنے بلائے گا حتی کہ اسے اختیار دے گا کہ جو حوریں چاہو پسند کرلو (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔ سھل بن معاذ ضعیف ہے۔ اور اسکا شاگرد ابو مرحوم غیر معتبر الحدیث ہے) ابوداؤد نے ابو مرحوم کا نام عبدالرحیم بن میمون بتایا ہے۔

حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ بِشْرٍ يَعْنِي ابْنَ مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ مَلَأَهُ اللَّهُ أَمْنًا وَإِيمَانًا لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ دَعَاهُ اللَّهُ زَادَ وَمَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ بِشْرٌ أَحْسِبُهُ قَالَ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللَّهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ وَمَنْ زَوَّجَ لِلَّهِ تَعَالَى تَوَّجَهُ اللَّهُ تَاجَ الْمُلْكِ

ترجمہ: ایک صحابی کے بیٹے نے اپنے باپ سے روایت کی اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ اوپر

کی حدیث کی مانند۔ فرمایا کہ اللہ اس کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ اس حدیث میں اللہ کے بلانے کا قصہ نہیں آیا۔ اور یہ اضافہ ہے کہ جس نے خوبصورت کپڑا پہننا ترک کیا، از راہ تواضع، حالانکہ وہ اس پر قادر تھا، تو اللہ تعالیٰ اس کو عزت کا جوڑا پہنائے گا۔ اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے کسی کا نکاح کرایا، اللہ تعالےٰ اسے حکومت کا تاج پہنائے گا۔ (اس میں ایک مجہول راوی ہے)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّونَ الصُّرَعَةَ فِيكُمْ قَالُوا الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ قَالَ لَا وَلَكِنَّهُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم اپنے میں سے پہلوان کسے شمار کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ جسے لوگ بچھاڑ نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے میں اپنے آپ کو تھام لے (مسلم)

شرح: انسان کا سب سے بڑا مد مقابل اور دشمن خود اس کا اپنا نفس امارہ ہے۔ جب یہ غضب سے مشتعل ہو جاتا ہے تو اس کو قابو میں رکھنا اور اس پر فتح پانا ہی اصل پہلوانی ہے۔ صُرعہ اسے کہتے ہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے، جیسے خُدعہ کا معنی ہے فریبی اور لُعبہ کا معنی کھلنڈرا۔ بخاری، مسلم اور موطا میں ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث وارد ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْغَضَبِ (باب غصے کے وقت آدمی کیا کہے)

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا غَضَبًا شَدِيدًا حَتَّى خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّ أَنْفَهُ يَتَمَزَّعُ مِنْ شِدَّةِ غَضَبِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُهُ مِنْ الْغَضَبِ فَقَالَ مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قَالَ فَجَعَلَ مُعَاذٌ يَأْمُرُهُ فَأَبَى وَمَحِكَ وَجَعَلَ يَزْدَادُ غَضَبًا

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں میں سخت کلامی ہوئی تو ان میں سے ایک شدید غضب ناک ہوا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ اسکی ناک غصے کی شدت سے پھٹ جائیگی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اسے کہہ لے تو اسکا غصہ فرو ہو جائے۔ معاذؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا کلمہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ (اے اللہ میں شیطان مردود سے تیری پناہ لیتا ہوں) ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ پھر معاذؓ اس شخص کو یہ کلمہ کہنے کا حکم دیتا رہا مگر اس نے بات نہ سنی اور جھگڑا کرتا رہا اور اس کا غصہ زیادہ ہوتا گیا۔ (ترمذی، نسائی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے معاذؓ بن جبل سے نہیں سنا۔ معاذؓ کی وفات حضرت عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں ہو گئی تھی، اور جب حضرت عمر شہید ہوئے اس وقت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ چھ سال کا لڑکا تھا۔ ترمذی کا قول نہایت واضح ہے۔ بخاری کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کا سن پیدائش ۱۷ھ ہے، اور یہی سال یا ۱۸ھ معاذؓ بن جبل کا سن وفات ہے جو طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے۔ نسائی نے حدیث کو عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ

عن ابیؓ بن کعب سے بیان کیا ہے اور یہ حدیث متصل ہے)۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا تَحْمَرُّ عَيْنَاهُ وَتَنْتَفِخُ أَوْدَاجُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا هَذَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَقَالَ الرَّجُلُ هَلْ تَرَى بِي مِنْ جُنُونٍ

ترجمہ: سلیمان بن صُرد نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں میں سخت کلامی ہوئی۔ پس ایک کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور رگیں پھول گئیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اسے کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم: پس وہ شخص بولا (جب اسے یہ بات پہنچی) کیا آپ کا خیال ہے کہ مجھے جنون ہو گیا ہے؟ (بخاری، کتاب الادب کی روایت میں ہے کہ حضور کی یہ بات اسے راوی حدیث صحابی نے پہنچائی تھی۔ یہ حدیث مسلم اور نسائی نے بھی روایت کی ہے)

شرح: امام نوویؒ نے کہا کہ یہ شخص شاید منافقوں میں سے تھا یا کوئی کھردرا اعرابی تھا، ورنہ اسے معلوم ہوتا کہ اَعوذُ باللہ الخ جنون کا علاج نہیں بلکہ غیظ و غضب کا علاج ہے۔ اس شخص کو ابھی دین کا تفقہ حاصل نہیں ہوا تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا إِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ

ترجمہ: ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ جاتا رہے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے (خطابی نے کہا کہ اس حکم کا منشاء یہ ہے کہ کھڑا ہونیوالا شخص حرکت کے لئے تیار ہوتا ہے اور بیٹھنے والا میں یہ بات اس سے کم تر ہوتی ہے اور لیٹنے والے میں ان دونوں سے کم۔ گویا علامہ کا مطلب یہ ہے کہ غضب کے تقاضے پر عمل کرنے سے روکنے کا یہ علاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔)

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ عَنْ بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا ذَرٍّ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهَذَا أَصَحُّ الْحَدِيثَيْنِ

ترجمہ: داؤد بن ابی ھند نے بکر سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ کو کسی کام بھیجا، پھر بکر نے یہ حدیث متقدم بیان کی الخ ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث پہلی سے صحیح تر ہے۔ اس کی مراد یہ ہے کہ مرسل حدیث صحیح تر ہے (بکر بن سواد، صحابی نہیں بلکہ تابعی ہے) دوسرے محدثین نے کہا کہ اس حدیث کو ابو حرب نے ابوالاسود سے اس نے اپنے چچا سے اس نے ابوذرؓ سے روایت کیا ہے اور ابو حرب کا سماع ابوذرؓ سے محفوظ نہیں ہے۔ گویا وہ روایت منقطع ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ مسند احمد کی اس حدیث کی روایت میں انقطاع نہیں ہے)

حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ الْقَاصُّ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيِّ فَكَلَّمَهُ رَجُلٌ فَأَغْضَبَهُ فَقَامَ

فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ وَقَدْ تَوَضَّأَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَطِيَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ

ترجمہ: ابو وائل واعظ نے کہا کہ ہم لوگ عروہ بن محمد بن السعدی کے پاس گئے، تو ایک آدمی نے اس سے گفتگو کر کے اُسے غضبناک کر دیا۔ وہ اٹھا اور وضوء کیا۔ پھر کہا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کر کے مجھے بتایا۔ اسکا نام عطیہؓ تھا، اسنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غضب شیطان کی طرف سے (اس کے اثر سے) ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور آگ کو صرف پانی سے بجھایا جاسکتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی غضب ناک ہو تو وضوء کرے۔ (عطیہؓ بن عروہ سعدی صحابی تھے)

بَابٌ فِي التَّجَاوُزِ فِي الْأَمْرِ (عفو وتجاوز کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں کا اختیار ہوتا تو ان میں سے آسان تر کو اختیار فرماتے تھے۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ لوگوں میں سے اس کام سے دور تر رہنے والے ہوتے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا، مگر جب اللہ کی کوئی حد توڑی جاتی تو اللہ کی خاطر اس کا انتقام لیتے تھے (بخاری، مسلم، ترمذی، مؤطا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیٰ تھے لہٰذا آسان تر کام کو اختیار فرماتے تاکہ لوگوں کو پیروی میں مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ دین ویسے بھی آسان ہے اور اللہ تعالیٰ آسانی کو پسند فرماتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا وَلَا امْرَأَةً قَطُّ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خادم یا عورت کو کبھی نہیں مارا۔

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ فِي قَوْلِهِ خُذْ الْعَفْوَ قَالَ أُمِرَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن الزبیر نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: خُذِ العفو (۷۔۱۹۹) فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا تھا کہ انسانوں کے اخلاق میں سے عفو کو اپنائیں (بخاری، نسائی) کیونکہ معاف کرنا اعلیٰ انسانی خلق ہے۔

بَابٌ فِي حُسْنِ الْعِشْرَةِ (حسن معاشرت کا باب ۵)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ يَعْنِي الْحِمَّانِيَّ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ

عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَلَغَهُ عَنْ الرَّجُلِ الشَّيْءُ لَمْ يَقُلْ مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُولُ وَلَكِنْ يَقُولُ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کے متعلق کوئی (بُری بات) بات پہنچتی تھی تو آپ یہ نہ فرماتے کہ: فلاں شخص ایسا کیوں کہتا ہے بلکہ فرماتے کہ: لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ فلاں فلاں بات کہتے ہیں۔

شرح: برسرعام کسی کا نام لینے سے اسکی رسوائی ہوتی ہے اور اسمیں چڑ پیدا ہوتی ہے لہٰذا کسی کا نام لئے بغیر عام پیرائے میں اس پر تنبیہ فرماتے تاکہ مقصد بھی حاصل ہو جائے اور کوئی قباحت بھی پیدا نہ ہو۔ تبلیغ دین اور نہی عن المنکر کا یہی بہترین طریقہ ہے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا سَلْمٌ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُوَاجِهُ رَجُلًا فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَوْ أَمَرْتُمْ هَذَا أَنْ يَغْسِلَ ذَا عَنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُد سَلْمٌ لَيْسَ هُوَ عَلَوِيًّا كَانَ يُبْصِرُ فِي النُّجُومِ وَشَهِدَ عِنْدَ عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ عَلَى رُؤْيَةِ الْهِلَالِ فَلَمْ يُجِزْ شَهَادَتَهُ

ترجمہ: سلم علوی نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس پر زردی کا نشان تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو روبرو کوئی ایسی کم ہی بات فرماتے جو اسے ناپسند ہوتی۔ پس جب وہ چلا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے حکم دو کہ اپنے اوپر سے وہ زرد نشان دھوڈالے تو اچھا ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ سلم راوی علوی نہ تھا بلکہ علم نجوم سے شغف رکھتا تھا (اسے اس لئے علوی کہا گیا) اور اس نے ہلال دیکھنے کی شہادت عدی بن ارطاۃ کے پاس دی تو اس نے اسکی شہادت کو جائز نہ رکھا۔ اور یہ سلم بن قیس بصری تھا جس کی حدیث کو لائق احتجاج نہ سمجھا گیا۔ حدیث ترمذی اور نسائی نے بھی روایت کی ہے اور سنن ابی داؤد میں ۴۱۸۲ نمبر پر گزر چکی ہے۔

مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے فرمایا ہے کہ اسکی شہادت کے ناقابل اعتبار ہونے کا باعث یہ تھا کہ علم نجوم پر نظر ہونے کے باعث شاید اس کے تخیل نے اسے چاند دکھادیا ہو۔ ورنہ علم نجوم میں نظر رکھنا کوئی ممنوع نہ تھا اور نہ ابو داؤد اس کی روایت درج ہی نہ کرتے۔ علم نجوم پر نظر رکھنا اگر اس عقیدے سے نہ ہو کہ ستارے خود مؤثر ہیں اور کائنات میں تصرف کرتے ہیں تو ناجائز نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ فُرَافِصَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَاهُ جَمِيعًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن سادہ دل اور کریم ہوتا ہے اور فاجر فریبی اور کمینہ ہوتا ہے (ترمذی نے اس کی روایت کر کے غریب کہا ہے۔ منذری نے کہا کہ اس کی سند میں بشر بن رافع یمامی ہے جس کی حدیث کو حجت نہیں مانا گیا)

شرح: علامہ خطابی نے کہا کہ اچھا مومن اس حدیث کی رُو سے وہ ہے جس میں طبعاً کچھ سادگی پائی جائے اور وہ شر کی گہرائی میں

نہ پہنچے نہ اسمیں بحث کرید کرے۔ یہ اسکی جہالت نہیں بلکہ حسن خلق اور کرم ہے۔ فاجر وہ ہے جس کی طبیعت میں چالاکی، دھوکا بازی اور شر کی معرفت گہرائیوں تک جانے کی صفت ہو اور یہ چیز اس کی عقل پر دلالت نہیں کرتی بلکہ فریب اور کمینگی ظاہر کرتی ہے۔ اس حدیث کو حافظ سراج الدین نے موضوع کہا ہے۔ ابن حجر نے اس کے رد میں کہا ہے کہ حاکم نے اسے روایت کیا ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ ضعیف تو کہہ سکتے ہیں۔ موضوع نہیں۔ حجاج کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔ مگر اس کی سند میں کوئی واضح حدیث نہیں آئی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ أَوْ بِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرَةِ ثُمَّ قَالَ ائْذَنُوا لَهُ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ وَقَدْ قُلْتَ لَهُ مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ وَدَعَهُ أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ لِاتِّقَاءِ فُحْشِهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنیکی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: یہ شخص خاندان کا بُرا بیٹا ہے یا فرمایا: خاندان کا بُرا مرد ہے (بخاری کتاب الادب کی روایت میں بئس أخو العشیرۃ ہے) پھر فرمایا: اسے اجازت دو۔ پس جب وہ اندر آیا تو آپ نے اس سے نرم گفتگو فرمائی۔ پس (اسکے جانے کے بعد) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ آپ نے اس سے نرم باتیں کیں۔ حالانکہ آپ اسکے بارے میں وہ فرما چکے تھے جو فرما چکے تھے (یعنی ایک سخت بات) حضور نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں اللہ کے نزدیک اس شخص کا مقام بہت بُرا ہوگا جسے لوگ اس کی بدگوئی کے خوف سے چھوڑ دیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی) منذری نے کہا ہے کہ یہ شخص عیینہ بن حصن بن بدر فزاری تھا اور ایک قول کے مطابق یہ مخرمہ بن نوفل زہری تھا جو مسور صحابی کا باپ تھا) حضور نے اسکے حق میں جو کچھ فرمایا وہ نصیحت و عبرت کی خاطر اظہار حقیقت کے طور پر تھا۔ نہ کہ بطور غیبت۔ یا یہ شخص اس عادت کے سبب سے مشہور تھا۔

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَتْ فَقَالَ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِينَ يُكْرَمُونَ اتِّقَاءَ أَلْسِنَتِهِمْ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہی حدیث اسی قصے میں۔ اسمیں یہ الفاظ ہیں: اے عائشہ! وہ لوگ بہت شریر ہوتے ہیں جن کی زبانوں سے بچنے کی خاطر انکی عزت کی جاتی ہے (یحیٰی بن سعید القطان نے کہا کہ مجاہد نے حضرت عائشہ سے حدیث نہیں سنی مگر بخاری اور مسلم نے مجاہد کی حدیث حضرت عائشہ سے روایت کی ہے۔ یعنی ان کے نزدیک سماع ثابت ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَطَنٍ أَخْبَرَنَا مُبَارَكٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا الْتَقَمَ أُذُنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنَحِّي رَأْسَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يُنَحِّي رَأْسَهُ وَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخَذَ بِيَدِهِ فَتَرَكَ يَدَهُ حَتَّى يَكُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِي يَدَعُ يَدَهُ

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں کوئی (پردے کی بات) کہتا تو جب تک وہ شخص اگر سر الگ نہ کرتا آپ اس سے سر کو نہ ہٹاتے۔ اور جو آدمی (بوقت مصافحہ) آپ کا ہاتھ پکڑتا تو آپ اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک وہ آپ کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا (منذری نے کہا کہ اس کی سند میں مبارک بن فضالہ متکلم فیہ ہے)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَهُ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمَّا اسْتَأْذَنَ قُلْتَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَاحِشَ الْمُتَفَحِّشَ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونیکی اجازت مانگی، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ خاندان کا بُرا بھائی ہے۔ پس جب وہ اندر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا: یارسول اللہ! جب اس شخص نے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: بِئْسَ اَخُو الْعَشِيرَةِ پھر جب وہ اندر آیا تو آپ اسکے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بدگو بد تکلف بدگوئی کرنیوالے کو پسند نہیں فرماتا۔

شرح: ارشاد کا مطلب یا تو یہ تھا کہ میں کسی سے بدگوئی کرنیوالا نہیں ہوں، جو بھی ملے گا اس سے خندہ پیشانی سے نرم گفتگو کرونگا۔ دوسرا مطلب شاید یہ ہو کہ یہ شخص ایسا ہی تھا اسلئے میں نے اسکے نقص کا اظہار مصلحۃً کیا تھا۔ بخاری نے کتاب الادب میں حضور کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ: اے عائشہ تو نے مجھے بدگو کب پایا ہے! یعنی ہر ایک کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا ہوں۔ بذل کے حاشیے پر ابوداؤد کے اس قول کے سلسلے میں درج ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ آپ نے لوگوں کو خبردار کرنے کیلئے یہ فرمایا۔

بَابٌ فِي الْحَيَاءِ (حیا کا باب)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنْ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنْ الْإِيمَانِ

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد پر گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑدو۔ کیونکہ حیاء ایمان میں سے ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: حیاء اس انکسار کا نام ہے جو شرعی یا عرفی برائیوں سے انسان کو بچاتا ہے۔ وہ انصاری اپنے بھائی کو حیاء کی زیادتی سے روک رہا تھا کہ اس سے تم بہت سے حقوق سے محروم رہ جاؤ گے اور اندر ہی اندر تم گھٹتے اور گھلتے رہو گے۔ جیسے کہ بعض لوگ بے حیائی کا نام ہوشیاری اور جسارت رکھتے ہیں۔ دراصل بزدلی اور حیاء میں بڑا فرق ہے جسے نہ جاننے کی وجہ سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَثَمَّ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ أَوْ قَالَ الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا نَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا وَمِنْهُ ضَعْفًا فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ وَأَعَادَ

بُشَيْرُ الْكَلَامَ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أُرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ كُتُبِكَ قَالَ قُلْنَا يَا أَبَا نُجَيْدٍ إِيهٍ إِيهٍ

ترجمہ: ابو قتادہؒ نے کہا کہ ہم لوگ عمرانؓ بن حصین کے پاس تھے اور وہاں بشیر بن کعب بھی تھا۔ پس عمران نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء ساری کی ساری خیر ہے۔ بشیر بن کعب نے کہا کہ ہم بعض کتابوں میں پاتے ہیں کہ حیاء بعض دفعہ سکون و وقار ہوتی ہے اور بعض دفعہ کمزوری۔ پس عمران نے حدیث دہرائی اور بشیر نے اپنی بات دہرائی۔ راوی نے کہا اس پر عمران غضب ناک ہو گئے حتیٰ کہ ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور بولے: یہ کیا معاملہ ہے کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں اور تو مجھے اپنی کتابوں کی بات سناتا ہے؟ ابو قتادہ نے کہا کہ: اے ابو نجید! ایسا نہ کیجئے، کوئی بات نہیں (یعنی یہ شخص بھی مسلم ہے، صحابی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا مقابلہ نہیں کر رہا) مسلم نے اس معنی کی حدیث روایت کی ہے۔

شرح: بعض دفعہ لوگ کسی چیز کو حیاء سمجھ بیٹھتے تھے حالانکہ وہ شرعی حیاء نہیں ہوتی بلکہ واقعی کمزوری اور بزدلی ہوتی ہے۔ مگر یہ لوگوں کی سمجھ کا قصور ہے۔ حضور کا ارشاد برحق ہے کہ: الحیاء خیر کلہ، یا الحیاء کلہ خیر۔ یعنی جو حیاء ہو گی اس میں تو خیر کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ بشیرؒ بن کعب نے شاید لوگوں کی اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ایسا کہا تھا لیکن بظاہر چونکہ اس میں حدیث رسول کا مقابلہ اور معارضہ نظر آتا تھا اسلئے عمران بن حصین غضب ناک ہو گئے۔ اگر بشیر کسی دلیل شرعی سے بات کرتے تو عمران کو غصہ نہ آتا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ

ترجمہ: ابو مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی نبوت کے کلام میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا اس میں یہ بھی ہے کہ جب تو بے حیاء ہو جائے تو جو چاہے کر۔ (بخاری، ابن ماجہ)

شرح: فارسی میں: بے حیاء باش وہرچہ خواہی کن، اسی حدیث کا ترجمہ ہے۔ پنجابی زبان میں اس کا بڑا فصیح ترجمہ ہے۔ "لاہ چھڈی لوئی تے۔ کی کرے گا کوئی۔" یعنی جب شرم کی چادر اتار دی تو کوئی اس شخص کا کیا بگاڑے گا؟ خطابی نے اس حدیث پر لکھا ہے کہ حیاء کا معاملہ ہمیشہ ثابت و قائم رہا ہے اور اسکا استعمال واجب رہا ہے۔ ہر نبی نے اس کا حکم دیا ہے۔ یہ وصف انسان کے اعلیٰ فضائل میں سے ہے۔ اور ایسی چیزیں نسخ سے محفوظ رہتی ہیں۔ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ قبیح افعال سے روکنے والی چیز صرف حیاء ہے، اگر یہ نہ رہے تو پھر آدمی جو چاہے کرتا پھرے، اسے کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں حضور نے فرمایا ہے کہ میری ساری امت معافی کی مستحق ہے مگر برسر عام اپنی برائیوں کی تشہیر کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے پردے کو فاش کرتے ہیں لہٰذا ان کے لئے معافی نہیں۔ گویا یہ بے حیائی کی انتہاء ہے کہ آدمی اپنی برائیوں کو چھپانے اور ان پر نادم ہونے کی بجائے فخریہ ان کی تشہیر کرے۔

بَابٌ فِي حُسْنِ الْخُلُقِ (حسن اخلاق کا باب)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي الْإِسْكَنْدَرَانِيَّ عَنْ عَمْرٍو عَنْ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَائِشَةَ رَحِمَهَا اللَّهُ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ

لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مومن اپنے اچھے اخلاق سے روزے دار نمازی کا درجہ پالیتا ہے (الصائم سے مراد یہاں پر نفلی روزہ رکھنے والا ہے اور القائم سے مراد نفلی نماز پڑھنے والا ہے۔ کیونکہ فرض تو کسی کو معاف نہیں، وہ تو سبھی ادا کرینگے۔ زائد ادائیگی کرنیوالا وہی نفل روزہ رکھنے والا اور نفل نماز پڑھنے والا ہے۔)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَحَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا ح و حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ عَنْ عَطَاءٍ الْكَيْخَارَانِيِّ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً الْكَيْخَارَانِيَّ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهُوَ عَطَاءُ بْنُ يَعْقُوبَ وَهُوَ خَالُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ يُقَالُ كَيْخَارَانِيٌّ وَكَوْخَارَانِيٌّ

ترجمہ: ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن خلق سے بڑھ کر کوئی چیز عمل کی ترازو میں بھاری نہیں ہے (ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن صحیح کہا ہے) یعنی حسن اخلاق سے جو معاملات اور اچھے افعال سرزد ہوں ان کا وزن میزان میں سب سے زیادہ ہوگا۔ ان افعال واعمال کا تعلق انسانوں سے ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ أَبُو الْجَمَاهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو كَعْبٍ أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّعْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ حَبِيبٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ

ترجمہ: ابوامامہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو برسر حق ہونے کے باوجود جھگڑا کرنا چھوڑ دے، اور اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں جو جھوٹ ترک کردے خواہ از راہ مزاح ہی جھوٹ بولتا ہو۔ اور اچھے اخلاق والے کے لئے جنت کے اعلیٰ درجوں میں ایک گھر کا ذمہ دار ہوں۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيظُ الْفَظُّ

ترجمہ: حارثؓ بن وھب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں فخریلا آدمی نہیں جائے گا اور نہ متکبر۔ راوی نے کہا کہ جواظہ کا معنی ہے موٹا تازہ اکھڑ آدمی (بخاری، مسلم۔ مگر انکی حدیث میں جعظری کا لفظ نہیں ہے۔ کہا گیا ہے کہ جواز کا معنی ہے: زیادہ گوشت والا، اپنی چال میں اٹھلانے والا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو بہت دولت جمع کرے اور اسے روک کر رکھے، چھوٹے قد کے بڑے پیٹ والے کو، سنگدل کو اور فاجر اور بہت کھانے والے کو بھی جواظ کہتے ہیں۔ اور جعظری کا معنی ہے اکھڑ، موٹا اور متکبر شخص۔ جو لوگوں کی تعریف اور خوشامد چاہے اور اس پر پھولتا پھرے۔)

بَاب فِي كَرَاهِيَةِ الرِّفْعَةِ فِي الْأُمُورِ

دنیوی امور میں سر بلندی کی کراھیت کا باب ۸

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ الْعَضْبَاءُ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَابَقَهَا فَسَبَقَهَا الْأَعْرَابِيُّ فَكَأَنَّ ذَلِكَ شَقَّ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنْ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ عضباء سے کوئی اونٹ سبقت نہ لے جاتا تھا۔ پس ایک بدو اپنے ایک آزمودہ اونٹ پر آیا اور عضباء کے ساتھ مقابلہ کیا تو وہ بدو (یعنی اس کا اونٹ) عضباء سے آگے نکل گیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر شاق گزری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر یہ حق ہے کہ جس چیز کو سر بلند کرے اسے پست بھی کر دے (بخاری نے اسے تعلیقاً روایت کیا ہے اور نسائی میں بھی یہ حدیث آئی ہے)

شرح: عضباء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام تھا۔ اگر یہ لفظ بطور صفت آئے تو اسکا معنی ہے: "پھٹے ہوئے کان والی۔" مگر عضباء کا کان پھٹا ہوا نہ تھا۔ منذری نے کہا کہ بعض نے کہا کہ اسکے کان میں چھید تھا یا چرا ہوا تھا۔ لیکن اکثر کے نزدیک ایسا نہ تھا۔ زمخشری نے کہا ہے کہ اہل عرب اگلے چھوٹے پاؤں والی اونٹنی کو عضباء کہتے تھے پس نبی کی اونٹنی کا یہ نام تھا چاہے صرف نام ہو یا اس صفت کی بناء پر اسے یہ کہا جاتا ہو۔ اسے قصواء، جدعاء، خرماء اور مخضر مہ بھی کہا جاتا ہے، اور یہ سب ایک ہی اونٹنی کے نام تھے۔ صلح حدیبیہ کے دن اور حجۃ الوداع میں یہی اونٹنی حضور کے ساتھ تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ متعدد اونٹنیوں کے نام تھے۔ مگر احادیث ان کا رد کرتی ہیں کیونکہ حجۃ الوداع والی اونٹنی کے یہ سب نام مختلف احادیث میں مختلف مواقع پر آئے ہیں اور حضور کا یہ وقوف عمر بھر میں ایک مرتبہ ہوا تھا، لہٰذا یہ جانور بھی ایک ہی تھا سرداری، سربلندی اور رفعت فقط ایک ذات وحدہ لاشریک لہ کیلئے ہے۔ دنیا کی چیزیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز نہیں۔ دنیا صرف ایک سواری ہے جس پر چڑھ کر آخرت کا سفر کیا جاتا ہے۔ اس کے سازوسامان پر فخر روا نہیں۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِنْ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ

ترجمہ: انسؓ کی دوسری روایت میں اسی قصے میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا کی جو چیز بلند ہو جائے (یا کر دی جائے) اس کو پست کر دے۔

بَاب فِي كَرَاهِيَةِ التَّمَادُحِ (خوشامد کی کراہت کا باب)

اللہ تعالیٰ سورۂ توبہ میں خوشامد پسندی کو منافقوں کا شیوہ فرمایا ہے۔ یُحِبُّونَ اَن یُحمَدُوا بِمَا لَم یَفعَلُوا "وہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے نہیں کیا اس پر انکی خوشامد کی جائے۔" جیسا کہ آگے احادیث میں آرہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خوشامدیوں کیلئے بہت سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے جو حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ عیاش، زوال پذیر اور ظالم حکمران اپنے اردگرد، ڈوم ڈھاریوں، میراثیوں اور بھانڈ بھڑووں کا ایک حلقہ جمع کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پیٹ کی خاطر ان کی جھوٹی خوشامد کرتے ہیں ان کا مزاج بگاڑ دیتے ہیں اور ان سے حق سننے اور نیکی کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سلطنت کو زوال آجاتا ہے۔ خوشامد انفرادی کمزوری بھی ہے اور قومی بیماری بھی۔ آج ہمارے معاشرے کی تین بہت بڑی بیماریاں ہیں جو اسے گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں۔ رشوت، سفارش اور خوشامد۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَأَثْنَى عَلَى عُثْمَانَ فِي وَجْهِهِ فَأَخَذَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ تُرَابًا فَحَثَا فِي وَجْهِهِ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَقِيتُمْ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمْ التُّرَابَ

ترجمہ: ہمام نے کہا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے حضرت عثمانؓ کے منہ پر انکی تعریف کی۔ پس مقداد بن اسود نے مٹی لی اور اس کے چہرے پر پھینک دی اور کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: جب تم خوشامدیوں سے ملو تو انکے منہ پر خاک ڈال دو (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد) ازراہ حیاء خاموش رہے یا اس شخص کی تعریف واقعی سچی ہو گی اس لئے کچھ نہ فرمایا۔

شرح: علامہ خطابی نے کہا کہ مداحین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے لوگوں کی تعریف کو عادت بنا رکھا ہو، اور وہ اسے بطور ایک فن اور کاروبار کے استعمال کر کے ممدوح کا مال کھائیں اور اسے فتنے میں ڈالیں۔ اسکے برخلاف اگر کوئی آدمی کسی کے اچھے فعل اور محمود معاملے پر تعریف کر کے حوصلہ افزائی کرتا ہے تو اس سے دوسروں کو ان اچھے افعال کی ترغیب ہو گی اور اس ممدوح کی اقتداء کرینگے۔ یہ شخص تعریف کنندہ تو ہو سکتا ہے مگر خوشامدی نہیں۔ مقداد نے ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس مدح کرنیوالے کے چہرے پر واقعی خاک ڈال دی تھی۔ ورنہ حضور کے ارشاد کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ خوشامدی کو محروم اور ناکام کرو اور اسے منہ نہ لگاؤ۔ محرومی کو کنایہ کی زبان میں مٹی سے تعبیر فرمایا گیا، جیسا کہ محاورے میں کہتا ہے: اس کے پاس خاک بھی نہیں، اسکے ہاتھ میں مٹی کے سوا کچھ نہیں اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب وہ تیرے پاس کتے کی قیمت مانگنے آئے تو اس کی ہتھیلی کو خاک سے بھر دو، اور جیسے کہ فرمایا ہے: بدکار کے لئے پتھر ہے، یعنی اسے سوائے گناہ کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَثْنَى عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ إِذَا مَدَحَ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ إِنِّي أَحْسِبُهُ كَمَا يُرِيدُ أَنْ يَقُولَ وَلَا أُزَكِّيهِ عَلَى اللَّهِ

ترجمہ: ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی شخص کی مدح کی تو حضور نے فرمایا: تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ ڈالی۔ تین بار فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کی مدح کرے، اور اسے ایسا کرنا ہی پڑے تو کہے: میں اس کو ایسا اور ایسا (جیسا تم اسے کہنا چاہو) جانتا ہوں اور میں اللہ کے حکم کے برخلاف (یا اس کے علم کے برخلاف) اسے پاک نہیں ٹھہراتا (بخاری، مسلم)، ابن ماجہ)

شرح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بڑی بامعنی اور گہری ہے کہ: تیرا برا ہو تو نے اپنے دوست کی گردن کاٹ ڈالی

(بخاری) کیونکہ جس کی خوشامد کی جائے وہ بالعموم غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اپنے آپ کو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھتا ہے۔ گویا اب وہ پہلا آدمی نہیں ہوتا، بلکہ پہلا آدمی مر جاتا ہے اور اس کی جگہ اب یہ ایک اور شخص ہوتا ہے۔ پس خوشامدی نے گویا اس اصلی شخص کی گردن کاٹ ڈالی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْلَمَةَ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ أَبِي انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمْ الشَّيْطَانُ

ترجمہ: مطرف نے روایت کی کہ میرے باپ نے کہا (عبداللہ بن الشخیر نے) کہ میں بنی عامر کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور ہم نے کہا: آپ ہمارے سردار (سید) ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سید (سردار) تو اللہ ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ فضیلت میں ہم سب سے افضل ہیں اور علم سے سب سے بڑے عالم ہیں۔ حضور نے فرمایا: تم اپنی بات کہو، یا بعض باتیں کہو مگر شیطان تمہیں استعمال نہ کرے (نسائی)۔

شرح: حضور کا ارشاد السید اللہ کا معنی یہ تھا کہ حقیقی سرداری فقط اللہ کی ہے اور باقی سب اسکے بندے ہیں ورنہ آپ کا یہ ارشاد بھی ثابت ہے کہ: میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور آپ نے سعد بن معاذ کے متعلق بنی خزرج سے فرمایا تھا: اپنے سردار کیلئے اٹھو! حضور کی ممانعت کا باعث یہ تھا کہ یہ لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور سمجھتے تھے کہ سیادت کا معیار نبوت ہے جیسے کہ دنیوی امور بھی بعض دفعہ سیادت کا سبب ہو سکتے ہیں۔ وہ اپنے رؤساء کی تعظیم کرتے تھے اور ان کا حکم مانتے تھے اور انہیں سادات کہتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالےٰ کی ثناء کا طریقہ بتایا کہ سید دراصل وہی ہے۔ اسکے ساتھ آپ نے اپنی صحیح تعریف بھی بتادی اور ادب کی طرف رہنمائی فرمادی۔ آپ نے فرمایا: قُولُوا بِقَوْلِكُمْ، یعنی اپنے اہل ملت اور دین جیسی بات کہو اور مجھے نبی ورسول کہہ کر پکارو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اور يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ فرمایا۔ اور مجھے اپنے سرداروں اور سربراہوں جیسا سید مت جانو۔ کیونکہ انکی سیادت تو دنیوی اسباب سے ہے اور میری سیادت نبوت ورسالت کی وجہ سے ہے۔ (خطابی)

بَابٌ فِي الرِّفْقِ (نرم سلوک کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ وَحُمَيْدٍ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالےٰ لطف و شفقت کرنے والا ہے اور لطف نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے۔ جو سختی پر نہیں عطا کرتا (مسلم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے)

شرح: اللہ تعالیٰ کی شریعت آسان ہے۔ اس کے احکام نرم ہیں۔ وہ بندوں پر رحیم و شفیق ہے اور اسی عادت کو بندوں میں بھی پسند کرتا ہے۔ اس نے بندوں کو ایک دوسرے سے نرم سلوک کرنے، محبت کرنے، ہمدردی اور خیر خواہی کے احکام دیئے ہیں۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ قَالُوا حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ الْبَدَاوَةِ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْدُو إِلَى هَذِهِ التِّلَاعِ وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِي يَا عَائِشَةُ ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فِي حَدِيثِهِ مُحَرَّمَةٌ يَعْنِي لَمْ تُرْكَبْ

ترجمہ: مقدام بن شریحؒ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا، میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بادیہ نشینی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ٹیلوں کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بادیہ میں جانے کا ارادہ فرمایا اور مجھے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی جس پر سواری نہیں کی گئی تھی، اور مجھ سے فرمایا: اے عائشہ نرمی اختیار کر کیونکہ نرمی جس چیز میں بھی ہو وہ اسے سجادیتی ہے اور جس چیز سے علیحدہ کردی جائے اسے عیب دار بنادیتی ہے۔ اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: وہ اونٹنی کوری تھی، ابھی اس پر سواری نہ کی گئی تھی (مسلم، سنن ابی داوٗد نمبر ۲۴۷۸)

شرح: مولاناؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا یہ لفظ کھٹکتا ہے کہ حضور نے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی یہ ثابت نہیں ہوسکا کہ آپ نے صدقہ کی کوئی چیز کبھی ازواجؓ مطہرات میں سے کسی کو دی ہو۔ دلائل سے ازواج مطہرات پر صدقہ کی حرمت بھی ثابت ہے۔ انکے لئے اہل بیت، آل رسول، آل نبی کے الفاظ بار بار آئے ہیں۔ قرآن نے تو فقط انہی کو اہل بیت فرمایا ہے۔ المغنی میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ، ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ہمیں صدقہ حلال نہیں۔
یہ حدیث مسلم میں آئی ہے (یعنی حدیث زیر بحث ہے) اور اس میں من ابل الصدقۃ کے الفاظ نہیں ہیں۔ ابوداوٗد کی حدیث کی تاویل یہ ہوسکتی ہے کہ حضور بعض دفعہ بوقت ضرورت صدقہ کے جانور لیکر استعمال فرماتے تھے اور بعد میں واپس کردیتے تھے۔ شاید اس موقعہ پر ایسا کیا ہو۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُحْرَمْ الرِّفْقَ يُحْرَمْ الْخَيْرَ كُلَّهُ

ترجمہ: جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس کو نرم روی سے محروم کیا گیا اسکو ہر خیر سے محروم کیا گیا۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَقَدْ سَمِعْتُهُمْ يَذْكُرُونَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ

ترجمہ: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (اور بقول اعمشؒ سعدؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی) حضور نے فرمایا: آہستہ روی ہر چیز میں ہے سوائے عمل آخرت کے (اعمش کو اس حدیث کے رفع میں شک اور تردد ہے منذری نے کہا کہ حافظ محمد بن طاہر نے کہا ہے: اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے)

بَابٌ فِي شُكْرِ الْمَعْرُوفِ (نیکی کے شکریئے کا باب)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ

ترجمہ: ابوہریرہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر بھی نہ کیا (ترمذی نے روایت کر کے اسے صحیح کہا ہے)

شرح: کسی کی نیکی اور احسان پر شکر گزار ہونا اچھے انسانی فضائل میں سے ہے۔ اس سے شکر گزار کے قلب کی صفائی اور خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر اسی پر خرچ کچھ نہیں ہوتا، صرف دولب ہلانے پڑتے ہیں۔ اب جو شخص اتنا بھی نہ کر سکے تو اس کے متعلق ہر کوئی یہی سمجھے گا کہ یہ کوئی مہذب اور صاف دل آدمی نہیں ہے۔ انسانوں کی شکر گزاری بھی ایک لحاظ سے اللہ کی شکر گزاری ہے۔ پھر جس شخص کی طبع میں ناشکری ہو وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہیں ہوگا۔ علامہ خطابی نے کہا: کہ اس حدیث کا مطلب دو طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ جس کی عادت میں انسانوں کی ناشکری داخل ہو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی ناشکر گزار ہوگا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور بندوں کا احسان دونوں متصل ہوتے ہیں۔ احسان کرنے والا اللہ کی بخشی ہوئی طاقت سے نیکی کرتا ہے، لہٰذا جو شخص بندوں کا کفران نعمت کرے اللہ تعالےٰ بھی اس کے شکریے کو قبول نہیں فرماتا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَتْ الْأَنْصَارُ بِالْأَجْرِ كُلِّهِ قَالَ لَا مَا دَعَوْتُمْ اللَّهَ لَهُمْ وَأَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ انصار تو سارا اجر لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک تم انکے لیے اللہ سے دعا کرتے اور ان کی اچھی صفات کا ذکر کرتے رہو (تم بھی ان کے اجر میں شامل رہو گے) نسائی نے اسے روایت کیا ہے۔

شرح: اس حدیث سے محسن کا شکریہ ادا کرنے اور اسکے لئے دعا کرنے کی ترغیب اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ قَوْمِي عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ بِهِ فَمَنْ أَثْنَى بِهِ فَقَدْ شَكَرَهُ وَمَنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ شُرَحْبِيلَ عَنْ جَابِرٍ

ترجمہ: عمارہ بن غزیہ نے کہا کہ میری قوم کے ایک مرد نے مجھے جابر بن عبداللہ کے حوالے سے بتایا کہ جابرؓ نے کہا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو کوئی عطیہ ملے اور اس کا بدلہ اتارنے کی طاقت پائے تو بدلہ دے، اگر طاقت نہ پائے تو دینے والے کی تعریف کرے کیونکہ جس نے احسان پر تعریف کی اس نے اسکا شکریہ ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔ ابوداؤد نے کہا کہ یحییٰ بن ایوب نے اسے عمارہ بن غزیہ سے اس نے شرحبیل سے اس نے جابر سے روایت کی۔ ابوداؤد نے کہا کہ حدیث کی سند میں "میری قوم کے ایک فرد" سے مراد شرحبیل ہے۔ گویا کہ انہوں نے اسے ناپسند کیا لہٰذا نام نہ لیا (منذری نے کہا ہے کہ شرحبیل بن سعد انصاری کو کئی ائمہ حدیث نے ضعیف کہا ہے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ

ترجمہ: جابرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: جس کے ساتھ نیکی کی گئی اور اس نے اسکا ذکر کر

کیا تو اس نے اسکی شکر گزاری کی اور جس نے اسکو چھپایا تو اس نے کفران نعمت کیا (اس حدیث کی سند متصل ہے لہذا شاید ابوداؤد نے اسے اوپر کی حدیث کی تقویت کیلئے روایت کیا)

بَاب فِي الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ (راستوں میں بیٹھنے کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بُدَّ لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ

ترجمه: ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اسکے سوا ہمارے لئے چارہ نہیں ہے، ہم وہاں اپنی مجلسوں میں بات چیت کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں وہاں ضرور بیٹھنا ہے تو راستے کو اسکا حق دو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، کسی کو اذیت نہ دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا (بخاری، مسلم)

شرح: نگاہیں جھکانا، یعنی اگر خواتین گزریں تو انہیں نہ تاڑنا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَإِرْشَادُ السَّبِيلِ

ترجمه: اس قصے میں ابوہریرہؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ راستہ بتانا (یعنی مسافر اگر راستہ پوچھیں تو ان کی صحیح رہنمائی کرنا)۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى النَّيْسَابُورِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ ابْنِ حُجَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَتُغِيثُوا الْمَلْهُوفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ

ترجمه: اسی قصے میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ فرمایا: وہ مصیبت زدہ کی مدد کریں اور بھولے ہوئے کو راستہ بتائیں (منذری نے کہا کہ یہ حدیث مرسل بھی آئی ہے)۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بنِ الطَّبَّاعِ وَكَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ ابْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ لَهَا يَا أُمَّ فُلَانٍ اجْلِسِي فِي أَيِّ نَوَاحِي السِّكَكِ شِئْتِ حَتَّى أَجْلِسَ إِلَيْكِ قَالَ فَجَلَسَتْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهَا حَتَّى قَضَتْ حَاجَتَهَا لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ عِيسَى حَتَّى قَضَتْ حَاجَتَهَا وَقَالَ كَثِيرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی: یارسول اللہ مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پس حضور نے فرمایا: اے ام فلان! تو گلی کے جس طرف چاہے بیٹھ جا، میں تیرے قریب بیٹھوں گا۔ انسؓ نے کہا کہ وہ عورت ایک جگہ) بیٹھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بیٹھ گئے حتیٰ کہ اس عورت نے اپنی بات پوری طرح کہہ لی (ترمذی) اگلی حدیث دیکھئے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ بِمَعْنَاهُ

ترجمہ: دوسری سند سے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اس عورت کی عقل میں کچھ خرابی تھی (مسلم) شاید حضور کی شفقت کا باعث یہی تھا۔

بَابٌ فِي سَعَةِ الْمَجْلِسِ (مجلس میں کشادہ ہو کر بیٹھنے کا باب)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا قَالَ أَبُو دَاوُد هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ

ترجمہ: ابو سعیدؓ خدری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: بہترین مجلس وہ ہے جو زیادہ وسیع ہو (کیونکہ اہل مجلس کو تکلیف نہیں ہوتی)

بَابٌ فِي الْجُلُوسِ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ (دھوپ اور چھاؤں کے درمیان بیٹھنے کا باب)

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الشَّمْسِ وَقَالَ مَخْلَدٌ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ

ترجمہ: ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی دھوپ میں ہو (دوسرے راوی نے سائے کا لفظ استعمال کیا ہے) اور سایہ اس سے ہٹ گیا اور اس کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ سائے میں ہو گیا تو اسے اٹھ جانا چاہئے (اسکی سند میں ابوہریرہ سے روایت کرنے والا نامعلوم شخص ہے) طبی نقطہ نگاہ سے بھی یہ چیز نقصان دہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَامَ فِي الشَّمْسِ فَأَمَرَ بِهِ فَحُوِّلَ إِلَى الظِّلِّ

ترجمہ: قیس اپنے والد حازم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ حضور علیہ السلام خطبہ دے رہے تھے۔ تو وہ دھوپ میں ہی کھڑے ہو گئے تو آپ نے انہیں وہاں سے ہٹنے کا حکم دیا چنانچہ وہ دھوپ سے سایہ میں آگئے۔

بَابٌ فِي التَّحَلُّقِ (حلقہ باندھنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُسَيَّبُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَهُمْ حِلَقٌ فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ

ترجمہ: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور اصحاب کئی حلقوں میں تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں متفرق دیکھتا ہوں (مسلم میں بھی اس جیسی روایت اس سے تمام تر موجود ہے)

شرح: حضور کے ارشاد کا یہ مطلب تھا کہ تم لوگوں نے کئی حلقے کیوں بنا رکھے ہیں؟ ایک مجلس میں کیوں جمع نہیں ہوتے؟ حلقہ، ذکر کا بیان دیگر احادیث میں بھی موجود ہے۔ حضور کے اصحاب آپ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھتے تھے۔ تنبیہ کا سبب الگ الگ حلقے تھے۔

حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا قَالَ كَأَنَّهُ يُحِبُّ الْجَمَاعَةَ

ترجمہ: اعمش نے اس حدیث کا مطلب یہ بتایا کہ گویا حضور جماعت (اجتماعی طور پر بیٹھنے) کو پسند فرماتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْوَرْكَانِيُّ وَهَنَّادٌ أَنَّ شَرِيكًا أَخْبَرَهُمْ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي.

ترجمہ: جابر بن سمرہ نے کہا کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو مجلس کے آخر میں جہاں جگہ ہوتی بیٹھ جاتے تھے (ترمذی۔ نسائی۔ ترمذی نے اسے حسن غریب کہا۔ اس کی سند میں شریک بن عبداللہ قاضی ہے جو متکلم فیہ ہے) گردنیں پھلانگ کر قریب آنا ممنوع ہے۔

بَابٌ فِي الْجُلُوسِ وَسْطَ الْحَلْقَةِ (حلقہ کے درمیان میں بیٹھنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ

ترجمہ: حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلقہ میں وسط میں بیٹھنے والے پر لعنت فرمائی (ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

شرح: یعنی معلم یا واعظ یا امیر وغیرہ کی پشت کی طرف جگہ خالی ہونی چاہئے تاکہ کسی کی طرف پشت ہونے سے اس کو اذیت نہ ہو۔ ایسا شخص بدگوئی کا حقدار بنتا ہے۔ طبرانی کبیر کی روایت ہے کہ واثلہ بن اسقع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے۔ میں حلقہ کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ بعض لوگوں نے واثلہ کو یہ کہہ کر منع کیا کہ اس طرح بیٹھنا ممنوع ہے۔ حضور نے فرمایا واثلہ کو چھوڑ دو، مجھے معلوم ہے کہ اسے گھر سے لانے والی کونسی چیز ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! کس چیز نے مجھے گھر سے نکالا ہے؟ حضور نے فرمایا: تو اس لئے آیا ہے کہ نیکی اور شک کے متعلق سوال کرے۔ واثلہ نے کہا: اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں صرف اسی بات کی خاطر گھر سے نکلا ہوں فرمایا کہ پھر نیکی وہ ہے جو دل کو لگے اور دل اس پر مطمئن ہو جائے اور شک وہ ہے جو دل کو نہ لگے اور شک کو چھوڑ کر یقین کو اختیار کر اگرچہ تجھے فتویٰ دینے والے فتویٰ دیں۔ پس اس حدیث سے حلقہ کے درمیان میں بیٹھنے کا (ضرورت کے وقت) جواز نکلا اور نہی تنزیہ پر محمول ہے۔

صحاح کی حدیث میں شک کی بجائے اثم (گناہ کا لفظ وارد ہے اور مضمون اس کا یہی ہے گو اس میں حلقے کا ذکر نہیں آیا۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُومُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ

ایک آدمی کا دوسرے کی خاطر اپنی مجلس سے اٹھنے کا باب

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى آلِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَنَا أَبُو بَكْرَةَ فِي شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ فِيهِ وَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ذَا وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ يَكْسُهُ

ترجمہ: سعید بن ابی الحسن (حسن بصری کے بھائی) نے کہا کہ حضرت ابو بکرہؓ ایک گواہی دینے کے سلسلے میں ہمارے پاس آئے۔ ایک آدمی ان کی خاطر اپنی مجلس سے اٹھا تو انہوں نے وہاں بیٹھنے سے انکار کیا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے شخص کا کپڑا چھونے سے منع فرمایا تھا جسے اس نے کپڑا نہ پہنایا ہو۔

شرح: مجلس میں توسیع پیدا کرنا تو ازروئے قرآن مامور بہ ہے۔ اِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا لیکن اگر کوئی شخص کسی علمی مجلس سے اٹھے یا اسے اٹھایا جائے تو دوسروں کو تکلیف ہوگی۔ تعظیم میں وہ سب برابر ہیں اور اگر اٹھنے والا چلے جانے کے ارادے سے اٹھتا ہے تو علم سے محروم ہوگا۔ لہٰذا کسی کو جگہ دینا یوں اٹھنا یا اٹھانا درست نہ ہوا۔ جس بچے یا خادم وغیرہ کو کپڑا پہنایا جائے اس کے چھونے میں حرج نہیں، لیکن کسی اور کے کپڑے کو اگر چھوا جائے تو اس کی اذیت یا بُرا ماننے کا باعث ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔ منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث صرف ابو بکرہؓ نے روایت کی ہے اور اسکا طریق بھی یہی ہے جس سے یہ یہاں مروی ہے۔ روایت والے آدمی کا نام کسی نے نہیں لیا یعنی جو ابو عبداللہ مولیٰ قریش ہے۔ اسے اس روایت میں مولائے ابی بُردہ کہا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَقِيلِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْخَصِيبِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَذَهَبَ لِيَجْلِسَ فِيهِ فَنَهَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُد أَبُو الْخَصِيبِ اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

ترجمہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو ایک شخص اس کی خاطر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شخص اس کی جگہ پر بیٹھنے لگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابوالخصیب راوی کا نام زیاد بن عبدالرحمٰن تھا۔

بَابُ مَنْ يُؤْمَرُ أَنْ يُجَالَسَ

باب جن کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ

وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْهُ شَيْءٌ أَصَابَكَ مِنْ رِيحِهِ وَمَثَلُ جَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْكِيرِ إِنْ لَمْ يُصِبْكَ مِنْ سَوَادِهِ أَصَابَكَ مِنْ دُخَانِهِ

ترجمہ: حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال نارنگی جیسی ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور خوشبو بھی اچھی ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور جیسی ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے مگر خوشبو اچھی نہیں ہے، اور قرآن پڑھنے والے فاجر کی مثال ریحاں (نازبو) کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو اچھی ہے اور مزہ کڑوا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے فاجر کی مثال حنظل (تماں) جیسی ہے کہ اسکا مزہ کڑوا ہے اور خوشبو کوئی نہیں، اور اچھے ہمنشیں کی مثال مشک والے شخص کی مانند ہے کہ اگر تمہیں اس سے کچھ نہ ملے تو خوشبو تو پہنچ جائے گی۔ اور برے ہمنشیں کی مثال بھٹی والے جیسی ہے کہ اگر تمہیں اس کی سیاہی نہ پہنچے گی تو دھواں پہنچ جائے گا۔ (نسائی)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى ح و حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْكَلَامِ الْأَوَّلِ إِلَى قَوْلِهِ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَزَادَ ابْنُ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ مَثَلَ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَسَاقَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ

ترجمہ: حضرت انسؓ نے ابو موسیٰؓ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کلام کی روایت کی یعنی: "اس کا مزہ کڑوا ہے۔" اور ابن معاذ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انسؓ نے کہا: اور ہم بات چیت کیا کرتے تھے کہ اچھے ہم نشیں کی مثال یہ ہے الخ اور باقی حدیث بیان کی (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور اس میں انسؓ کا کلام نہیں ہے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُبَيْلِ بْنِ عَزْرَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اچھے ہم نشیں کی مثال یوں ہے الخ پھر راوی نے اوپر کی حدیث کی طرح روایت کی۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ غَيْلَانَ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے سوا کسی کو دوست مت بنا اور تیرا کھانا نیکوکار کے سوا کوئی نہ کھائے (ترمذی) خطابی نے کہا کہ اس سے مراد دعوت کا کھانا ہے نہ کہ ضرورت کا کھانا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور وہ اللہ کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔" پس ضرورت کے کھانے میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے کسی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کس سے دوستی لگاتا ہے (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن غریب کہا ہے۔ اور اس کا ایک راوی موسیٰ بن وردان متکلم فیہ ہے بعض ائمہ نے اسی حدیث کے مرسل ہونے کو ترجیح دی ہے۔) دوست کے دین ومذہب اور اخلاق کا اثر دوستوں پر ضرور پڑتا ہے، لہٰذا احتیاط کی ضرورت ہے۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ يَعْنِي ابْنَ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے اس حدیث کو حضور کی طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ آپ نے فرمایا: ارواح اکٹھے مجمع ہیں، ان میں سے جو متعارف ہوں ان میں الفت پیدا ہو جاتی ہے اور جن میں ناواقفیت رہے ان میں اختلاف ہوتا ہے (مسلم، مسلم نے اس کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے)

شرح: امام نووی نے فرمایا: علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ لیا ہے کہ ارواح کے مجموع ہوتے ہیں، کچھ ایک قسم کی کچھ دوسری قسم کی۔ ان کی موافقت کی معنی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی صفات ایک جیسی بنائی ہیں۔ ان کے احساسات وافعال میں مشابہت ہے۔ اس مشابہت کے باعث ایک قسم کی ارواح میں الفت و مودت پیدا ہو جاتی ہے، اور جن ارواح میں مشابہت نہیں ہوتی وہ ایک دوسری سے الفت نہیں رکھتیں۔ علامہ خطابی نے کہا کہ ارواح کو اجسام سے پہلے پیدا کیا تھا، اس مضمون کی حدیث بھی موجود ہے۔ پس جس طرح دنیا میں دو منظم فوجیں ایک دوسری کے آمنے سامنے ہوتی ہیں اسی طرح اہل سعادت اور اہل شقاوت کی ارواح بھی مدمقابل ہوتی ہے۔ جن کی سعادت کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ ایک گروہ ہیں اور اہل شقاوت دوسرے گروہ ہیں۔ یہی ارواح جب دنیا میں اجسام کا لباس پہنتی ہیں تو یہاں پر سعادت وشقاوت کا میدان کارزار گرم ہو جاتا ہے۔ نیک لوگوں کا تعلق اور الفت اپنے جیسوں کے ساتھ ہوتی ہے اور بُروں کی اپنے جیسوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

بَاب فِي كَرَاهِيَةِ الْمِرَاءِ (جدال کی کراہت کا باب)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا

ترجمہ: ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب میں سے کسی کو کسی کام پر روانہ فرماتے تو حکم دیتے: بشارت دو اور نفرت مت دلاؤ، اور آسانیاں پیدا کرو اور تنگی مت پیدا کرو۔ (مسلم)

شرح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر ونذیر تھے، یعنی خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے۔ آپ کی طرف سے دین کا پیغام پہنچانے والوں کو آپکی نمائندگی کرنی ہوتی ہے۔ تبلیغ کا قاعدہ یہی ہے کہ لوگوں کو بشارت دے کر قریب لایا جائے نہ کہ نفرت دلا کر بدکایا جائے۔ اللہ کا دین آسان ہے لہٰذا اس کی آسانی کو پیش کرنا چاہئے اور ایسی چیزوں کو پیش کرنے سے گریز کرنا چاہئے جن سے کہ تنگی پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ (اللہ تعالیٰ تمہاری آسانی چاہتا ہے اور تنگی نہیں چاہتا)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ قَائِدِ السَّائِبِ عَنْ السَّائِبِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيَّ وَيَذْكُرُونِّي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَعْلَمُكُمْ يَعْنِي بِهِ قُلْتُ صَدَقْتَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي كُنْتَ شَرِيكِي فَنِعْمَ الشَّرِيكُ كُنْتَ لَا تُدَارِي وَلَا تُمَارِي

ترجمہ: حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو لوگ میری تعریف کرنے لگے اور میری صفات کا ذکر کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان ہو جائیں آپ نے سچ فرمایا۔ آپ (کاروبار میں) میرے شریک تھے۔ پس آپ نہ تو مخالفت کرتے اور نہ جھگڑتے تھے (نسائی۔ ابن ماجہ)

شرح: بعثت سے پہلے غالباً شام کے تجارتی اسفار میں سے کسی سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سائب کیساتھ شراکت کی تھی۔

بَابُ الْهَدْيِ فِي الْكَلَامِ (گفتگو کے طریقے کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ أَنْ يَرْفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ

ترجمہ: عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بات چیت کرنے کیلئے بیٹھتے تھے تو اپنی نگاہ کو اکثر آسمان کی طرف اٹھاتے (مولانا محمد یحییٰ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصل مقصد کو کسی حالت میں بھی فراموش نہ فرماتے تھے آسمان کی طرف اکثر نگاہ اٹھانا تذکیر کیلئے بھی ہو سکتا ہے اور وحی کے انتظار میں بھی۔ قرآن مجید میں ہے قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔ "ہم آپ کے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف پھیرنا دیکھ رہے ہیں۔"

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ سَمِعْتُ شَيْخًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ كَانَ فِي كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيلٌ أَوْ تَرْسِيلٌ

ترجمہ: مسعر (بن کدام) نے کہا کہ میں نے ایک بوڑھے کو مسجد میں یہ کہتے سنا کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو کہتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ترتیل یا ترسیل تھی۔ (یعنی آپ آہستہ آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ اس حدیث میں ایک مجہول راوی ہے)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَحِمَهَا اللَّهُ قَالَتْ كَانَ كَلَامُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامًا فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ

ترجمه: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام واضح ہوتا تھا، ہر سننے والا اسکو سمجھ لیتا تھا۔ (بلکہ ضروری بات آپ تین تین بار دہراتے تھے)

حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ زَعَمَ الْوَلِيدُ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ قُرَّةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ كَلَامٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدُ لِلَّهِ فَهُوَ أَجْذَمُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ يُونُسُ وَعَقِيلٌ وَشُعَيْبٌ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کلام کو الحمد للہ کے ساتھ شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت اور بے فائدہ ہوتا ہے (نسائی مسنداً و مرسلاً) ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس حدیث کو کئی لوگوں نے زہری سے مرسل روایت کیا ہے۔

شرح: جس طرح مرض جذام (کوڑھ) کا مارا ہوا ہاتھ بیکار اور بے فائدہ ہوتا ہے اسی طرح جس بات کو الحمد للہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت اور ابتر ہوتا ہے۔ اس مضمون کی حدیث بسم اللہ کے بارے میں بھی ہے۔ پس اللہ کی حمد سے مراد یا تو بسم اللہ ہے الخ اور یا بسم اللہ کا تعلق تو ہر عام بات سے ہے کہ اس کی ابتداء اس سے ہونی چاہئے، اور الحمد للہ کا تعلق خطبات سے ہے۔

بَاب فِي الْخُطْبَةِ (خطبہ کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ

ترجمه: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر وہ خطبہ جس میں تشہد نہ ہو وہ کوڑھ والے ہاتھ کی مانند ہے۔ (ترمذی) تشہد سے مراد توحید و رسالت کی شہادت ہے۔ جو خطبہ اس سے خالی ہو وہ بے برکت اور ابتر ہے۔

بَاب فِي تَنْزِيلِ النَّاسِ مَنَازِلَهُمْ (لوگوں کو ان کا صحیح مقام دینے کا باب)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْمَعِيلَ وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ أَنَّ يَحْيَى بْنَ الْيَمَانِ أَخْبَرَهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ أَنَّ عَائِشَةَ مَرَّ بِهَا سَائِلٌ فَأَعْطَتْهُ كِسْرَةً وَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَهَيْئَةٌ فَأَقْعَدَتْهُ فَأَكَلَ فَقِيلَ لَهَا فِي ذَلِكَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ قَالَ أَبُو دَاوُد وَحَدِيثُ يَحْيَى مُخْتَصَرٌ قَالَ أَبُو دَاوُد مَيْمُونٌ لَمْ يُدْرِكْ عَائِشَةَ

ترجمه: میمون بن ابی شبیب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک سائل آیا تو آپ نے اسے

روٹی کا ایک ٹکڑا دیا، اور ایک اور شخص آیا جس کے کپڑے اور ظاہری حالت اچھی تھی۔ حضرت عائشہ نے اسے بٹھایا اور اس نے کھانا کھایا۔ پس ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لوگوں کو ان کے اصل مقامات پر اتارو۔ ابو داؤد نے کہا کہ یحییٰ کی حدیث مختصر ہے (درآنحالیکہ) دوسرے راوی ابن ابی خلف کی روایت تمام تر ہے) ابو داؤد نے کہا کہ میمون نے حضرت عائشہ سے ملاقات نہیں کی۔ (بقول امام نوویؒ، ابو داؤد کے قول میں نظیر ہے۔ میمون قدیم تابعی تھا اور حضرت عائشہ سلام اللہ کے زمانے میں تھا۔ جب زمانہ ایک ہو اور ملاقات کا امکان موجود ہو تو روایت متصل ہوتی ہے جیسا کہ امام مسلم نے صحیح کے مقدمے میں بڑے زور سے بیان کیا ہے۔ میمون نے کہیں یہ نہیں کہا کہ میں نے حضرت عائشہ سے ملاقات نہیں کی، ہاں! حضرت عائشہ سے یہ حدیث موقوف بھی آئی ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمْرَانَ أَخْبَرَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ عَنْ أَبِي كِنَانَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ

ترجمه: ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اجلال (تعظیم) یہ بھی ہے کہ مسلم بوڑھے کی عزت کی جائے اور قرآن پڑھنے پڑھانے والے کی بھی جو اس میں غلو نہ کرتا ہو اور نہ اسے ترک کرتا ہو، اور عادل حاکم کی عزت کی جائے۔

شرح: گویا تین آدمیوں کا اکرام اللہ تعالی کی تعظیم ہے، بڑی عمر کا مسلمان، حافظ قرآن، انصاف کرنے والا حاکم۔ کیونکہ ان کا اعزاز و اکرام ان کی اچھی صفات کے باعث ہو گا جو اللہ تعالےٰ کو پسند ہے قرآن میں غلو سے مراد کی مثال خوارج ہیں جنہوں نے صرف الفاظ کو لیا اور معانی کو ترک کر دیا۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا

بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے کا باب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ حَدَّثَنَا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْلَسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا

ترجمه: عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دو آدمیوں کے درمیان انکی اجازت کے بغیر نہ بیٹھا جائے (ترمذی نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا

ترجمه: عبداللہؓ بن عمرو بن عاص نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کیلئے حلال نہیں کہ وہ دو

آدمیوں میں تفریق کرے مگر ان کی اجازت کے ساتھ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن کہا) دو آدمیوں میں تفریق سے مراد یہی ہے کہ انکے درمیان بیٹھا جائے۔ ہاں اگر وہ اجازت دیں تو درست ہے، یا اگر دونوں کے درمیان کافی فاصلہ ہو تو بھی حرج نہیں۔

بَابٌ فِي جُلُوسِ الرَّجُلِ ("آدمی کا بیٹھنا")

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ احْتَبَى بِيَدِهِ قَالَ أَبُو دَاوُد عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ شَيْخٌ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھا کرتے آپ دونوں ہاتھوں سے احتباء کر لیتے تھے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں عبد اللہ بن ابراہیم ایک شیخ منکر الحدیث ہیں۔

شرح: مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھتے وقت معمول کو بیان فرمایا گیا ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں احتباء کا یہ مفہوم ہے کہ سرین زمین پر لگادیے جائیں اور دونوں پاؤں کھڑے کئے جائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں سے پاؤں پر حلقہ بنالیا جائے اس طرح کی نشست کو احتباء کہا جاتا ہے آپ اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کے دوسرے طرح سے بھی بیٹھنا ثابت ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔

أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَدَّتَايَ صَفِيَّةُ وَدُحَيْبَةُ ابْنَتَا عُلَيْبَةَ قَالَ مُوسَى بِنْتِ حَرْمَلَةَ وَكَانَتَا رَبِيبَتَيْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ وَكَانَتْ جَدَّةَ أَبِيهِمَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّهَا رَأَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَشِعَ وَقَالَ مُوسَى الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ أُرْعِدْتُ مِنْ الْفَرَقِ

ترجمہ: قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرفصاء کے طور پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جو کہ بہت زیادہ عاجزی کرنے والے تھے تو میں خوف کی وجہ سے لرز گئی۔

شرح: اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمین پر یا فرش وغیرہ پر تشریف رکھتے وقت دوسری نشست کو بیان فرمایا گیا ہے اور روایت بیان کرنے والی خاتون (قیلہ بنت مخرمہ) بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے آپ کو قرفصاء کے طور پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ قرفصاء کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں پر زور دے کر بیٹھنا یا گھٹنوں کے بل بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے ملانا اور دونوں ہتھیلی کو بغلوں کے نیچے کر لینا۔

بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں طرح کی نشست ثابت ہے۔ یعنی آپ ایسے بھی بیٹھا کرتے تھے کہ جس کو حدیث ۴۸۳۹ میں بیان فرمایا گیا ہے اور آپ اس طرح بھی بیٹھتے تھے کہ جس کو اس روایت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ حدیث کے آخر میں روایت بیان کرنے والی خاتون، بیان فرماتی ہیں کہ جس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں خوف

سے لرز گئی یعنی مجھ پر آپ کا ایسا خوف طاری ہوا کہ میں آپ کو خوب غور سے نہ دیکھ سکی کیونکہ نور الٰہی کی وجہ سے دیکھنے والے پر آپ کا غیر معمولی رعب پڑتا تھا۔ مذکورہ بالا روایت میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص وصف المتخشع بھی بیان فرمایا گیا ہے جس کا مطلب ہے بہت زیادہ عاجزی کرنے والے کے، یعنی آپ کے نہایت منکسر المزاج یا نہایت عاجز المزاج ہونے کے باوجود دیکھنے والا آپ کو دیکھ کر غیر اختیاری طور پر مرعوب ہو جاتا۔

بَاب فِي الْجِلْسَةِ الْمَكْرُوهَةِ (بیٹھنے کا ناپسندیدہ انداز)

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ مَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسٌ هَكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرَى خَلْفَ ظَهْرِي وَاتَّكَأْتُ عَلَى أَلْيَةِ يَدِي فَقَالَ أَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: شرید بن سوید سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ پشت پر تھا اور میں ایک ہاتھ کے انگوٹھے پر ٹیک (سہارا) لگائے ہوئے تھا۔ آپ نے مجھے اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کیا تو ان لوگوں کی طرح بیٹھا ہے کہ جن پر خداوند قدوس کا غضب نازل ہوا۔

شرح: مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی نشست نہیں ہونی چاہئے اور ایسی نشست ان لوگوں کی ہوتی ہے جس پر خدا تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ (عشاء کے بعد بات چیت کی نہی)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَوْفٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ النَّوْمِ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا

ترجمہ: حضرت ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کو منع فرماتے تھے۔

شرح: مذکورہ حدیث میں نماز عشاء سے پہلے سونے کو اس لئے منع فرمایا گیا ہے تاکہ عشاء کی نماز قضاء نہ ہو جائے اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنے کو اس لئے منع کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز قضاء نہ ہو جائے۔

جیسا کہ آج کل عام طور پر لوگ راتوں کو خوب دیر تک جاگتے ہیں اور دن میں دیر تک سوتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے نماز فجر بھی قضاء ہوتی ہے اور رزق میں بھی خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرف خاص طور پر توجہ ضروری ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس بیماری میں روز بروز اضافہ ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرمائے۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يَجْلِسُ مُتَرَبِّعًا (چوکڑی مار کر بیٹھنا)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ سِمَاكٍ

بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے فراغت کے بعد چارزانو بیٹھے رہتے جب تک سورج اچھی طرح نکل آتا۔

شرح: مذکورہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر سے فراغت کے بعد سورج کے اچھی طرح نکل آنے کے انتظار میں بیٹھے رہنامذکور ہے جیساکہ دوسری روایات میں بیان فرمایا گیا ہے کہ آپ سورج کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد نماز اشراق ادافرماتے۔

بَاب فِي التَّنَاجِي (سرگوشی)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْتَجِي اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ

ترجمہ: عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو شخص اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ (ایسا کرنے سے) اس کو رنج ہوگا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَأَرْبَعَةٌ قَالَ لَا يَضُرُّكَ

ترجمہ: ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر چار ہوں تو آپ نے فرمایا کہ کوئی جرم نہیں اس لئے کہ وہ اکیلا نہیں رہے گا۔ چوتھے آدمی سے اس کی وحشت دور ہو جائے گی۔

شرح: ارشاد رسول کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی جگہ تین آدمی موجود ہوں تو ان میں سے دو شخص اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں کیونکہ جس تیسرے شخص کو چھوڑ کر دو ساتھی سرگوشی کریں گے تو وہ تیسرا ساتھی یہ خیال کرے گا کہ نہ معلوم ان دونوں نے مجھ کو کس وجہ سے قابل اعتماد نہ سمجھا اور مجھے گفتگو میں کیوں شریک نہیں کیا۔ یا اس کو یہ احساس ہوگا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں ساتھی مجھے اکیلا چھوڑ کر میرے خلاف مشورہ کر رہے ہوں یا میری برائی کر رہے ہوں۔ بہر حال اس طرح کے عمل سے اس تیسرے ساتھی کو تکلیف ہوگی جس کی ممانعت ہے۔

البتہ اگر تین سے زیادہ ساتھی ہوں چار یا پانچ یا اس سے زائد ہوں تو پھر دو ساتھی اگر مل کر سرگوشی کریں تو اس کی اجازت ہے جیساکہ مندرجہ بالا حدیث نمبر ۴۸۴۵ میں بوضاحت بیان فرمایا گیا ہے۔

بَاب إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ (مجلس سے اٹھ کر پھر واپس آنا)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَالِسًا وَعِنْدَهُ غُلَامٌ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ فَحَدَّثَ أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

ترجمہ: سہیل بن ابی صالح سے روایت ہے کہ میں اپنے والد کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہاں پر ایک لڑکا بھی تھا وہ اٹھ کر گیا پھر واپس آیا تو میرے والد صاحب نے حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث بیان کی، انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب کوئی شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر واپس آئے تو وہی اس کا مستحق ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا مُبَشِّرٌ الْحَلَبِيُّ عَنْ تَمَّامِ بْنِ نَجِيحٍ عَنْ كَعْبٍ الْإِيَادِيِّ قَالَ كُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَامَ فَأَرَادَ الرُّجُوعَ نَزَعَ نَعْلَيْهِ أَوْ بَعْضَ مَا يَكُونُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذَلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُونَ

ترجمہ: حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھتے پھر آپ کھڑے ہوتے لیکن جب آپ کا واپس تشریف لانے کا ارادہ ہوتا تو آپ اپنے جوتے اتار کر رکھ جاتے یا اور کوئی چیز رکھ جاتے۔ جس سے صحابہ کرام سمجھ جاتے کہ آپ تشریف لائیں گے۔

شرح: مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر اپنی سابقہ جگہ واپس تشریف لانے کا ارادہ فرماتے تو نشانی کے طور پر کوئی چیز رکھ دیا کرتے تھے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سمجھ جاتے تھے کہ آپ پھر دوبارہ تشریف لائیں گے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلَا يَذْكُرُ اللَّهَ

(ذکر الٰہی کے بغیر اٹھنے کی کراہت)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُومُونَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ فِيهِ إِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ لَهُمْ حَسْرَةً

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ کسی جگہ (بیٹھ کر پھر وہاں سے) اٹھ جائیں اور خدا تعالیٰ کو یاد نہ کریں تو گویا کہ وہ لوگ اٹھے مردہ گدھے کی طرح اور ان کو قیامت کے دن حسرت ہوگی۔

شرح: ارشاد نبوی کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ کسی جگہ بیٹھ کر جہاں سے خدا تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوں اگرچہ ایک مرتبہ ہی سہی تو وہ لوگ مردہ گدھے کی طرح اٹھے اور قیامت کے دن ان لوگوں کو حسرت ہوگی یعنی مجلس سے اٹھتے وقت کم از کم ایک مرتبہ خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنْ اللَّهِ تِرَةٌ وَمَنْ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنْ اللَّهِ تِرَةٌ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو

شخص کسی جگہ بیٹھے اور اس مجلس میں خدا تعالیٰ کو یاد نہ کرے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو شرمندگی ہوگی اور جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور خدا تعالیٰ کو وہاں یاد نہ کرے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو شرمندگی ہوگی۔

شرح: خلاصہ ارشاد نبوی یہ ہے کہ مجلس میں خدا تعالیٰ کا ذکر ضرور ہونا چاہیے خود کہ یا زیادہ اور ایسی مجلس کہ جس میں اللہ کا ذکر بالکل نہ کیا جائے، قیامت کے دن باعث ندامت وحسرت ہوگی۔

بَاب فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ (مجلس کا کفارہ)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ كَلِمَاتٌ لَا يَتَكَلَّمُ بِهِنَّ أَحَدٌ فِي مَجْلِسِهِ عِنْدَ قِيَامِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا كُفِّرَ بِهِنَّ عَنْهُ وَلَا يَقُولُهُنَّ فِي مَجْلِسِ خَيْرٍ وَمَجْلِسِ ذِكْرٍ إِلَّا خُتِمَ لَهُ بِهِنَّ عَلَيْهِ كَمَا يُخْتَمُ بِالْخَاتَمِ عَلَى الصَّحِيفَةِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي بِنَحْوِ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ چند کلمات ہیں جو شخص بھی ان کو مجلس سے اٹھتے وقت تین مرتبہ کہہ لے گا تو وہ کفارہ ہو جائیں گے اور اگر نیکی کے یا خداوند قدوس کی ذکر کی مجلس میں ان کو کہے تو وہ مثل مہر کے خاتمہ ہو جائیں گے۔ جس طرح کتاب پر آخر میں مہر ہوتی ہے وہ کلمات یہ ہیں۔ سبحانک اللھم وبحمدک لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔

شرح: مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی تین مرتبہ مذکورہ کلمات سبحانک اللھم الخ پڑھ لے گا تو اس مجلس میں جو گناہ ہوئے ہیں یہ کلمات ان گناہوں کا کفارہ بن جائیں گے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى أَنَّ عَبْدَةَ بْنَ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَهُمْ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنْ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى فَقَالَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ

ترجمہ: احمد بن صالح، ابن وہب عمرو اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن ابی عمرو، مقربی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْجَرْجَرَائِيُّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى أَنَّ عَبْدَةَ بْنَ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَهُمْ عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِأَخَرَةٍ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ مِنْ الْمَجْلِسِ سُبْحَانَكَ

اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتَقُولُ قَوْلًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا مَضَى فَقَالَ كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجْلِسِ

ترجمہ: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں جب مجلس سے اٹھنے لگتے تو فرماتے سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک (یہ سن کر) ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تو آپ یہ نہ کہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کلمات ان کاموں کا کفارہ ہیں جو کہ مجلس میں ہوئے ہیں۔

بَابٌ فِي رَفْعِ الْحَدِيثِ مِنَ الْمَجْلِسِ (مجلس کی باتیں باہر لے جانا)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ الْوَلِيدِ قَالَ أَبُو دَاوُد وَنَسَبَهُ لَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ الْوَلِيدُ ابْنُ أَبِي هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی صحابی میرے پاس دوسرے صحابی کی شکایت نہ لگائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہارے پاس سے جاؤں تو میرا سینہ صاف ہو۔

شرح: آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھ سے کوئی صحابی دوسرے کی شکایت کرے جیسا کہ بعض لوگوں میں دوسروں کی شکایت لگانے کا مزاج ہوتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے حضور اس حال میں جانا چاہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی صحابی کی طرف سے کوئی کدورت نہ ہو۔

بَابٌ فِي الْحَذَرِ مِنَ النَّاسِ (لوگوں سے حزم واحتیاط)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ سَيَّارٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيهِ ابْنُ إِسْحَقَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْفَغْوَاءِ الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَنِي بِمَالٍ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ يَقْسِمُهُ فِي قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ بَعْدَ الْفَتْحِ فَقَالَ الْتَمِسْ صَاحِبًا قَالَ فَجَاءَنِي عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ الْخُرُوجَ وَتَلْتَمِسُ صَاحِبًا قَالَ قُلْتُ أَجَلْ قَالَ فَأَنَا لَكَ صَاحِبٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ قَدْ وَجَدْتُ صَاحِبًا قَالَ فَقَالَ مَنْ قُلْتُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ إِذَا هَبَطْتَ بِلَادَ قَوْمِهِ فَاحْذَرْهُ فَإِنَّهُ قَدْ قَالَ الْقَائِلُ أَخُوكَ الْبِكْرِيُّ وَلَا تَأْمَنْهُ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِالْأَبْوَاءِ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ حَاجَةً إِلَى قَوْمِي بِوَدَّانَ فَتَلَبَّثْ لِي قُلْتُ رَاشِدًا فَلَمَّا وَلَّى ذَكَرْتُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَدَدْتُ عَلَى بَعِيرِي حَتَّى خَرَجْتُ أُوضِعُهُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِالْأَصَافِرِ إِذَا هُوَ يُعَارِضُنِي فِي رَهْطٍ قَالَ وَأَوْضَعْتُ فَسَبَقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي قَدْ فُتُّهُ انْصَرَفُوا وَجَاءَنِي فَقَالَ كَانَتْ لِي إِلَى قَوْمِي حَاجَةٌ قَالَ

قُلْتُ أَجَلْ وَمَضَيْنَا حَتَّى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَدَفَعْتُ الْمَالَ إِلَى أَبِي سُفْيَانَ

ترجمہ: عمرو بن فغواء خزاعی سے روایت ہے کہ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا۔ آپ میرے ساتھ کچھ روپے ابوسفیان کے پاس بھیجنا چاہتے تھے تاکہ وہ روپے وہ قریش کے لوگوں میں مکہ مکرمہ فتح ہو جانے کے بعد تقسیم کریں۔ آپ نے فرمایا تم اپنا دوسرا کوئی اور ساتھی تلاش کرلو۔ چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے سنا ہے کہ تم مکہ جانا چاہتے ہو اور ساتھی کی تلاش میں ہو۔

میں نے کہا کہ ہاں، (یہ سن کر) عمرو نے کہا کہ اچھا میں ساتھ چلوں گا بہر حال میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو ساتھی مل گیا ہے آپ نے فرمایا کون شخص؟

میں نے عرض کیا عمرو بن امیہ ضمری۔ آپ نے فرمایا جب تم اس کی قوم کے ملک میں (یعنی اس کے علاقہ میں) پہنچو تو دیکھ بھال کے جانا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی قوم سے ساز باز کر کے تم کو لٹوا دے۔ کیونکہ ایک شخص کا قول ہے کہ اپنے حقیقی بھائی سے بھی بے خوف نہ ہونا چاہیے (یعنی حقیقی بھائی کی طرف سے بھی مطمئن نہ رہنا چاہیے)

عمرو بن فغوا نے کہا کہ پھر ہم نکلے جب ہم لوگ ابوا (نامی جگہ جو کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے) پہنچے تو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ میں ایک ضرورت سے دوران سفر اپنی قوم کے پاس جارہا ہوں تم میرا انتظار کرنا میں نے کہا ٹھیک ہے چلے جاؤ (لیکن) راستہ نہ بھول جانا جس وقت وہ چل پڑا تو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آیا۔ میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور زور سے اس کو بھگاتا ہوا نکلا جس وقت میں مقام اصافر پہنچا تو میں نے دیکھا عمرو بن امیہ ضمری اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو لئے ہوئے مجھے روکنے کو آرہا ہے میں نے اونٹ کو اور بھگایا، یہاں تک کہ میں بہت آگے نکل گیا جب اس نے دیکھا کہ وہ مجھے نہیں پاسکتا تو اس کے ساتھی واپس ہو گئے اور وہ (عمر بن امیہ ضمری) میرے پاس آکر کہنے لگا کہ مجھے اپنی قوم کے لوگوں سے کچھ کام تھا میں نے کہا کہ ہاں کام ہو گا۔ پھر یہ لوگ مکہ مکرمہ آئے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مال مجھے عنایت فرمایا تھا وہ میں نے ابوسفیان کے حوالہ کیا۔

شرح: مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں کسی پر قطعی طور سے اطمینان نہیں کرنا چاہیے کسی کی نیت کا اطمینان نہیں، اچانک نیت بدل جاتی ہے۔ رات دن اس کا مشاہدہ ہے۔ اس حدیث میں ایک لفظ اصافر بیان فرمایا گیا ہے یہ مدینہ منورہ کے قریب سرخ رنگ کا ایک پہاڑ ہے۔

بہر حال مذکورہ بالا حدیث سے امت کو بڑی تعلیم دینا مقصود ہے کہ جب سفر میں کسی کے ساتھ روپے وغیرہ ہو تو وہ شخص ہر ایک کا اعتبار نہ کرے نہ ہی کسی کو اپنا ساتھی بنانا چاہیے اگر ضرورت کی وجہ سے کسی کو ساتھی بنا لیا جائے تو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے بعض مرتبہ دھوکہ ہو جاتا ہے مال کے ساتھ جان تک چلی جاتی ہے۔ اس طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، نہیں دھوکہ کھاتا یا نہیں دھوکہ کھائے گا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ۔

شرح: مذکورہ بالا حدیث کے لفظی معنی ہیں کہ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ ڈنک نہیں کھاتا یعنی جب ایک مرتبہ کسی بات میں دھوکہ اٹھاتا ہے تو دوسری مرتبہ وہ کام نہیں کرتا وہ ہوشیار رہتا ہے جس طرح کوئی شخص ایک سوراخ میں انگلی ڈالے

اور سانپ، بچھویا کوئی اور زہریلا جانور اس کے ڈنک مار دے تو عقل مند شخص دوبارہ اس میں انگلی نہیں ڈالے گا۔

بَابٌ فِي هَدْيِ الرَّجُلِ (انسان کی چال ڈھال)

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگے جھکے جاتے ہیں۔

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ خُلَيْفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ كَيْفَ رَأَيْتَهُ قَالَ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَهْوِي فِي صَبُوبٍ

ترجمہ: حضرت ابوالطفیلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا سعید نے کہا کس طرح دیکھا؟ ابو الطفیل نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے سفید نمکین۔ جب آپ چلتے تھے تو (ایسا لگتا تھا) کہ نشیب میں اتر رہے ہوں۔

شرح: یعنی آپ کی چال ایسی تھی کہ گویا آپ کسی ڈھلوان میں جا رہے ہوں یعنی آپ کی چال ایسی نہیں تھی کہ جیسی طاقتور اور قوی لوگوں کی ہوتی ہے کہ آگے کو زور دے کر یا سینہ تان کر چلتے ہوں۔ قرآن کریم میں ایسی چال جو کہ طاقت اور زور دے کر لوگ چلتے ہیں اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا (پ نمبر ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل)

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى

(ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنا)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَضَعَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى زَادَ قُتَيْبَةُ وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے سے چت لیٹ کر۔

شرح: مذکورہ حدیث میں جو ممانعت بیان فرمائی گئی ہے شاید اس وجہ سے ہو کہ ستر نہ کھل جائے یہ اس وقت ہے کہ جب لنگی یا تہہ بند وغیرہ باندھے ہوئے ہو اور اگر پائجامہ پہن رکھا ہو اور ستر کھل جانے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا قَالَ الْقَعْنَبِيُّ فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى

ترجمہ: عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا چت لیٹے ہوئے ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے تھے۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کیا کرتے تھے۔

بَابٌ فِي نَقْلِ الْحَدِيثِ (بات نقل کرنا)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کوئی گفتگو کرے پھر غافل ہو جائے تو وہ امانت ہے۔

شرح: یعنی اگر کسی نے آپ سے گفتگو کر کے کوئی راز کی بات کہی تو اس راز کی حفاظت آپ کے ذمہ لازمی ہے جس طریقہ سے اگر کوئی شخص مال رکھ دے تو اس کی حفاظت ضروری ہو جاتی ہے پس حکم کسی کے راز کی حفاظت کا ہے کہ وہ بھی امانت ہے اسی طریقہ سے اگر کسی مجلس میں آپ کے سامنے راز کی بات کہی جائے تو وہ مجلس میں امانت ہوتی ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مجلسیں بھی امانت ہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ ابْنِ أَخِي جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوْ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجلس میں بیٹھے وہ امانت دار ہے مگر تین قسم کی مجلسوں میں ایک تو وہ (مجلس) کہ جہاں پر ناحق خون کیا جائے، دوسرے وہ کہ جہاں پر ناحق زخم پہنچایا جائے، یا زنا کیا جائے یا ناحق کسی کے مال کے غصب کا مشورہ کیا جائے۔

شرح: مذکورہ بالا حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ مجلس کی گفتگو دوسری جگہ نقل نہ کی جائے اس کی سخت مخالفت ہے۔ البتہ تین قسم کی مجلس ایسی ہیں کہ جس کی گفتگو یا مشورہ یا راز کے بیان کرنے کی اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں ضروری ہے۔ نمبر ا وہ مجلس کہ جس میں کسی کے قتل کا منصوبہ بنایا جائے۔ نمبر ۲ وہ مجلس کہ جس میں بدکاری کرنے کا مشورہ کیا جائے۔ نمبر ۳ وہ مجلس کے جس میں کسی کے مال کو ناحق غصب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ حدیث میں ہر اس راز کے کھول دینے کی اجازت دی گئی ہے کہ جس سے اسلام یا مسلمانوں کے نقصان

پہنچانے کا اندیشہ ہو یا کسی کے فسق وفجور میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ هُوَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْظَمَ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن بڑی خیانت میں یہ (خیانت) ہوگی کہ شوہر اپنی بیوی کے پاس رہے اور وہ (بیوی) شوہر کے پاس رہے پھر شوہر بیوی کا راز فاش کرے۔

شرح: شوہر و بیوی کے باہمی تعلقات بھی ایک طرح کی امانت ہیں ان کا دوسروں کے سامنے تذکرہ کرنا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت بیان فرمائی گئی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں چغلی کرنے والا شخص داخل نہیں ہوگا۔"

شرح: حدیث میں چغلی کرنے والے شخص کی سخت وعید بیان فرمائی گئی ہے اور چغلی کرنا گناہ کبیرہ فرمایا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید بیان فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ متعدد احادیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔

بَاب فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ (دو چہروں والا شخص)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام لوگوں میں بُرا وہ شخص ہے، جو دو منہ رکھتا ہے، ان لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور ان لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔

شرح: مذکورہ حدیث شریف میں دورخے پن کی ممانعت بیان فرمائی گئی ہے یعنی جو شخص جس گروہ یا جماعت یا افراد کے پاس جاتا ہے ان ہی کے موافق بات کہتا ہے حق وناحق کا خیال نہیں رکھتا۔ اس طرح لوگوں کے لڑانے کے لئے ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کرنے والا شخص اس حدیث کی وعید میں داخل ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قبر کے پاس سے گزر ہوا تو دیکھا کہ صاحب قبر کو عذاب ہو رہا ہے آپ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو معلوم ہوا کہ قبر والے شخص کو اس لئے عذاب دیا جا رہا ہے کہ وہ پیشاب کی چھینٹ سے نہیں بچتا تھا اور چغل خوری کرتا تھا۔ (ملخصاً)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَنْظَلَةَ

عَنْ عَمَّار قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَار

ترجمہ: حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دو منہ ہوں تو قیامت کے دن اس کی دو زبانیں آگ کی ہوں گی۔

شرح: مطلب یہ ہے کہ جو شخص لوگوں سے دورخا پن کرتا ہو اور کسی کے سامنے کچھ اور کسی کے سامنے کچھ کہتا ہو جائز ناجائز یا امتیاز باقی نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کی قیامت کے دن آگ کی دو زبانیں ہوں گی یعنی اس کے دو چہرے ہوں گے کہ جن سے آگ کی لپٹ نکل رہی ہو گی۔ (خدا تعالیٰ حفاظت فرمائے، آمین)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْغِيبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا، یا رسول اللہ غیبت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا (غیبت یہ ہے) اپنے بھائی کا اس طرح سے تذکرہ کرنا اگر وہ موجود ہو تو اس کو ناگوار ہو، کسی شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ اگر وہ عیب، میرے بھائی میں موجود ہو تو اگر میں اس کو بیان کروں تو اس کو غیبت کہیں گے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا اگر وہ عیب اس میں موجود ہے جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان قائم کیا۔ قرآن و حدیث میں غیبت کو سخت گناہ فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ (سورہ حجرات) یعنی تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے پس تم اس کو ناپسند کرو گے؟ جس طرح غیبت سخت گناہ ہے اسی طرح بہتان بھی سخت گناہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي حُذَيْفَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ غَيْرُ مُسَدَّدٍ تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا فَقَالَ مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو صفیہؓ کا یہ عیب کافی ہے۔

مسدد کی روایت میں ہے کہ ان کا قد چھوٹا ہونا، آپ نے فرمایا اے عائشہؓ تو نے ایسا کلمہ کہہ دیا کہ اگر دو دریا میں گھول دیا جائے تو دریا پر غالب آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی بات نقل کی آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ کسی کی نقل کروں اگرچہ مجھے اتنا اتنا روپیہ ملے۔

شرح: مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ کسی میں اگر وہ عیب موجود ہو تو یہ غیبت ہے ورنہ بہتان ہے دونوں سخت گناہ ہیں۔ حدیث کے جملہ "اگر وہ دریا میں گھول دیا جائے تو دریا پر غالب آجائے" کا مطلب یہ ہے کہ دریا کا رنگ بگاڑ دے یہ مثال ہے اس گناہ کی برائی کی واضح رہے حضرت صفیہ بنت حی، آنحضرت کی زوجہ مطہرہ تھیں جو کہ حضرت عائشہؓ کی سوکن تھیں اور سوکن میں فطری دور

ہر ایک دوسرے سے رقابت اور فاصلہ ہوتا ہے اور دو سوکن میں ایک دوسرے کی شان میں اس طرح کی باتیں ہو ہی جاتی ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَوْفَلُ بْنُ مُسَاحِقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

ترجمہ: حضرت سعید بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب زیادتیوں سے زیادہ (یہ زیادہ) زیادتی ہے کہ کسی مسلمان کی ناحق عزت کی جائے۔

شرح: جس طرح مسلمان سے مال میں زیادتی وصول کرنا حرام ہے (جیسے سود لینا) اسی طرح سے اس کی عزت لینا بھی حرام ہے اگر کوئی شخص ایسا کام کرے کہ جو اس کی عزمت میں خلل پیدا کرے تو یہ شخص بھی اتنا ہی بدلہ لے کہ زیادتی نہ کرے جو کہ سود لینے سے بھی زیادہ گناہ ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ وَأَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ قَالَ حَدَّثَنِي رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ قَالَ أَبُو دَاوُد حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ لَيْسَ فِيهِ أَنَسٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى السَّيْلَحِينِيُّ عَنْ أَبِي الْمُغِيرَةِ كَمَا قَالَ ابْنُ الْمُصَفَّى

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس رات (یعنی شب معراج میں) میں آسمان پر گیا تو میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا کہ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ لوگ اپنے منہ اور سینے اس سے نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو انسانوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزت لیتے تھے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یحییٰ نے بقیہ سے اس روایت کو ذکر کیا لیکن اس میں حضرت انسؓ کا تذکرہ نہیں ہے اور عیسیٰ بن عیسیٰ نے ابوالمغیرہ سے ابن مصفی کی طرح روایت کیا ہے۔

شرح: اس روایت میں گوشت کھانے سے مراد غیبت کرنا ہے جیسا کہ آیت کریمہ ایحب احدکم ان یاکل الآیہ میں واضح طور پر یہاں فرمایا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُلْ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللَّهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ يَتَّبِعْ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے وہ لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہیں اور ان کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی عزت کے پیچھے نہ پڑو۔ کیونکہ

جو شخص کسی کی عزت کے درپے ہو گا، اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے درپے ہو گا اور اللہ تعالیٰ جس کی عزت کے درپے ہو گا تو وہ اس کو اس کے گھر میں رسوا کرے گا۔ یعنی باہر جانا ضروری نہیں کہ ایسا شخص خود گھر ہی میں رسوا ہو جائے گا۔

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ وَقَّاصِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ الْمُسْتَوْرِدِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْلَةً فَإِنَّ اللَّهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُسِيَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: مستور بن شدادؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کسی مسلمان کی غیبت کر کے اور اس کی بدنامی کر کے کوئی لقمہ کھایا تو اللہ تعالےٰ اسی جیسا لقمہ اس کو جہنم کی آگ سے کھلائے گا، اور جس کو کسی مسلمان کی بدنامی اور غیبت کے باعث (اسکے دشمن کی طرف سے) کوئی کپڑا پہنایا گیا تو اللہ اس کو اس جیسا کپڑا جہنم سے پہنائے گا، اور جس نے کسی آدمی کو شہرت اور ریاکاری کے مقام پر کھڑا کیا (اس کی فرضی نیکیوں کی داستان بیان کی) تو اللہ تعالےٰ اسے قیامت کے دن بدنامی اور ریاکاری کے مقام پر کھڑا کرے گا (اسکی سند میں بقیہ بن ولید اور عبد الرحمان بن ثابت دو ضعیف راوی ہیں)

شرح: اگر یہ حدیث ثابت ہو (اور اس جیسا مضمون صحاح میں وارد ہے) تو کسی کو شہرت و ریاکاری کے مقام پر کھڑا کرنے کا مطلب ایک تو وہی ہے جو ہم نے ترجمے میں ظاہر کیا کسی کی پارسائی، نیکی، تقویٰ اور علم و فضیلت کی خود ساختہ فرضی داستانیں بیان کرنا تاکہ عوام کو اس کی طرف رجوع ہو اور اسکی پیروی و کرامات کی جھوٹی دوکان چل نکلے، جیسا کہ فرقہ باز دنیا پرست جاہل پیروں کے مرید اپنے مرشد کی ہوا باندھتے اور انکی بزرگی اور فضیلت کے ڈھول پیٹتے ہیں، حالانکہ اگر ان کے اصلی چہرے کی نقاب کشائی ہو جائے تو لوگ ان پر تھوکنے پر آمادہ نہ ہوں۔ یا جیسا کہ ہمارے ملک میں چند فرقہ پرست جاہل ملاؤں کے اجہل شاگردان کے علم و فضل کی شہرت میں لگے رہتے ہیں تاکہ ان کی شکم پروری کا دھندا چلتا رہے۔ دوسرا معنی اس کا یہ بھی ہے اور اس کو قوی تر اور مناسب تر کہا گیا ہے کہ کوئی دنیا پرست شکم کا بندہ کسی مالدار دنیادار آدمی کے ذریعے اپنی کشف و کرامات اور صلاح و تقویٰ اور علم و فضل کی دکان چمکائے تاکہ اس کی تجارت چلے اور کھانے پینے کا دھندا رونق پائے۔ دنیادار لوگوں کو اس قسم کے شکم پرست علمائے سُو اور جعلی مشائخ کی ضرورت رہتی ہے تاکہ ان کی برائیوں، ناجائز کمائیوں، ڈاکوؤں اور رہزنی پر پردہ پڑا رہے۔ غرض دونوں طرف شکم پروری اور دنیا پرستی ہی ہوتی ہے۔ افسوس کہ آج کل کئی کاروباری فرقوں کے رہنماؤں اور سربراہوں میں یہ مرض آخری حد تک پہنچ چکا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهُ وَعِرْضُهُ وَدَمُهُ حَسْبُ امْرِئٍ مِنْ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ

ترجمہ: ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلم کی ہر شئی دوسرے کے لئے محترم ہے اس کا مال اس کی عزت بھی، اس کا خون بھی۔ کسی آدمی کی یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے (ترمذی، مسلم)

بَابُ مَنْ رَدَّ عَنْ مُسْلِمٍ غِيبَةً (اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرنیوالے کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ بْنِ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ يَحْيَى الْمُعَافِرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ أُرَاهُ قَالَ بَعَثَ اللَّهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللَّهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ

ترجمہ: سہلؓ بن معاذ بن انس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مومن کا منافق سے دفاع کیا، اللہ تعالے ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچائے گا اور جس شخص نے کسی مسلمان کو عیب دار کرنے کیلئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل (صراط) پر روک لے گا حتی کہ وہ اپنے قول کی سزا پا کر باہر نکلے گا۔

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ إِسْمَعِيلَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبَا طَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولَانِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنْ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ قَالَ يَحْيَى وَحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَعُقْبَةُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ أَبُو دَاوُد يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ هَذَا هُوَ ابْنُ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ بَشِيرٍ مَوْلَى بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قِيلَ عُتْبَةُ بْنُ شَدَّادٍ مَوْضِعَ عُقْبَةَ

ترجمہ: جابر بن عبداللہ اور ابو طلحہ بن سہل رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی مدد ایسی جگہ میں چھوڑ دے جہاں کہ اسکی بے عزتی ہو رہی اور اس کی حرمت میں نقص آتا ہو تو اللہ تعالے ایسے مقام پر اسکی مدد چھوڑ دے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد ایسے مقام پر کرے گا جہاں اس کی عزت میں کمی آ رہی اور اس کی حرمت توڑی جا رہی ہو تو اللہ تعالے ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کرنا پسند کرے گا۔

شرح: یعنی مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت اور اس کا دفاع کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور اسکی رسوائی و خذلان اسے دنیا و آخرت میں ناپسند ہے۔ دوسروں کی عزت و آبرو کا محافظ اللہ تعالیٰ کو اپنی عزت و آبرو کا محافظ و نگران پائے گا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْجُشَمِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى رَاحِلَتَهُ فَأَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادَى اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِنَا أَحَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقُولُونَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيرُهُ أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى مَا قَالَ قَالُوا بَلَى

ترجمہ: جندبؓ بن عبداللہ بجلی نے کہا کہ ایک صحرائی آدمی آیا۔ اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس کا گھٹنا باندھ دیا پھر

وہ مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز کا) سلام کہا تو وہ شخص اونٹ کے پاس آیا اسے کھولا اور سوار ہو گیا۔ پھر پکار کر کہا: اے اللہ مجھ پر اور محمد پر رحم کر اور ہماری رحمت میں کسی کو شریک نہ کر۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ کیا وہ زیادہ گمراہ ہے یا اس کا اونٹ؟ کیا تم نے سنا نہیں جو کچھ اس نے کہا ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں؟ (ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا مگر اس میں آخری حصہ نہیں ہے۔ بخاری اور مسلم نے اسے انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے)

شرح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے قول کی برائی کو ظاہر کرنے کیلئے یہ فرمایا تھا تاکہ لوگ اس کے باعث کسی فتنے میں نہ پڑ جائیں۔ حق کے اظہار کیلئے اور لوگوں کی اصلاح کے لئے ایسے مواقع پر کسی کی برائی ظاہر کرنا جائز ہے۔ حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ اسی قسم کی وہ حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حاضری کی اجازت دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ خاندان کا بُرا آدمی ہے۔ اسی طرح جب کسی سے مشورہ لیا جائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ لگی لپٹی رکھے بغیر حقیقت کا اظہار کرے یہ بھی غیبت میں داخل نہیں ہے۔ اسی طرح قاضی اور حاکم کے سامنے فریقین اگر ایک دوسرے کی بُرائی بیان کریں تو قاضی اور حاکم کو ان کا بیان لینا جائز ہے۔ احادیث میں اسکی کئی مثالیں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يُحِلُّ الرَّجُلَ قَدْ اغْتَابَهُ

(غیبت کرنے والے کو معاف کر دینے کا باب)

لؤلؤی کی روایت میں یہ باب اپنی دونوں حدیثوں سمیت نہیں آیا۔ یہ باب بقول مزی ابو الحسن بن العبد کی روایت سے ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَيْغَمٍ أَوْ ضَمْضَمٍ شَكَّ ابْنُ عُبَيْدٍ كَانَ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِعِرْضِي عَلَى عِبَادِكَ

ترجمہ: قتادہ نے کہا کہ کیا تم میں سے کوئی یہ بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ابو ضیغم (یا ابو ضمضم یا ضمضم) جیسا ہو سکے؟ وہ صبح ہونے پر کہا کرتا تھا، اے اللہ میں نے اپنی عزت کو تیرے بندوں پر صدقہ کر دیا ہے (یعنی اگر کوئی مجھے گالی یا میری غیبت کرے تو میں معاف کرتا ہوں)

بَابُ مَن لَيستَ لَهُ غِيبَةٌ

(اس شخص کا بیان جس کی غیبت غیبت نہیں)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكُونَ مِثْلَ أَبِي ضَمْضَمٍ قَالُوا وَمَنْ أَبُو ضَمْضَمٍ قَالَ رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِمَعْنَاهُ قَالَ عِرْضِي لِمَنْ شَتَمَنِي قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَمِّيِّ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُد وَحَدِيثُ حَمَّادٍ أَصَحُّ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عجلان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اتنا ہی عاجز ہے کہ ابو ضمضم جیسا ہو جائے لوگوں نے کہا کہ ابو ضمضم کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں کا ایک آدمی تھا الخ اس میں یہ لفظ ہے کہ جس نے مجھے گالی دی ہو میں اپنی عزت کو اس کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ ابوداؤد نے کہا کہ ہاشم بن القاسم...... محمد بن عبداللہ عمی...... ثابت...... انس نے یہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معنی میں کی ہے۔

بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ التَّجَسُّسِ (تجسس سے نہی کا باب)

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّمْلِيُّ وَابْنُ عَوْفٍ وَهَذَا لَفْظُهُ قَالَا حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكَ إِنْ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كَلِمَةٌ سَمِعَهَا مُعَاوِيَةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ نَفَعَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اگر تو لوگوں کے پوشیدہ معاملات کے پیچھے پڑے گا تو انہیں بگاڑ دے گا، یا یہ فرمایا کہ قریب ہے کہ تو انہیں بگاڑ دے۔ ابوالدرداءؓ نے کہا کہ یہ بات معاویہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی جس سے اسکو اللہ تعالےٰ نے فائدہ پہنچایا۔

شرح: جب لوگوں کے خفیہ اسرار باہر نکالے جائیں اور انکی جاسوسی کی جائے تو ان چیزوں کی عوام میں شہرت ہو گی اور دوسروں کو اس قسم کی باتوں کے ارتکاب کی جرأت ملے گی۔ فطرۃً جب کسی کی پوشیدگی کو ٹٹولا جائے تو اسے بُرا لگتا ہے اور بعض دفعہ وہ چڑ کر برسر عام اس کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ جب ایسا ہو تو معاشرہ گندہ ہو جاتا ہے اور اس کا نظم وضبط فاسد ہو جاتا ہے اس حدیث کا یہی مطلب ہے۔ جن چیزوں پر اللہ تعالےٰ نے پردہ ڈالا ہو، حاکم کا یہ کام نہیں کہ انہیں خواہ مخواہ کرید ے۔ اس سے نفرت وبغض پھیلتا ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ زُرْعَةَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ وَأَبِي أُمَامَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ

ترجمہ: جبیر بن نفیر اور کثیر بن مُرہ اور عمرو بن الاسود اور مقدام بن معد یکرب اور ابوامامہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ حاکم جب لوگوں پر شک وشبہ کرنے لگے تو انہیں بگاڑ دیتا ہے (یعنی جب شک وشبہ اور بد ظنی کی بناء پر لوگوں کو پکڑ دھکڑ کرنے لگے گا تو ان میں ضد اور چڑ پیدا ہو گی جس سے وہ واقعی قانون شکنی کا ارتکاب کریں گے اور معاشرہ فاسد ہو جائے گا۔

شرح: محدث منذری نے کہا کہ اس حدیث کی سند میں اسماعیل بن عیاش متکلم فیہ راوی ہے۔ شریح بن عبید تابعی شامی ہے جس نے معاویہؓ بن ابی سفیان سے سنی ہے۔ جبیر بن نفیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد پایا ہے اور ایک قول کے مطابق وہ بدین سبب تابعی ہے کہ وہ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں اسلام لایا تھا۔ کثیر بن مرہ کو عبدان نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی روایت نقل کی ہے مگر ائمہ حدیث نے اسے تابعی قرار دیا ہے۔ عمرو بن الاسود

نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے اور جناب عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی ہے، پس وہ بھی صحابی نہیں ہے۔ ان لوگوں کی روایت مرسل ہے۔ مگر مقدامؓ اور ابوامامہؓ مشہور صحابی ہیں لہٰذا ان کی روایت سے حدیث مسند و مرفوع ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ أُتِيَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقِيلَ هَذَا فُلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ خَمْرًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّا قَدْ نُهِينَا عَنْ التَّجَسُّسِ وَلَكِنْ إِنْ يَظْهَرْ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذْ بِهِ

ترجمہ: زید بن وھب جہنی نے کہا کہ بعض لوگ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے پاس آکر بولے۔ یہ فلاں شخص ہے جس کی ڈاڑھی سے شراب ٹپک رہی تھی۔ عبداللہ نے کہا کہ ہمیں تجسس (کھود کرید) سے منع کیا گیا ہے، لیکن اگر کوئی چیز ہمارے سامنے ظاہر ہو تو ہم اس پر گرفت کریں گے (یعنی یہ شرعی شہادت شرب خمر پر نہیں ہے کہ اس پر سزا دی جاسکے)

بَابٌ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ (مسلمان کی پردہ پوشی کا باب)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَشِيطٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْءُودَةً

ترجمہ: عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کا پوشیدہ عیب دیکھا اور اس پر پردہ پوشی کی وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے زندہ دفن ہونیوالی لڑکی کو بچایا (نسائی)

شرح: یعنی کسی کا پوشیدہ عیب ظاہر ہو جائے تو وہ جیتے جی ہی مر جاتا ہے، اسکی اخلاقی موت واقع ہو جاتی ہے۔ پس اسے اس مصیبت سے بچانیوالا گویا اسے از سر نو زندگی بخشنے والا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَشِيطٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْهَيْثَمِ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ دُخَيْنًا كَاتِبَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَ لَنَا جِيرَانٌ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ فَنَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا فَقُلْتُ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ إِنَّ جِيرَانَنَا هَؤُلَاءِ يَشْرَبُونَ الْخَمْرَ وَإِنِّي نَهَيْتُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوا فَأَنَا دَاعٍ لَهُمْ الشُّرَطَ فَقَالَ دَعْهُمْ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى عُقْبَةَ مَرَّةً أُخْرَى فَقُلْتُ إِنَّ جِيرَانَنَا قَدْ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ وَأَنَا دَاعٍ لَهُمْ الشُّرَطَ قَالَ وَيْحَكَ دَعْهُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ مُسْلِمٍ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ لَيْثٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ لَا تَفْعَلْ وَلَكِنْ عِظْهُمْ وَتَهَدَّدْهُمْ

ترجمہ: عقبہ بن عامر کے سیکرٹری دخین نے کہا کہ ہمارے کچھ ہمسائے تھے جو شراب پیتے تھے میں نے ان کو روکا مگر وہ باز نہ آئے۔ پس میں نے عقبہؓ بن عامر سے کہا کہ ہمارے یہ ہمسائے شراب پیتے ہیں اور میرے روکنے پر بھی نہیں رکے پس میں ان کے لئے پولیس کو بلاتا ہوں۔ عقبہؓ نے کہا کہ انہیں چھوڑ دو۔ پھر ایک بار میں عقبہ کے پاس گیا اور کہا کہ ہمارے ہمسائے شراب پینے سے باز نہیں آئے اور میں انکے لئے پولیس کو بلانے والا ہوں۔ عقبہؓ نے کہا کہ تیرا ناس ہو انہیں رہنے دے کیونکہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا الخ گذشتہ حدیث کی مانند بیان کیا (نسائی۔ ابوداؤد نے کہا کہ اس حدیث کی روایت جو کہ لیث سے ہے اس میں ہے کہ :ایسامت کر بلکہ انہیں سمجھا اور ڈرا۔

شرح: بقول منذری اس حدیث کی سند میں اضطراب، اور یہ غریب اور معلول حدیث ہے۔ مولاناؒ نے مولانا محمد یحییٰ ؒ کی تقریر سے نقل کیا ہے کہ منکر کو حسب استطاعت مٹانے کا حکم ہے اور اس کو مٹانے میں عقل وفہم کی بھی ضرورت ہے۔ بے احتیاطی اور ناسمجھی سے منکر کے مزید پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ حد سے منکر دب جاتا ہے لیکن اگر عقل وفکر اور دانشمندی سے کام لیا جائے تو شاید حد تک نوبت نہ پہنچے، اور منکر بھی مٹ جائے، کیونکہ بعض دفعہ سزا سے ضد اور چڑ پیدا ہوتی ہے۔

بَاب الْمُؤَاخَاةِ (بھائی چارے کا باب)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ فَإِنَّ اللَّهَ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر خود ظلم کرتا ہے نہ کسی اور کو کرنے دیتا ہے۔ جو اپنے بھائی کی ضرورت کا خیال رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ اور جو کسی مسلم سے کوئی مصیبت دور کرے اللہ تعالےٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرتا ہے، اور جو کسی مسلم کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالےٰ بروز قیامت اسکی پردہ پوشی کرے گا (ترمذی، نسائی، مسلم نے ابوہریرہؓ کی روایت سے اس کا کچھ حصہ روایت کیا ہے)

بَاب الْمُسْتَبَّانِ (دو گالیاں دینے والوں کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو گالیاں دینے والے جو کچھ کہیں گے اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے (مسلم، ترمذی)

شرح: اس حدیث میں ظالم سے بدلہ لینے کا جواز ثابت ہوتا ہے بشرطیکہ مظلوم حد سے نہ گزرے جس قدر اس پر زیادتی ہوئی ہے وہ اتنی ہی زیادتی ظالم پر کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو ظلم کے بعد اس کا بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں (۴۲۔۴۱) اسکے باوجود عفو و درگزر بہر حال بہتر ہے: فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا (۱۰۹/۲) بدلے کی شرط یہ بھی ہے کہ جو گالی ایک نے دی ہو وہی دوسرا دے اور کذب وافتراء سے گریز کرے ورنہ یہ تجاوز ہوگا (منذری)

بَاب فِي التَّوَاضُعِ (تواضع کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ

ترجمہ: عیاضؓ بن حمار نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تواضع کرو، تاکہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور کسی پر فخر نہ جتائے (ابن ماجہ)

شرح: یعنی ظلم اور تکبر ممنوع لمعات میں ہے کہ تواضع کا مقام تکبر اور ذلت کے بین بین ہے تکبر یہ ہے کہ نفس کو اس کے مرتبے سے بڑھایا جائے اور تواضع یہ ہے کہ اسے اس کے اصل مقام پر رکھا جائے۔

بَابٌ فِي الِانْتِصَارِ (بدلہ لینے کا باب)

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْمُحَرَّرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ حِينَ انْتَصَرَ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوَجَدْتَ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ

ترجمہ: سعیدؒ بن المسیب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا اور انہیں اذیت پہنچائی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی طرف سے خاموش رہے۔ پھر اس نے دوبارہ اذیت دی (کوئی دکھ دینے والی بات کہی) تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر خاموش رہے۔ پھر اس نے تیسری بار آپؓ کو اذیت پہنچائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بدلہ لیا۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتقام لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گزارش کی: یارسول اللہ کیا آپ مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور اس شخص کی باتوں کی تکذیب کرنے لگا۔ جب تم نے انتقام لے لیا تو شیطان آدھمکا (اور فرشتہ چلا گیا) اور جب شیطان آدھمکا تو مجھے بیٹھے رہنا روا نہ تھا (یہ روایت مرسل ہے سعید تابعی ہے اور ان کے والد میتبؓ صحابی تھے۔ علمائے حدیث نے سعیدؒ بن المسیب کی روایات کو مرسل ٹھہرایا ہے۔ سعید کے دور تک ابھی حدیث رسول میں جھوٹ اور بناوٹ شائع نہ ہوئی تھی لہٰذا یہ حضرات بے کھٹکے مرسلات بیان کیا کرتے تھے۔

شرح: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے انتقام لینا جائز تھا لیکن یہ ان کے مقام رفیع (صدیقیت) سے فروتر ہے یہ سبب تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس سے اٹھ کر اظہار کراہت فرمایا، مگر صدیق بھی آخر صدیق تھے رضی اللہ عنہ فوراً متنبہ ہوا اور پوچھ لیا کہ یارسول اللہ کیا آپ ناراض ہوگئے ہیں؟ یہ سوال اس خصوصی قلبی تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاصل تھا۔ ظاہر ہے کہ حضور کے اٹھ کھڑا ہونے کی صورت میں ابو بکرؓ بیٹھے نہ رہ سکتے تھے۔ مجلس برخاست ہوگئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مزید غصہ اور ناراضگی اس بُرا بھلا کہنے والے پر ظاہر

کرنے کا موقع نہ رہا حضور کے ارشاد سے اس شخص کے فعل کی برائی واضح ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثنا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَسَاقَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَلِكَ رَوَاهُ صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ كَمَا قَالَ سُفْيَانُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا الخ اوپر کی حدیث کی مانند۔ ابوداؤد نے کہا کہ صفوان بن عیسیٰ نے بھی محمد بن عجلان سے سفیان کی مانند اسی طرح کی روایت کی ہے (یعنی صفوان بن عیسیٰ کی روایت بھی مسند و مرفوع ہے اور بخاری نے تاریخ میں مرسل روایت اور بعد ازاں مسند بیان کی ہے اور کہا ہے کہ اس کا مرسل ہونا صحیح تر ہے۔ منذری نے ابن عجلان کو متکلم فیہ بتایا ہے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثنا أَبِي ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثنا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ كُنْتُ أَسْأَلُ عَنْ الِانْتِصَارِ وَلَمَنْ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ فَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ أُمِّ مُحَمَّدٍ امْرَأَةِ أَبِيهِ قَالَ ابْنُ عَوْنٍ وَزَعَمُوا أَنَّهَا كَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ قَالَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَجَعَلَ يَصْنَعُ شَيْئًا بِيَدِهِ فَقُلْتُ بِيَدِهِ حَتَّى فَطَّنْتُهُ لَهَا فَأَمْسَكَ وَأَقْبَلَتْ زَيْنَبُ تَقَحَّمُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَنَهَاهَا فَأَبَتْ أَنْ تَنْتَهِيَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ سُبِّيهَا فَسَبَّتْهَا فَغَلَبَتْهَا فَانْطَلَقَتْ زَيْنَبُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَتْ إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَقَعَتْ بِكُمْ وَفَعَلَتْ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَقَالَ لَهَا إِنَّهَا حِبَّةُ أَبِيكِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَانْصَرَفَتْ فَقَالَتْ لَهُمْ إِنِّي قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لِي كَذَا وَكَذَا قَالَ وَجَاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ فِي ذَلِكَ

ترجمہ: عبداللہ بن عون نے کہا کہ مَیں انتصار کا پوچھتا تھا (یعنی اس آیت میں: وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ (۴۲۔۴۱) تو مجھے علی بن جدعان نے اپنی سوتیلی ماں ام محمد کی روایت سنائی، وہ حضرت عائشہ ام المومنین سلام اللہ علیہا کی شاگرد تھی۔ ام محمد نے کہا کہ ام المومنین نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور ہمارے ہاں زینب بنت جحش تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مجھے) مس کرنے لگے تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سمجھایا (کہ یہاں حضرت زینبؓ موجود ہیں) پس حضور نے ہاتھ روک لیا۔ زینبؓ نے عائشہ کو سخت وسست کہنا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو (ایسا کہنے سے) روکا مگر وہ باز نہ رہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا (تم بھی) اسے بُرا بھلا کہو۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے سخت وسست کہا اور اس پر غالب آگئیں۔ پھر زینبؓ حضرت علیؓ کے پاس گئیں اور (قریبی رشتہ داری کے باعث) کہا کہ حضرت عائشہ نے تم لوگوں کو بُرا بھلا کہا ہے اور شدت برتی ہے۔ پس حضرت فاطمہ آئیں (یعنی حضور کے پاس شکایت لے کر آئیں) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا: رب کعبہ کی قسم! یہ تیرے باپ کی محبوب (بیوی) ہے۔ پس فاطمہ واپس گئیں اور ان سے (یعنی بھیجنے والے بنی ہاشم سے) کہا کہ میں نے حضور سے یہ یہ کہا اور آپ نے اس کا

یہ اور یہ جواب دیا۔ راوی نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس معاملے میں بات چیت کی (منذری) نے کہا ہے کہ علی بن زید بن جدعان کی روایت کا اعتبار نہیں کیا جاتا اور ام محمد مجہول راویہ ہے۔

شرح: مولانا نے فرمایا ہے کہ مولانا محمد یحییٰ نے لکھا ہے، ظلم کی مقدار کے مطابق انتقام جائز ہے مگر عفوودرگزر بہر حال بہتر ہے مگر اس میں احوال واشخاص اور مصالح کا بھی فرق ہوتا ہے مثلاً ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام رفیع اس بات کی اجازت نہ دیتا تھا کہ وہ اولیٰ کو ترک کرتے اور مدمقابل کو ان کے مقام اور مرتبے سے کوئی نسبت ہی نہ تھی پھر اس موقعہ پر عفوودرگذر ہی انسب واولیٰ تھا، بخلاف اس واقعہ کے کہ اس میں نزاع دوازواج مکرمات میں تھا جن میں سے ایک مہمان تھیں اور دوسری یعنی حضرت عائشہ میزبان، گھر حضرت عائشہ کا تھا۔ حضور کے منع کرنے پر بھی جب زینب باز نہ آئیں تو پھر حضور نے حضرت عائشہؓ کو انتقام لینے کی اجازت دی۔ مقصد انتقام سے یہ ہوتا ہے کہ فتنہ رفع ہو جائے لیکن اگر اس کے بغیر ہی فتنہ رفع ہو سکے تو اور بھی بہتر ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ترک انتقام ہی رفع فتنہ کا سبب ہو سکتا تھا۔ اس کے برخلاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ اگر حضرت عائشہ خاموش رہتیں تو بات اور بھی بڑھتی کیونکہ حضور کے منع کرنے پر بھی غصہ ختم نہ ہوا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عائشہ نے جواب دیا تو زینب خاموشی سے تشریف لے گئیں۔ پس اس موقع پر انتقام ہی اولیٰ تھا۔ بعد میں جو کچھ ہوا اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا خصوصی و قلبی ربط تھا۔ روایت سے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت علیؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کی نوعیت کیا تھی۔ مگر قصہ تو اس سے پہلے ہی اختتام کو پہنچ چکا تھا، ممکن ہے جناب علی حضور سے حضرت فاطمہ کو بھیجنے کی معذرت طلب کرنے آئے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الْمَوْتَى (مُردوں کی بدگوئی کی ممانعت کا باب)

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ وَلَا تَقَعُوا فِيهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تمہارا ساتھی مرجائے تو اسے چھوڑ دو اور اس کی بدگوئی مت کرو۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَنَسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مُردوں کی خوبیوں کا ذکر کرو اور انکی برائیوں کے بیان سے رُکے رہو (ترمذی نے روایت کر کے حدیث غریب کہا ہے۔ بقول امام بخاری عمران بن انس منکر الحدیث ہے۔ ابو جعفر عقیلی اور ابو احمد الکرابیسی نے اس کی روایت کو غیر مشہور کہا ہے۔

شرح: کسی زندہ کی برائی اگر بیان کی جائے تو اس غیبت کی معافی اس شخص سے مانگی جا سکتی ہے۔ لیکن مردہ شخص کی غیبت کی صورت میں اسکی معافی کا سوال خارج از بحث ہے۔ اس حدیث کے لفظ "موتاکم" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل ایمان ہوں اس لفظ کی ترکیب ہی یہ بتاتی ہے۔ مگر جو شخص حالت شرک وبدعت، ظلم وبغاوت اور گمراہی وضلالت میں مرجائے اس کی برائی

بیان کرنا اس میں داخل نہیں ہے تاکہ لوگ عبرت پائیں اور اس کے سبب سے گمراہ نہ ہوں۔ ایسے لوگوں کی برائی بیان کرنے میں بھی ذاتی اغراض پیش نظر نہ ہوں۔ مگر محض للہ کی جائے۔ بخاری نے جناب ام المومنین صدیقہ عائشہ سلام اللہ علیہا کی روایت درج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مُردوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اپنے کیئے کو پہنچ چکے ہیں۔ نسائی نے ابن عباسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے مُردوں کو بُرا بھلا کہہ کر ہمارے زندوں کو اذیت مت دو۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ الْبَغْيِ (ظلم و تعدی سے ممانعت کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمُ بْنُ جَوْسٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَانَ رَجُلَانِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ مُتَوَاخِيَيْنِ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يُذْنِبُ وَالْآخَرُ مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ فَكَانَ لَا يَزَالُ الْمُجْتَهِدُ يَرَى الْآخَرَ عَلَى الذَّنْبِ فَيَقُولُ أَقْصِرْ فَوَجَدَهُ يَوْمًا عَلَى ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُ أَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِي وَرَبِّي أَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيبًا فَقَالَ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ أَوْ لَا يُدْخِلُكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ فَقَبَضَ أَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَقَالَ لِهَذَا الْمُجْتَهِدِ أَكُنْتَ بِي عَالِمًا أَوْ كُنْتَ عَلَى مَا فِي يَدِي قَادِرًا وَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اذْهَبْ فَادْخُلْ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِي وَقَالَ لِلْآخَرِ اذْهَبُوا بِهِ إِلَى النَّارِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، بنی اسرائیل میں دو آدمی بھائی بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک گناہ کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں بہت کوشش کرتا تھا۔ وہ عبادت گزار گناہ گار کو برابر ملتا رہتا اور اسے گناہ میں مبتلا دیکھتا تھا۔ وہ کہتا کہ باز آجاؤ وہ بولا۔ ایک دن اس نے اسے گناہ میں مصروف دیکھا اور کہا کہ باز آجا۔ مجھے چھوڑ دو، میں جانوں اور میرا رب جانے کیا تجھے مجھ پر نگران بنا کر بھیجا گیا ہے؟ وہ کہنے لگا: واللہ خدا تجھے نہیں بخشے گا یا یہ کہا کہ اللہ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ پس اللہ نے ان کی روحوں کو قبض کیا اور وہ دونوں رب العلمین کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبادت گزار سے فرمایا: کیا تو جانتا تھا کہ میں کیا کرونگا؟ کیا تو میری طاقتوں پر قادر تھا؟ اور گناہ گار سے فرمایا: جا تو میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے فرمایا: اسے آگ میں لے جاؤ۔ ابوہریرہ نے کہا کہ: مجھے اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس نے ایک ایسا لفظ بولا تھا کہ جس نے اس کی دنیا اور آخرت برباد کردی۔ (اس کی سند میں علی بن ثابت الجزری ہے جو متکلم فیہ ہے)

شرح: ابوداؤد نے یہ حدیث اس باب میں درج کر کے شاید یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ وہ عبادت گزار اگر گناہ گار کو صرف برائی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا رہتا تو بالکل درست تھا، کیونکہ گناہ گار دین پر تعدی کر رہا تھا، مگر اس نے اپنی حد سے تجاوز کر کے ایسی بات کہہ دی جس میں غرور و تکبر اور بغاوت پائی جاتی تھی۔ پس اس سبب سے اس کی دنیا و آخرت برباد ہو گئی۔ پچھلی امتوں کے لوگوں کا گناہ ان کے دروازوں پر لکھ دیا جاتا تھا جس سے اس کی بہت رسوائی ہوتی تھی۔ والعیاذ باللہ

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللَّهُ

تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تعدی اور قطع رحمی کی مانند کوئی ایسا گناہ نہیں جو گناہ گار کو آخرت کے عذاب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلدی سزا دلوانے کے لائق ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ۔ ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے) ظلم و تعدی اور قطع رحمی سے دنیا میں فساد پھیلتا ہے لہٰذا آخرت کے عذاب کے علاوہ اسکی سزا دنیا میں بھی دی جاسکتی ہے۔

بَاب فِي الْحَسَدِ (حسد کا باب)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو، یا فرمایا کہ گھاس کو کھا جاتی ہے۔

شرح: امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس حدیث کے سلسلے میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن القیم نے اس حدیث کے ضمن میں ابن ماجہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھے ہوئے ایندھن کو کھا جاتی ہے، اور صدقہ گناہ کو یوں بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، حاسد چونکہ دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے اس لئے اسکی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ صدقہ کرنے والا اللہ کے انعامات دوسروں کو بانٹتا ہے۔ لہٰذا اس کے اپنے گناہ دھل جاتے ہیں۔ بخاری و مسلم میں انس کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ باہم بغض مت رکھو، ایک دوسرے پر حسد مت کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، ایک دوسرے سے قطع تعلق مت کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الْعَمْيَاءِ أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَأَبُوهُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِالْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَإِذَا هُوَ يُصَلِّي صَلَاةً خَفِيفَةً دَقِيقَةً كَأَنَّهَا صَلَاةُ مُسَافِرٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَبِي يَرْحَمُكَ اللَّهُ أَرَأَيْتَ هَذِهِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ أَوْ شَيْءٌ تَنَفَّلْتَهُ قَالَ إِنَّهَا الْمَكْتُوبَةُ وَإِنَّهَا لَصَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخْطَأْتُ إِلَّا شَيْئًا سَهَوْتُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا تُشَدِّدُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدَّدَ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارِ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اپنی جانوں پر سختی مت کرو۔

ورنہ تم پر سختی کی جائے گی۔ کیونکہ ایک قوم نے اپنی جانوں پر تشدد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سختی فرمائی تھی پس صومعوں (یہودیوں کی عبادت گاہوں) میں دَیروں (عیسائیوں کی راہبانہ کٹیاؤں) میں یہ ان کے بقایا پائے جاتے ہیں۔ (ارشاد خداوندی ہے) اور انہوں نے ترک دنیا کی بدعت نکالی تھی جسے ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔ (۵۷۔۲۷)

شرح: بذل المجہود میں اس حدیث کے حاشیے پر یہ عبارت بھی ہے کہ: سھل بن ابی امامہ نے بیان کیا کہ وہ اور ان کا باپ ابو امامہؓ مدینہ میں حضرت انس کے ہاں گئے، یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی امارت مدینہ کا دور تھا۔ انس بن مالک بہت ہلکی پھلکی نماز پڑھ رہے تھے۔ گویا کہ وہ کسی مسافر کی نماز ہو یا اس کے قریب قریب۔ جب انسؓ فارغ ہوئے تو ابوامامہؓ نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے یہ تو بتایئے کہ کیا یہ فرض نماز تھی یا کوئی نفل نماز تھی؟ انسؓ نے کہا کہ یہ فرض نماز تھی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (مانند) نماز تھی، میں نے اس میں کوئی خطا نہیں کی، کوئی سہو ہوا ہو تو دوسری بات ہے۔ دوسرے دن پھر ابوامامہؓ حضرت انس کے پاس گئے اور کہا کہ کیا آپ سوار ہو کر (باہر) نہیں چلیں گے تاکہ (قدرت خداوندی کو) دیکھو اور عبرت حاصل کرو؟ انس نے کہا کہ ہاں۔ پھر وہ سب سوار ہوئے۔ انہوں نے کچھ گھر دیکھے جن کے باسی فنا ہو چکے تھے، وہ مکانات ٹوٹ پھوٹ گئے تھے اور ان کی چھتیں گر گئی تھیں۔ انس نے کہا: کیا تم ان گھروں کو جانتے ہو (ابوامامہ کہتے ہیں کہ) میں نے کہا: میں ان گھروں کو اور انکے باشندوں کو خوب جانتا ہوں۔ یہ اس قوم کے گھر تھے جنہیں سرکشی اور حسد نے ہلاک کر دیا تھا۔ حسد نیکیوں کے نور کو بجھا دیتا ہے اور سرکشی اسکی تکذیب یا تصدیق کرتی ہے۔ اور آنکھ، ہتھیلی، قدم، جسم اور زبان زنا کرتے ہیں اور شرم گاہ اسکی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ دراصل داخل متن حدیث اور یہ حاشیے والا اضافہ ایک یہ حدیث تھی، جسے امام ابوداؤد نے خود یا کسی اور نے کتاب کے کسی نسخے میں اسے مختصر کر دیا ہے۔ پس بعض نسخوں میں یہ طویل حدیث باقی رہی اور بعض میں اس کا حاشیئے والا حصہ حذف ہو گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ پوری حدیث کے مضمون کو تو عنوان باب کے ساتھ مناسبت ہے مگر ادھوری کو نہیں لہٰذا اسے داخل متن ہونا چاہئے تھا۔

حافظ ابن القیمؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث کا راوی عبدالرحمٰن بن ابی العمیاء تقریباً مجہول ہے۔ انسؓ سے مروی صحیح احادیث سب اس حدیث کے خلاف ہے۔ انسؓ بالکل ہلکی پھلکی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیونکر کہہ سکتے تھے جبکہ خود ان کا قول ثابت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ تر نماز عمر بن عبد العزیز کی دیکھی تھی جو رکوع و سجود میں دس دس تسبیحات کہا کرتے تھے؟ اگر اس حدیث کو ثابت مانا جائے تو اس میں حضور کی جس نماز کا ذکر ہے وہ سنن روایت ہو سکتی ہے یا تحیۃ المسجد وغیرہ نہ کہ فرض نماز ہیں یہ گزارش کرتا ہوں کہ شاید اسی لئے ابوداؤد نے یا ان کے کسی راوی کتاب نے اس حدیث میں سے وہ اضافہ نکال دیا ہے جسمیں ہلکی پھلکی نماز کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابٌ فِي اللَّعْنِ (لعنت کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ نِمْرَانَ يَذْكُرُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتْ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ فَإِنْ كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا قَالَ أَبُو دَاوُد

قَالَ مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ رَبَاحُ بْنُ الْوَلِيدِ سَمِعَ مِنْهُ وَذَكَرَ أَنَّ يَحْيَى بْنَ حَسَّانَ وَهِمَ فِيهِ

ترجمہ: ابو درداء نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرے تو لعنت آسمان کی طرف اٹھتی ہے مگر آسمان کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس سے ورے زمین کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دائیں بائیں کو جاتی ہے اور جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو جس پر کی گئی تھی اسکی طرف واپس پھر آتی ہے، اگر وہ اس کا اہل ہو تو بہتر ورنہ اس کے قائل کی طرف واپس لوٹ آتی ہے۔

شرح: یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت ہے کہ وہ لعنت پہلے ادھر ادھر جاتی ہے تاکہ ملعون یا لاعن اس کے وبال سے بچ جائے اگر کہیں گنجائش نہ ملے تو پھر ان میں سے ایک پر آگرتی ہے والعیاذ باللہ۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا بِغَضَبِ اللَّهِ وَلَا بِالنَّارِ

ترجمہ: سمرہؓ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باہم اللہ تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ یا اللہ کے غضب کے ساتھ یا جہنم کے ساتھ لعنت مت کرو (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ سمرہ سے راوی حسن بصریؒ ہیں۔ ائمہ حدیث میں اختلاف ہے کہ حسن کا سماع سمرہ سے صحیح ہے یا نہیں۔ ترمذی کے نزدیک یہ سماع صحیح ہے۔)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أُمَّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ

ترجمہ: ابوالدرداءؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: لعنتیں کرنیوالے نہ تو شفیع ہوں گے نہ گواہ (مسلم)

شرح: یعنی میدان قیامت میں ایسے لوگوں کو کسی کی شفاعت کی اجازت نہ ہو گی اور نہ انہیں دوسری امتوں پر گواہ بنایا جائے گا۔ شفاعت اور شہادت میں رحمت خداوندی کا اظہار ہو گا۔ لہٰذا لعنت کرنے والوں کو اسکی اجازت نہ ملے گی۔ کیونکہ وہ دوسروں کو اللہ کی رحمت سے بعید کرنے کی بد دعاء کرتے ہیں۔ بقول منذری ایمانداروں کا معاملہ باہم شفقت رحمت اور تعاون پر مبنی ہونا چاہئے اور لعنت اسکی ضد ہے۔ لہٰذا اس کے مرتکب کو رحمت خداوندی سے دور رکھا جائے گا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ ح حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ زَيْدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ وَقَالَ مُسْلِمٌ إِنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَنَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتْ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ ایک آدمی نے ہوا پر لعنت کی، دوسرے راوی کے بیان کے مطابق ہوا نے اسکی چادر کو اس سے دور کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اس نے ہوا پر لعنت کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت مت کرو، وہ تو مامور ہے اور جو کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو اسکی اہل نہ ہو تو لعنت اسی پر واپس لوٹ آتی ہے (ترمذی)

بَاب فِيمَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ (مظلوم کے ظالم پر بددعاء کرنے کا باب)

حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سُرِقَ لَهَا شَيْءٌ فَجَعَلَتْ تَدْعُو عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَبِّخِي عَنْهُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کی کوئی چیز چرائی گئی تو وہ چرانے والے پر بددعاء کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اس چور سے عذاب کو ہلکا مت کر (یہ حدیث اوپر کتاب الصلوٰۃ میں بھی گزر چکی ہے) یعنی اگر آپ نے چور کے خلاف بددعاء کر کے اپنے دل کی تشفی کر لی تو اتنا ہی اس کا بوجھ ہلکا ہو گیا، لہٰذا بددعاء نہ کیجئے تا کہ وہ اپنے فعل بد کے انجام کو پہنچے۔ حضور نے بددعاء سے منع تو نہیں فرمایا لیکن بددعاء نہ کرنے کی مصلحت بتادی اس سے معلوم ہوا کہ ظالم کے خلاف بددعاء کرنا جائز ہے، گو اولیٰ یہی ہے کہ نہ کی جائے۔

بَاب فِيمَنْ يَهْجُرُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ (اپنے مسلم بھائی سے قطع تعلق کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں بغض مت رکھو، آپس میں حسد مت کرو، ایک دوسرے سے پشت مت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلم کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: تین دن تک جو اجازت دی گئی اس کا باعث یہ تھا کہ انسانی طبیعت میں غصہ اور غیرت کا ایک فطری غصہ ہوتا ہے جس کا لحاظ ضروری ہے، اگر یہ لحاظ نہ رکھا جاتا تو انسانی نفسیات کے خلاف ہوتا۔ یہ تو عام مسلمانوں کا حکم ہوا، لیکن باپ اگر بیٹے کو مصلحۃً بطور تربیت چھوڑ دے یا خاوند بیوی سے عارضی قطع تعلق کرے تو اس کی گنجائش موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مکرمات کو ایک ماہ تک چھوڑ رکھا تھا۔ سیوطیؒ نے کہا کہ اس حدیث میں ہجران سے مراد وہ قطع تعلق ہے جو باہمی انسانی معاملات میں کوتاہی کے باعث ہو اور اس کا منشاء کوئی معاشرتی چیز ہے ورنہ اگر اس کا منشاء دین و مذہب ہے تو اہل بدعت و اھواء کو ظہور توبہ کے وقت تک چھوڑے رکھنا جائز ہے۔ جو شخص کسی کے ساتھ تعلقات رکھتے ہوئے اس بات سے ڈرتا ہو کہ اسے کوئی دینی مضرت پہنچے گی یا دنیوی نقصان ہوگا تو اس سے الگ رہنا ہی بہتر ہے۔ اہل بدعت واھواء کی مفارقت دائمی اور غیر محدود ہے۔ دینی مصلحت سے تعلق کو ترک کرنے کی ایک واضح مثال جنگ تبوک سے بلا عذر و سبب پیچھے رہنے والے تین اصحاب کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلالؓ ابن امیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام اصحاب کی قطع تعلقی ہے۔ جب تک سورۃ توبہ میں ان کی توبہ نازل نہ ہو گئی ان سے مفارقت جاری رہی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے ابن الزبیرؓ کی ایک غلطی پر ان سے قطع تعلق کیا تھا۔ یہ قصہ بخاری کتاب الادب میں مذکور ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي

أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

ترجمہ: ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلم کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ تک چھوڑے رکھے۔ وہ دونوں ملیں تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے، اور ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے (بخاری، مسلم، ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کہہ دینے سے ہجران اور گناہ قطع ہو جاتا ہے گو اس سے اور کوئی بات نہ کی جائے۔ امام مالک وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ حضرات نے فرمایا کہ اگر دوسرا اسلام کا جواب دیدے تو صرف اسلام سے قطع کلام کا گناہ زائل نہیں ہوتا۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ السَّرْخَسِيُّ أَنَّ أَبَا عَامِرٍ أَخْبَرَهُمْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ زَادَ أَحْمَدُ وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنْ الْهِجْرَةِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے لئے حلال نہیں کہ وہ دوسرے مومن کو تین دن سے زائد تک چھوڑے رکھے اگر ۳ دن گزر جائیں تو اس سے مل کر سلام کہنا چاہئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب دیدیا تو دونوں اجر میں شامل ہو گئے اور اگر اس نے جواب نہ دیا تو سارا گناہ اسی کے اوپر آگیا احمد بن سعید راوی نے کہا کہ سلام کہنے والا ہجران سے خارج ہو گیا۔ (اس کا راوی ھلال بن ابی ھلال بقول احمد اور ابو حاتم غیر معروف ہے۔)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ ابْنِ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُنِيبِ يَعْنِي الْمَدَنِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُونُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثَةٍ فَإِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِإِثْمِهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کا یہ کام نہیں کہ تین دن سے زیادہ دوسرے مسلمان کو چھوڑ دے۔ جب وہ اس سے ملے تو اسے تین بار سلام کہے اگر وہ تینوں بار جواب نہ دے تو سارا گناہ اسی کو ہوا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے (مسلم) بھائی کو تین دن سے زائد چھوڑ دے، جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا پھر مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا (نسائی)

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ

ترجمہ: ابو خراشؓ سلمی سے روایت ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑے رکھا تو یہ اس کا خون بہانے کی مانند ہے (یعنی جس قدر قتل کا ہے اتنا ہی اس فعل کا ہے۔ بخاری، مسلم کی حدیث میں ہے کہ مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کی مانند ہے۔)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ فَيُغْفَرُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمَيْنِ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا مَنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا قَالَ أَبُو دَاوُد النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَجَرَ بَعْضَ نِسَائِهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَابْنُ عُمَرَ هَجَرَ ابْنًا لَهُ إِلَى أَنْ مَاتَ قَالَ أَبُو دَاوُد إِذَا كَانَتْ الْهِجْرَةُ لِلَّهِ فَلَيْسَ مِنْ هَذَا بِشَيْءٍ وَإِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَطَّى وَجْهَهُ عَنْ رَجُلٍ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے دروازے ہر سوم اور خمیس کو کھولے جاتے ہیں پھر ان دنوں میں ہر اس بندے کو بخش دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ گردانتا ہو سوائے اس شخص کے اس میں اور اس کے بھائی میں عداوت ہو۔ پس کہا جاتا ہے ان دونوں کو مہلت دو جب تک کہ صلح کر لیں (مسلم، ترمذی) ابو داؤد نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کو چالیس دن تک چھوڑے رکھا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے اپنے ایک بیٹے کو موت تک چھوڑے رکھا تھا۔ ابو داؤد نے کہا کہ جب قطع تعلق اللہ کی خاطر ہو تو اس کا یہ حکم نہیں جو اس حدیث میں ہے، اور عمرؒ بن عبدالعزیز نے ایک شخص کی طرف سے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔

شرح: سوموار اور جمعرات کو گناہوں کی مغفرت کا اس حدیث میں یہ مطلب معلوم ہوتا ہے، واللہ اعلم کہ نیکیوں اور بدیوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور نیکیوں کے بدلے میں برائیاں معاف ہو جاتی ہیں یہ مطلب نہیں کہ سب کچھ معاف کر دیا جاتا کیونکہ یہ قواعد شرع اور کتاب و سنت کے دیگر بے شمار دلائل و شواہد کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ اگر عموم مغفرت مراد لی جائے تو عذاب قبر اور وزن اعمال وغیرہ کی احادیث معاذاللہ بے معنی ٹھہریں گی، کیونکہ ہر مسلم و مومن پر بہت سے سوموار اور خمیس آتے رہے ہونگے، پس ضروری ہے کہ اسے مقید و مخصص کیا جائے۔

بَاب فِي الظَّنِّ (بدگمانی کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظن سے بچو کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے پردے مت کھولو اور ان کی برائیاں مت ٹٹولو (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: ظن سے مراد یہاں بدگمانی ہے جو عموماً خلاف واقع ہوتی ہے اس لئے سب سے جھوٹی بات کہلائی۔ بات سے مراد نفس میں واقع ہونے والی باتیں ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے۔ تحسس کا معنی ہے: اپنے لئے کسی کے عیب تلاش کرنا یا کسی کی برائیوں کو غور سے سننا۔ تجسس کا معنی ہے: دوسروں کے لئے کسی کی عیب جوئی یا کسی کے پردے میں جھانکنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ بہر حال تجسس سے مراد کسی کے اندرونی معاملات وامور کی تفتیش ہے اور اس سے مراد اکثر شر ہوتا ہے۔ جاسوس بری باتوں کے پتہ چلانے والے کو اور ناموس اچھی باتوں کی تلاش کرنیوالے کو کہا جاتا ہے۔ سورہ یوسف: ۱۲-۸۷ میں یٰبَنِیَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِن يُوسُفَ وَأَخِيهِ آیا ہے جس کا معنی ہے (یعقوب علیہ السلام نے فرمایا) اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کا پتہ چلاؤ۔

بَابٌ فِي النَّصِيحَةِ وَالْحِيَاطَةِ (خیر خواہی کا باب)

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے۔ وہ اسکی ان چیزوں کو محفوظ رکھتا ہے جن کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو، اور اس کی غیر حاضری میں اس کی حفاظت کرتا ہے (اسکی سند میں ابو محمد کثیر بن زید مدنی راوی پر تنقید ہوئی ہے)

شرح: جس طرح آئینے میں چہرہ صحیح طور پر نظر آجاتا ہے اور اس کے عیوب معلوم ہو جاتے ہیں مگر آئینہ خاموشی سے یہ سب کچھ بتاتا ہے اسی طرح ایک مومن بطور خیر خواہی دوسرے کے عیوب اسے بتاتا ہے مگر انہیں مشتہر نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ اس پر رحم کرے جو مجھے میری غلطیوں اور کوتاہیوں کا ہدیہ پیش کرے۔ بھائی سے مراد اس حدیث میں دینی بھائی ہے۔

بَابٌ فِي إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ (باہمی اصلاح کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ الْحَالِقَةُ

ترجمہ: ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کا درجہ روزے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں! فرمایا: باہمی اصلاح کرنا اور باہمی بگاڑ دین کو مونڈھ دینے والی چیز ہے (ترمذی نے اس کی روایت کر کے اسے صحیح کہا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ مونڈھنے والی چیز ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈھ دیتی ہے بلکہ یہ دین کو مونڈھ دیتی ہے۔ یعنی جس طرح استرا بال مونڈھ کر جگہ کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح یہ دین کا نام ونشان مٹا دیتی ہے)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ح و

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَبُّوَيْهِ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ مَنْ نَمَى بَيْنَ اثْنَيْنِ لِيُصْلِحَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُسَدَّدٌ لَيْسَ بِالْكَاذِبِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ خَيْرًا أَوْ نَمَى خَيْرًا

ترجمہ: حمید بن عبدالرحمٰن نے اپنی ماں سے روایت کی (جو ام کلثومؓ ایک قدیم الایمان صحابیہ تھیں اور ماں کی طرف سے حضرت عثمانؓ بن عفان کی بہن تھیں۔ ام کلثوم کا باپ عقبہ بن معیط اسلام کا شدید دشمن تھا) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دو آدمیوں میں صلح کرنے کی خاطر فریقین کو اچھی اچھی باتیں کیں۔ احمد بن محمد اور مسدد راویوں نے یوں روایت کی کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کرائے پس اچھی باتیں کہے یا اچھی باتیں پھیلائے (یعنی فریقین کو ایک کی طرف سے اچھی باتیں اور خیر سگالی پہنچائے تاکہ ان کا غصہ فرو ہو جائے، مولاناؒ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ اس لئے نہیں کہ ہر مومن نماز میں سب ایمانداروں کے لئے دعائیں کرتا ہے)

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجِيزِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ نَافِعٍ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ الْهَادِي أَنَّ عَبْدَ الْوَهَّابِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عُقْبَةَ قَالَتْ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِنْ الْكَذِبِ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا أَعُدُّهُ كَاذِبًا الرَّجُلُ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ يَقُولُ الْقَوْلَ وَلَا يُرِيدُ بِهِ إِلَّا الْإِصْلَاحَ وَالرَّجُلُ يَقُولُ فِي الْحَرْبِ وَالرَّجُلُ يُحَدِّثُ امْرَأَتَهُ وَالْمَرْأَةُ تُحَدِّثُ زَوْجَهَا

ترجمہ: حمید نے اپنی ماں ام کلثومؓ بنت عقبہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں کے سوا کسی چیز میں جھوٹ کی اجازت دیتے نہیں سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: میں اسے جھوٹا شمار نہیں کرتا، یعنی وہ آدمی جو لوگوں میں صلح کرائے، (کوئی خلاف واقع) بات کہے مگر اس سے اسکا ارادہ فقط اصلاح ہو، اور جو آدمی جنگ میں (دشمن کو) کوئی بات کہے، اور جو آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے اور عورت اپنے خاوند سے بات چیت کرے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ ان معاملات میں آدمی بعض دفعہ بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے اور سچائی سے تجاوز کرنے پر مجبور ہوتا ہے تاکہ سلامتی طلب کرے اور اپنی جان سے ضرر کو دور کرے، اور بعض احوال میں صلاح کی غرض سے معمولی بگاڑ کی اجازت دی گئی ہے۔ اصلاح ذات البین میں جھوٹ یہ ہے کہ ایک فریق سے دوسرے کو اچھی بات پہنچائے گو وہ بات اس نے پہلے فریق سے نہ سنی ہو یا اس نے اسے اسکی اجازت نہ دی ہو۔ جنگ میں کذب یہ ہے کہ اپنی قوت، مسلمانوں کی طاقت اور تیاری بیان کر کے اپنی جماعت کو تقویت دے اور دشمن کا حوصلہ پست کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لڑائی تدبیر اور فریب کا نام ہے۔ زوجین کے جھوٹ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے اظہار الفت و محبت کریں، وعدہ وعید کریں تاکہ باہمی تعلق دائمی اور مضبوط ہو۔ دراصل جیسا کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ ان مواقع پر بھی توریہ اور تعریض ہی جائز ہے صریح کذب جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ الْغِنَاءِ (گانے کی ممانعت کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيَّ صَبِيحَةَ بُنِيَ بِي فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِدُفٍّ لَهُنَّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِلَى أَنْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي الْغَدِ فَقَالَ دَعِي هَذِهِ وَقُولِي الَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ

ترجمہ: ربیع بنت معوذ بن عفراء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بچھونے پر آ کر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح کہ تو (خالد بن ذکوان) میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ پس چند چھوٹی بچیاں ایک دف بجانے لگیں اور جنگ بدر میں قتل ہونے والے میرے بزرگوں کا ذکر کرنے لگیں (یعنی گا کر) یہانتک کہ ان میں سے ایک بولی: اور ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے! پس حضور نے فرمایا: اسے چھوڑ دے اور وہی کہہ جو تو پہلے کہتی تھی (بخاری، ترمذی، ابن ماجہ) یعنی باپ دادوں کی شجاعت و دلیری اور انکی شہادت وغیرہ کا ذکر کر اور یہ بات مت کہہ کیونکہ غیب صرف اللہ جانتا ہے اور وہ جو کچھ نبی کو بتائے اسے اتنا ہی علم ہوتا ہے زیادہ نہیں۔ معوذ بن عفراء یعنی ربیع کا باپ اور معاذ یعنی اس کا چچا جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے اور بعض احادیث کے مطابق ابو جہل کے قاتل بھی یہی دونوں تھے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَعِبَتْ الْحَبَشَةُ لِقُدُومِهِ فَرَحًا بِذَلِكَ لَعِبُوا بِحِرَابِهِمْ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو حبشیوں نے اپنے ہتھیاروں سے اظہار مسرت کے لئے ایک کھیل کھیلا تھا (شاید وہ لوگ ہتھیاروں کے اس کھیل میں کچھ گانا بھی گاتے تھے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْغِنَاءِ وَالزَّمْرِ (گانے اور بجانے کی ممانعت کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْغُدَانِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قَالَ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنْ الطَّرِيقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قَالَ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا قَالَ أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ سَمِعْت أَبَا دَاوُد يَقُولُ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ

ترجمہ: نافع مولا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ نے مزمار (بانسری) کی آواز سنی، نافع نے کہا کہ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور راستے سے ہٹ گئے اور فرمایا: اے نافع تم کچھ سنتے ہو؟ نافع نے کہا کہ میں نے کہا نہیں۔ نافع نے کہا کہ اس پر انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں سے اٹھالیں اور کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو حضور نے اسی طرح کی آواز سن کر اسی طرح کیا تھا۔ ابو علی اللؤلؤی نے کہا کہ میں نے ابو داؤد کو کہتے سنا کہ یہ ایک منکر حدیث ہے۔

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے علاوہ بھی دیگر روایات میں اس مزمار کا ذکر موجود ہے۔ مزمار سے مراد چرواہوں کی بانسری ہے اور یہ اگرچہ مکروہ تو ضرور ہے مگر اس حدیث کی رو سے اسقدر نہیں جتنے بقیہ زمور و مزاہر ہوتے ہیں اور لہو و لعب کے وہ آلات جنہیں آوارہ مزاج اور عیاش لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے ساتھ صرف یہ معاملہ نہ کیا جاتا کہ کان بند کر لئے

جائیں بلکہ اس سے روکنے اور باز رکھنے تک نوبت لیجائی جاتی۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ یہ بات بڑی مشکل ہے کہ ابن عمرؓ نے اپنے کان تو بند کر لئے مگر نافع کو سننے دیا! ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کان جو بند کئے تھے وہ اس لئے نہ تھے کہ اس کا سماع حرام تھا کیونکہ حرمت تو استماع کی ہے۔ اگر کوئی آواز خود کان میں پڑ جائے تو اس کا حکم یہ نہیں ہے۔ پس ابن عمرؓ نے تو کان اس لئے بند کئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایسا کر رہے تھے۔ حرمت کے باعث نہیں۔ اگر یہ بات مانی جائے تو نافع کیلئے اس کے سننے میں حرج نہ تھا۔ یا یوں کہا جائے کہ نافع اس وقت نابالغ تھا۔ جہانتک ابوداؤد کے اس قول کا تعلق ہے کہ یہ ایک منکر حدیث ہے، سو مجھے نہیں معلوم کہ اس میں نکارت کونسی ہے؟ کیونکہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور ان میں سے کسی ضعیف راوی نے ثقہ کے خلاف روایت نہیں کی (کہ یہی منکر کی تعریف ہے) حافظ شمس الدین ابن الباری نے کہا ہے کہ یہ حدیث محمد بن طاہر کے نزدیک بدیں سبب ضعیف ہے کہ اس میں سلیمان بن موسیٰ ایک ضعیف راوی ہے اور وہ اسکی روایت میں منفرد ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ سلیمان بن موسیٰ حسن الحدیث ہے جسے کئی ائمہ حدیث نے ثقہ کہا ہے اور وہ منفرد نہیں بلکہ میمون مہران نے اس کی متابعت کی ہے۔ یہ روایت مسند ابی یعلی میں موجود ہے۔ اور طبرانی نے مطیع بن مقدام صانمانی عن نافع سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ رہا ابن طاہر کا یہ اعتراض کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے کو منع نہ کیا اور ابن عمرؓ نے نافع کو وہ آواز سننے دی۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ محرم آواز کا استماع حرام ہے نہ کہ سماع اور یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ چرواہا کہاں تھا؟ مسلم تھا یا غیر مسلم، لہٰذا اسے منع کرنے کا سوال بھی خارج از بحث ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُطْعِمُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ ابْنِ عُمَرَ إِذْ مَرَّ بِرَاعٍ يَزْمُرُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو دَاوُد أُدْخِلَ بَيْنَ مُطْعِمٍ وَنَافِعٍ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى

ترجمہ: نافعؒ نے کہا کہ میں ابن عمرؓ کے پیچھے سواری پر تھا کہ ایک گڈریے کے پاس سے گزرے جو بانسری بجا رہا تھا الخ ابوداؤد نے کہا کہ راوی نے مطعم اور نافع کے درمیان سلیمان بن موسیٰ کو داخل کیا تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَنْ مَيْمُونٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَمِعَ صَوْتَ زَامِرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهَذَا أَنْكَرُهَا

ترجمہ: نافع نے کہا کہ ہم ابن عمرؓ کے ساتھ تھے تو انہوںؓ نے ایک بانسری نواز کی آواز سنی الخ ابوداؤد نے کہا کہ میں اسے منکر جانتا ہوں (مگر انکار کی وجہ نامعلوم ہے)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ عَنْ شَيْخٍ شَهِدَ أَبَا وَائِلٍ فِي وَلِيمَةٍ فَجَعَلُوا يَلْعَبُونَ يَتَلَعَّبُونَ يُغَنُّونَ فَحَلَّ أَبُو وَائِلٍ حُبْوَتَهُ وَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ

ترجمہ: ایک بوڑھے نے روایت کی کہ وہ ابووائل کے ساتھ ایک ولیمے میں موجود تھا، لوگ کھیل کود میں مصروف ہوئے اور گانے لگے۔ پس ابووائل نے اپنی کمر کی گرہ کھول دی (جانے کی تیاری کر لی) اور بولا: میں نے عبداللہ کو کہتے سنا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

شرح: حافظ ابن القیم نے الحاثۃ للھفان میں کہا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہے کہ انہوں نے کہا گانا دل میں نفاق اگاتا ہے۔ جس طرح کہ پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔ اسے ابن ابی الدنیا نے مرفوع روایت کیا ہے مگر موقوف صحیح تر ہے اس سے یہ

پتہ چل جاتا ہے کہ صحابہ قلوب کی بیماریوں اور ان کے علاج سے کتنے واقف کار تھے۔

بَابٌ فِي الْحُكْمِ فِي الْمُخَنَّثِينَ (مخنثوں کے حکم کا باب)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ أَبَا أُسَامَةَ أَخْبَرَهُمْ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ يُونُسَ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي يَسَارٍ الْقُرَشِيِّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَّبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذَا فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَأَمَرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيعِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَقْتُلُهُ فَقَالَ إِنِّي نُهِيتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَالنَّقِيعُ نَاحِيَةٌ عَنْ الْمَدِينَةِ وَلَيْسَ بِالْبَقِيعِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنث کو لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ عورتوں جیسا بنتا ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اسے نقیع کی طرف نکال دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ تو فرمایا مجھے نمازیوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ ابو اسامہ نے کہا کہ نقیع مدینہ کے ایک علاقے کا نام تھا اور یہ بقیع نہیں ہے (بقول منذری اسمیں ایک راوی ابو یسار قرشی مجہول ہے اور ابوہاشم ابوہریرہ کا چچازاد بھائی تھا) مولانا نے فرمایا کہ اس ہجڑے کی جلاوطنی کا حکم شاید تعزیر کے طور پر تھا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا مُخَنَّثٌ وَهُوَ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِيهَا إِنْ يَفْتَحْ اللَّهُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْتُكَ عَلَى امْرَأَةٍ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے اور وہاں ایک مخنث تھا جو ان کے بھائی عبداللہ سے کہہ رہا تھا کہ اگر کل اللہ تعالیٰ طائف کو فتح کروائے تو میں تجھے ایک عورت بتاؤں گا جو سامنے آئے تو اسکے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور جب مڑے تو آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اپنے گھروں سے نکال دو (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ) ابوداؤد نے کہا کہ اس عورت کے شکم میں چار شکن تھے۔

شرح: منذری نے کہا کہ اس مخنث نے عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا: اگر تم طائف فتح کرو تو بادیہ بنت غیلان ثقفی کو مت چھوڑنا کیونکہ اس کے اگلی طرف چار اور پچھلی طرف آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ اس کے دانت کلیوں جیسے ہیں۔ اگر بیٹھے تو پھیل کر بیٹھے اور اگر بولے تو یوں لگے جیسے گا رہی ہے۔ اسکی ٹانگوں کے درمیان کی چیز یوں ہے جیسے الٹا بر تن اور وہ اس طرح ہے جیسے قیس بن الحطیم نے کہا: "بحالت غفلت وہ یوں دیکھتی ہے جیسے کسی کو آنکھوں میں غرق کر دے گی اس کا چہرہ اس قدر صاف ہے۔ گویا موسلادھار بارش نے اسے دھویا ہے۔ اسکی شخصیت معتدل ہے نہ بہت موٹی نہ بہت پتلی۔ وہ جی بھر کر سوتی ہے اور جب آہستہ سے اٹھے تو یوں لگتی ہے کہ گویا ابھی ٹوٹ پھوٹ جائیگی۔" پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا او دشمن خدا تو نے اسے خوب غور سے

دیکھا ہے۔ پھر آپ نے اسے مدینہ سے حمی کی طرف جلاوطن کر دیا۔ منذری نے کہا کہ جب طائف فتح ہوا تو اس عورت کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کر لیا اور اس سے انکی اولاد بھی ہوئی۔ عبداللہ بن ابی امیہ اسلام لانے کے بعد فتح مکہ، حنین اور طائف میں حاضر تھے۔ جنگ طائف میں انکی موت ایک تیر سے واقع ہوئی، رضی اللہ عنہ۔ اسی مخنث کا نام ھیت یا مانع تھا یا نہ تھا بعض نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ھیت اور مانع تین ہجڑوں کے نام تھے۔ یہ عورتوں کی چال ڈھال، رفتار و گفتار اور پہناوے کے عادی تھے، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگاتے تھے۔ مگر کسی بدکاری میں مبتلاء نہ تھے۔ طائف کی اس عورت کا نام بادیہ یا بادنہ تھا۔ اس کا باپ غیلان بن سلمہ دمشقی تھا جو اسلام لایا تھا اور اس وقت اسکے نکاح میں دس عورتیں تھیں۔ احادیث میں اس کا قصہ مشہور ہے۔ اسے چار کو رکھنے اور باقی کو چھوڑنے کا حکم ملا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُخَنَّثِينَ مِنْ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنْ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ وَأَخْرِجُوا فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْنِي الْمُخَنَّثِينَ

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں جان بوجھ کر مخنث بننے والوں پر اور عورتوں میں جان بوجھ کر مرد بننے والیوں پر لعنت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو اور فلاں اور فلاں، یعنی مخنثوں کو نکال دو (بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد میں یہ حدیث کتاب اللباس میں گزر چکی ہے)

بَابٌ فِي اللَّعِبِ بِالْبَنَاتِ (گڑیوں سے کھیلنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ فَرُبَّمَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي الْجَوَارِي فَإِذَا دَخَلَ خَرَجْنَ وَإِذَا خَرَجَ دَخَلْنَ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں گڑیوں سے کھیلتی تھی۔ پس بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس لڑکیاں ہوتیں، جب آپ آتے تو وہ نکل جاتیں اور جب گھر سے نکل جاتے تو وہ پھر آ جاتیں (بخاری، نسائی، ابن ماجہ) لڑکیوں کا گڑیوں سے کھیلنا جمہور کے نزدیک جائز ہے اور ان کی بیع و شراء بھی۔ ایک قول یہ ہے کہ آگے چل کر یہ رخصت منسوخ ہو گئی تھی جبکہ تصاویر و تماثیل کی حرمت کا اعلان ہوا)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِي وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ مَا هَذَا الَّذِي أَرَى وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ وَمَا هَذَا الَّذِي عَلَيْهِ قَالَتْ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ قَالَتْ أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک یا خیبر سے واپس ہوئے اور حضرت عائشہؓ کے طاقچے میں پردہ تھا۔ پس ہوا چلی اور اس نے پردے کا ایک پلو اٹھا دیا، اس میں حضرت عائشہ کی گڑیاں (کھلونے) تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ میری گڑیاں ہیں حضور نے ان میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے کپڑے کی دھجیوں کے بنے ہوئے دو پر تھے۔ آپ نے فرمایا: یہ میں ان گڑیوں کے درمیان کیا دیکھتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک گھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ دو پر ہیں۔ آپ نے فرمایا: گھوڑے کے دو پر! عائشہؓ نے کہا: آپ نے سنا نہیں کہ سلیمانؑ کے گھوڑے پردار تھے؟ عائشہ نے کہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ میں نے آپ کی ڈاڑھیں بھی دیکھ لیں۔ (نسائی)

شرح: مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ کی تقریر میں ہے: یہ گڑیاں اور کھلونے تماثیل نہ تھیں ورنہ سوال کی حاجت نہ ہوتی۔ غالباً کپڑوں کی بنی ہوئی بھدی سی صورتیں ہونگی جن سے بچے عموماً کھیلتے ہیں۔ اگر یہ ناجائز تماثیل ہوتیں تو آپ انہیں گھر میں نہ رہنے نہ اتنی دیر یہ آپ پر مخفی رہتیں۔ منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث میں لفظ بنات سے مراد گڑیاں ہیں جن سے لڑکیاں کھیلتی ہیں اگر یہ صورت دار تھیں تو قبل از تحریم ہونگی ورنہ بعض دفعہ جو چیز صورت دار نہ ہو اسے بھی بعض دفعہ یہ نام دیئے جاتے ہیں۔

بَابٌ فِي الْأُرْجُوحَةِ (پنگوڑھے کا باب)

ارجوحہ کا لفظی معنی لکڑی کا بنا ہوا وہ پنگھوڑا ہے جسے آج ہمارے ہاں سی سا کہتے ہیں اور اس کے دونوں اطراف پر دو بچے بیٹھ جاتے ہیں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف اوپر کو اٹھ جاتی ہے اور یہ بچوں کا مشہور کھیل ہے۔ یا یہ پینگ ہے جس کے وسط میں بیٹھ کر اسے جھلایا جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَنِي وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ أَوْ سِتٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ أَتَيْنَ نِسْوَةٌ وَقَالَ بِشْرٌ فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَأَنَا عَلَى أُرْجُوحَةٍ فَذَهَبْنَ بِي وَهَيَّأْنَنِي وَصَنَعْنَنِي فَأُتِيَ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَنَى بِي وَأَنَا ابْنَةُ تِسْعٍ فَوَقَفَتْ بِي عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ هِيهْ هِيهْ قَالَ أَبُو دَاوُد أَيْ تَنَفَّسَتْ فَأُدْخِلْتُ بَيْتًا فَإِذَا فِيهِ نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي الْآخَرِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ مِثْلَهُ قَالَ عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَسَلَّمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَغَسَلْنَ رَأْسِي وَأَصْلَحْنَنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَأَسْلَمْنَنِي إِلَيْهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کی عمر میں مجھ سے نکاح کیا جب ہم مدینہ میں آئے تو کچھ عورتیں آئیں۔ بشیر بن خالد کی روایت کے مطابق، ام رومانؓ میرے پاس آئیں اور میں ایک پنگھوڑے (یا پینگ) پر تھی پس وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئیں اور مجھے تیار کیا اور بناؤ سنگار کیا۔ پس مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا اور آپ مجھ سے تنہائی میں ملے جبکہ میں نو سال کی تھی۔ میری والدہ مجھے ساتھ لے کر دروازے پر کھڑی ہوئیں اور میں نے ھیہ ھیہ کر کے لمبے سانس لئے۔ مجھے پھر ایک گھر میں داخل کیا گیا تو اس میں انصار کی کچھ عورتیں تھیں وہ بولیں: خیر وبرکت پر! ابو اسامہ

سے بھی اسی قسم کی روایت ہے جیسی کہ اوپر کی روایت عروہ سے ہے۔ اس میں ہے: "بہتر قسمت کے ساتھ" (یعنی خیر و برکت کی بجائے یہ لفظ بولے گئے) پس میری ماں نے مجھے ان عورتوں کے سپرد کر دیا انہوں نے میرا سر دھویا اور میری حالت درست کی۔ بوقت چاشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا (المزی نے اطراف میں کہا ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد نے کتاب الادب میں روایت کیا ہے۔ اس کے دو راوی ہیں: بشر بن خالد عسکری اور ابراہیم بن سعید جوہری۔ ان دونوں نے ابواسامہ سے روایت کی ہے۔ ابراہیم بن سعید کی حدیث ابن الاعرابی اور ابو بکر بن داسہ کی روایت ہے اور ابوالقاسم دمشقی نے اسے روایت نہیں کیا) میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اوپر کی حدیث میں جو غزوہ تبوک یا خیبر کا ذکر ہے، زیر نظر حدیث کے حساب سے اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کم و بیش ۱۵ یا ۱۶ سال کی بنتی ہے، پھر انکے طاقچے میں گڑیوں اور کھلونوں کا ہونا عجیب سا لگتا ہے۔ جنگ تبوک ہجرت کے آٹھویں یا نویں سال ہوئی تھی۔ اگر وہ حدیث صحیح ہے تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس میں یا تو کسی نیچے کے راوی کو وہم ہوا ہے اور یا پھر یہ کھلونے یونہی پڑے ہونگے جیسے کہ بعض دفعہ گھروں میں پرانی چیزیں طاقچوں میں پڑی رہتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب بہرصورت اس زیر نظر حدیث کا مضمون بھی تحقیق طلب ہے اور یہ حدیث بذل المجہود کے متن میں نہیں بلکہ حاشیئے پر درج ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ جَاءَنِي نِسْوَةٌ وَأَنَا أَلْعَبُ عَلَى أُرْجُوحَةٍ وَأَنَا مُجَمَّمَةٌ فَذَهَبْنَ بِي فَهَيَّأْنَنِي وَصَنَعْنَنِي ثُمَّ أَتَيْنَ بِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَنَى بِي وَأَنَا ابْنَةُ تِسْعِ سِنِينَ

ترجمہ: عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: پس جب ہم مدینہ آئے تو میرے پاس کچھ عورتیں آئیں اور میں ایک پینگ پر کھیل رہی تھی اور میرے سر پر کافی بال تھے، پس وہ مجھے لے گئیں اور انہوں نے مجھے تیار کیا اور بناؤ سنگھار کیا پھر وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں۔ پس آپ مجھ سے تنہائی میں ملے جبکہ میں نو سال کی تھی۔

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِإِسْنَادِهِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَتْ وَأَنَا عَلَى الْأُرْجُوحَةِ وَمَعِي صَوَاحِبَاتِي فَأَدْخَلْنَنِي بَيْتًا فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ

ترجمہ: اسی کی دوسری روایت میں ہے کہ میں پنگھوڑے پر تھی اور میرے ساتھ میری کچھ سہیلیاں تھیں، پس انہوں نے مجھے ایک گھر میں داخل کیا جہاں کچھ انصاری عورتیں تھیں جو بولیں: خیر و برکت کے ساتھ! (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔ سنن ابی داؤد میں بھی یہ روایت مختصراً گزر چکی ہے)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالَتْ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَعَلَى أُرْجُوحَةٍ بَيْنَ عِذْقَيْنِ فَجَاءَتْنِي أُمِّي فَأَنْزَلَتْنِي وَلِي جُمَيْمَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

ترجمہ: یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، انہوں نے فرمایا کہ ہم مدینہ میں آئے تو ہم بنی حارث بن خزرج میں اترے۔ فرمایا واللہ میں ایک پنگھوڑے پر تھی جو کھجور کی دو لکڑیوں کے درمیان تھا کہ میری ماں میرے پاس آئی، اس نے مجھے اس سے اتارا اور میرے سر پر بالوں کا جوڑا تھا، پھر راوی نے ساری حدیث بیان کی۔

بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنْ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ (نرد کھیلنے سے نہی کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نرد کھیلا اس نے اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی۔ (ابن ماجہ)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ فَكَأَنَّمَا غَمَسَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ

ترجمہ: بریدہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نرد شیر کا کھیل کھیلا گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں ڈبویا (مسلم، ابن ماجہ)

شرح: ہاتھ ڈبونے سے مراد اسے تناول کرنا اور کھانا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ یعنی شارحین نے کہا ہے کہ دنیوی امور دو قسم پر ہیں ایک وہ جو اتفاق اور بخت سے چلتے ہیں۔ دوسرے وہ جن میں سعی و جہد اور غور و تفکر کرنا پڑتا ہے۔ پہلے کی مثال نرد ہے اور دوسرے کی مثال شطرنج ہے۔ امام شافعی نے شطرنج کو نرد سے خفیف تر کہا ہے مگر لیث اور مالک کے نزدیک اس سے برعکس ہے۔

بَابٌ فِي اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ (کبوتروں سے کھیلنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک کبوتری کے پیچھے جاتے دیکھا تو فرمایا ایک مذکر شیطان مؤنث شیطان کا پیچھا کر رہا ہے (ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث کا ایک راوی محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی متکلم فیہ ہے۔ حضور نے کبوتر بازی کو شیطانی کام اس لئے فرمایا کہ یہ ایک لایعنی شغل ہے۔ اس میں مصروف ہونیوالے مضحکہ خیز حرکات کرتے ہیں اور اسکے باعث کئی فتنے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو حسن کے درجے کی کہا ہے گو حافظ سراج الدین قزوینی نے اسے موضوع ٹھہرایا ہے۔

بَابٌ فِي الرَّحْمَةِ (رحمت کے بیان کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي قَابُوسَ مَوْلَى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمْ الرَّحْمَنُ ارْحَمُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ لَمْ يَقُلْ مُسَدَّدٌ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ: رحم کرنیوالوں پر رحمان رحم کرتا ہے، تم

زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آلخ (ترمذی نے اسے تمام تر روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا ح و حَدَّثَنَا ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ مَنْصُورٌ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ فِي حَدِيثِهِ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أَقُولُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ فَقَالَ إِذَا قَرَأْتَهُ عَلَيَّ فَقَدْ حَدَّثْتُكَ بِهِ ثُمَّ اتَّفَقَا عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ هَذِهِ الْحُجْرَةِ يَقُولُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

ترجمه: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوالقاسم، صادق و مصدوق، اس حجرے والے صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا۔ رحمت کسی بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن کہا ہے)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ ابْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْوِيهِ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا

ترجمه: عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کا حق نہ پہنچانا وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی وہ ہماری جماعت کا فرد نہیں ہے)

بَابٌ فِي النَّصِيحَةِ (خیر خواہی کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِلَّهِ وَكِتَابِهِ وَرَسُولِهِ وَأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَامَّتِهِمْ أَوْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ

ترجمه: تمیمؓ الداری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک دین خیر خواہی ہے، بیشک دین خیر خواہی ہے۔ بیشک دین خیر خواہی ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی؟ فرمایا: اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مومنوں کے حکام کی اور ان کے عوام کی، یا مسلمانوں کے حکام کی اور عوام کی فرمایا تھا (مسلم اور نسائی) لغت میں نصح کا معنی خلوص ہے۔ پس دین یہ ہے کہ عقیدہ و عمل میں اللہ کے ساتھ خلوص ہو۔ اللہ کی کتاب پر ایمان اور اس پر عمل میں خلوص ہو۔ اس کے رسول کی نبوت و رسالت کی تصدیق میں خلوص ہو اور آپ کے احکام پر عمل کیا جائے حکام کی خیر خواہی یہ ہے کہ حق میں ان کی اطاعت ہو اور صحیح مشورہ دیا جائے۔ عوام سے خلوص یہ ہے کہ ان کو انکی مصلحت بتائی جائے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ

وَالطَّاعَةِ وَأَنْ أَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَالَ وَكَانَ إِذَا بَاعَ الشَّيْءَ أَوْ اشْتَرَاهُ قَالَ أَمَا إِنَّ الَّذِي أَخَذْنَا مِنْكَ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّا أَعْطَيْنَاكَ فَاخْتَرْ

ترجمه: جریرؓ بن عبداللہ بجلی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ان باتوں پر کی۔ سننا اور اطاعت کرنا اور ہر مسلم کی خیر خواہی کرنا۔ راوی ابوزرعہ بن عمرو جریر نے کہا کہ جب جریر کسی چیز کی خرید و فروخت کرتے تو کہتے تھے۔ دیکھو جو چیز ہم نے تم سے لی ہے وہ اس سے محبوب تر ہے جو تجھے دی ہے پس تجھے اختیار ہے (کہ سودا باقی رکھے یا توڑ دے! یعنی جریرؓ کے نزدیک مسلم کی خیر خواہی میں یہ اختیار دینا بھی داخل تھا) نسائی، بخاری، مسلم۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ خیر خواہی دیانت کے اخلاق میں داخل ہے اور اس کے ارکان میں سے ایک مضبوط رکن ہے، اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پورا دین قرار دیا ہے، الدین النصیحۃ۔ جیسے کہ حضور نے حج کے اعلیٰ تری رکن وقوف عرفہ کے متعلق فرمایا ہے: الحج عرفۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اور مختلف امور کی بیعت لی ہے: موت کی بیعت، خوشی اور ناخوشی میں سمع و طاعت کی بیعت، اہل حکومت سے حکومت میں جھگڑا نہ کرنے کی بیعت اور حق کہنے کی بیعت۔ یہ سب امور احادیث میں آچکے ہیں۔ منذری نے یہ بھی کہا ہے کہ دین ان معنوں میں آتا ہے۔ اطاعت، توحید، عبادت، جزاء مکافات، حساب فیصلہ، سیرت، سلطنت، تدبیر، عادت، ملت، ورع، بیماری، قہر، معصیت، حال۔

بَابٌ فِي الْمَعُونَةِ لِلْمُسْلِمِ (مسلم کی مدد کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ وَعُثْمَانُ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ عُثْمَانُ وَجَرِيرٌ الرَّازِيُّ ح و حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ وَقَالَ وَاصِلٌ قَالَ حُدِّثْتُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ثُمَّ اتَّفَقُوا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ قَالَ أَبُو دَاوُد لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ

ترجمه: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جس نے دنیا کی مصیبتوں میں سے کسی مسلمان کی کوئی مصیبت دور کی اللہ تعالےٰ روز قیامت کی مصیبتوں میں سے اسکی کوئی مصیبت دور کرے گا اور جس نے کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کی اللہ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد پر رہے اللہ اسکی مدد پر رہتا ہے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ بعض الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

ترجمہ: حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے (مسلم)

شرح: منذری نے کہا کہ معروف وہ ہے جس کا اطاعت خداوندی ہونا جانی پہچانی چیز ہو اور منکر وہ چیز ہے جو اس کے خلاف ہو۔ معروف کی تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا نام ہے۔ اور ہر مستحسن فعل معروف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ خیر میں یہ صلاحیت ہے کہ پہنچانی جائے اور اس کے کرنے کی رغبت ہو اس لئے اسے معروف کہا گیا ہے۔

بَابٌ فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ (نام بدلنے کا باب)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ

ترجمہ: ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں قیامت کے دن اپنے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، پس تم اپنے نام اچھے رکھو (منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی زکریا نے ابوالدرداء سے سماع نہیں کیا گو یہ راوی ثقہ اور عابد ہے۔

شرح: مولاناؒ نے لمعات کے حوالے سے فرمایا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ بروز قیامت لوگوں کو ماؤں کے ناموں سے پکارا جائیگا تاکہ اولاد زنا کا پردہ ڈھکا رہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ عیسیٰ بن مریم کی رعایت کے سبب ہوگا۔ اس سلسلے میں بعض اور باتیں بھی کی گئی ہیں۔ پس اگر یہ روایت ثابت ہو تو مراد یہ ہوگی کہ کبھی ماں کے نام سے اور کبھی باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔ یا بعض کو ماں کے نام سے اور بعض کو باپ کے نام سے پکاریں گے۔ واللہ اعلم

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ سَبَلَانُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنھما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (مسلم)

شرح: منذری نے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ ان ناموں میں عبودیت کا اقرار ہے، اور اللہ تعالےٰ کے نام اسماء کے ساتھ جب عبودیت کی نسبت ہو تو یقیناً ان کا بھی یہی حکم ہے جیسے: عبدالمالک، عبدالسلام، عبدالعزیز وغیرہ، اور سب سے سچا نام حارث ہے کیونکہ بندہ ہمیشہ حرث اور کسب میں مصروف ہے، اور اسی طرح ھمام کیونکہ ہر شخص کسی نہ کسی فکر و تردد (ھم) میں رہتا ہے۔ حرب میں چونکہ ناپسندیدہ اشیاء ہیں اور مرہ مرارۃ (کڑواہٹ) تلخی سے نکلا ہے لہٰذا یہ نام اچھے نہیں ہیں۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعِيدٍ الطَّالْقَانِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلُ ابْنُ شَبِيبٍ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ وَأَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةُ

ترجمہ: ابو وھب جشمی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء کے ناموں پر نام رکھو، اور اللہ کو محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور صادق ترین نام حارث اور ھمام ہیں اور سب سے قبیح نام حرب اور مرہ ہیں۔ (نسائی) شرح اوپر گزری ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ذَهَبْتُ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَبَاءَةٍ يَهْنَأُ بَعِيرًا لَهُ قَالَ هَلْ مَعَكَ تَمْرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَنَاوَلْتُهُ تَمَرَاتٍ فَأَلْقَاهُنَّ فِي فِيهِ فَلَاكَهُنَّ ثُمَّ فَغَرَ فَاهُ فَأَوْجَرَهُنَّ إِيَّاهُ فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللَّهِ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہؓ کو (اسکی پیدائش کے پر) لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت ایک عباء پہنے ہوئے اپنے ایک اونٹ کو روغن قاز مل رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کوئی کھجور ہے؟ میں نے کہا، ہاں۔ انس نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوریں پکڑائیں۔ آپ نے انہیں اپنے منہ میں ڈالا اور چبایا، پھر اس کا منہ کھولا اور وہ اس کے منہ میں ڈالیں۔ پس وہ بچہ انہیں چوسنے لگا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو انصار کی محبت کھجور کے ساتھ! اور آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا (مسلم)

شرح: یہ بچہ انسؓ کا سوتیلا بھائی۔ انس کے والد وفات پاگئے تھے اور انکی والدہ کا نکاح پھر ابو طلحہؓ سے ہوا تھا۔

بَابٌ فِي تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ (قبیح نام کو تبدیل کرنیکا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةُ

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا تھا اور فرمایا تھا تو جمیلہ ہے (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: عربوں میں فخر و غرور اور تکبر و تشجع کے باعث ایسے نام رکھنے کا رواج تھا جن سے فخر و تکبر، خود پسندی، خوفناکی اور جنگی اسپرٹ کا اظہار ہو۔ اسلام نے اس قسم کے نام رکھنے سے منع فرمادیا۔

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ سَأَلَتْهُ مَا سَمَّيْتَ ابْنَتَكَ قَالَ سَمَّيْتُهَا مُرَّةَ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ هَذَا الِاسْمِ سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالَ مَا نُسَمِّيهَا قَالَ سَمُّوهَا زَيْنَبَ

ترجمہ: زینب بنت ابی سلمہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے پوچھا کہ تو نے اپنی بیٹی کا نام کیا رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کا نام برہ رکھا ہے۔ زینبؓ بولی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام رکھنے سے منع فرمایا تھا، اور میرا نام بھی برہ رکھا گیا

تھا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو نیک پاک مت قرار دو، اللہ ہی تم میں سے نیکی کرنیوالوں کو خوب جانتا ہے۔ پس اس نے کہا ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ تو اس نے کہا کہ اس کا نام زینب رکھ دو۔ (مسلم) یہ زینب حضرت ام سلمہؓ ام المومنین کی بیٹی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پلی تھیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنِي بَشِيرُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ عَمِّهِ أُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ أَنَا أَصْرَمُ قَالَ بَلْ أَنْتَ زُرْعَةُ

ترجمه: اسامہؓ بن اخدری سے روایت ہے کہ ایک آدمی جسے اصرم کہا جاتا تھا ان لوگوں میں شامل تھا جو (قبیلہ شقرہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا: میں اصرم ہوں، حضور نے فرمایا بلکہ تو زُرعہ ہے۔

شرح: اصرم کا معنی ہے کٹا ہوا۔ صرم کا معنی ہے پھل توڑنا۔ زرعہ زراعت سے ہے اور اس میں نشوونما اور ترقی کا معنی پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ زینب زنب سے ہے جس کا معنی ہے گھی۔ زینب ایک خوبصورت خوشبودار پودے کا نام بھی ہے۔ زینب زین اب کا مجموعہ بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی باپ کیلئے باعث زینت۔

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ هَانِئٍ أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يَكْنُونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكْنَى أَبَا الْحَكَمِ فَقَالَ إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ هَذَا فَمَا لَكَ مِنْ الْوَلَدِ قَالَ لِي شُرَيْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللَّهِ قَالَ فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ قَالَ أَبُو دَاوُد شُرَيْحٌ هَذَا هُوَ الَّذِي كَسَرَ السِّلْسِلَةَ وَهُوَ مِمَّنْ دَخَلَ تُسْتَرَ قَالَ أَبُو دَاوُد وَبَلَغَنِي أَنَّ شُرَيْحًا كَسَرَ بَابَ تُسْتَرَ وَذَلِكَ أَنَّهُ دَخَلَ مِنْ سِرْبٍ

ترجمه: شریح بن ہانی کے باپ ہانی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کا وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سنا کہ وہ اسکی کنیت ابوالحکم پکارتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانی کو بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی حکم (فیصلہ کرنیوالا) ہے اور حکم (فیصلے کی نسبت اسی کی طرف ہے، پس تمہیں ابوالحکم کیوں کہا جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ جب میری قوم میں کوئی اختلاف ہو تو وہ لوگ میرے پاس آتے ہیں، میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں جس پر دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ تیری اولاد کیا کیا ہے۔ اس نے کہا میرے بیٹے شریح، مسلم اور عبداللہ ہیں آپ نے فرمایا: ان میں سے بڑا کونسا ہے؟ میں نے کہا: شریح۔ حضور نے فرمایا: تو ابو شریح ہے (نسائی) ابوداؤد نے کہا کہ یہ شریح ہے جس نے زنجیر توڑی تھی اور تستر میں داخل ہونے والوں میں سے تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ شریح نے تستر کا دروازہ توڑ دیا تھا اور یہ اس طرح تھا کہ وہ ایک نالی میں سے شہر کے اندر داخل ہو گیا تھا (اور پھر دروازے کی زنجیر توڑ کر

اسے کھول دیا تھا تاکہ مسلم فاتحین اندر داخل ہو جائیں) تستر موجودہ ایران کا شہر شوستر ہے عربوں نے اسے تستر کہا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا السَّهْلُ يُوطَأُ وَيُمْتَهَنُ قَالَ سَعِيدٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصِيبُنَا بَعْدَهُ حُزُونَةٌ قَالَ أَبُو دَاوُد وَغَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَحُبَابٍ وَشِهَابٍ فَسَمَّاهُ هِشَامًا وَسَمَّى حَرْبًا سَلْمًا وَسَمَّى الْمُضْطَجِعَ الْمُنْبَعِثَ وَأَرْضًا تُسَمَّى عَفِرَةَ سَمَّاهَا خَضِرَةَ وَشَعْبَ الضَّلَالَةِ سَمَّاهُ شَعْبَ الْهُدَى وَبَنُو الزِّنْيَةِ سَمَّاهُمْ بَنِي الرِّشْدَةِ وَسَمَّى بَنِي مُغْوِيَةَ بَنِي رِشْدَةَ قَالَ أَبُو دَاوُد تَرَكْتُ أَسَانِيدَهَا لِلِاخْتِصَارِ

ترجمہ: سعید بن المسیب نے اپنے باپ سے اور اس نے سعید کے دادا حزن سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حزن۔ حضور نے فرمایا تو سھل ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ کیونکہ سھل لتاڑا جاتا اور ذلیل کیا جاتا ہے۔ سعید نے کہا کہ میں نے خیال کیا کہ ہمیں اس کے بعد حزونت (شدت، کھردراپن) پہنچے گی۔ بخاری (کتاب الادب) کی روایت ہے کہ ابن المسیب نے کہا اس کے بعد ہم میں ہمیشہ کھردراپن رہا۔ سعید کا باپ المسیب صحابی تھا۔ اس کا باپ حزن بھی صحابی تھا ان میں کھردراپن اور بدخلقی ہمیشہ پائی رہی۔ جیسا کہ اہل نسب نے بتایا ہے ابوداؤد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں کو تبدیل فرمادیا تھا: العاص، عتلہ، شیطان، عزیز، الحکم، غراب، حباب، شہاب اور اس کا نام ھشام رکھ دیا، اور حرب کا نام سلیم رکھا اور مضطجع کا نام منبعث رکھا اور ارض عفرہ کا نام خضرہ رکھا، اور شعب الضلالت کا نام شعب الھدیٰ رکھا اور بنوزنیہ کا نام بنورشدہ رکھا اور مغویہ کا نام بنی رشدہ رکھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ میں نے ان کی سندیں اختصار کیلئے چھوڑ دی ہیں۔

شرح: خطابی نے کہا کہ عاص کا نام آپ نے اس لئے تبدیل فرمایا تھا کہ یہ عصیان سے ہے اور اس کا معنی نافرمان ہے۔ درانحالیکہ مومن کی علامت اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ عزیز اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اس کا مادہ عزت ہے جو اللہ کے لئے خاص ہے اور بندے کا شعار خدا کے حضور ذلت واستعانت ہے۔ عتلہ کا معنی ہے شدت اور غلظت۔ عتل کا معنی ہے شدید وغلیظ۔ درانحالیکہ مومن کی صفت نرمی اور سہولت ہے۔ منذری نے کہا کہ عتلہ لوہے کا ڈنڈا ہوتا تھا جس کے ساتھ دیواریں ڈھائی جاتی تھیں۔ اسی طرح یہ ایک بڑے لوہے کا نام ہوتا تھا، جس سے پتھر اور درخت اکھاڑے جاتے تھے۔ منذری نے عفرہ کی بجائے عقرہ کو محفوظ کہا ہے۔ اس کا معنی ہے بنجر، بے آب وگیاہ، بے اولاد عورت کو عاقر (بانجھ) کہتے تھے۔ جس درخت کا سر کاٹ دیتے اسے عقرہ کہتے تھے۔ زنیہ کا معنی بدکاری ہے اور رشدہ کا معنی نکاح صحیح ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ حَدَّثَنَا مُجَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ فَقَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْأَجْدَعُ شَيْطَانٌ

ترجمہ: مسروق بن الاجدع نے کہا کہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا: تو کون ہے؟ میں نے کہا مسروق بن الاجدع۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ: اجدع تو شیطان ہے (ابن ماجہ اس کی سند میں مجاہد بن سعید راوی متکلم فیہ ہے)

شرح: اجدع کا لفظی معنی نک کٹا ہے، اس لئے حضرت عمر نے اسے شیطانی نام قرار دیا۔ منذری نے کہا ہے کہ شیطان کا مادہ شطن ہے جس کا معنی ہے: بھلائی سے بعید ہو۔ اور جن وانس میں سے سرکش خبیث مخلوق کا نام ہوتا ہے۔ غراب غرب سے نکلا ہے جس کا معنی بُعد ہے۔ یہ ایک موذی اور خبیث جانور ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حل وحرم میں کہیں پناہ نہیں ہے۔ حباب ایک قسم کے سانپ کا نام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شیطان کا نام ہے۔ سانپ کی ایک قسم کا نام شیاطین بھی ہے۔ شہاب آگ کے شعلے کو کہا جاتا ہے اور آگ ایک جلانے والی چیز ہے لہٰذا یہ نام رکھنا جائز نہ ہوا۔ عفرہ کا معنی ہے بنجر اور چٹیل زمین۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيحًا وَلَا أَفْلَحَ فَإِنَّكَ تَقُولُ أَثَمَّ هُوَ فَيَقُولُ لَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ فَلَا تَزِيدَنَّ عَلَيَّ

ترجمہ: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے غلام کا نام ہرگز رباح اور یسار، نجیح اور افلح نہ لکھنا، کیونکہ تو کہے گا: کیا وہ مثلاً یسار یا افلح، یہاں ہے؟ اور دوسرا کہے گا نہیں۔ یہ چار نام ہیں (یہ سمرہؓ کا قول ہے) میرے حوالے سے انہیں زیادہ مت کر لینا (مسلم، ترمذی)

شرح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ناموں کی کراہت کا سبب خود یہ بتادیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ لوگ یا تو یہ نام بطور تبرک رکھتے تھے یا ان کے الفاظ کی خوبی سے بطور فال سرور پاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتادیا کہ تمہاری فال غلط ہو جائے گی اور برکت جاتی رہے گی جبکہ مثلاً ایک شخص پوچھے کیا یسار یہاں ہے؟ اور دوسرا کہے کہ نہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی شخص اس سے بدشگونی لے سکتا ہے کہ آسانی، بھلائی، نفع مندی اور کامرانی کی نفی کردی گئی ہے سمرہؓ نے اپنی حدیث میں ان چار ناموں کا ذکر کیا اور شاگردوں کو منع کر دیا کہ حضور نے صرف یہی فرمائے تھے لہٰذا ان پر اضافہ مت کرو۔ منذری نے کہا کہ اچھے ناموں میں سے یہی ممنوع ہیں یا اور بھی جن میں یہ علت پائی جائے ممنوع ہیں؟ دونوں قول ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ جو شخص فال لینے کا مقصد رکھتا ہو اس کے لئے ممنوع ہیں اور کسی کیلئے نہیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ الرُّكَيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُسَمِّيَ رَقِيقَنَا أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ أَفْلَحَ وَيَسَارًا وَنَافِعًا وَرَبَاحًا

ترجمہ: سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے منع فرمایا کہ ہم اپنے غلاموں کے چار نام رکھیں: افلح، یسار، نافع، رباح (مسلم، ابن ماجہ)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْهَى أُمَّتِي أَنْ يُسَمُّوا نَافِعًا وَأَفْلَحَ وَبَرَكَةَ قَالَ الْأَعْمَشُ وَلَا أَدْرِي ذَكَرَ نَافِعًا أَمْ لَا فَإِنَّ الرَّجُلَ يَقُولُ إِذَا جَاءَ أَثَمَّ بَرَكَةُ فَيَقُولُونَ لَا قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَى أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ لَمْ يَذْكُرْ بَرَكَةَ

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ اپنی امت کو اس سے منع کردونگا کہ نافع، افلح اور برکت نام رکھیں۔ اعمش نے کہا کہ: مجھے معلوم نہیں کہ میرے استاد نے نافع کا ذکر کیا تھا یا نہیں

(ممانعت کا سبب یہ ہے کہ آدمی آکر کہتا ہے، کیا یہاں پر برکت ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، ابوداؤد نے کہا کہ ابوالزبیر نے جابر سے اسی طرح کی روایت کی ہے اور اس میں برکت کا ذکر نہیں کیا۔ منذری نے کہا کہ ابوداؤد کے اس قول میں کلام ہے کیونکہ مسلم نے ابن جریج عن ابی الزبیر کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا کہ غلام کا نام مقبل یا برکت رکھنے سے منع فرمادیں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ بِإِسْنَادِهِ قَالَ أَخْنَى اسْمٍ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ فرمایا بروز قیامت اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک سب سے گھٹیا نام اس شخص کا ہوگا جس نے اپنا نام شہنشاہ رکھا ہوگا۔ ابوداؤد نے کہا کہ شعیب بن ابی حمزہ نے اس حدیث کو ابو الزناد سے اسکی سند سے روایت کیا اور کہا: اخنی اسم (بخاری، مسلم، ترمذی) منذری نے کہا ہے کہ شعیب کی یہ حدیث جس کو ابوداؤد نے معلق بیان کیا ہے بخاری نے اسے اپنی صحیح میں مسند بیان کیا ہے۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ اخنع کا معنی ہے اوضع اور اذل اور اس کا معنی اقبح اور افجر بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ نام رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ترین شخص ہے۔ اخنی کا معنی ہے افجر اور افحش، خنا کا معنی ہے فحش اور اسکا معنی ہے سب سے باعث ہلاکت۔ ایک روایت میں اخبث بھی آیا ہے۔ ابو عبید نے اسے انخع روایت کیا ہے۔ جس کا معنی اقتل اور اھلک ہے۔ نخع کا معنی ہے قتل شدید۔ جو شخص شہنشاہ مطلق (اللہ تعالےٰ کے دوسرے ناموں جیسے نام رکھے مثلاً جبار، رحمان اور قادر اس کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابٌ فِي الْأَلْقَابِ (القاب کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جُبَيْرَةَ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَ فِينَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي بَنِي سَلِمَةَ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَلَهُ اسْمَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا فُلَانُ فَيَقُولُونَ مَهْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ يَغْضَبُ مِنْ هَذَا الِاسْمِ فَأُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ

ترجمہ: ابو جبیرہ بن ضحاک نے کہا کہ یہ آیت ہم بنی سلمہ میں نازل ہوئی تھی: وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ (۴۹:۱۱) بِئسَ الِاسْمُ الفُسوق بَعدَ الإِيمَانِ. "ایک دوسرے کو برے القاب سے مت پکارو، ایمان کے بعد فسوق برا نام ہے۔" ابوہریرہؓ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم میں سے ہر ایک کے دو دو نام تھے یا تین تین۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے۔ اے فلان، تو لوگ کہتے: یا رسول اللہ رُکیے وہ شخص اس نام سے ناراض ہوتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا ہے)

شرح: منذری نے کہا ہے کہ ابو جبیرہ کا نام معلوم نہیں اور اسکے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، اور یہ ثاقب

بن الضحاک کا بھائی تھا۔ پس اگر یہ صحابی نہ تھے تو حدیث مرسل ہے۔

بَاب فِيمَنْ يَتَكَنَّى بِأَبِي عِيسَى (ابو عیسیٰ کنیت والوں کا باب)

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ضَرَبَ ابْنًا لَهُ تَكَنَّى أَبَا عِيسَى وَأَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ تَكَنَّى بِأَبِي عِيسَى فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَمَا يَكْفِيكَ أَنْ تُكْنَى بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنَّانِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَإِنَّا فِي جَلْجَتِنَا فَلَمْ يَزَلْ يُكْنَى بِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ حَتَّى هَلَكَ

ترجمه: زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کو اس بات پر پیٹا کہ اس نے ابو عیسیٰ کنیت رکھی تھی اور مغیرہؓ بن شعبہ نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ: کیا تجھے یہ کافی نہیں کہ تو ابو عبداللہ کنیت رکھے؟ مغیرہ نے کہا کہ: میری یہ کنیت (ابو عیسیٰ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی تھیں (آپ تو معصوم تھے) اور ہم اپنے جیسے لوگوں میں ہیں۔ پس مغیرہ کی کنیت آخر دم تک ابو عبداللہ رہی۔

شرح: حضرت عمرؓ کا مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے جیسے عام لوگوں میں رہتے ہیں مبادا کوئی ابو عیسیٰ کنیت سن کر غلط معنی لے لے کہ یہ شخص عیسیٰ (پیغمبر خدا) کا باپ کہلاتا ہے۔ پس اس سے پرہیز ہی بہتر ہے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات کی حد تک مکروہ ہوتے ہیں۔ ان کا ارتکاب ایک حد تک گناہ کا باعث ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو بیان جواز کے لئے کیا تھا تاکہ وہ حرام نہ سمجھ لئے جائیں۔ پس آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں معاف ہونے کے باعث ایسے ظاہری طور پر مکروہ افعال آپ کو معاف تھے، بلکہ آپ کو ان پر تربیت امت کا ثواب ملتا تھا۔ دوسروں کا یہ حال نہ تھا۔ بلکہ بعینہٖ وہ فعل جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ملا تھا ممکن ہے اس قسم کے فعل کے ارتکاب سے دوسروں کو گناہ ہو (جناب عمر فاروق کے قول کا یہ مطلب تھا) عیسیٰ علیہ السلام بطور معجزہ بے باپ پیدا ہوئے تھے اور ابو عیسیٰ کی کنیت یہ وہم پیدا کر سکتی ہے کہ عیسیٰ کا بھی کوئی باپ تھا، یہ بات خلاف واقع اور خلاف تصریحات کتاب و سنت ہے۔ امام ترمذی کی کنیت ابو عیسیٰ شاید اس روایت کے پہنچنے سے پہلے رکھی گئی اور مشہور ہو چکی تھی، یا یہ خود انہوں نے نہیں بلکہ ان کے بزرگوں نے رکھی ہوگی۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِابْنِ غَيْرِهِ يَا بُنَيَّ (کسی اور کے بیٹے کو یا بُنَیَّ کہنے کا باب)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَسَمَّاهُ ابْنُ مَحْبُوبٍ الْجَعْدَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ

ترجمه: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے (مسلم، ترمذی، مسلم کی ایک روایت میں ای بُنَیَّ کا لفظ ہے)

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى بِأَبِي الْقَاسِمِ (ابوالقاسم کنیت رکھنے والے کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَكَذَلِكَ رِوَايَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ وَسَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ وَسُلَيْمَانَ الْيَشْكُرِيِّ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُمْ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نام پر نام تو رکھو مگر میری کنیت مت رکھو۔ ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح ابوصالح نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ اسی طرح ابوسفیان کی روایت جابر سے، سالم بن ابی الجعد کی روایت جابرؓ سے، سلیمان لیشکری کی روایت جابرؓ سے اور ابن المنکدر کی روایت جابرؓ سے ہے اور اسی طرح انسؓ بن مالک کی روایت بھی ہے۔ (اصل حدیث بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے)

شرح: منذری نے کہا کہ ابوصالح کی حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے۔ ابن المنکدر کی حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی۔ سالم بن ابی الجعد کی حدیث بھی صحیحین میں ہے۔ ابوسفیان طلحہ بن نافع کی روایت ابن ماجہ نے بیان کی ہے اور انس بن مالک کی حدیث بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ انسؓ کی جس حدیث کا حوالہ ابو داؤد نے دیا ہے وہ ابن ماجہ نے یوں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تھے کہ کسی آدمی نے دوسرے کو پکارا: اے ابوالقاسم! پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف التفات فرمایا تو وہ بولا کہ: میری مراد آپ نہ تھے: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام رکھو مگر میری کنیت مت رکھا کرو، ترمذی نے بھی اسے مختصراً روایت کیا ہے۔ اس سے ملتی جلتی حدیث بخاری کتاب الادب میں بھی موجود ہے۔ مزید بحث آگے ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى أَنْ لَا يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا (نام اور کنیت کو جمع کرنیکی ممانعت کا باب)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي فَلَا يَتَكَنَّى بِكُنْيَتِي وَمَنْ تَكَنَّى بِكُنْيَتِي فَلَا يَتَسَمَّى بِاسْمِي قَالَ أَبُو دَاوُد وَرَوَى بِهَذَا الْمَعْنَى ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَرُوِيَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُخْتَلِفًا عَلَى الرِّوَايَتَيْنِ وَكَذَلِكَ رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ اخْتُلِفَ فِيهِ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَلَى مَا قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ وَرَوَاهُ مَعْقِلُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَلَى مَا قَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَاخْتُلِفَ فِيهِ عَلَى مُوسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَيْضًا عَلَى الْقَوْلَيْنِ اخْتَلَفَ فِيهِ حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ وَابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے نام پر نام رکھے وہ میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھے۔ اور جو میری کنیت اختیار کرے وہ میرا نام اختیار نہ کرے (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن غریب کہا ہے) ابوداؤد نے

کہاکہ اسی معنی میں ابن عجلان نے اپنے باپ سے اس نے ابوہریرہؓ سے روایت کی اور ابوزرعہ سے عن ابی ہریرہ ہر دو روایات سے مختلف مروی ہے، اور اسی طرح عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ بن ابی ہریرہ کی روایت بھی مختلف فیہ ہے۔ ثوری اور ابن جریج نے ابوالزبیر جیسی روایت کی ہے، اور معقل بن عبیداللہ نے ابن سیرین جیسی روایت کی ہے۔ اور اس میں موسیٰ بن یسار عن ابی ہریرہ پر بھی اختلاف ہوا ہے دونوں اقوال کے مطابق۔ اس میں حماد بن خالد اور ابن ابی فدیک نے اختلاف کیا ہے۔

شرح: مولانا نے فرمایاکہ حاصل گفتگو یہ ہے کہ محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ اور ابوالزبیر عن جابرؓ کی حدیثوں میں ایک معنوی اختلاف ہے۔ پہلی روایت یہ بتاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھنا جائز ہے مگر آپ کی کنیت اختیار کرنا جائز نہیں۔ دوسری روایت کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں کا جمع کرنا ناجائز ہے مگر صرف نام رکھنا یا صرف کنیت رکھنا جائز ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ حدیث ابن سیرین ہی قیاس کے مطابق ہے کیونکہ قرآن میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا ہے۔ پس نام رکھنے میں تو کوئی اشتباہ نہیں ہے لیکن کنیت میں اشتباہ ہے پس وہ جائز نہیں لمعات میں ہے کہ اس مسئلہ میں کئی اقوال ہیں (۱) یہ کہ آپ کے نام جیسا نام رکھنا جائز ہے مگر آپ کی کنیت جیسی کنیت رکھنا جائز نہیں ہے خواہ کسی کا نام محمد ہو اور نام اور کنیت جمع ہو جائے یا صرف کنیت ہو نام نہ ہو یہ قول امام شافعیؒ سے منقول ہے۔ پس ظاہر ہے حدیث نام رکھنے کو جائز اور کنیت کو ناجائز بتاتی ہے۔ خواہ نام محمد ہو یا کچھ اور ہو اور نہی کو جمع پر محمول کرنا بعید ہے (۲) یہ کہ نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز نہیں ہے اور صرف کنیت جائز ہے اور اس کی دلیل جابر کی حدیث ہے (۳) ان دونوں کو جمع کرنا بھی جائز ہے۔ یہ امام مالک سے منقول ہے اور ان کا استدلال حدیث علیؓ ہے۔ (۴) یہ کہ ابوالقاسم کنیت رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں جائز نہ تھا کیونکہ اس سے اشتباہ والتباس کا خطرہ تھا جیساکہ متفق علیہ حدیث میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے کو ابوالقاسم کہہ کر پکارا تھا الخ۔ منذری نے اس آخری وجہ کو درست قرار دیا ہے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد آپ کا نام یا کنیت دونوں رکھنا جائز ہے کیونکہ التباس کا خطرہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

بَابٌ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا (نام اور کنیت کو جمع کرنیکی رخصت کا باب)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ فِطْرٍ عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَحِمَهُ اللَّهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ وُلِدَ لِي مِنْ بَعْدِكَ وَلَدٌ أُسَمِّيهِ بِاسْمِكَ وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ وَلَمْ يَقُلْ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَام لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ محمد بن الحنفیہ نے کہاکہ حضرت علی نے فرمایا: میں نے کہا یارسول اللہ! اگر آپکے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو کیا میں اس کا نام آپ جیسا اور اس کی کنیت آپ جیسی رکھوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ابو بکر بن ابی شیبہ کی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے کہ: میں نے کہا۔ بلکہ یہ ہے کہ: علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ مطلب یہ کہ ابو بکر کی روایت اس پر دلالت نہیں کرتی کہ حضرت محمد بن الحنفیہ نے یہ حدیث اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے جبکہ عثمان کی روایت میں یہ صراحت موجود ہے۔ ترمذی نے اسے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ الْحَجَبِيُّ عَنْ جَدَّتِهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا

رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَلَدْتُ غُلَامًا فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا وَكَنَّيْتُهُ أَبَا الْقَاسِمِ فَذُكِرَ لِي أَنَّكَ تَكْرَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَا الَّذِي أَحَلَّ اسْمِي وَحَرَّمَ كُنْيَتِي أَوْ مَا الَّذِي حَرَّمَ كُنْيَتِي وَأَحَلَّ اسْمِي

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بولی کہ یا رسول اللہ میرے ہاں بیٹا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے اور کنیت ابو القاسم رکھی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسے ناپسند فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کس چیز نے میرے نام کو رکھنا حلال اور میری کنیت کو رکھنا حرام کیا ہے؟ یا یہ فرمایا کہ: کس چیز نے میری کنیت کو حرام اور میرے نام کو حلال کیا ہے؟

شرح: حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ ایک منکر متن ہے جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اگر ان احادیث صحیحہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر محمول کیا جائے تو یہ حدیث ان کے خلاف نہیں ہے حافظ ابن حجر نے اس کے برعکس کہا ہے کہ یہ اجازت نہی سے پہلے کی ہے۔ حدیث کی عبارت بتاتی ہے (بشرطیکہ اس کو محفوظ مانا جائے) کہ یہ قصہ نہی کے بعد کا ہے۔ اگر ممانعت کو تحریم کے لئے نہیں بلکہ محض کراہت کے لئے لیا جائے تاکہ التباس واقع نہ ہو تو اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز ہے۔ امام ابو داؤد نے اس باب کو سب سے آخر میں درج کیا ہے۔ شاید ان کا اپنا مسلک بھی یہی تھا۔

بَابِ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَتَكَنَّى وَلَيْسَ لَهُ وَلَدٌ (اولاد کے بغیر کنیت رکھنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَلِي أَخٌ صَغِيرٌ يُكْنَى أَبَا عُمَيْرٍ وَكَانَ لَهُ نُغَرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَآهُ حَزِينًا فَقَالَ مَا شَأْنُهُ قَالُوا مَاتَ نُغَرُهُ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لایا کرتے تھے اور میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابو عمیر تھی اور اس کا ایک چھوٹا پرندہ نغر تھا جس سے وہ کھیلتا تھا۔ وہ پرندہ مر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور اسے غمگین دیکھا تو پوچھا کہ اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ اس کی چڑیا مر گئی ہے۔ پس آپ نے فرمایا: اے ابو عمیر! وہ چھوٹا پرندہ کہاں گیا؟ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، عن ابی التیاح عن انس الخ)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث سے مدینہ کے شکار کا مباح ہونا، یا وزن کلام کا جواز، مزاح کا جواز اور ناموں کی تصغیر کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرم مدینہ اپنے سب احکام میں حرم مکہ کی مانند نہیں ہے اور بچوں کے کھیل اور انکی دلچسپی کیلئے کسی پرندے کو پکڑ کر بند کرنا جائز ہے۔

بَابِ فِي الْمَرْأَةِ تُكْنَى (عورت کی کنیت کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كُلُّ صَوَاحِبِي لَهُنَّ كُنًى قَالَ فَاكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ اللَّهِ

يَعْنِي ابْنَ اخْتِهَا قَالَ مُسَدَّدٌ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ فَكَانَتْ تُكَنَّى بِأُمِّ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهَكَذَا قَالَ قُرَّانُ بْنُ تَمَّامٍ وَمَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حَمْزَةَ وَكَذَلِكَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَمَسْلَمَةُ بْنُ قَعْنَبٍ عَنْ هِشَامٍ كَمَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تمام ساتھنوں (ازواج مطہرات) کی کنیت ہے (اور میری کنیت نہیں) آپ نے فرمایا: تو اپنے عبداللہ کے نام سے کنیت اختیار کر لے۔

شرح: عبداللہ سے مراد یہاں پر عبداللہ بن زبیر ہیں جو حضرت عائشہ کے بھانجے (اسماء کے بیٹے) تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ کی کنیت ام عبداللہ تھی۔

بَاب فِي الْمَعَارِيضِ (لفظ کے کچھ اور معنی لینے کا باب)

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحَضْرَمِيُّ إِمَامُ مَسْجِدِ حِمْصَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ ضُبَارَةَ بْنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ

ترجمہ: سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کہے جس میں وہ تیری تصدیق کرتا ہو اور تو اس سے جھوٹ بول رہا ہو۔

شرح: منذری نے کہا کہ اس کی سند میں بقیہ بن الولید متکلم فیہ راوی ہے۔ لیکن اس سے قبل گزر چکا ہے کہ صلح میں زوجین کی گفتگو میں اور جنگ میں توریہ اور تعریض کا استعمال جائز ہے۔ اس حدیث کا مضمون اس گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمداً کسی مسلمان سے دھوکے فریب کی گفتگو کی جائے۔

بَاب فِي قَوْلِ الرَّجُلِ زَعَمُوا (زَعَموا کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَوْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لِأَبِي مَسْعُودٍ مَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي زَعَمُوا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ زَعَمُوا قَالَ أَبُو دَاوُد أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا حُذَيْفَةُ

ترجمہ: ابوقلابہ نے کہا کہ ابو مسعودؓ نے ابو عبداللہؓ سے یا ابو عبداللہؓ نے ابو مسعود سے کہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زعموا کے بارے میں کیا کہتے سنا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ زَعَموا آدمی کی بہت بُری سواری ہے ابوداؤد نے کہا کہ ابو عبداللہ سے مراد حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں (منذری نے کہا کہ ابوقلابہ کا نام عبداللہ بن زید جرمی بصری تھا۔ ابوالقاسم دمشقی نے الحراف میں کہا ہے کہ ابوقلابہ کا سماع ان دونوں حضرات یعنی حذیفہؓ اور ابو مسعود سے نہیں ہوا ہے۔)

شرح: زَعَموا کا معنی ہے: "کہتے ہیں" یا "لوگوں نے کہا ہے" یہ کہہ کر عموماً بہت کچھ غلط سلط باتیں کہہ جانے کا بعض

لوگوں میں رواج ہے لہٰذا جس طرح سواری پر چڑھ کر آدمی اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوتا ہے اسی طرح یہ کہہ کر آدمی جدھر کو چاہے نکل جاتا ہے۔ اس وجہ سے حضور نے اسے بہت بری سواری فرمایا ہے۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ أَمَّا بَعْدُ

(خطبے میں اما بعد کہنے کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهُمْ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ

ترجمہ: زیدؓ بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور فرمایا: اما بعد (مسلم نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں اسے روایت کیا) یعنی: "حمد و صلوٰۃ کے بعد۔" اما بعد کی روایت صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے کی ہے۔

بَاب فِي الْكَرْمِ وَحِفْظِ الْمَنْطِقِ (کرم کا باب اور گفتگو کی حفاظت کا بیان)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ وَلَكِنْ قُولُوا حَدَائِقَ الْأَعْنَابِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی (انگور کو) کرم نہ کہے۔ کیونکہ کرم مسلم مرد ہوتا ہے۔ لیکن تم حدائق الاعناب کہو (یعنی انگوروں کے باغیچے) مسلم نے اپنی صحیح میں اسے محمد بن سیرین عن ابی ہریرہ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ فرمایا: انگور کا نام کرم مت رکھو کیونکہ کرم تو مسلم مرد ہوتا ہے۔

شرح: انگور کو اس کے فوائد و منافع کے باعث کرم کہتے تھے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ انگور کی شراب پی کر آدمی سخاوت و کرم پر مائل ہوتا ہے چنانچہ زمانہ جاہلیت میں شراب پی کر جوا کھیلنا اور جیتے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت غرباء میں بانٹ دینا بہت بڑی نیکی اور سخاوت کی دلیل سمجھتے تھے۔ چونکہ اس سے ام الخبائث بنتی تھی لہٰذا حضور نے اس نام کو اس سے سلب کر کے مومن کو دیا جس میں نیکی، شرافت، ہمدردی خلائق اور دیگر بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ بخاری اور مسلم نے سعید بن المسیب عن ابی ہریرہؓ کی روایت سے اسی معنی کی حدیث روایت کی ہے اور مسلم نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے کہ حضور نے انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا اور اسے عنب اور حبہ کہنے کا حکم دیا۔

بَاب لَا يَقُولُ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي (غلام ربی اور ربتی نہ کہے)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَحَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي وَلَا يَقُولَنَّ الْمَمْلُوكُ رَبِّي وَرَبَّتِي وَلْيَقُلْ الْمَالِكُ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَلْيَقُلْ الْمَمْلُوكُ سَيِّدِي وَسَيِّدَتِي فَإِنَّكُمْ الْمَمْلُوكُونَ وَالرَّبُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز نہ کہے کہ میرا بندہ، میری بندی، اور غلام یہ ہرگز نہ کہے، میرا مالک، میری مالکہ بلکہ آقا کہے، میرا جوان، میری جوان لونڈی اور غلام یوں کہے: میرا سردار، میری سیدہ۔ کیونکہ تم سب مملوک ہو اور رب اللہ عزوجل ہے (نسائی)

شرح: عبد اور امہ کے الفاظ سے شرک کا ابہام ہوتا تھا لہٰذا بطور نہی تنزیہی ان الفاظ کے اطلاق سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ: وَالصَّالِحِين مِن عِبَادِكُم وَإِمَاءِ كُم کے الفاظ کا خود اطلاق فرمایا ہے۔ لونڈی غلام اگر رب اور ربہ کا لفظ بولیں تو اس میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے کیونکہ رب تو فقط ایک رب العالمین ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي هَذَا الْخَبَرِ وَلَمْ يَذْكُرْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ

ترجمہ: اس حدیث کی دوسری روایت جو ابو یونس (مولائے ابی ہریرہ) سے ہے اسمیں یہ حدیث ابوہریرہ پر موقوف ہے اور اس میں یہ کہا ہے کہ اے سیدی اور مولائی کہنا چاہئے (بخاری اور مسلم نے ہمام بن منبہ عن ابی ہریرہ اسی معنی کی حدیث روایت کی ہے)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدٌ فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدًا فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ: بریدہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کو سید نامت کہو کیونکہ اگر وہ سید (مطاع، واجب الاطاعت) ہے تو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر دیا۔ (نسائی)

شرح: یعنی منافق کو سید کہنا اس کی اطاعت کے وجوب کا اعتراف ہے جس سے کہ اللہ ناراض ہوتا ہے۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اگر منافق مال و جان اور منصب کا مالک بھی ہو تاہم تم نے اس کی سیادت و سرداری کا اعتراف کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لے لی۔ عربی زبان میں سید کا لفظ سردار کا ہم معنی ہے کسی قبیلے یا خاندان یا قوم کا نام نہیں ہوتا، تاہم منافق کی چونکہ اس سے تعظیم نکلتی ہے لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔

بَاب لَا يُقَالُ خَبُثَتْ نَفْسِي (خبثت نفسی کہنے کی ممانعت کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلْيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي

ترجمہ: سہیلؓ بن حنیف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میری جان خبیث ہو گئی، بلکہ یوں کہے کہ میرا جی خراب ہے (بخاری، مسلم، نسائی۔ ان سب روایت میں خبثت کا لفظ ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں جاشت کا لفظ ہے)

شرح: خطابی نے کہا کہ خبثت کا لفظ اور لقست لفظ کا معنی ایک ہی ہے۔ یعنی جی خراب ہوا، قے آنے کو ہوئی یا ڈر گیا، خوف کھا

گیا۔ مگر چونکہ خبثت کا لفظ درست نہ تھا لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے استعمال سے منع فرمایا اور اس کا ہم معنی لفظ بتادیا۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ جَاشَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر گز کوئی یہ نہ کہے کہ میرا جی جوش زدہ ہوا بلکہ کہے میرا جی خراب ہوا (جوش سے مراد یہ ہے کہ دل خراب ہو اور بار بار قے آنے کا تقاضا محسوس ہوا، یہ لفظ جاشت بھی خبثت کی مانند بُرا تھا لہٰذا اس سے روک دیا۔)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: یہ مت کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ یہ کہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔ (نسائی)

شرح: خطابی کا قول ہے کہ یہ حدیث بھی گذشتہ حدیث کی مانند ہے۔ واؤ جمع اور تشریک کے لئے ہوتی ہے اور ثم کا لفظ عطف کے لئے ہے جس میں ترتیب پائی جاتی ہے۔ یعنی پہلے فلاں بات ہوئی پھر فلاں۔ پس اللہ کی مشیت میں کوئی اور شریک نہیں لہٰذا پہلی عبارت سے منع فرمایا۔ ہاں اللہ سبحانہ کا ادب واحترام یہ ہے کہ باقی سب کو اس کی مشیت کے ماتحت رکھا جائے، اور یہ وہ صورت ہے کہ بندے کا ذکر اسباب عادیہ کے تحت ناگزیر ہو۔ یہ حکم تو دوسروں کا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مصرف یہی جائز ہے کہ کہیں: ماشاء اللہ وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام عبودیت ظاہری اسباب سے ماوراء ہے۔ اور یہ مقام بڑا نازک ہے، اگر کوئی اس کی حقیقت سے بے خبر ہو تو گر جانے کا اندیشہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيمٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ خَطِيبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَالَ قُمْ أَوْ قَالَ اذْهَبْ فَبِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ

ترجمہ: عدی بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ ایک خطیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خطبہ دیا اور کہا کہ جس نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت یافتہ ہو گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی الخ تو آپ نے فرمایا: اٹھ یا فرمایا جا، تو بہت بُرا خطیب ہے (مسلم۔ اور یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر گئی ہے) یہاں پر بھی ممانعت کا باعث یہی تھا کہ اس خطیب نے اللہ اور رسول کو ایک لفظ میں جمع کر دیا تھا جس سے شریک کا ابہام پایا گیا۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَذَّاءَ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَثَرَتْ دَابَّةٌ فَقُلْتُ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَقَالَ لَا تَقُلْ تَعِسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَعَاظَمَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَيَقُولُ بِقُوَّتِي وَلَكِنْ قُلْ بِسْمِ اللَّهِ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ تَصَاغَرَ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الذُّبَابِ

ترجمہ: ابو الملیح نے ایک مرد سے روایت کی، اس نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر

پیچھے سوار تھا، پس آپ کی سواری نے ٹھوکر کھائی تو میں نے کہا: شیطان تباہ ہو۔ آپ نے فرمایا: یہ نہ کہہ کہ شیطان برباد ہوا، کیونکہ جب تو یہ کہے تو وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگتا ہے حتیٰ کہ وہ گھر کی مانند ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: یہ میں نے اپنی قوت سے کیا بلکہ کہہ بسم اللہ، کیونکہ جب تو یہ کہے تو وہ چھوٹا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ مکھی کی مانند رہ جاتا ہے۔ (نسائی۔ ابوالملیح کا نام منذری نے عامر بن اسامہ یا زید بن اسامہ یا عمیر بن اسامہ بتایا ہے)

شرح: یہ بطور تمثیل و محاورہ فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو بڑا جان کر گھر کی مانند پھیل جاتا ہے اور چھوٹا جان کر مکھی کی طرح ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس لفظ میں شیطان کی شرکت کا بظاہر وہم پایا جاتا ہے لہٰذا آپ نے پہلے لفظ کے استعمال سے منع فرمایا۔

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتَ وَقَالَ مُوسَى إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ مَالِكٌ إِذَا قَالَ ذَلِكَ تَحَزُّنًا لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ يَعْنِي فِي أَمْرِ دِينِهِمْ فَلَا أَرَى بِهِ بَأْسًا وَإِذَا قَالَ ذَلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهِ وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ فَهُوَ الْمَكْرُوهُ الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو سنے اور موسیٰ بن اسماعیل راوی نے کہا: جب آدمی کہے لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ امام مالک نے فرمایا، جب کوئی لوگوں میں بے دینی اور غفلت دیکھ کر اظہار غم واندوہ کے طور پر ایسا کہے کہ وہ ہلاک ہو گیا تو میرے نزدیک اسمیں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جب کوئی لوگوں کو حقیر جان کر اور اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر یہ کہے تو یہ مکروہ ہے۔ (مسلم، مگر امام مسلم نے مالک کا کلام نقل نہیں کیا۔ مسلم کے شاگرد ابواسحاق نے کہا کہ میں نہیں جانتا یہ لفظ اہلکہم نصب کے ساتھ ہے یا اہلکہم رفع کے ساتھ ہے)

شرح: اَهلَکَهُم پڑھا جائے تو معنی یہ ہے کہ اس نے انہیں ہلاک کیا۔ یعنی وہ بڑا بنتا ہے اور سمجھتا ہے کہ باقی سب لوگ حقیر و ذلیل ہیں۔ گویا اپنے خیال میں وہ ان سب کو مار چکا ہے۔ اَهلَکُهُم پڑھیں تو مطلب یہ ہے کہ وہ بیچارے تو جو تھے سو تھے ہی، یہ شخص انہیں حقیر و رسوا جان کر سب سے بڑھ کر ہلاک ہونیوالا ہوا۔ پہلی صورت میں یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اس شخص نے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کر کے دین سے ہٹایا تو یہی ان کی ہلاکت کا باعث بنا۔ حدیث صحیح میں دین کو آسان کر کے پیش کرنے اور بشارت دینے کا حکم آیا ہے اور حضور نے نفرت دلانے اور لوگوں کو دین سے بدکانے سے منع فرمایا ہے۔

بَاب فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ (نماز عتمہ کا باب)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمْ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ أَلَا وَإِنَّهَا الْعِشَاءُ وَلَكِنَّهُمْ يُعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صحرائی لوگ تمہاری نماز کے نام پر تم پر غالب نہ آجائیں۔ خبردار وہ نماز عشاء ہے مگر وہ اونٹوں کا دودھ دوہنے کے باعث اس کا نام عتمہ رکھتے تھے (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: صحرائی لوگ کافی دیر سے اونٹوں کو باڑوں میں بند کر کے ان کا دودھ دوہتے تھے اور اس وقت کا نام عتمہ رکھتے تھے۔ نماز عشاء بھی چونکہ دیر سے ہوتی ہے لہٰذا اس کا نام بھی انہوں نے عتمہ رکھا۔ شرعی نام اس کا عشاء ہے لہٰذا اس اعرابی نام سے منع فرمایا گیا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ قَالَ مِسْعَرٌ أُرَاهُ مِنْ خُزَاعَةَ لَيْتَنِي صَلَّيْتُ فَاسْتَرَحْتُ فَكَأَنَّهُمْ عَابُوا عَلَيْهِ ذَلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا بِلَالُ أَقِمْ الصَّلَاةَ أَرِحْنَا بِهَا

ترجمہ: سالم بن ابی الجعد نے کہا کہ ایک آدمی نے (جو مسعر راوی کے خیال میں خزاعی تھا) کہا کاش میں نماز پڑھ لیتا اور آرام پاتا، پس لوگوں نے گویا اس کی بات کو معیوب جانا تو اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے: اے بلال نماز کی اقامت کہہ اور ہم کو اس کے ساتھ راحت پہنچا۔ (پس اس قول میں حرج نہیں تھا)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبِي إِلَى صِهْرٍ لَنَا مِنْ الْأَنْصَارِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَقَالَ لِبَعْضِ أَهْلِهِ يَا جَارِيَةُ ائْتُونِي بِوَضُوءٍ لَعَلِّي أُصَلِّي فَأَسْتَرِيحَ قَالَ فَأَنْكَرْنَا ذَلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قُمْ يَا بِلَالُ فَأَرِحْنَا بِالصَّلَاةِ

ترجمہ: عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ میں اور میرے والد انصار میں سے اپنے ایک رشتہ دار کی عیادت کو گئے، پس نماز کا وقت آگیا اور صاحب خانہ نے کہا کہ اے لڑکی مجھے وضوء کا پانی دو تاکہ میں نماز پڑھوں اور راحت پاؤں۔ عبداللہ نے کہا کہ ہم نے اس کی اس بات کو عجیب جانا پس اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اٹھ اے بلال! پس ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچا۔ یا یہ فرمایا: اے بلالؓ اقامت کہہ اور ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچا۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي الزَّرْقَاءِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسُبُ أَحَدًا إِلَّا إِلَى الدِّينِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو بھی دین کے سوا کسی اور چیز کی طرف منسوب کرتے نہیں سنا (منذری نے کہا کہ یہ روایت منقطع ہے کیونکہ زید بن اسلم کو جناب عائشہ سے سماع نہیں ہوا۔ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث اس باب میں شاید اس لئے داخل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو دین کے سوا کسی اور چیز کی طرف منسوب نہ فرماتے تھے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے لوگوں کو جاہلیت کی عبارات و محاورات سے بھی پھیرا تھا تاکہ وہ انہیں الفاظ و عبارات کا استعمال کریں جو کتاب و سنت میں وارد ہیں، اس کی مثال عتمہ والی حدیث ہے کہ اسے عشاء کہنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بقول مولانا محمد یحیٰی حضور نے لوگوں کو اسماء، افعال، احوال غرض ہر چیز میں دین کی ہدایات کی طرف پھیرا ہے۔

بَابُ مَا رُوِيَ فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ (اس بارے میں مروی رخصت کا باب)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا شَيْئًا أَوْ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ میں ایک مرتبہ (رات کے وقت) شور و غوغا ہوا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ پھر (واپس آکر) فرمایا: ہم نے کوئی چیز نہیں دیکھی، یا یہ کہ ہم نے کوئی خوف نہیں پایا اور ہم نے اس کو (گھوڑے کو) ایک دریا پایا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا جو ایک محاوراتی اور استعاراتی کلام تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسب ضرورت ایسی بات جائز ہے جس کا معنی ظاہری معنی مراد نہ ہو۔ گھوڑے کی رفتار کو تیزی اور ہم آہنگی اور روانی میں دریا سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ حضور ابو طلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سب سے پہلے خوف کے مقام پر پہنچے، تلوار آپ کی گردن میں لٹک رہی تھی اور واپسی پر فرما رہے تھے: لَن تُراعُوا۔ کوئی بات نہیں۔ یہ گھوڑا بہت سست تھا مگر حضور کی سواری کی برکت سے پھر سب سے آگے رہنے لگا تھا۔

بَابٌ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ (جھوٹ میں شدت کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ نافرمانی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ میں مبالغہ اور کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے، اور تمہیں سچ کو اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی تلاش میں رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے نزدیک نہایت سچا لکھا جاتا ہے (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: فجور کا معنی خطابی نے لکھا ہے سچ سے گریز کرنا اور جھوٹ کی طرف مائل ہونا۔ صدیق اور کذاب دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ

ترجمہ: بہز بن حکیم نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے اور اس نے اپنے باپ کے حوالے سے روایت کی (جو معاویہ حیدہ قشیری صحابی تھا) اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، اس شخص کیلئے سخت عذاب ہے، جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے، اس کے لئے عذاب ہے، اس کے لئے عذاب ہے (ترمذی، نسائی، ترمذی نے اس کو حدیث حسن کہا ہے۔ بہز بن حکیم میں ائمہ حدیث کا اختلاف ہوا ہے کہ وہ ثقہ ہے یا نا قابل احتجاج ہے)

شرح: بھانڈ بھڑوے اور نقال محض لوگوں کو خوش کر کے اور ہنسا کر پیسے بٹورتے ہیں، اس حدیث کی وعید کے وہ ضرور مستحق ہونگے ان شاء اللہ۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ مَوَالِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ دَعَتْنِي أُمِّي يَوْمًا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي بَيْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيهِ قَالَتْ أُعْطِيهِ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ

ترجمہ: عبداللہؓ بن عامر نے کہا کہ ایک دن مجھے میری ماں نے بلایا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، اور اس نے کہا، لو آؤ میں تمہیں کچھ دیتی ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ اس نے کہا میں اسے کھجور دوں گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو اسے کوئی چیز نہ دیتی تو یہ تیرے ذمہ ایک جھوٹ لکھا جاتا (اسکی سند میں عبداللہ بن عامر کا آزاد کردہ غلام مجہول راوی ہے) بچوں کے ساتھ جھوٹ بولنے سے ان کی تربیت خراب ہوتی ہے اور وہ بھی جھوٹ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ پس یہ جھوٹ اس لحاظ سے سنگین ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ حُسَيْنٍ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ قَالَ أَبُو دَاوُد وَلَمْ يَذْكُرْ حَفْصٌ أَبَا هُرَيْرَةَ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے لئے یہ جھوٹ گناہ میں کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی چیز کو بیان کر دے۔ ابوداؤد نے کہا کہ حفص نے ابوہریرہؓ کا ذکر نہیں کیا (پس اسکی روایت مرسل ہے مسلم نے اسے صحیح کے مقدمہ میں مرسل اور مسند دونوں طرح سے روایت کیا ہے۔ دار قطنی نے کہا ہے کہ اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے) ابوداؤد کے نزدیک صرف علی بن حفص مدائنی نے اسے مسند بیان کیا ہے۔

شرح: یعنی جو شخص لوگوں کی باتوں کو پرکھتا نہیں اور ہر ایک کی کہی ہوئی بات کو آگے چلا دیتا ہے وہ جھوٹا اور گناہ گار ہے۔

بَاب فِي حُسْنِ الظَّنِّ (حسن ظن کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُهَنَّا أَبِي شِبْلٍ قَالَ أَبُو دَاوُد وَلَمْ أَفْهَمْهُ مِنْهُ جَيِّدًا عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ شُتَيْرٍ قَالَ نَصْرٌ ابْنُ نَهَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَصْرٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ قَالَ أَبُو دَاوُد مُهَنَّا ثِقَةٌ بَصْرِيٌّ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا: اچھا گمان اچھی عبادت میں سے ہے (اس

کی سند میں مہناء بن عبدالحمید ابو شبل بصری ہے۔ اس کے بارے میں ابو حاتم رازی نے کہا کہ مجہول ہے گو ابوداؤد نے اسے ثقہ کہا ہے)

شرح: منذری نے کہا کہ حسن ظن سے مراد یہاں پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا ہے یہ بھی اچھی عبادت ہے یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جس کی عبادت اچھی ہو اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ گمان بھی اچھا ہوتا ہے جیسے کہ ایک حدیث میں ہے: تم میں سے کوئی صرف اسی حالت میں مرے کہ اللہ کیساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔ یعنی اچھے کام کرے، عبادت کرے، نیکیاں کرے اور اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھے کہ وہ انہیں شرف قبولیت بخشے گا۔ مولانا نے فرمایا ہے کہ حفظ مال کے سلسلے میں لوگوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا عبادت نہیں بلکہ لوگوں سے معاملہ کرتے ہوئے حزم واحتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ بد ظنی اگر بے محل اور بے فائدہ ہو تو گناہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهُ وَقُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنْ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ فَخَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا أَوْ قَالَ شَرًّا

ترجمہ: ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ میں رات کو آپ کی زیارت کے لئے آئی پس میں نے آپ سے بات چیت کی اور اٹھ کر واپس جانے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے باہر تک پہنچانے کے لئے اٹھے، اور حضرت صفیہ کا مسکن اسامہ بن زید کے گھر میں تھا، پس انصار میں سے دو آدمی گزرے۔ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز چلے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ، یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ وہ بولے سبحان اللہ یا رسول اللہ (یہ آپ نے کیا فرمایا؟) حضور نے فرمایا: شیطان انسان میں اس طرح جاری وساری ہوتا ہے جس طرح دوران خون ہوتا ہے۔ پس میں ڈرا کہ مبادا وہ تمہارے دلوں میں کوئی چیز ڈال دے، یا فرمایا کہ شر ڈال دے (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ۔ اور اس سے قبل سنن ابی داود کی کتاب الصیام میں بھی یہ حدیث گزر چکی ہے)

شرح: مولانا محمد یحییٰ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح آدمی کو دوسرے سے حسن ظن رکھنا چاہئے اسی طرح اس امر کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کے دل میں میرے متعلق خواہ مخواہ بد ظنی پیدا نہ ہو جائے۔ اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ دوسرے میں بد ظنی پیدا ہونے کا احتمال ہو تو اس سے گریز ضروری ہے تاکہ دوسرا بد ظنی کا شکار ہو کر گناہ گار نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو بد گمانی ویسے بھی کفر ہے اور اس سے ایمان جاتا رہنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

بَابٌ فِي الْعِدَةِ (وعدے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ عَنْ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَعَدَ الرَّجُلُ أَخَاهُ وَمِنْ نِيَّتِهِ أَنْ يَفِيَ لَهُ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَجِئْ لِلْمِيعَادِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو مگر پورا نہ کرے (یعنی کسی عذر کے باعث) اور مقرر وقت پر نہ آئے تو اس پر گناہ نہیں (ترمذی نے اسے روایت کر کے کہا کہ یہ غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔ ابوالنعمان اور ابووقاص مجہول ہیں۔ ابوحاتم رازی نے بھی ان دو راویوں کو مجہول کہا ہے)

شرح: جب نیت وعدہ وفائی کی ہو مگر اسے پورا نہ کیا جاسکے تو اس حدیث کی رو سے وعدہ وفائی واجبات شرعیہ سے نہیں بلکہ مکارم اخلاق میں سے ہے۔ کسی شرعی مانع کے بغیر وعدہ خلافی کرنا فعل حرام ہے اور وعدہ خلافی کی نیت سے وعدہ کرنا علامت نفاق ہے۔ پہلی شریعتوں میں بھی وعدہ وفائی کا حکم دیا گیا تھا (لمعات)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعٍ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةٌ فَوَعَدْتُهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ فَنَسِيتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَجِئْتُ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ يَا فَتَى لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى هَذَا عِنْدَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَبُو دَاوُد هَكَذَا بَلَغَنِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبُو دَاوُد بَلَغَنِي أَنَّ بِشْرَ بْنَ السَّرِيِّ رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ

ترجمہ: عبداللہ بن ابی الحمساء نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل میں نے آپ کے ساتھ ایک سودہ کیا اور آپ کا کچھ بقیہ (میرے ذمہ) رہ گیا اور میں نے وعدہ کیا کہ اسی جگہ پر اسے لاؤں گا۔ پھر میں بھول گیا اور تین دن کے بعد یاد آیا۔ پس میں گیا تو آپ اس جگہ پر تھے۔ آپ نے فرمایا: اے جوان! تو نے مجھ پر سختی کی، میں یہیں پر تین دن سے تیرا انتظار کر رہا تھا۔

شرح: اپنی اخلاقی بلندیوں پر فائز ہونے کے باعث آپ کا لقب شروع سے ہی صادق اور امین تھا۔ جو شخص خود وعدہ وفا ہو وہ دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتا ہے کہ وہ وعدے پورے کریں گے۔

بَابٌ فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يُعْطَ

(نہ ملنے والی چیز کے ملنے کا دعویٰ کرنیوالے کا باب)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي جَارَةً تَعْنِي ضَرَّةً هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ لَهَا بِمَا لَمْ يُعْطِ زَوْجِي قَالَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ

ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا، یا رسول اللہ میری ایک سوت (سوکن) ہے کیا اس پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کے سامنے خاوند کی وہ عطاء بیان کروں جو دراصل اس نے مجھے نہ دی ہو؟ حضور نے فرمایا: نہ ملنے والی چیز کے ملنے کا دعویٰ کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی مانند ہے۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: ایک سوت دوسری کو جلانے کی خاطر ایسا کرتی ہے اس لئے اسکی حرمت بیان فرمائی گئی۔ دو کپڑے اس لئے فرمایا کہ اہل عرب کا لباس عموماً چادر اور تہ بند پر مشتمل ہوتا تھا۔ جھوٹ کے کپڑے پہننے کا مطلب ریاکاری اور شہرت پسندی ہے۔ مثلاً جو زاہد نہیں وہ زاہدوں جیسا لباس پہن لے، جو عالم نہیں وہ علماء کے کپڑے پہن لے تاکہ لوگوں کو فریب دے سکے۔ اندر سے دھوکہ باز ہو مگر جھوٹا اعتبار جمانے کیلئے متشرع بن جائے۔ ایسا شخص از سر تا پا فریبی اور دھوکا باز ہے۔

بَاب مَا جَاءَ فِي الْمِزَاحِ (مزاح کا باب)

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ احْمِلْنِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا حَامِلُوكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ قَالَ وَمَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلَّا النُّوقُ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ مجھے سواری عنایت فرمایئے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ وہ کہنے لگا کہ میں اونٹنی کے بچے کو کیا کرونگا؟ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہی ہوتے ہیں (ترمذی نے اسے روایت کیا اور کہا حسن غریب)

شرح: اس شخص نے سمجھا کہ حضور کی مراد اونٹنی کا چھوٹا سا بچہ ہے جو سواری کے قابل نہیں ہوتا۔ حضور نے وضاحت فرمادی کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ اسمیں یہ اشارہ بھی تھا کہ یہ کلام از راہ خوش طبعی فرمایا گیا تھا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ أَلَا أَرَاكِ تَرْفَعِينَ صَوْتَكِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجِزُهُ وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ كَيْفَ رَأَيْتِنِي أَنْقَذْتُكِ مِنْ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ أَبُو بَكْرٍ أَيَّامًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا قَدْ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا أَدْخِلَانِي فِي سِلْمِكُمَا كَمَا أَدْخَلْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا

ترجمہ: نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے داخل ہونے کا اذن مانگا تو حضرت عائشہؓ کی بلند آواز سنی۔ جب اندر گئے تو انہیں پکڑ لیا تاکہ چانٹا رسید کریں اور کہا کیا میں یہ دیکھ نہیں رہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی آواز بلند کرتی ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں روکنے لگے اور ابو بکر غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر چلے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھا میں نے تمہیں اس شخص سے کیسے بچایا (اس شخص کا لفظ بطور مزاح فرمایا) نعمانؓ نے کہا کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کئی دن نہ آئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کی اجازت طلب کی (اور اندر گئے) تو دیکھا دونوں حضرات کی صلح ہو چکی ہے۔ پس ان دونوں سے کہا، مجھے اپنی صلح

میں بھی شریک کیجئے جیسے کہ اپنی لڑائی میں کیا تھا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے ایسا کیا ہم نے ایسا کیا (نسائی) یعنی ہم نے تمہیں اپنی صلح میں شامل کر لیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ وَقَالَ ادْخُلْ فَقُلْتُ أَكُلِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كُلُّكَ فَدَخَلْتُ

ترجمہ: عوف بن مالک اشجعی نے کہا کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ چمڑے کے ایک قبے میں تشریف فرما تھے۔ پس میں نے سلام کہا اور آپ نے جواب دیا اور فرمایا: اندر آجاؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا ہی آجاؤں؟ فرمایا: پورے ہی آجاؤ۔ پس میں اندر داخل ہو گیا (بخاری، ابن ماجہ)

شرح: خیمہ چھوٹا تھا لہٰذا عوف بن مالک نے اس مزاح سے اسکے جسم کی چھوٹائی کی طرف اشارہ کیا، گویا یہ ظاہر کیا کہ کیا یہ خیمہ اتنا ہے کہ میں اس میں سما سکوں گا؟ اس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ صحابہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاتِكَةِ قَالَ إِنَّمَا قَالَ أَدْخُلُ كُلِّي مِنْ صِغَرِ الْقُبَّةِ

ترجمہ: عثمان بن ابی العاتکہ نے کہا کہ چونکہ خیمہ چھوٹا سا تھا اس لئے عوف نے کہا: کیا میں سارا ہی آجاؤں؟

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے دو کانوں والے! (ترمذی) یہ بطور مزاح فرمایا ورنہ ہر آدمی کے دو کان ہوتے ہیں۔ اس میں حضرت انس کی تعریف بھی کہ وہ بات کو غور سے سنتے اور یاد رکھتے ہیں۔

بَابُ مَنْ يَأْخُذُ الشَّيْءَ عَلَى الْمِزَاحِ (بطور مزاح کسی کی چیز لے لینے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ ح و حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَقَ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَأْخُذَنَّ أَحَدُكُمْ مَتَاعَ أَخِيهِ لَاعِبًا وَلَا جَادًّا وَقَالَ سُلَيْمَانُ لَعِبًا وَلَا جِدًّا وَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيهِ فَلْيَرُدَّهَا لَمْ يَقُلْ ابْنُ بَشَّارٍ ابْنَ يَزِيدَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: عبداللہ بن السائب بن یزید نے اپنے باپ سے، اس نے اس کے دادا سے روایت کی کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا سامان مزاح سے نہ لے کہ پھر واپس ہی نہ دے۔ سلیمان راوی نے کہا کہ فرمایا: نہ مزاح اور نہ سچ مچ سے، اور جو اپنے بھائی کا عصا لے وہ اسے واپس کر دے۔ (ترمذی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسِيرُونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ إِلَى حَبْلٍ مَعَهُ فَأَخَذَهُ فَفَزِعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا

ترجمه: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ پس ان میں سے ایک آدمی سو گیا تو کوئی شخص اس کی ایک رسی کی طرف گیا اور اسے پکڑ لیا۔ وہ شخص گھبرا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلم کیلئے حلال نہیں کہ دوسرے مسلم کو ڈرائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَدِّقِ فِي الْكَلَامِ

(بے تکلف منہ بھر کر باتیں کرنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ وَكَانَ يَنْزِلُ الْعَوَقَةَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبُو دَاوُد هُوَ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنْ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا

ترجمه: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل مردوں میں سے اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جو بڑھ چڑھ کر باتیں کرے، جو اپنی زبان یوں پھیرتا ہے جیسے کہ گائے اپنی زبان پھیرتی ہے (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن غریب کہا ہے)

شرح: یعنی جس طرح گائے اپنی زبان سے گھاس لپیٹتی ہے اس طرح یہ شخص منہ بھر کر بتکلف باتیں کرتا ہے۔ یعنی تکلف اور تصنع سے بات کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اگر کسی میں فصاحت وبلاغت فطری ہے تو مذموم نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أَوْ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلْ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

ترجمه: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے باتوں کا ہیر پھیر اس غرض سے سیکھا کہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرے، اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس سے کوئی نفل اور فرض قبول نہ کرے گا (منذری نے کہا ہے کہ ضحاک بن شرحبیل کی کوئی روایت صحابہ سے نہیں بلکہ تابعین سے ہے لہٰذا ہو سکتا ہے یہ حدیث منقطع ہو)

شرح: کلام کو پھیرنے کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت سے زائد باتیں کی جائیں اور گفتگو میں تکلف برتا جائے تاکہ لوگوں کے دلوں کو موہ لے۔ لیکن اگر کوئی فی سبیل اللہ اپنی بات کو مؤثر بنانے کی خاطر ایسا کرے تو وہ ان شاء اللہ وعید میں داخل نہ ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنْ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ يَعْنِي لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دو شخص مشرق سے آئے اور انہوں نے خطبے دیئے تو لوگ ان کے بیان پر حیران رہ گئے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً بعض بیان جادو ہوتے ہیں (بخاری، ترمذی)

شرح: یہ دو آدمی زبر قانؓ بن بدر اور عمروؓ بن اہتم تھے۔ اور ان کا وفد نو ہجری میں آیا تھا۔ لمعات میں ہے کہ زبر قان بن بدر نے اپنے فضائل پر تفاخر کے انداز میں فصیح و بلیغ انداز میں کلام کیا اور عمرو بن اہتم نے اسے جواب دیا اور بلیغ انداز میں اسے کمینگی سے مغلوب کیا۔ زبرؓ قان نے کہا: واللہ یا رسول اللہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے از راہ حسد کہتا ہے ورنہ یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ مجھ میں نہیں۔ عمروؓ نے دوسری مرتبہ اسے پہلے کی نسبت بلیغ تر انداز میں جواب دیا۔ احیاء العلوم میں ہے کہ ایک دن اس نے زبر قان کی مدح کی اور دوسرے دن مذمت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا؟ اس نے کہا: میری پہلی بات بھی سچی تھی اور دوسری بھی جھوٹی نہیں۔ اس نے مجھے کل راضی کیا تو میں نے وہ اچھی باتیں کہیں جو اس میں ہیں۔ آج مجھے اس نے غصہ دلایا تو اس کی قبیح ترین باتوں کو بیان کر دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحرًا۔ یعنی بعض بیان دلوں کو باطل کی طرف پھیرنے میں جادو جیسا اثر رکھتے ہیں۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ عمروؓ نے اس کی مذمت مبالغہ آرائی اور تکلف و تصنع پر کی تھی۔ واللہ اعلم

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ أَنَّهُ قَرَأَ فِي أَصْلِ إِسْمَعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ وَحَدَّثَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ ابْنُهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ظَبْيَةَ أَنَّ عَمْرَو ابْنَ الْعَاصِ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ رَجُلٌ فَأَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو لَوْ قَصَدَ فِي قَوْلِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُ أَوْ أُمِرْتُ أَنْ أَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ فَإِنَّ الْجَوَازَ هُوَ خَيْرٌ

ترجمہ: ابو ظبیہ سے روایت ہے کہ عمروؓ بن العاص نے ایک دن کہا، جبکہ ایک شخص نے اٹھ کر بہت باتیں کیں، پس عمروؓ نے کہا کہ اگر یہ شخص اپنی بات میں اعتدال اختیار کرتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا، میں یہ سمجھتا ہوں، یا یہ فرمایا کہ مجھے حکم ملا ہے کہ مختصر بات کروں کیونکہ اختصار ہی بہتر ہوتا ہے (یعنی حاجت سے زائد بات کرنا فضول ہے) اس کی سند میں بقول منذری محمد بن اسماعیل بن عیاش ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور یہ دونوں متکلم فیہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّعْرِ (شعر کے ذکر کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا قَالَ أَبُو عَلِيٍّ بَلَغَنِي عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ وَجْهُهُ أَنْ يَمْتَلِئَ قَلْبُهُ حَتَّى يَشْغَلَهُ عَنْ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ فَإِذَا كَانَ الْقُرْآنُ وَالْعِلْمُ الْغَالِبَ فَلَيْسَ جَوْفُ هَذَا عِنْدَنَا مُمْتَلِئًا مِنْ الشِّعْرِ وَإِنَّ مِنْ الْبَيَانِ لَسِحْرًا قَالَ كَأَنَّ الْمَعْنَى أَنْ يَبْلُغَ مِنْ بَيَانِهِ أَنْ يَمْدَحَ الْإِنْسَانَ فَيَصْدُقَ فِيهِ حَتَّى يَصْرِفَ الْقُلُوبَ إِلَى قَوْلِهِ ثُمَّ يَذُمَّهُ فَيَصْدُقَ فِيهِ حَتَّى يَصْرِفَ

الْقُلُوبَ إِلَى قَوْلِهِ الْآخَرِ فَكَأَنَّهُ سَحَرَ السَّامِعِينَ بِذَلِكَ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو یہ اسکے لئے اس کی نسبت بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہوا ہو (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) ابو علی لؤلؤی، جو ابوداؤد کا شاگرد ہے۔ نے کہا کہ مجھے ابو عبید سے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس نے کہا، اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس کا دل شعر کے خیال سے پُر ہوا، حتیٰ کہ وہ اسے قرآن سے بھی غافل کر دے اور ذکر اللہ سے بھی۔ مگر جب قرآن اور علم غالب ہو تو ہمارے نزدیک اس کا پیٹ شعروں سے پُر نہیں ہے۔ اور: اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحراً کا معنی یہ ہے کہ اس کا بیان یہانتک (فصاحت، بلاغت اور تاثیر میں) پہنچ جائے کہ وہ کسی انسان کی تعریف کرے اور سچ کہے تو لوگوں کے دلوں کو اپنے قول کی طرف پھیر دے۔ پھر اس کی مذمت کرے، اور اس میں بھی سچ بولے حتیٰ کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی دوسری بات کی طرف پھیر دے۔ پس گویا اس نے سامعین پر جادو کیا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ علماء نے اِن مِنَ البَیَانِ لَسِحراً کے مطلب میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ حضور نے اسے مذمت کے لئے ارشاد فرمایا ہے کیونکہ اسے جادو کے عمل سے تشبیہ دی ہے جو فعل حرام ہے۔ تشبیہ کا سبب یہ ہے کہ بیان بھی جادو کی مانند دلوں کو پھیر دیتا ہے۔ بُری چیزوں کو اچھی اور اچھی کو بُری ظاہر کرتا ہے۔ امام مالکؒ نے اس حدیث کو: باب مَا یُکرَہُ مِنَ الکَلَامِ، میں بیان کر کے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ بیان کرنے والا اس کے ساتھ ناجائز کمائی کرتا ہے جیسا کہ جادوگر جادو کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک حضور کا یہ قول مقام مدح میں آیا ہے۔ یعنی اس کے ساتھ دلوں کو مائل کیا جاتا ہے، ناراض کو راضی کیا جاتا ہے مشکل کو آسان بنایا جاتا ہے۔ اور اس کا شاید یہ قول ہے، اِن مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً، اور اس میں شک نہیں کہ اس قول میں مدح ہے، اسی طرح دوسرا قول جو اس کے مقابلے میں ہے (یعنی اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحراً) بعض شارحین نے اس شعر والی حدیث سے یہ مراد لیا ہے کہ یہ وہ شعر تھے جنکے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی تھی۔ مگر یہ معنی غلط ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ اگر کسی کا پیٹ شعر سے بھرا ہوا نہ ہو بلکہ کچھ شعروں کو وہ یاد رکھتا ہو تو یہ جائز ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ کفر اور ناجائز تھا تو قلیل و کثیر کا فرق بے معنی ہو جاتا ہے۔

قرآن نے بھی شعراء کو گمراہ، باطل پرست، بے عمل کہہ کر ایمانداروں کو اس سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

ترجمہ: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ بعض شعر حکمت ہیں۔ (بخاری، ابن ماجہ) یعنی ان میں دانائی، خوش اخلاقی، عبرت وغیرہ کی باتیں ہوتی ہیں جو انسانوں کیلئے مفید ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک صحرائی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بلیغ کلام سے

گفتگو کرنے لگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ بعض بیان جادو ہیں اور بیشک بعض شعر حکم (حکمت) ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ النَّحْوِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي صَخْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ الْبَيَانِ سِحْرًا وَإِنَّ مِنْ الْعِلْمِ جَهْلًا وَإِنَّ مِنْ الشِّعْرِ حُكْمًا وَإِنَّ مِنْ الْقَوْلِ عِيَالًا فَقَالَ صَعْصَعَةُ بْنُ صُوحَانَ صَدَقَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنْ الْبَيَانِ سِحْرًا فَالرَّجُلُ يَكُونُ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَهُوَ أَلْحَنُ بِالْحُجَجِ مِنْ صَاحِبِ الْحَقِّ فَيَسْحَرُ الْقَوْمَ بِبَيَانِهِ فَيَذْهَبُ بِالْحَقِّ وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنْ الْعِلْمِ جَهْلًا فَيَتَكَلَّفُ الْعَالِمُ إِلَى عِلْمِهِ مَا لَا يَعْلَمُ فَيُجَهِّلُهُ ذَلِكَ وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنْ الشِّعْرِ حُكْمًا فَهِيَ هَذِهِ الْمَوَاعِظُ وَالْأَمْثَالُ الَّتِي يَتَّعِظُ بِهَا النَّاسُ وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنْ الْقَوْلِ عِيَالًا فَعَرْضُكَ كَلَامَكَ وَحَدِيثَكَ عَلَى مَنْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ وَلَا يُرِيدُهُ

ترجمہ: بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بلاشبہ بعض بیان جادو ہے، اور بلاشبہ بعض علم جہالت ہے اور بیشک بعض شعر حکمت ہیں اور بیشک بعض قول وبال ہیں پس صعصہ بن صوحان نے کہا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: یہ جو آپ کا ارشاد ہے کہ: اِن من البیانِ سحرا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی پر کسی کا حق آتا ہے مگر وہ حقدار کی نسبت اپنے دلائل کو خوبصورتی اور فصاحت کے ساتھ پیش کر سکتا ہے اور لوگوں کو اپنے بیان سے مسحور کر لیتا ہے تو خود وہ حق لے جاتا ہے، اِن من العلم جھلا کا مطلب یہ ہے کہ بعض عالم جن چیزوں کو نہیں جانتے ان کے جاننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ پس ان کا یہ علم دراصل جہل ہوتا ہے۔ اور اِن من الشعر حکما کا مطلب یہ ہے کہ بعض اشعار میں مواعظ وامثال وعبر ہوتے ہیں، اور اِن من القولِ عیالا کا معنی یہ ہے کہ تم ایسے شخص سے بات کرو جو اسے نہیں چاہتا یا اس کی قدر نہیں جانتا۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابو تمیلہ بھی ہے جس پر کچھ تنقید ہوئی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلَفٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ مَرَّ عُمَرُ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ فِي الْمَسْجِدِ فَلَحَظَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ

ترجمہ: سعید بن المسیب نے کہا کہ جناب عمر رضی اللہ عنہ حسانؓ بن ثابت کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے۔ پس حضرت عمرؓ نے حسانؓ کو ترچھی نظر سے دیکھا تو حسانؓ نے کہا: میں اس مسجد میں ان کو شعر سناتا رہا ہوں جو آپ سے بہتر تھے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نسائی۔ منذری نے کہا ہے کہ سعید بن المسیب کا سماع حضرت عمرؓ سے ثابت نہیں ہوا۔ اگر انہوں نے یہ حدیث حسانؓ بن ثابت سے سنی ہو تو متصل ہے)

شرح: حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ منذری نے کئی جگہ یہ لکھا ہے۔ مگر ابن القطان وغیرہ کے سوا اس سند (سعید بن المسیب عن عمرؓ) کو ائمہ حدیث نے معتبر جانا ہے۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ اگر یہ سند قبول نہیں تو پھر کونسی قبول ہے؟ ہمارے نزدیک یہ روایت حجت ہے اور یہ کہنا غلط ہے کہ سعید کی ولادت حضرت عمرؓ کی شہادت سے دو سال پہلے ہوئی تھی۔ یحییٰ بن

سعید الانصاری اس سند پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ امام مالک سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ ائمہ میں سے کسی نے سعید عن عمرؓ کو درجہ قبولیت سے نہیں گرایا۔ ابو عبداللہ حاکم نے معرفۃ العلوم الحدیث میں کہا ہے کہ سعید بن المسیب نے حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور باقی عشرہ مبشرہ سے ملاقات کی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے۔ حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ اس سند کا انکار تعنت بارد ہے اور صحیح یہ ہے کہ سعید کی پیدائش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال ہوئی تھی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمَعْنَاهُ زَادَ فَخَشِيَ أَنْ يَرْمِيَهُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجَازَهُ

ترجمہ: سعید بن المسیب نے ابوہریرہؓ سے حدیث ۵۰۰۱ کے معنی میں روایت کی۔ اتنا اضافہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خوف ہوا کہ (ان کے ردوانکار کی صورت میں) حسانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے باعث ان کے انکار کی پروانہ کرے گا لہٰذا اسے اجازت دیدی (بخاری، مسلم، نسائی اس معنی میں اضافے کے بغیر)

شرح: جیسا کہ حدیث ۵۰۰۳ میں ہے کہ حضرت حسان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے باعث مشرکوں کی ہجو کے جواب کی ضرورت تھی۔ ظاہر ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں وہ علت باقی نہ رہی تھی لہٰذا اگر حضرت عمرؓ منع فرماتے تو حق بجانب ہوتے لیکن انہوں نے احتراماً ایسا نہ کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمِصِّيصِيُّ لُوَيْنٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ وَهِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ فَيَقُومُ عَلَيْهِ يَهْجُو مَنْ قَالَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ مَعَ حَسَّانَ مَا نَافَحَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسانؓ کیلئے مسجد میں منبر رکھواتے تھے۔ حسانؓ ان لوگوں کی ہجو کرتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (ہجو یہ اشعار کہا کرتے تھے) کہتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روح القدس حسانؓ کے ساتھ ہے جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتا رہے گا (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن صحیح کہا ہے) اس سے معلوم ہوا کہ شرعی ضرورت ہو تو مسجد میں شعر پڑھا جا سکتا ہے۔ اس وقت شرعی ضرورت یہ تھی کہ مشرک شاعر اہل اسلام کی، بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کہتے تھے اور دربار نبوت کے شاعر حسانؓ، کعبؓ بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ جواب دیتے تھے۔ آگے دیکھئے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمْ الْغَاوُونَ فَنَسَخَ مِنْ ذَلِكَ وَاسْتَثْنَى فَقَالَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الغاوون (۲۶:۲۲۴) کے حکم سے یہ لوگ بطور نسخ مستثنیٰ ہیں۔

شرح: جیسا کہ واضح ہے متقدمین کے ہاں نسخ کا لفظ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا تھا، مثلاً: اجمال کی تفصیل ابہام کی

توضیح، خاص کی تعیم، عام کی تخصیص، استثناء، غیر مقید کی تقیید، مقید کا اطلاق وغیرہ۔ یہ حدیث اس کی ایک مثال ہے۔ ابن عباس استثناء کو نسخ کے لفظ سے ظاہر کر رہے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ: شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ چلتے ہیں الخ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا (یعنی وہ شاعر ہوں یا ان کے متبع، گمراہ نہیں ہیں، اور مومنوں میں گمراہ شاعروں کی خصوصیات نہیں پائی جاتیں)

بَاب مَا جَاءَ فِي الرُّؤْيَا (رؤیا کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ زُفَرَ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا وَيَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنْ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

ترجمه: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے: کیا تم میں سے کسی نے آج خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے کہ میرے بعد (صفات نبوت) نبوت میں سے سوائے صالح خواب کے کچھ باقی نہیں رہا (نسائی)

شرح: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے اور صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا: مبشرات کے سوا نبوت میں کچھ باقی نہیں رہا۔ لوگوں نے پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: صالح خواب۔ یہ صفات نبوت میں سے ہیں، نہ کہ نبوت کے اصلی اجزاء میں سے کیونکہ نبوت ورسالت اب منقطع ہو چکی ہے۔ اصلی اجزائے نبوت کی مثال عصمت اور وحی ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ النُّبُوَّةِ

ترجمه: انسؓ نے عبادہؓ بن صامت سے اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: علامہ خطابی نے فرمایا کہ نبیوں کے سچے خواب ان کی نبوت کا ۱/۴۶ واں جزء تھا نہ کہ کسی اور کا۔ انبیاء کو بیداری میں بھی اور خواب میں بھی وحی ہوتی تھی۔ اور کسی کا یہ حال نہیں۔ اس حدیث کا معنی خواب کے معاملے کی تحقیق و تاکید ہے۔ خطابی نے اپنی سند کے ساتھ عبید بن عمیر سے روایت کی ہے کہ نبیوں کا خواب وحی ہے۔ اور اس پر انہوں نے ابراہیمؑ اور اسماعیل کے قصہ سے استدلال کیا ہے (۳۷: ۱۰۲)۔ جہانتک اجزائے نبوت کو ۴۶ میں محدود کرنے کا سوال ہے۔ سو بعض اہل علم نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بعد از بعثت ۲۳ برس تھی۔ ۱۳ سال مکی زندگی اور ۱۰ سال مدنی۔ مکہ میں آپ پر ابتدائے نبوت میں چھ ماہ تک سچے خوابوں کی صورت میں وحی کا نزول ہوتا رہا۔ پس اس حساب سے سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء بنتا ہے۔ اس بیان پر منذری نے یہ اعتراضات کئے ہیں اول یہ کہ نبوت سے قبل آپ کو چھ ماہ تک سچے خوابوں کی صورت میں وحی کا آنا ثابت نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ مدت وحی ایک روایت میں ۲۰ برس اور دوسری میں ۲۵ برس آئی ہے۔ جہاں تک اجزاء کا سوال ہے ایک حدیث میں ۴۵، دوسری میں ۷۰ اور بعض اور روایات میں کچھ اور عدد بھی آئے ہیں اور یہ خطابی کے حساب کے خلاف پڑتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خوابوں کا ثمرہ غیبی خبریں ہیں جو نبوت کا ایک ثمرہ ہے، اور یہ فوائد نبوت کے سامنے بہت

معمولی چیز ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عدد کا حساب خواب دیکھنے والوں کے لئے احوال کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً صالح مومن کا خواب کا چھیالیسواں حصہ اور فاسق مومن کا خواب ستر واں حصہ ہے۔ واللہ اعلم

بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بھی لیا ہے کہ خواب نبوت کی موافقت میں دکھائی دیتا ہے، یہ معنی مراد نہیں کہ نبوت کا ۱/۴۶ ابھی باقی ہے۔ بعض اور علماء کا قول ہے کہ رویائے صالحہ علم نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔ علم نبوت کا یہ جزء باقی ہے مگر خود نبوت ختم ہے اور یہی مطلب حضور کے اس قول کا ہے کہ نبوت جاتی رہی اور مبشرات باقی ہیں، یعنی رؤیائے صالحہ جسے کوئی مسلم دیکھے یا اس کے حق میں دیکھا جائے۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ أَنْ تَكْذِبَ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا وَالرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرَى مِنْ اللَّهِ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنْ الشَّيْطَانِ وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهِ الْمَرْءُ نَفْسَهُ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ قَالَ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ وَالْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ قَالَ أَبُو دَاوُد إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ يَعْنِي إِذَا اقْتَرَبَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ يَعْنِي يَسْتَوِيَانِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ قریب ہوگا تو مومن کا خواب کم ہی غلط ہوگا۔ اور سب سے سچا خواب اس کا ہوگا جو قول میں صادق تر ہوگا۔ اور خواب تین قسم کے ہیں۔ پس نیک خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہے، اور دوسرا خواب شیطانی ہے جس سے وہ غمگینی پیدا کرتا ہے، اور تیسرا خواب آدمی کے اپنے نفسانی خیالات ہوتے ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی ناپسند خواب دیکھے تو اٹھے اور نماز پڑھے اور لوگوں کو نہ بتائے۔ فرمایا: میں خواب میں پاؤں کی بیڑی کو پسند کرتا ہوں اور گردن کے طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ پاؤں کی بیڑی دین میں ثابت قدمی ہے (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: خطابی کا قول ہے کہ زمانے کے قریب ہونے میں دو قول ہیں، پہلا یہ ہے کہ اس سے مراد قرب قیامت ہے۔ دوسرا یہ قول ہے کہ اس سے مراد زمانے کا اعتدال ہے جس میں دن اور رات برابر ہوتے ہیں، اور تعبیر دینے والے کہتے ہیں کہ موسم بہار کا خواب سب سے سچا ہوتا ہے جبکہ دن رات برابر ہوتے۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ یہ بھی کہا گیا ہے اس سے مراد موت کا قرب جبکہ مومن بڑی عمر کا ہو جائے اور کہولت کا زمانہ آجائے یا بوڑھا ہو جائے۔ چونکہ حلم اور آہستگی اور وقار اور قوت نفس کے کمال کا یہ وقت ہوتا ہے لہٰذا اس کے خواب بہت سچے ہوتے ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کے طوق کی تعبیر نہیں فرمائی۔ قرآن میں یہ دوزخیوں کی صفت بیان ہوئی ہے اسلئے اس کو ناپسند فرمایا۔ ابوداؤد نے کہا کہ اقتراب زمان کا معنی دن اور رات کا برابر ہو جانا ہے۔

منذری نے کہا ہے کہ اس روایت میں بھی اور بعض اور روایات میں اس حدیث کا سیاق ایسا ہی آیا ہے۔ بظاہر یہ سارا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حالانکہ معاملہ دراصل یوں نہیں ہے کیونکہ بیڑی اور طوق کا ذکر ابوہریرہؓ کا قول ہے جو اس حدیث میں درج ہو گیا ہے۔ ثابت شدہ روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ عوف بن ابی جمیلہ نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا متن ابتداء سے چھیالیسویں جزء تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور اس کے بعد کی عبارت محمد بن سیرین کی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عوف کی حدیث واضح تر ہے۔ ایک حدیث مرفوع سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اقتراب زمان

سے مراد قرب قیامت ہے، فرمایا: جب آخری زمانہ ہو گا تو مومن کا خواب بہت کم جھوٹا ہو گا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعَبَّرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَا تَقُصَّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ أَوْ ذِي رَأْيٍ

ترجمہ: ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواب ایک پرندے کے پاؤں پر ہوتا ہے جب تک کہ اس کی تعبیر نہ کی جائے پس جب اس کی تعبیر دیدی جائے تو وہ گر جاتا ہے، اور میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ اس خواب کو صرف کسی پیار کرنیوالے سے ہی بیان کرے یا کسی صاحب الرائے شخص سے (ترمذی، ابن ماجہ۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ابورزین بقول خطابی لقیط بن عامر بن ابی صبرہ ہے یا لقیط بن صبرہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دو الگ الگ شخص تھے۔ حافظ ابوالقاسم دمشقی کا یہی قول ہے مگر بخاری، ابن ابی حاتم) ابواحمد کرابیسی اور ابوعمر نمری کے نزدیک یہ ایک ہی شخص کے نام ہیں۔

شرح: خواب کے پرندے کے پاؤں پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خواب کی تعبیر وہی ہے جو پہلا آدمی دیدے، جس طرح کہ پرندے کے پاؤں پر جو چیز ہو وہ ذرا سی حرکت سے گر جاتی ہے، اور پیار کرنے والا ظاہر ہے کہ اچھی تعبیر دے گا، چاہے وہ علم تعبیر سے ناواقف ہو، اس کی تعبیر غم والم کو دور کر دیتی ہے اور تقدیر معلق کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ صائب الرائے آدمی جو بات کہے گا وہ محض انکل پچو نہ ہو گی۔ شاید اسکی تعبیر خواب دیکھنے والے کی کسی برائی کو دور کر دے یا اسے کوئی اچھی نصیحت کر کے فائدہ پہنچائے۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زُهَيْرًا يَقُولُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنْ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنْ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ لِيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ

ترجمہ: ابوقتادہؓ (حارث بن ربعی انصاری) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، رؤیا اللہ کی طرف سے ہے فاسد خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز کو دیکھے تو تین بار اپنی بائیں طرف تھوکے، پھر اس کے شر سے اللہ کی پناہ لے، وہ یقیناً اسے نقصان نہ دے گی (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: منذری نے کہا کہ رؤیا اور حلم اصل میں ایک چیز ہیں، یعنی جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے۔ مگر صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کو رؤیا سے اور شر کو حلم سے تعبیر کیا ہے۔ اَضْغَاثُ اَحلام کا لفظ سورہ یوسف کی آیت ۴۴ میں وارد ہے۔ ان میں سے ہر لفظ دوسرے کی جگہ پر استعمال ہوتا ہے۔ حلم کو شیطان کی طرف منسوب فرمانے کی علت یہ ہے کہ شیطان اسے پسند کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنا کام نکالتا ہے ورنہ خالق تو ہر شئی کا اللہ عزوجل ہے۔ تین بار بائیں جانب تھوکنے کا مطلب شیطان اور اسکے اثر سے اظہار نفرت ہے۔ جیسا کہ محاورے میں "کسی چیز پر تھوکنا" اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یا جیسا کہ کسی بدبودار اور غلیظ چیز کو دیکھ کر انسان تھوک دیتا ہے۔ شیطان سے زیادہ گندی چیز کوئی نہیں لہٰذا تھوکنے کا حکم فرمایا گیا۔ بائیں طرف کو دائیں کی نسبت کمزور اور بے فائدہ سمجھا جاتا ہے، دائیں ہاتھ سے جو کام نکلتے ہیں وہ بائیں سے نہیں، لہٰذا اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّقَفِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ

ترجمہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوکے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے اور جس پہلو پر تھا اسے بدل لے (مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: مولاناؒ نے فرمایا کہ گذشتہ حدیث میں بُرا خواب دیکھنے والے کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے اور اس حدیث میں پہلو بدل لینے کا حکم ہے۔ شاید نماز پڑھنے کا حکم اس شخص کیلئے ہے جو اس کا عادی نہ ہو۔ یا نماز کا حکم اس کیلئے ہے جو نماز کے وقت بیدار ہو اور پہلو بدلنے کا اس کیلئے جو بیدار ہو جائے۔ یا یوں کہیئے کہ افضل تو اٹھ کر نماز پڑھنا ہی ہے لیکن پہلو بدلنا دفع کراہت کیلئے ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا یا یہ فرمایا کہ: گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا اور شیطان میری شکل میں نہیں آتا (بخاری، مسلم)

شرح: بخاری نے اسکی روایت کر کے کہا کہ ابن سیرین نے کہا کہ یہ تب ہے جبکہ دیکھنے والا آپ کو آپکی صورت میں دیکھے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ ابن سیرین سے جب کوئی کہتا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو وہ کہتے کہ جسے تو نے دیکھا ہے اسکی شکل وصورت بیان کرو۔ جب کوئی ایسی صفت بیان کرتا جو وہ نہ پہچانتے۔ (یعنی حدیث وسیرت وشمائل کی احادیث کے خلاف کوئی اور صورت بیان کرتا) تو کہتے: تو نے حضور کو نہیں دیکھا حافظ صاحب نے اس کی تائید میں مستدرک کی روایت ابن عباسؓ بیان کی ہے کہ کلیب نے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ میرے سامنے آپ کا حلیہ بیان کر۔ کلیب نے کہا کہ وہ حسن بن علی کے مشابہ تھے، ابن عباسؓ نے کہا کہ تو نے حضور کو ہی دیکھا ہے۔

حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ بخاری کی روایت کے الفاظ او کے لفظ شک کے بغیر یہ ہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میرا حلیہ اختیار نہیں کرتا۔ صحیحین میں ابو قتادہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا۔ بخاری میں ابو سعیدؓ کی حدیث میں اتنا اضافہ بھی ہے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آتا۔ بخاری نے ابو قتادہؓ کی ایک حدیث کے لفظ یہ روایت کیئے ہیں کہ: میری صورت میں شیطان دکھائی نہیں دیتا۔ صحیح مسلم میں جابرؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آئی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا اور شیطان کیلئے میری صورت میں آنا جائز نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے: شیطان کیلئے میرے ساتھ تشبیہ کرنا ناجائز ہے۔ (یعنی وہ ایسا نہیں کر سکتا)

فتح الودود میں ہے کہ حضور نے جو یہ فرمایا کہ وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، اس سے مراد روز قیامت کی رؤیت ہے اور یہ اس شخص کیلئے حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ درجات مرقات الصعود میں بعض اولیاء اللہ کی کرامات کا ذکر آیا ہے کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اسکے بعد عالم بیداری میں دیکھا اور آپ سے گفتگو بھی کی۔ خطابی نے کہا کہ خواب میں رؤیت کے بعد عالم بیداری میں دیکھنا اکثر قرب موت میں ہوتا ہے یا نزع کے عالم میں۔ حجۃ الاسلام غزالیؒ اور عزالدین اور دوسرے کئی اولیاء امت نے عالم بیداری میں حضور کی رؤیت کا ذکر کیا ہے یہ ایک انعام خداوندی ہے: جسے چاہے بخش دے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ خواب میں آدمی جس صورت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے وہ آپ کو ہی دیکھتا ہے۔ کیونکہ شیطان ایسی صورت میں نہیں آسکتا جس کو دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ یہ حضور کی صورت مبارکہ ہے۔ اور مختلف صورتوں میں دیکھنا دیکھنے والوں کے احوال پر منحصر ہے۔ واللہ اعلم۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً عَذَّبَهُ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ وَمَنْ تَحَلَّمَ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ شَعِيرَةً وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ يَفِرُّونَ بِهِ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی تصویر بنائی، اس کے باعث اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عذاب دے گا حتی کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ روح پھونک نہیں سکے گا۔ اور جو شخص غلط خواب بیان کرے اسے حکم دیا جائے گا کہ جو میں گرہ لگائے، اور جو شخص کسی قوم کی بات کو کان لگا کر سنے جو وہ اسے نہیں سنانا چاہتے (اس سے بھاگتے ہیں) اسکے کان میں قیامت کے دن پگھلا ہوا جست یا سکہ ڈال دیا جائے گا۔ (بخاری، ترمذی، نسائی)

شرح: جو کو گرہ لگانا ناممکن کام ہے۔ اس شخص نے ان ہونی کو ہونی قرار دیا تھا لہٰذا یہ سزا ملے گی۔ دوسروں کی پردے کی بات کو خواہ مخواہ سننے والا اپنے کانوں میں وہ چیز ڈالنا چاہتا ہے جو اس کا حق نہ تھا لہٰذا اس کے کان میں سکہ ڈالنے کی سزا ملے گی۔ والعیاذ باللہ۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ وَأُتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے دیکھا کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ابن طاب کی تر کھجوریں ہمارے پاس لائی گئیں۔ پس میں نے اسکی یہ تعبیر لی کہ رفعت دنیا میں ہمارے لئے ہے اور عاقبت (انجام خیر) آخرت میں اور یہ کہ ہمارا دین پختہ ہو کر کمال کو پہنچ گیا ہے۔ (مسلم، نسائی)

شرح: عقبہ (بیٹا) رافع (باپ) کے بعد ہے۔ لہٰذا عاقبت کی کامرانی دنیا کے رفعت کے بعد ہوگی ابن طاب کی کھجور ایک اعلیٰ درجے کی کھجور تھی۔ اس سے یہ تعبیر نکلی کہ یہ ابن طیب ہے اور کمال کو پہنچ گیا ہے جیسے کہ وہ کھجور ابن وطاب کہلاتی تھی اور بہت لذیذ اور میٹھی تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّثَاؤُبِ (جمائی کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ عَلَى فِيهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنے منہ کو بند کرلے کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے (مسلم) یعنی شیطان خود داخل ہو جاتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ شیطان غلبہ پالیتا ہے۔ مکھی یا مچھر وغیرہ کے داخل ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور یہ مضر کیڑے مکوڑے ہیں اسلئے انہیں شیطان فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

حَدَّثَنَا ابْنُ الْعَلَاءِ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلٍ نَحْوَهُ قَالَ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ

ترجمہ: اس حدیث کی دوسری روایت ہے جس میں فی الصلوۃ (نماز میں) کا لفظ ہے اور یہ کہ: جتنا ہو سکے اسکو دبانے کی کوشش کرے۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَاهْ هَاهْ فَإِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو جس قدر ہو سکے اسے روکے اور ہا، ہا نہ کرے کیونکہ وہ شیطان (کے اثر) سے ہے، اور اس سے ہنستا ہے (بخاری، ترمذی، نسائی)

شرح: خطابیؒ نے کہا ہے کہ چھینک کو پسند کرنے اور اس کی تعریف کرنے کا اور جمائی کو ناپسند کرنے اور اسکی مذمت کرنے کا معنی یہ ہے کہ چھینک سے مسام کھل جاتے ہیں، بدن ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے اور سانس وغیرہ کی حرکات آسان اور رواں ہو جاتی ہیں، اور ان امور کا سبب غذا کی تخفیف، کم کھانا، اور قلیل چیزوں پر اکتفاء کرنا ہے۔ جمائی کا سبب بدن کا بوجھ، پیٹ کا پُر ہونا، جسم کا ڈھیلا پن اور نیند کی کیفیت کا طاری ہونا ہے۔ یہ چیزیں لائق مذمت ہیں کیونکہ ان سے نیکیوں میں کمی ہوتی ہے، اور واجبات کی آدائیگی مشکل ہو جاتی ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ شیطان جمائی لینے والے کی شکل وصورت، سستی اور بوجھل طبیعت کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ابن العربی نے عارضہ الاحوذی میں لکھا ہے کہ ہر مکروہ فعل کو شرع نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ وہ اس کا واسطہ اور سبب ہے۔ جمائی چونکہ جسم کے بوجھل ہونے سے پیدا ہوتی ہے اور سستی کی علامت ہے اس لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا۔ چھینک چونکہ صحت ونشاط کی علامت ہے اس لئے اسے اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کی سند دی گئی ہے۔ واللہ اعلم

بَابٌ فِي الْعُطَاسِ (چھینک کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَطَسَ وَضَعَ يَدَهُ أَوْ ثَوْبَهُ عَلَى فِيهِ وَخَفَضَ أَوْ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ شَكَّ يَحْيَى

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینک مارتے تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور اس کے

ساتھ اپنی آواز کو پسند کرتے تھے (ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے گویا اس میں ابن عجلان راوی متکلم فیہ ہے)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ وَخُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ تَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں مسلم کیلئے اپنے بھائی پر واجب ہیں: سلام کا جواب دینا، چھینک مارنے والے کو دعا دینا، دعوت قبول کرنا، بیمار کی عیادت کرنا اور جنازے کے پیچھے جانا (بخاری)

شرح: حافظ ابن القیم نے فرمایا کہ ترمذی کی روایت میں ہے: ابن عمرؓ کے پاس ایک شخص نے چھینک مار کر کہا: الحمدُ لِلّٰہِ وَالسّلامُ عَلیٰ رَسُولِ اللہ: ابن عمرؓ نے کہا کہ میں بھی کہتا ہوں: الحمدُ لِلّٰہِ وَالسّلامُ عَلیٰ رَسُولِ اللہ: لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) یوں نہیں سکھلایا بلکہ یہ سکھایا تھا کہ ہم کہیں: الحمد للہ علیٰ کل حال۔ اور ترمذی نے ابوہریرہؓ کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا اور اس میں روح پھونکی تو اس نے چھینک ماری اور کہا: الحمد للہ، پس اس نے اللہ کے حکم واذن سے اسکی حمد کی اس کے رب نے فرمایا: رَحِمَکَ اللہ یا آدم۔ تو فرشتوں کی اس جماعت کی طرف جا۔ وہ گیا اور کہا: السلام علیکم۔ انہوں نے کہا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحمَةُ اللہ۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹا تو اس نے فرمایا۔ یہ تیر اور تیری اولاد کا آپس میں سلام ہے۔

منذری کا قول ہے کہ جنازے کے پیچھے جانا، اسے دفن کرنا اور اس پر نماز پڑھنا جمہور علماء کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ مریض کی عیادت مستحب اور فضیلت ہے۔ لیکن جس کا کوئی تیماردار نہ ہو اس کی تیمارداری سب مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ مبادا وہ ضائع ہو جائے اور بھوکا پیاسا مر جائے اور اس طرح نماز اور دفن بھی۔ جہاں تک دعوت قبول کرنے کا تعلق ہے، اگر وہ نکاح کا ولیمہ ہو تو اگر کھانا پاکیزہ ہے۔ بلایا جانیوالا روزہ دار نہیں اور اس دعوت میں کوئی ناجائز فعل نہیں تو جمہور علماء اسے واجب (سنت مؤکدہ) کہتے ہیں۔ اور دیگر دعوتوں کی قبولیت الفت اور حسن صحبت کے باب سے ہے اور مستحب ہے۔ سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے اور کوفی فقہاء کے نزدیک ہر شخص پر جواب فرض ہے (مگر حنفیہ کا یہ مسلک نہیں۔)

ایک حدیث میں ہر مسلم کی نصیحت (خیر خواہی کرنا اور اچھی بات کی تلقین کرنا) کو بھی ایک حق فرمایا ہے۔ نصیحت مستحب ہے واجب نہیں، لیکن جب کوئی مشورہ طلب کرے تو نصیحت واجب ہو جاتی ہے۔ حق کا لفظ ہر جگہ وجوب نہیں چاہتا۔ حضور نے فرمایا کہ اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے لایا جائے تو وہاں ان کا دودھ دوہنا حق ہے، یعنی واجب نہیں۔ از راہ ہمدردی خلائق انسانی حق ہے۔ ابوہریرہؓ کا قول ہے کہ: ہر مسلمان پر جمعہ کا غسل، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا حق ہے۔ مگر یہاں حق کا معنی کسی کے نزدیک فرض نہیں ہے۔

مسلم کی ایک حدیث میں ایک مسلم کے دوسرے پر چھ حق گنوائے ہیں اور چھٹا حق یہ ہے کہ جب وہ تجھ سے مشورہ مانگے تو اسے صحیح مشورہ دے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ (چھینک مارنے والے کو دعا دینے کی کیفیت کا باب)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ

بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ سَالِمٌ وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ مِمَّا قُلْتُ لَكَ قَالَ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ أُمِّي بِخَيْرٍ وَلَا بِشَرٍّ قَالَ إِنَّمَا قُلْتُ لَكَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمِّكَ ثُمَّ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَحْمَدْ اللَّهَ قَالَ فَذَكَرَ بَعْضَ الْمَحَامِدِ وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ عِنْدَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَلْيَرُدَّ يَعْنِي عَلَيْهِمْ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ

ترجمہ: ھلال بن یساف نے کہا کہ ہم لوگ سالم بن عبید اشجعی کے پاس تھے۔ لوگوں میں سے ایک نے چھینک مار کر کہا: السلام علیکم۔ سالم نے کہا: وَعَلَیکَ وَعلیٰ اُمِّکَ۔ پھر اس کے بعد کہا: شاید تو میری اس بات سے ناراض ہوا ہے؟ وہ بولا: مجھے یہ پسند تھا کہ آپ میری ماں کا ذکر نہ کرتے، نہ بھلائی کے ساتھ نہ برائی کے ساتھ۔ سالمؓ نے کہا کہ میں نے تو تجھے وہی بات کہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ قوم میں سے ایک شخص نے چھینک ماری اور بولا: اَلسَّلَامُ عَلَیکُم پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَعَلیكَ وعلیٰ اُمِّكَ. پھر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو اللہ کی تعریف کرے۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد کے بعض صیغے بیان فرمائے (مثلاً الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمین وغیرہ) اور پاس والا کہے: یرحمک اللہ اور پھر وہ جواب دے۔ یَغفِرُ اللہ لَنَا وَلَکُم۔ (ترمذی، نسائی)

شرح: اس شخص کو حضور نے جو فرمایا: تجھ پر بھی سلام اور تیری ماں پر بھی۔ اس کا مطلب دراصل یہ تھا کہ تیری ماں جس نے تجھے یہ سکھایا اس پر سلام ہو، ورنہ والدین کی تعلیم یوں نہیں ہونی چاہیے۔ یہ سلام کا موقع نہ تھا بلکہ الحمد للہ کا مقام تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ذکر کو بے محل دوسری جگہ پر رکھ دینا مذموم بدعت ہے۔

حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَرْفَجَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَشْجَعِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: اسی حدیث کی دوسری روایت جس میں ھلال بن یساف کی روایت خالد بن عرفجہ سے اور اس کی روایت سالم بن عبید اشجعی سے ہے اور اس نے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (ابوداؤد نے یہ سند اسلئے بیان کی ہے کہ ترمذی نے اس کی روایت کر کے کہا ہے کہ بعض ائمہ کے نزدیک یہ حدیث (متقدم) منقطع ہے اور ھلال اور سالم کے درمیان ایک اور شخص بھی ہے)۔ نسائی۔ خالد بن عرفجہ کو خالد بن عرفطہ بھی کہا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلْ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَيَقُولُ هُوَ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہے، الحمد للہ علی کل حال۔ اور اس کا بھائی کہے یا فرمایا کہ اس کا ساتھی کہے۔ یرحمک اللہ اور وہ کہے، یہدیکم اللہ و یصلح بالکم (بخاری، نسائی)

بَابٌ كَمْ مَرَّةً يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ (چھینک والے کو کتنی مرتبہ دعا دی جائے)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَمِّتْ أَخَاكَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ

ترجمه: ابوہریرہؓ نے کہا کہ اپنے بھائی کو تین بار (چھینک پر) دعا دے۔ اس سے زیادہ اگر وہ چھینک مارے تو اسے زکام ہے۔

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنَّهُ رَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مُوسَى بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمه: ابوہریرہؓ سے اسکی دوسری روایت مرفوع ہے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کی ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ ابونعیم نے اسے موسیٰ بن قیس کے طریق سے مرفوع بیان کیا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ موسیٰ بن قیس پر شدید تنقید ہوئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ غالی رافضی تھا، راوی باطل احادیث کی روایت کرتا تھا۔

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ حُمَيْدَةَ أَوْ عُبَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُشَمِّتُ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُشَمِّتَهُ فَشَمِّتْهُ وَإِنْ شِئْتَ فَكُفَّ

ترجمه: حمیدہ یا عبیدہ بن عبید رفاعہ زرقی اپنے باپ سے روایت کرتی ہے، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے ارشاد فرمایا: چھینک مارنے والے کو تین بار دعا دی جائے پھر چاہے اسے دعا دو یا نہ دو (یہ روایت مرسل ہے۔ عبید بن رفاعہ کے متعلق ابوحاتم اور بخاری نے کہا ہے کہ وہ صحابی نہیں۔ اسکا باپ رفاعہؓ صحابی ہے جس سے یہ روایت کرتا ہے اس کی سند میں یزید بن عبدالرحمٰن دالانی مختلف فیہ ہے)

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ ثُمَّ عَطَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ مَزْكُومٌ

ترجمه: سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک ماری تو حضور نے اسے یرحمک اللہ فرمایا، پھر اس نے چھینک ماری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کو زکام ہے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: مسلم نے بھی اسی معنی کی روایت کی ہے مگر ابن ماجہ نے تین بار کا ذکر کیا ہے کہ حضور نے فرمایا چھینک مارنے والے کو تین بار دعاء دی جائے۔ اس سے زائد کا سبب زکام ہے۔ ترمذی کی روایت سلمہؓ بن اکوع سے ہے اور اس میں شک کے ساتھ دوسری یا تیسری بار کا ذکر ہے اور ترمذی کی روایت میں شک کے بغیر تیسری بار پر یہ فرمایا کہ اسے زکام ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ تین بار کے بعد دعاء نہ دی جائے۔ یہ بھی کہا ہے کہ جب معلوم ہو کہ اسے زکام ہے تو پھر تکرار پر دعاء نہ دیں۔ ممکن ہے

راوی نے صرف تیسری بار کی چھینک سنی ہو یا بعد میں آیا ہو۔ اس طرح سے احادیث متفق ہو جاتی ہیں۔

بَاب كَيْفَ يُشَمَّتُ الذِّمِّيُّ (ذمی کو کیسے تشمیت کی جائے)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ الدَّيْلَمِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ الْيَهُودُ تَعَاطَسُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَاءَ أَنْ يَقُولَ لَهَا يَرْحَمُكُمْ اللَّهُ فَكَانَ يَقُولُ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

ترجمه: ابو موسےٰ اشعری نے کہا کہ یہودی اس امید پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک مارتے تھے کہ آپ یرحمک اللہ فرمائیں گے۔ مگر آپ فرماتے: یھدیکم اللہ و یصلح بالکم (ترمذی، نسائی، ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَاب فِيمَنْ يَعْطِسُ وَلَا يَحْمَدُ اللَّهَ (جو شخص چھینک مار کر الحمد للہ نہ کہے)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَتَرَكَ الْآخَرَ قَالَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلَانِ عَطَسَا فَشَمَّتَّ أَحَدَهُمَا قَالَ أَحْمَدُ أَوْ فَسَمَّتَّ أَحَدَهُمَا وَتَرَكْتَ الْآخَرَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللَّهَ وَإِنَّ هَذَا لَمْ يَحْمَدْ اللَّهَ

ترجمه: انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو آدمیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک ماری۔ آپ نے ایک کو تشمیت فرمائی اور دوسرے کو نہ فرمائی۔ انسؓ نے کہا کہ کسی شخص نے کہا: یا رسول اللہ دو شخصوں نے چھینک ماری آپ نے ایک کو دعاء دی اور دوسرے کو ترک کر دیا؟ فرمایا: اس نے الحمد للہ کہا اور اس نے نہیں کہا (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: فتح الباری میں ہے کہ یہ سوال کرنے والا وہی تھا جس نے الحمد للہ نہ کہا تھا۔ الادب المفرد میں ابو ہریرہؓ سے ایسا ہی وارد ہے اور آئندہ حدیث میں بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ سہل بن سعدؓ کی حدیث میں جس عامرؓ بن طفیل کا ذکر ہے وہ مشہور صحابی ہے۔ دوسرا عامرؓ بن طفیل ازوی بھی صحابی تھا، وہ پہلا اسلمی تھا۔ ایک عامر بن طفیل وہ بھی تھا جو ایمان نہیں لایا۔ حافظ ابن القیم نے چار پانچ احادیث بیان کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تشمیت واجب ہے۔

أَبْوَابُ النَّوْمِ

بَاب فِي الرَّجُلِ يَنْبَطِحُ عَلَى بَطْنِهِ

(پیٹ کے بل لیٹنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَعِيشَ بْنِ طَخْفَةَ بْنِ قَيْسٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ كَانَ أَبِي مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوا بِنَا إِلَى بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَانْطَلَقْنَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَطْعِمِينَا فَجَاءَتْ بِحَشِيشَةٍ فَأَكَلْنَا ثُمَّ قَالَ

يَا عَائِشَةُ أَطْعِمِينَا فَجَاءَتْ بِحَيْسَةٍ مِثْلِ الْقَطَاةِ فَأَكَلْنَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ اسْقِينَا فَجَاءَتْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْنَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ اسْقِينَا فَجَاءَتْ بِقَدَحٍ صَغِيرٍ فَشَرِبْنَا ثُمَّ قَالَ إِنْ شِئْتُمْ بِتُّمْ وَإِنْ شِئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ مِنَ السَّحَرِ عَلَى بَطْنِي إِذَا رَجُلٌ يُحَرِّكُنِي بِرِجْلِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ ضِجْعَةٌ يُبْغِضُهَا اللَّهُ قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: یعیش بن طخفہ بن قیس غفاری نے کہا کہ میرا باپ اصحاب صفہ میں تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو عائشہؓ کے گھر چلیں۔ پس ہم گئے، حضور نے فرمایا: اے عائشہ: ہمیں (کچھ) کھلاؤ تو وہ دلیا لائیں جو ہم نے کھایا۔ پھر فرمایا: اے عائشہؓ ہمیں (کچھ اور) کھلاؤ تو وہ تھوڑا سا حیس لائیں جو ہم نے کھایا۔ پھر حضور نے فرمایا: اے عائشہؓ ہم کو (کچھ) پلاؤ تو وہ دودھ کا ایک بڑا پیالہ لائیں جو ہم نے پی لیا۔ پھر فرمایا: اے عائشہؓ ہمیں (اور کچھ) پلاؤ تو وہ ایک چھوٹا پیالہ لائیں جو ہم نے پی لیا۔ پھر حضور نے فرمایا اگر تم چاہو تو سو جاؤ، اور چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔ راوی نے کہا کہ اس اثناء میں کہ میں بوقت سحر اپنے پیٹ کے بل سویا ہوا تھا اچانک کوئی آدمی مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ ہلانے لگا اور اس نے کہا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔ کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے (نسائی، ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث کی سند میں بقول منذری، بہت اختلاف ہوا ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں یعیش کی روایت اپنے باپ سے ہے۔ ابوداؤد نے اس کی روایت میں باپ کا ذکر نہیں کیا۔ ابو عمر نمری نے کہا کہ اس سند میں شدید اختلاف واضطراب ہے کسی نے طہفہ کہا کسی نے طخفہ اور کسی نے طغفہ اور کسی نے طقفہ کہا۔ بعض نے قیس بن طخفہ کہا، بعض نے یعیش بن طخفہ اور کسی نے عبداللہ بن طخفہ۔ ان سب کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت ایک ہی ہے کہ اس نے کہا میں صفہ میں سویا پڑا تھا الخ امام بخاری نے اس میں بڑا اختلاف ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ طخفہ غلط ہے اور یہ روایت یعیش بن طخفہ عن قیس الغفاری ہے۔ بخاری نے کہا کہ اس میں قیس کا ذکر غلط ہے اور کہا گیا ہے کہ اسکی روایت ابو ہریرہؓ سے ہے مگر یہ بھی غلط ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ راوی کا نام عبداللہؓ ہے جو صحابی تھا۔
محدث علی القاری نے من السحر کا معنی یہ بتایا ہے کہ اس شخص کے کلیجے میں درد تھا جس کے باعث وہ پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا۔

بَابٌ فِي النَّوْمِ عَلَى سَطْحٍ غَيْرِ مُحَجَّرٍ

(ایسی چھت پر سونے کا باب جس پر پردہ نہ ہو)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمٌ يَعْنِي ابْنَ نُوحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ جَابِرٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ وَعْلَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَثَّابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَعْنِي ابْنَ شَيْبَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ لَهُ حِجَارٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن علی بن شیبان نے اپنے باپ سے روایت کی اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسے مکان کی چھت پر سوئے جس پر پردہ نہ ہو تو اس کی ذمہ داری کسی پر نہیں (خطابی کی روایت میں حجار کے بجائے حجی کا لفظ ہے اور اس سے مراد چھت کی چار دیواری ہے جو گرنے سے بچاتی ہے۔ حجی کا معنی دراصل عقل ہے جو انسان کو ہلاکت سے بچاتی ہے)

بَابٌ فِي النَّوْمِ عَلَى طَهَارَةٍ (طہارت پر سونے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلَى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ قَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو ظَبْيَةَ فَحَدَّثَنَا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَابِتٌ قَالَ فُلَانٌ لَقَدْ جَهَدْتُ أَنْ أَقُولَهَا حِينَ أَنْبَعِثُ فَمَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی پاکیزگی کی حالت میں ذکر کر کے سوئے، پھر رات کو اٹھے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا فرماتا ہے۔ ثابت بنانی نے کہا کہ ابو ظبیہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں یہ حدیث معاذؓ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے سنائی۔ ثابت نے کہا کہ فلاں شخص نے بیان کیا کہ میں نے بہت کوشش کی کہ نیند سے اٹھ کر یہ کہوں مگر اس پر قادر نہ ہو سکا (شاید بھول گیا ہو گا۔ نسائی اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا۔ نسائی نے یہ روایت ثابت عن شہر عن ابی ظبیہ عن معاذؓ بیان کی اور پھر ثابت نے ابو ظبیہ سے خود سن کر اس سے روایت کی)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ قَالَ أَبُو دَاوُد يَعْنِي بَالَ

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھے، رفع حاجت کیا پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے پھر سو گئے۔ ابو داؤد نے قضائے حاجت کا معنی بول کرنا بتایا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

بَابٌ كَيْفَ يَتَوَجَّهُ

كَيْفَ يَتَوَجَّهُ الرَّجُلُ عِنْدَ النَّوْمِ (سوتے وقت کس طرف منہ کرے)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ بَعْضِ آلِ أُمِّ سَلَمَةَ كَانَ فِرَاشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِمَّا يُوضَعُ الْإِنْسَانُ فِي قَبْرِهِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ

ترجمہ: ابو قلابہ نے حضرت ام سلمہؓ کی آل میں سے کسی سے روایت کی، اس نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا اس رخ پر ہوتا تھا جدھر کو انسان اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور مسجد آپ کے سر کی طرف تھی (ابو قلابہ نے جس سے روایت کی ہے معلوم نہیں وہ صحابی تھا یا نہیں) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور دائیں پہلو پر قبلہ رُخ سوتے تھے اور آپ کی رات کی سجدہ گاہ (مسجد) سر کی طرف ہوتی تھی۔ یعنی سوتے جاگتے اطاعت و عبادت میں اللہ کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

بَابٌ مَا يُقَالُ عِنْدَ النَّوْمِ (باب سوتے وقت کیا پڑھے)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَوَاءٍ عَنْ حَفْصَةَ

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ

ترجمہ: حفصہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونا چاہتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ تین بار پڑھتے (نسائی) نسائی کی ایک روایت براء سے ہے جس میں یجمع عبادک کا لفظ ہے۔ (ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھا کر جمع کرے گا۔ اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچائیو)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَنْصُورًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ فَإِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ قَالَ الْبَرَاءُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ فَقُلْتُ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ

ترجمہ: براء بن عازب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ جب تو اپنے بستر پر جائے تو تو پہلے نماز کے وضوء جیسا وضوء کر پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جا اور کہہ۔ اللھم اسلمت وجہی الیک الخ "اے اللہ میں نے اپنا چہرہ تیرے سامنے مطیع کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے اپنا پشت پناہ بنایا، تیرے خوف اور تیری طرف رغبت کے ساتھ۔ کوئی پناہ گاہ اور کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں مگر تیری طرف۔ میں تیری نازل کردہ کتاب پر ایمان لایا اور جو نبی تو نے بھیجا اس پر ایمان لایا۔ فرمایا پھر اگر تو مر جائے تو فطرت (اسلام) پر مرے گا اور ان کلمات کو اپنا آخری کلام بنا لینا (یعنی سوتے وقت آخری دعاء یہ ہو) براء نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں ان کلمات کو یاد کرلوں، پس میں نے یہ لفظ بولا: ورسولک الذی ارسلت۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ ونبیک الذی ارسلت کہو (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے پتہ چلا کہ اذکار ادعیہ اور وظائف کے الفاظ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان میں کچھ خاص اسرار و خصائص ہیں لہٰذا ان میں تبدیلی کرنا جائز نہیں اور ان میں قیاس کا کوئی دخل نہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ وَأَنْتَ طَاهِرٌ فَتَوَسَّدْ يَمِينَكَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ

ترجمہ: براءؓ بن عازب نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو بحالت طہارت ہو، پھر دائیں ہاتھ کا تکیہ بنا لے الخ پچھلی حدیث کی مانند۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْغَزَّالُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ الْبَرَاءِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا قَالَ سُفْيَانُ

قَالَ أَحَدُهُمَا إِذَا أَتَيْتَ فِرَاشَكَ طَاهِرًا وَقَالَ الْآخَرُ تَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ وَسَاقَ مَعْنَى مُعْتَمِرٍ

ترجمہ: براءؓ بن عازب نے یہی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس کے ایک راوی (اعمش اور منصور میں سے) نے: اذا اتیت فراشک طاہرا کہا اور دوسرے نے: توضاء وضوءک للصلوۃ کے لفظ بولے آخ پھر اسی حدیث نمبر ۵۰۴۳ کو بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَحْيَا وَأَمُوتُ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

ترجمہ: حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سوتے تھے تو کہتے تھے اللھم باسمک احیی واموت جب بیدار ہوتے تو فرماتے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔

شرح: اس حدیث میں موت سے مراد نیند ہے کیونکہ اسکے باعث عقل اور حرکت زائل ہو جاتی ہے۔ نشور کا معنی زندہ کرنا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اپنے تہ بند کی نچلی طرف سے جھاڑ دے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد بستر پر کیا چیز رہی تھی۔ پھر وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے پھر کہے باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعہ ان امسکت نفسی فارحمھا وان ارسلتھا فاحفظھا بما تحفظ الصالحین من عبادک۔

ترجمہ: تیرے نام کے ساتھ اے میرے رب میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا اور تیرے ہی فضل سے اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے واپس چھوڑ دے تو تو اس کی اسطرح حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ح و حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ نَحْوَهُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ زَادَ وَهْبٌ فِي حَدِيثِهِ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنْ الْفَقْرِ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی مُنْزِلَ التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ

ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌبِنَا صِیَتِہٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ وهب بن بقیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا۔ اَقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ۔ (مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

شرح: حضور کی اس دعاء کا یہ معنی ہے کہ اے اللہ آسمان کے مالک اور زمین کے مالک اور ہر چیز کے رب، دانے کو اور گٹھلی کو پھاڑنے والے تورات اور انجیل اور قرآن کو اتارنے والے، میں ہر شر والے کے شر سے پناہ لیتا ہوں تو اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے (اس کو مطیع کرنے والا ہے) تو ہی اول ہے کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور تو ہی آخر ہے کہ تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اور تو ہی ظاہر ہے کہ تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو ہی باطن ہے کہ (مخفی ہونے میں) کوئی چیز تجھ سے ورے نہیں۔ میرا قرض ادا فرمادے اور مجھ کو فقر سے غنی فرما۔ ظاہر و باطن کا معنی یہ ہے کہ کائنات کے ذرے ذرے سے اسکی قدرتوں کا ظہور ہونے کے باوجود اسکی ذات اقدس مخفی ہے، اور مخفی و مستور ہونے کے باوجود اس کا ظہور کمال درجے کا ہے۔ اول و آخر کا مطلب یہ ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو وہ موجود تھا اور جب کچھ نہ ہوگا تو بھی وہ موجود ہوگا۔ پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جانور کو مطیع کرتے ہیں لہٰذا قبضے میں لانے کے لئے یہ محاورہ بن گیا۔

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا الْأَحْوَصُ يَعْنِي ابْنَ جَوَّابٍ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْحَارِثِ وَأَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ مَضْجَعِهِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَأْثَمَ اللَّهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ سوتے وقت کہتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بوجھک الکریم الخ "اے اللہ میں تیری کریم ذات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اور تیرے تام کلمات کیساتھ ہر اس چیز کے شر سے جس کو تو اس کی پیشانی سے پکڑنے والا ہے۔ اے اللہ تو ہی قرض اور گناہ کو دور فرماتا ہے اے اللہ تیرا لشکر شکست نہیں کھاتا اور تیرے وعدے کے خلاف نہیں کیا جاتا اور کسی مرتبے والے کا مرتبہ اسکو تجھ سے کچھ نفع نہیں دلاتا تو پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے (نسائی)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے، تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور (موذی چیزوں کے شر سے) ہمیں بچایا اور ہمیں پناہ دی، کئی ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہیں کوئی بچانے والا اور پناہ دینے والا نہیں (مسلم، ترمذی، نسائی) یعنی کئی لوگوں کو اللہ تعالیٰ شریروں کے شر سے نہیں بچاتا اور دشمنوں کی اذیت سے پناہ نہیں دیتا۔

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ التِّنِّيسِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الْأَزْهَرِ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَضَعْتُ جَنْبِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَأَخْسِئْ شَيْطَانِي وَفُكَّ رِهَانِي وَاجْعَلْنِي فِي النَّدِيِّ الْأَعْلَى قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ أَبُو هَمَّامٍ الْأَهْوَازِيُّ عَنْ ثَوْرٍ قَالَ أَبُو زُهَيْرٍ الْأَنْمَارِيُّ

ترجمہ: ابوالازھر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے، اللہ کے نام کے ساتھ ہی میں نے اپنا پہلو رکھا۔ اے اللہ مجھ کو میرا گناہ بخش دے اور میرے شیطان کو دھتکار دے اور میری پابندی کو دور کردے اور مجھے اعلیٰ مجلس میں جگہ دے۔ ابوداؤد نے کہا کہ دوسری روایت میں ابوزھیر الانماری آیا ہے۔

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِنَوْفَلٍ اقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ

ترجمہ: فروہ بن نوفل نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفلؓ سے فرمایا: سورۂ قل یایھا الکفرون پڑھ اور پھر اس کے خاتمے پر سوجا کیونکہ یہ شرک سے براءت ہے (نسائی نے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور ترمذی اور نسائی نے اس میں کچھ اختلاف ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے کہا کہ اس حدیث میں ابواسحاق راوی کے شاگردوں میں اختلاف ہوا ہے۔ ابوعمر نمری نے نوفل کا ذکر کتاب الصحابہ میں کیا ہے اور اس حدیث زیر نظر کو بیان کر کے اسے مضطرب الاسناد کہا ہے اور یہ کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے حافظ ابن عبدالبر (ابوعمر نمری) کے قول کا رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مضطرب نہیں ہے۔ بلکہ جس روایت میں عن ابیہ کا لفظ ہے وہ راجح تر ہے اور یہی موصول بھی ہے اور ثقہ راویوں کی روایت ہے۔ پس ارسال کرنے والوں کی مخالفت مضر نہیں کیونکہ اضطراب کی شرط یہ ہے کہ وجوہ اضطراب برابر ہوں۔ اور جب وجوہ اختلاف میں تفاوت ہو تو بلا خوف راجح ہی کو لیا جائے گا۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِيَانِ ابْنَ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا وَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہر رات کو بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنی ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، پھر ان میں پھونک مارتے اور ان میں قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر جہاں تک ہو سکتا ان سے اپنا جسم کا مسح فرماتے، سر اور چہرے سے شروع فرماتے اور جسم کے سامنے والے حصے پر ہاتھ پھیرتے۔ تین دفعہ ایسا ہی کرتے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) مطلب یہ ہے کہ ہاتھوں پر پھونک مارنے سے قبل یہ سورتیں پڑھتے تھے۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ بیمار کیلئے شفاء کی دعاء کر کے اسے پھونک مارنا اور ذرا تھوکنا جائز ہے۔ اور اس حدیث میں بھی اس کی دلیل موجود ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک پھونک مارنا جائز نہیں اور بعض نے: ومن شر النفاثات فی العقد سے استدلال کیا ہے۔ مگر یہ استدلال غلط ہے کیونکہ آیت میں مذمت اہل باطل اور جادوگروں کی ہوئی ہے۔ حضور نے جو معوذات کو پڑھ کر دم فرمایا ہے اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ ان سورتوں میں پھونک مارنے والی جادوگرنیوں کے شر سے، حاسدوں کے شر سے، شیطان اور اس

کے وسوسے کے شر سے، شریر لوگوں کے شر سے اور ہر مخلوق کی برائی کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے ابو طاہر نے پھونک مارنے اور ذرا ساتھوکنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں شمار کیا ہے کیونکہ کوئی اور جسمانی اور روحانی طہارت میں اس مقام رفیع پر فائز نہیں ہے۔ اور اس کے جواز پر دلیل محض قیاس سے ہے جو قیاس مع الفارق ہے مگر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ابو طاہر کا قول دوسروں پر دم کرنے کے لئے تو شاید دلیل بن سکے، حضور کا اپنے جسم اطہر پر خود تھوکنا ابو طاہر کی دلیل سے خارج ہے، اور پھونک مارنے کی دلیل صرف یہی حدیث نہیں بلکہ اور بہت سی احادیث بھی ہیں۔ اور خصوصیت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے۔ واللہ اعلم

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ أَنْ يَرْقُدَ وَقَالَ إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ

ترجمہ: عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات پڑھتے تھے، اور آپ نے فرمایا کہ ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیت سے افضل ہے (ترمذی، نسائی۔ ترمذی نے اسے حسن غریب کہا اور اس کی سند میں بقیہ بن ولید متکلم فیہ ہے)

شرح: مسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جو سبح، یسبح اور سبح سے شروع ہوتی ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ افضل ترین آیت شاید سورہ حشر کے اواخر میں ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کے ذاتی و صفاتی اسمائے حسنیٰ بیان ہوئے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانِي وَآوَانِي وَأَطْعَمَنِي وَسَقَانِي وَالَّذِي مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ وَالَّذِي أَعْطَانِي فَأَجْزَلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ اللَّهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ وَإِلَهَ كُلِّ شَيْءٍ أَعُوذُ بِكَ مِنْ النَّارِ

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرمایا کرتے تھے، تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو میرے لئے کافی ہوا، مجھے پناہ دی اور مجھے کھلایا پلایا اور جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور جس نے مجھے عطا کیا تو بہت کچھ عطا کیا۔ ہر حال میں اللہ ہی کی تعریف ہے۔ اے اللہ! اے ہر شئی کے رب اور مالک اور ہر چیز کے الٰہ، میں آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں (نسائی) اگر غور کیا جائے تو اس حدیث میں ان انعامات کی طرف اشارہ ہے جو سورہ ضحیٰ اور انشراح میں بیان ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهَ تَعَالَى فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرْ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص بستر پر لیٹا اور اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس پر بروز قیامت حسرت و ندامت ہوگی، اور جو کسی مجلس میں بیٹھا اور اس میں اللہ کو یاد نہ کیا تو بروز قیامت اس پر حسرت و ندامت ہوگی (نسائی نے صرف لیٹنے کا قصہ روایت کیا ہے اس کی سند میں محمد بن عجلان ہے جو متکلم فیہ ہے) حسرت اس بات پر ہوگی کہ میں نے فلاں وقت یاد خدا سے خالی کیوں رہنے دیا۔ میدان قیامت میں نیکوں کو یہ حسرت ہوگی کہ جب نیکیوں کی جزاء یہ ہے تو کاش ہم

مزید نیکیاں کر لیتے اور بدوں کو یہ ندامت ہو گی کہ ہم نے بدی کا راستہ ترک کیوں نہ کیا!

بَاب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا تَعَارَّ مِنْ اللَّيْلِ (باب رات کو اٹھ کر کیا کہے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنْ اللَّيْلِ فَقَالَ حِينَ يَسْتَيْقِظُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ دَعَا رَبِّ اغْفِرْ لِي قَالَ الْوَلِيدُ أَوْ قَالَ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ

ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو اٹھا اور بیدار ہوتے ہی کہا: لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ علٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ پھر اس نے دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِی۔ اس کی دعا قبول ہو گی۔ پھر اگر وہ اٹھے اور وضو کر کے نماز پڑھے اس کی نماز قبول ہو گی۔ (بخاری، ترمذی، نسائی۔ ابن ماجہ نے اسی طرح روایت کی ہے)

حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ اللَّيْلِ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو کہتے۔ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَالُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

بَاب فِي التَّسْبِيحِ عِنْدَ النَّوْمِ (سوتے وقت کی تسبیح کا باب)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ الْمَعْنَى عَنْ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ شَكَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنْ الرَّحَى فَأُتِيَ بِسَبْيٍ فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ فَلَمْ تَرَهُ فَأَخْبَرَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ فَأَتَانَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ عَلَى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي

فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کے باعث ہاتھوں کی تکلیف کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی لائے تو فاطمہؓ آپ سے سوال کرنے گئیں مگر آپ کو نہ پایا۔ پس انہوں نے یہ بات حضرت عائشہؓ کو بتائی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے یہ بات آپکو بتلائی پس حضور ہمارے ہاں تشریف لائے جب کہ ہم اپنے بستروں میں تھے۔ پس ہم نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا: اپنی اپنی جگہ پر رہو۔ پس آپ تشریف لائے اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے حتی کہ میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی۔ پس آپ نے فرمایا، جو کچھ تم نے مانگا تھا کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ جب تم بستروں میں جاؤ تو ۳۳ بار تسبیح کرو، ۳۳ بار الحمد للہ کہو، اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے (بخاری، مسلم، نسائی)

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ الْيَشْكُرِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْوَرْدِ بْنِ ثُمَامَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لِابْنِ أَعْبُدَ أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ أَحَبَّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ وَكَانَتْ عِنْدِي فَجَرَّتْ بِالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ بِيَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا وَقَمَّتْ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا وَأَوْقَدَتْ الْقِدْرَ حَتَّى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا وَأَصَابَهَا مِنْ ذَلِكَ ضُرٌّ فَسَمِعْنَا أَنَّ رَقِيقًا أُتِيَ بِهِمْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ فَسَأَلْتِيهِ خَادِمًا يَكْفِيكِ فَأَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فَاسْتَحْيَتْ فَرَجَعَتْ فَغَدَا عَلَيْنَا وَنَحْنُ فِي لِفَاعِنَا فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهَا فَأَدْخَلَتْ رَأْسَهَا فِي اللِّفَاعِ حَيَاءً مِنْ أَبِيهَا فَقَالَ مَا كَانَ حَاجَتُكِ أَمْسِ إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ فَسَكَتَتْ مَرَّتَيْنِ فَقُلْتُ أَنَا وَاللَّهِ أُحَدِّثُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذِهِ جَرَّتْ عِنْدِي بِالرَّحَى حَتَّى أَثَّرَتْ فِي يَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتَّى أَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا وَكَسَحَتْ الْبَيْتَ حَتَّى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا وَأَوْقَدَتْ الْقِدْرَ حَتَّى دَكِنَتْ ثِيَابُهَا وَبَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ أَتَاكَ رَقِيقٌ أَوْ خَدَمٌ فَقُلْتُ لَهَا سَلِيهِ خَادِمًا فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ الْحَكَمِ وَأَتَمَّ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن اعبد سے کہا کیا میں تمہیں اپنی اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ بتاؤں؟ فاطمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر والوں سے زیادہ پیاری تھیں اور وہ میرے نکاح میں تھیں۔ پس اس نے چکی چلائی حتی کہ اس نے ان کے ہاتھ پر نشان ڈال دیئے اور مشک سے پانی ڈھویا حتی کہ اس نے ان کے گلے کے نیچے نشان ڈال دیئے اور گھر میں جھاڑو دیا حتی کہ ان کے کپڑے غبار آلود ہو گئے اور ہنڈیا کے نیچے چولھا جونکا حتی کہ کپڑے میلے ہو گئے اور ان چیزوں سے انہیں نقصان پہنچا۔ پھر ہم نے سنا کہ کچھ غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے ہیں۔ پس میں نے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر تم اپنے باپ کے پاس جا کر خادم طلب کرو تا کہ وہ یہ کام کر سکے۔ پس فاطمہ حضور کے پاس گئیں اور وہاں آپ کے پاس کچھ لوگ بات چیت کرتے ہوئے دیکھے تو وہ شرما گئیں اور واپس چلی آئیں۔ پس حضور صبح کو ہمارے گھر آئے اور ہم اپنے لحاف میں

تھے۔ پس آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اس نے باپ سے شرما کر اپنا سر لحاف میں ڈال لیا۔ پس حضور نے فرمایا، کل تمہیں محمد کے گھر والوں سے کیا کام تھا؟ وہ خاموش رہی اور آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا۔ پس میں نے کہا واللہ! یا رسول اللہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اس نے میرے پاس چکی پیسی ہے حتی کہ اس کے ہاتھ پر نشان پڑ گئے ہیں اور مشک کے ساتھ پانی ڈھویا ہے حتی کہ اسکی گردن کے نیچے نشان پڑ گیا ہے اور گھر میں جھاڑو دیا ہے حتی کہ اس کے کپڑے غبار آلودہ ہو گئے ہیں اور ھنڈیا پکائی ہے حتی کہ اس کے کپڑے سیاہ ہو گئے ہیں اور ہمیں خبر ملی تھی کہ آپ کے پاس قیدی آئے ہیں یا خادم آئے ہیں پس میں نے کہا کہ آپ سے ایک خادم مانگے۔ پھر راوی نے الحکم کی حدیث (گذشتہ) کو تمام تر بیان کیا (یہ حدیث کتاب الخراج میں گزر چکی ہے۔ علی بن اعبد راوی کو علی بن المدینی نے غیر معروف بتایا ہے اور اس کی صرف یہی ایک روایت ہمیں معلوم ہے منذری) اس روایت میں حضور نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ کل تمہیں آل محمد سے کیا کام تھا؟ گویا آل کا لفظ۔ اہل بیت کی مانند۔ اپنی ازواج کے لئے استعمال فرمایا۔ آل کا لفظ اھل کی ایک شکل ہے اور اس میں سب سے پہلے بیوی آتی ہے پھر کوئی اور۔

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ شَبَثِ بْنِ رِبْعِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ فِيهِ قَالَ عَلِيٌّ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا لَيْلَةَ صِفِّينَ فَإِنِّي ذَكَرْتُهَا مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُهَا

ترجمہ: شبث بن ربعی نے علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی۔ اس میں حضرت علیؓ نے کہا کہ جب سے میں نے یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے انہیں جنگ صفین کی رات کے سوا کبھی نہیں چھوڑا۔ رات کے آخری حصے میں مجھے یاد آیا تو میں نے اس وقت یہ کلمات کہہ لئے (نسائی۔ امام بخاری نے کہا کہ محمد بن کعب قرظی کا سماع شبث سے ثابت نہیں ہے۔ گویا اس لحاظ سے یہ روایت منقطع ہوئی۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَصْلَتَانِ أَوْ خَلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ يُسَبِّحُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُكَبِّرُ عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ وَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَذَلِكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ هُمَا يَسِيرٌ وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ قَالَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ يَعْنِي الشَّيْطَانَ فِي مَنَامِهِ فَيُنَوِّمُهُ قَبْلَ أَنْ يَقُولَهُ وَيَأْتِيهِ فِي صَلَاتِهِ فَيُذَكِّرُهُ حَاجَةً قَبْلَ أَنْ يَقُولَهَا

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا، دو خصلتیں یا دو باتیں ایسی ہیں کہ ان پر محافظت کرنے والا مرد مسلم جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں آسان ہیں اور ان پر عمل کرنیوالے کم ہیں۔ تو ہر نماز کے بعد دس بار تسبیح، دس بار تحمید اور دس بار تکبیر کہے۔ پس زبان سے یہ ایک سو پچاس ہیں (یعنی صلوات خمسہ کی گنتی) اور

میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہیں، اور رات کو سوتے وقت ۳۴ بار تکبیر کہے، ۳۳ بار تحمید کہے اور ۳۳ بار تسبیح کہے۔ یہ زبان پر تو ایک سو ہیں اور میزان میں ایک ہزار ہیں۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں ہاتھ کی انگلیوں پر پڑھتے دیکھا تھا۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ یہ آپ نے کیسے فرمایا کہ یہ بہت آسان ہیں اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور اسے یہ پڑھنے سے پہلے سلا دیتا ہے، اور وہ نماز میں اس کے پاس آتا ہے اور اسے یہ پڑھنے سے پہلے کوئی ضرورت یاد دلا دیتا ہے (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن صحیح کہا ہے۔ نسائی نے اسے مسند اور موقوف دونوں طرح سے روایت کیا ہے۔)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ عُقْبَةَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ الْفَضْلِ بْنِ حَسَنٍ الضَّمْرِيِّ أَنَّ ابْنَ أُمِّ الْحَكَمِ أَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتَيْ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ إِحْدَاهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ سَبْيًا فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَحْنُ فِيهِ وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَ لَنَا بِشَيْءٍ مِنْ السَّبْيِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكُنَّ يَتَامَى بَدْرٍ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ التَّسْبِيحِ قَالَ عَلَى أَثَرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَذْكُرْ النَّوْمَ

ترجمہ: ام الحکم یا ضباعہ زبیر کی دو بیٹیوں میں سے کسی کے بیٹے نے (اور وہ ام الحکم کا بیٹا تھا) بیان کیا کہ ان میں سے ایک نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو میں اور میری بہن اور فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ سے ان مشکلات کی شکایت کی جن میں ہم گرفتار تھیں اور آپ سے سوال کیا کہ ہمیں کوئی قیدی عنایت فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بدر کے یتیم تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ یعنی ان کا حق فائق ہے، پھر تسبیح کا قصہ ذکر کیا اور فرمایا، ہر نماز کے بعد اور نیند کا ذکر نہیں کیا (یہ حدیث سنن ابی داؤد میں کتاب الخراج میں گزر چکی ہے)

شرح: منذری نے ابن الاثیر سے نقل کیا ہے کہ اس نے اسد الغابہ میں ام الحکم کے ذکر میں یہ روایت بیان کی ہے اور اس میں وضاحت ہے کہ ام الحکم کا بیٹا اپنی والدہ ام الحکم سے روایت کرتا ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ام الحکم اور اس کی بہن دونوں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور اسی طرح اسد الغابہ میں بھی ہے۔ اس سے وضاحت ہو جاتی ہے کہ اصل قصہ میں جانیوالی کون کون تھیں۔

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ (باب بوقت صبح کیا کہے)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مُرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ قُلْ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ قَالَ قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ مجھے چند کلمات کا حکم

دیجئے جنہیں میں صبح کے وقت کہا کروں اور شام کے وقت بھی۔ حضور نے فرمایا: کہو اللھم فاطر السموات والارض اے اللہ آسمانوں اور زمین کے خالق، پوشیدگی اور ظاہر کے جاننے والے، ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔ حضور نے فرمایا: انہیں صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا کرو اور سوتے وقت بھی (ترمذی، نسائی، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ وَإِذَا أَمْسَى قَالَ اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوتُ وَإِلَيْكَ النُّشُورُ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو کہا کرتے تھے، اللھم بک اصبحنا الخ اے اللہ ہم نے تیرے ساتھ صبح کیا اور تیرے ساتھ شام کی، اور تیرے فضل سے زندہ رہیں اور تیری قدرت سے مریں گے اور تیری طرف ہی جمع ہونا ہے۔ اور جب شام ہوئی تو آپ فرماتے: اے اللہ! ہم نے تیرے فضل سے شام کی۔ اور تیری رحمت سے زندہ رہتے ہیں اور تیری قدرت سے مریں گے اور تیرے پاس جمع ہونا ہے (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی نے اسے حسن کہا ہے)

شرح: حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ نسائی، ابن حبان، ترمذی اور ابوداؤد کے الفاظ اس حدیث میں کچھ مختلف ہیں نسائی میں فقط صبح کی دعاء کا ذکر ہے۔ ابن حبان کی روایت میں صبح کی دعاء میں نشور اور شام کی دعاء میں مصیر کا ذکر ہے (یعنی الیک المصیر) ابوداؤد کی روایت میں نشور کا ذکر شام کی دعاء میں اور المصیر کا لفظ صبح کی دعاء میں ہے، ترمذی کی روایت میں بھی ایسا ہی ہے۔ ابن حبان کی روایت اگر محفوظ ہے تو ان سب میں بہتر ہے کیونکہ صبح کا وقت جو نیند سے بیداری کا وقت ہے وہ قیامت کے نشور جیسا ہے اور شام کا وقت جو نیند کا ہے وہ المصیر سے مشابہ تر ہے، یعنی خدا کے حضور میں پیشی اور دنیا سے آخر میں انتقال آیت قرآنی بھی اسی پر دلالت کرتی ہے: وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ الخ۔ اور صحیح بخاری کی روایت حذیفہ اسی کے انسب ہونے کو بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیدار ہوتے تو فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ مَكْحُولٍ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ أَوْ يُمْسِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ أَعْتَقَ اللَّهُ رُبُعَهُ مِنَ النَّارِ فَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَعْتَقَ اللَّهُ نِصْفَهُ وَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثًا أَعْتَقَ اللَّهُ ثَلَاثَةَ أَرْبَاعِهِ فَإِنْ قَالَهَا أَرْبَعًا أَعْتَقَهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص صبح یا شام کو کہے: اللھم انی اصبحت الخ اے اللہ میں نے صبح کی اس حال میں کہ تجھ کو، تیرا عرش اٹھانیوالوں کو، تیرے فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد تیرا بندہ اور رسول ہے۔ تو اللہ

تعالیٰ اسکے چوتھے حصے کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ جو شخص ان کلمات کو دو مرتبہ کہے اسکو (پورے کو) اللہ تعالیٰ آگ سے رہا کر دیتا ہے۔ (منذری نے کہا کہ اسکی سند میں عبد الرحمٰن بن عبد الحمید ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں عبد المجید ہے مگر عبد الحمید ہی صحیح تر ہے۔ یہ نابینا تھا) احادیث کو زبانی روایت کرتا تھا اور اسکی احادیث میں اضطراب ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ ثَعْلَبَةَ الطَّائِيُّ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ أَوْ حِينَ يُمْسِي اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ بِنِعْمَتِكَ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ترجمہ: بریدہؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص صبح اور شام کو کہے اللھم انت ربی لاالہ الاانت الخ "اے اللہ تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں طاقت کے موافق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں، میں اپنے افعال کی برائی لئے تیری پناہ لیتا ہوں، میں تیری نعمت کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو مجھے بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا"۔ پھر وہ اسی دن مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا (نسائی، ابن ماجہ، بخاری اور نسائی نے اسے شداد بن اوس سے روایت کیا اور اس میں کہا کہ یہ سید الاستغفار ہے۔ ترمذی نے اسکی روایت کر کے کہا کہ اس سند سے یہ غریب ہے) عہد سے مراد عہد میثاق بھی ہے اور شہادت توحید و رسالت کا عہد بھی۔ وعدے سے مراد ثواب و جزاء کا وعدہ ہے۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَى أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَأَمَّا زُبَيْدٌ كَانَ يَقُولُ كَانَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُوَيْدٍ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوءِ الْكِبَرِ أَوْ الْكُفْرِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ وَلَمْ يَذْكُرْ سُوءَ الْكُفْرِ

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ

اَسْاَلُكَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَخَیْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكُفْرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ. اور جب صبح ہوتی تو یوں کہتے، اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ ابوداؤد نے کہا کہ شعبہ کی روایت سوء الکفر کے بجائے سوء الکبر ہے (مسلم، ترمذی، نسائی) "ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک و سلطنت نے شام کی، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کی حمد ہے اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے سر حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے میرے رب میں تجھ سے اس رات کی بھلائی مانگتا ہوں اور اسکے بعد کی بھلائی، اور تجھ سے اس رات کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کے مابعد کے شر سے، اے میرے رب میں تجھ سے سستی سے پناہ مانگتا ہوں اور کفر کی برائی سے۔ اے میرے رب میں تجھ سے آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ عَنْ سَابِقِ بْنِ نَاجِيَةَ عَنْ أَبِي سَلَّامٍ أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ حِمْصَ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالُوا هَذَا خَدَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ فَقَالَ حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَدَاوَلْهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ الرِّجَالُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُرْضِيَهُ

ترجمه: ابو سلام ممطور حبشی سے روایت ہے کہ وہ حمص کی مسجد میں تھا تو اس کے پاس سے ایک شخص گزرا، لوگوں نے کہا کہ اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے، پس ممطور اس کی طرف اٹھ کر گیا اور کہا، مجھے کوئی حدیث سناؤ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور تمہارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی اور واسطہ نہ ہو۔ اس نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا، رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلاً. اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہوگا کہ اسے راضی فرمائے (نسائی)

شرح: یعنی اس بات پر دل سے مسرور اور مطمئن ہوں کہ میرا رب فقط اللہ ہے، میرا طرز زندگی فقط اسلام ہے اور میرا رسول فقط محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ وَإِسْمَعِيلُ قَالَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَنْبَسَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَنَّامٍ الْبَيَاضِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ يَوْمِهِ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ حِينَ يُمْسِي فَقَدْ أَدَّى شُكْرَ لَيْلَتِهِ

ترجمه: عبداللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بوقت صبح کہے اللھم ما اصبح بی نعمۃ الخ "اے اللہ صبح کے وقت مجھ پر جو تیرا انعام ہوا ہے سو وہ صرف تنہا تیری طرف سے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، پس تیرے ہی لیے تعریف ہے اور تیرا ہی شکر ہے۔" سو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا، اور جس نے شام کے وقت سے کہا، اس نے اپنی رات کا شکر ادا کر دیا۔ (نسائی)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَادَةُ بْنُ مُسْلِمٍ الْفَزَارِيُّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ حِينَ يُمْسِي وَحِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِي وَقَالَ عُثْمَانُ عَوْرَاتِي وَآمِنْ رَوْعَاتِي اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي الْخَسْفَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیں شام اور صبح کو ترک نہیں کرتے تھے، اللھم انی اسالک العافیۃ الخ "اے اللہ تجھ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے عفو اور عافیت مانگتا ہوں۔ اپنے دین میں اور اپنی دنیا میں اور اپنے اھل میں اور اپنے مال میں۔ اے اللہ میرا پردہ ڈھانک دے) اور میری گھبراہٹوں کو اطمینان عطا فرما، اے اللہ میرے سامنے سے میری حفاظت فرما اور میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے اور میرے بائیں سے اور میرے اوپر سے اور میں تیری عظمت کی پناہ لیتا ہوں کہ مجھے نیچے کی طرف سے ہلاک کیا جائے۔ (نسائی، ابن ماجہ) وکیع بن الجراح نے کہا کہ نیچے ہلاکت سے مراد خسف ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ سَالِمًا الْفَرَّاءَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الْحَمِيدِ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ وَكَانَتْ تَخْدُمُ بَعْضَ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ابْنَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهَا فَيَقُولُ قُولِي حِينَ تُصْبِحِينَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ فَإِنَّهُ مَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُصْبِحُ حُفِظَ حَتَّى يُمْسِيَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُمْسِي حُفِظَ حَتَّى يُصْبِحَ

ترجمہ: بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام عبدالحمید سے روایت ہے کہ اس کی ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیٹی کی خدمت کرتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی نے اسے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے سکھاتے تھے اور فرماتے، صبح کے وقت یوں کہا کر سبحان اللہ وبحمدہ "اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے۔ اللہ کے ساتھ ہی قوت ہے، جو اللہ چاہے ہوتا ہے اور جو چاہے نہیں ہوتا، میں جانتا / جانتی ہوں کہ بلاشبہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ کے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔" جو شخص یہ کلمات صبح کو کہے وہ شام تک محفوظ رہتا ہے اور جو انہیں شام کو کہے وہ صبح تک محفوظ رہتا ہے (نسائی) عبدالحمید کی ماں مجہول ہے۔)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ح و حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ النَّجَّارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَيْلَمَانِيِّ قَالَ الرَّبِيعُ ابْنُ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ

فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ إِلَى وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي يَوْمِهِ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِينَ يُمْسِي أَدْرَكَ مَا فَاتَهُ فِي لَيْلَتِهِ قَالَ الرَّبِيعُ عَنْ اللَّيْثِ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا، جو صبح کو کہے، فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ اس نے دن کی فوت شدہ نیکیوں کا تدارک کر لیا اور جس نے انہیں شام کو کہا اس نے رات کی فوت شدہ خیر کا تدارک کر لیا، (اس کی سند میں محمد بن عبدالرحمن سلیمانی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے، اور یہ دونوں متکلم فیہ ہیں۔)

شرح: یہ آیات سورہ نمبر ۳۰ کی ۱۷ سے ۱۹ تک ہیں، ان کا ترجمہ یہ ہے کہ پس اللہ کی تسبیح ہے عصر اور شام کے وقت اور صبح کے وقت، اور اسی کی حمد ہے ساری کائنات میں اور عشاء کو اور بوقت ظہر۔ اس میں پانچ نمازوں کا ذکر موجود ہے کہ ان اوقات میں اللہ کی عبادت کی جائے۔ اور اس حدیث میں اسے بطور ورد دعاء بیان فرمایا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَوُهَيْبٌ نَحْوَهُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي عَائِشٍ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَانَ لَهُ عِدْلَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَعِيلَ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنْ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسَى كَانَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ حَتَّى يُصْبِحَ قَالَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ فَرَأَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ وَمُوسَى الزَّمْعِيُّ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَائِشٍ

ترجمہ: ابو عیاشؓ (ابن ابی عائش) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے صبح کو کہا: لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔ اس کو اولاد اسماعیلؑ سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ اور اس کی دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس برائیاں معاف ہوں گی، اور دس درجے بلند کیے جائیں گے، اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر وہ اسے پچھلے پہر کہے گا تو صبح تک یہی اجر ہوگا، حماد بن سلمہ کی حدیث میں ہے کہ پھر ایک آدمی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ نے کہا۔ یا رسول اللہ جو عیاشؓ آپ کی طرف سے یہ حدیث بیان کرتا ہے، حضور نے فرمایا، ابو عیاشؓ نے سچ کہا، ابو داؤد نے کہا اسماعیل بن جعفر سے سہیل سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابن عیاش سے یہ حدیث بیان کی ہے، ابو بکر الخطیب نے کہا کہ اس کا نام ابن ابی عائش ہے، اور کچھ اوروں نے بھی یہی کہا ہے ابو عیاشؓ زرقی انصاری کا نام زید بن صامت تھا، بعض نے کچھ اور بھی بتایا ہے اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

شرح: حافظ ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ صحیحین میں ابو ایوب انصاری نے یہی کلمات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیے ہیں اور اجر ان کا یہ [illegible] ہے کہ جو دس بار یہ کلمات کہے گویا اس نے اولاد اسمٰعیل میں سے دس غلام آزاد کیے، بخاری کی ایک

معلق روایت ہے کہ اولاد اسماعیلؑ میں سے ایک غلام۔ صحیحین میں ابوہریرہؓ سے یہ حدیث یوں مروی ہے کہ جس نے یہ کلمات سو بار کہے، اس نے گویا دس غلام آزاد کیے، اس کی سو نیکیاں لکھی گئیں اور سو برائیاں مٹائی گئیں اور سارا دن اسے شیطان سے محفوظ رکھا جائے گا، اور جس نے سبحان اللہ وبحمدہ ایک دن میں سو بار کہا اس کی برائیاں جھاڑ دی گئیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں، اس حدیث سے پتہ چلا کہ ایک غلام دس بار کی تہلیل کے برابر ہے، ابوعیاشؓ کی روایت سے معلوم ہوا کہ ہر تہلیل ایک غلام کے برابر ہے، اور ابوایوبؓ کی حدیث اس کے مطابق ہے جو مسلم میں ہے، لیکن حدیث ابی ایوبؓ میں بخاری اور مسلم کا اختلاف ہوا ہے، ابوہریرہؓ کی حدیث اس مضمون میں صریح ہے کہ سو تہلیلات دس غلاموں کے برابر ہیں، اور اس میں اختلاف نہیں ہوا، پس اس حیثیت سے یہ حدیث ابی ایوبؓ پر راجح ہے، اور مسلم کی حدیث ابی ایوبؓ کی تائید ابوعیاشؓ کی روایت کی کرتی ہے اور اس لحاظ سے یہ راجح ہے مگر اس میں کلام کیا گیا ہے اور حدیث ابی ایوبؓ میں اختلاف ہے، لہٰذا حدیث ابی ہریرہؓ کو ترجیح حاصل ہوگی۔

پھر ابن القیمؒ نے ترمذی کی حدیث ابی ذرؓ کا ذکر کیا ہے جس میں ان کلمات کا بعد از نماز فجر قبل از کلام دس مرتبہ کہنا مذکور ہے اور اس کا اجر دس نیکیاں، دس گناہوں کی معافی، دس درجات کی بلندی، دن بھر ہر ناپسندیدہ چیز سے حفاظت، شیطان سے حفاظت وغیرہ مذکور ہے۔ ترمذی نے اسے حدیث حسن صحیح کہا ہے، ترمذی میں ابن عمرؓ سے ان کلمات کا ایک مرتبہ کہنا آیا ہے اور اس میں لفظ زائد ہیں۔ ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر اس کی دس لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں، اور دس لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں۔ یہ حدیث معلول ہے، حدیث ابی ذرؓ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُسْلِمٍ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا أَصَابَ فِي يَوْمِهِ ذَلِكَ مِنْ ذَنْبٍ وَإِنْ قَالَهَا حِينَ يُمْسِي غُفِرَ لَهُ مَا أَصَابَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ

ترجمہ: انسؓ بن مالک کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے صبح کے وقت کہا، اللھم انی اشھدک الخ "اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں اور تیرا عرش اٹھانے والوں کو تیرے سب فرشتوں کو گواہ ٹھہراتا ہوں اور تیری ساری مخلوق کو بھی، کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے، تو اس دن اس نے جو گناہ کیے ہوں گے وہ بخش دیے جائیں گے۔ اور اگر ان کلمات کو پچھلے پہر کہے تو اس رات کے گناہ بخشے جائیں گے۔ (ترمذی، نسائی) یہ روایت ابن داسہ کی ہے، اور لولوی نے اسے بیان نہیں کیا۔)

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو النَّضْرِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْفِلَسْطِينِيُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَسَّانَ عَنْ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَسَرَّ إِلَيْهِ فَقَالَ إِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي مِنْ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ ذَلِكَ ثُمَّ مِتَّ فِي لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا وَإِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذَلِكَ

فَإِنَّكَ إِنْ مِتَّ فِي يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جِوَارٌ مِنْهَا أَخْبَرَنِي أَبُو سَعِيدٍ عَنْ الْحَارِثِ أَنَّهُ قَالَ أَسَرَّهَا إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَحْنُ نَخُصُّ بِهَا إِخْوَانَنَا

ترجمه: مسلمؓ بن حارث تمیمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے اسے سرگوشی کے طور پر بتایا کہ جب تو نمازِ مغرب پڑھ لے تو اللھم اجرنی من النار۔ سات بار کہہ یہ کہ اگر تو اُسی رات مر جائے تو یہ تیرے لئے جہنم سے چھٹکارے کا باعث ہوں گے، اور جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو اسی طرح کہہ۔ پھر اگر تو اُسی دن مر جائے تو تیرے لئے جہنم سے خلاصی لکھی گئی، راوی حدیث محمد بن شعیب نے کہا کہ مجھے ابو سعید نے حارث بن مسلم کی طرف سے بتایا کہ اُس نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بات پوشیدگی سے فرمائی تھی، لہٰذا ہم بھی اپنے بھائیوں کو ان کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں (یعنی عوام کو نہیں بتاتے تا کہ ان کلمات کا درجہ اور مقام دلوں سے نکل نہ جائے بلکہ مخصوص لوگوں کو بتاتے ہیں) مسلمؓ بن حارث تمیمی کو حارث بن مسلم تمیمی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ آیندہ روایت کی سند میں ہے، مگر راجح یہ ہے کہ صحابی کا نام مسلمؓ بن الحارث ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ وَمُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَسَّانَ الْكِنَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْوَهُ إِلَى قَوْلِهِ جِوَارٌ مِنْهَا إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِيهِمَا قَبْلَ أَنْ يُكَلِّمَ أَحَدًا قَالَ عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ فِيهِ إِنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ وَقَالَ عَلِيٌّ وَابْنُ الْمُصَفَّى بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمُغَارَ اسْتَحْثَثْتُ فَرَسِي فَسَبَقْتُ أَصْحَابِي وَتَلَقَّانِي الْحَيُّ بِالرَّنِينِ فَقُلْتُ لَهُمْ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ تُحْرَزُوا فَقَالُوهَا فَلَامَنِي أَصْحَابِي وَقَالُوا حَرَمْتَنَا الْغَنِيمَةَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَدَعَانِي فَحَسَّنَ لِي مَا صَنَعْتُ وَقَالَ أَمَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ لَكَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ كَذَا وَكَذَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَنَا نَسِيتُ الثَّوَابَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنِّي سَأَكْتُبُ لَكَ بِالْوَصَاةِ بَعْدِي قَالَ فَفَعَلَ وَخَتَمَ عَلَيْهِ فَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَقَالَ لِي ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُمْ و قَالَ ابْنُ الْمُصَفَّى قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ

ترجمه: مسلم بنؓ حارث تمیمی نے اپنے باپ حارث بن مسلم تمیمی کی روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الخ حدیث سابق کی مانند، مگر اس میں یہ لفظ زائد ہیں کہ: ہر دو نمازوں کے بعد کسی سے کلام نہ کرے، اس حدیث کی سند میں علی بن سہل نے کہا کہ اس کے باپ نے اسے حدیث سنائی اور علی اور ابن المصطفیٰ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں بھیجا۔ پس ہم جب غارت کی جگہ کے قریب پہنچے تو میں نے اپنا گھوڑا تیز دوڑایا اور اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا اور وہ قبیلہ مجھے چیخ و پکار کرتا ہوا آ کر ملا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم لآ الٰہ الا اللہ کہو تو جان و مال کو بچا لو گے، پس انہوں نے کلمہ پڑھ لیا، پس میرے ساتھیوں نے مجھے ملامت کی اور کہا کہ تو نے ہمیں غنیمت سے محروم کر دیا، پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس واپس آئے تو انہوں نے میرا فعل آپ کو بتایا، حضور نے مجھے بلایا اور میرے فعل کی تعریف فرمائی اور فرمایا، اللہ تعالےٰ نے ان میں ہر انسان کے بدلے میں اتنا ثواب لکھ دیا ہے، عبدالرحمٰن راوی نے کہا کہ مجھے وہ ثواب بھول گیا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے لیے تیرے حق میں وصیت لکھواؤنگا۔ راوی نے کہا کہ آپ نے ایسا ہی کیا اور اس پر مہر لگائی اور اسے میرے حوالے کر دیا اور مجھ سے فرمایا الخ پھر راوی نے اوپر والی حدیث کا معنی ذکر کیا، اور ابن المصطفیٰ نے کہا کہ میں نے حارث بن مسلم بن حارث تمیمی کو اپنے باپ سے روایت کرتے سنا۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ مُسْلِمٍ الدِّمَشْقِيُّ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ الْمُتَعَبِّدِينَ قَالَ حَدَّثَنَا مُدْرِكُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ يَزِيدُ شَيْخٌ ثِقَةٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ كَفَاهُ اللَّهُ مَا أَهَمَّهُ صَادِقًا كَانَ بِهَا أَوْ كَاذِبًا

ترجمہ: ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے صبح اور شام کو کہا: حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔ سات بار یہ کہا تو اللہ تعالیٰ اس کے غم کو کافی ہو جائے گا، خواہ وہ صدق سے ان کلمات کو کہے خواہ کذب سے (یہ موقوف حدیث ہے اور ابوالدرداؓ کا عجیب و غریب کلام ہے کیونکہ کاذب کو اللہ تعالےٰ صادق جیسی جزاء کیسے دے گا؟ یہ ابن داسہ کی روایت ہے اور لؤلؤی نے اسے روایت نہیں کیا، بذل المجہود کے حاشیے پر یہ روایت درج ہے۔)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ أَبِي أَسِيدٍ الْبَرَّادِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا فِي لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيدَةٍ نَطْلُبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ لَنَا فَأَدْرَكْنَاهُ فَقَالَ أَصَلَّيْتُمْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ قُلْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ قُلْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَقُولُ قَالَ قُلْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ: معاذ بن عبداللہؓ بن خبیب نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اس نے کہا: ہم ایک بارش والی اور سخت تاریک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں۔ پس ہم نے آپ کو پالیا، آپ نے فرمایا: کہہ مگر میں نے کچھ نہ کہا۔ پھر فرمایا: کہہ میں نے پھر بھی کچھ نہ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: کہہ، میں نے کہا یارسول اللہ کیا کہوں؟ فرمایا قل ھو اللہ احد اور معوذتین جب تو پچھلا پہر کرے یا صبح کرے، تین مرتبہ کہہ، یہ تجھے ہر چیز سے کافی ہوں گی (ترمذی و نسائی مسنداً و مرسلاً۔ ترمذی نے کہا، حسن صحیح غریب) ہر چیز سے کافی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہر موذی کے شر سے بچائینگی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ ابْنُ عَوْفٍ وَرَأَيْتُهُ فِي أَصْلِ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنَا بِكَلِمَةٍ نَقُولُهَا إِذَا أَصْبَحْنَا وَأَمْسَيْنَا وَاضْطَجَعْنَا فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَقُولُوا

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ أَنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ فَإِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَنْفُسِنَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَشِرْكِهِ وَأَنْ نَقْتَرِفَ سُوءًا عَلَى أَنْفُسِنَا أَوْ نَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ قَالَ أَبُو دَاوُد وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ هَذَا الْيَوْمِ فَتْحَهُ وَنَصْرَهُ وَنُورَهُ وَبَرَكَتَهُ وَهُدَاهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ ثُمَّ إِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذَلِكَ

ترجمہ: ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ہمیں کوئی کلمہ بتایئے کہ صبح کے وقت، شام کے وقت اور سوتے وقت اسے کہیں، پس حضور نے انہیں یہ کہنے کا حکم دیا: اللھم فاطر السموات والارض الخ۔ "اے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے غیب اور شہادت کو جاننے والے، تو ہی ہر چیز کا رب ہے، اور فرشتے گواہ ہیں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، پس ہم تجھ سے اپنے نفسوں کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور مردود شیطان کے شر اور اس کے شرک سے، اور اس بات سے کہ ہم اپنے آپ پر کوئی برائی کمائیں یا کسی مسلم کی طرف اسے پہنچائیں۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ اسی سند سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو کہے: ہم نے صبح کی اور ملک نے صبح کی جو رب العالمین کا ہی ہے، اے اللہ میں تجھ سے اس دن کی بھلائی، فتح، نصر، نور، برکت، ہدایت مانگتا ہوں اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو اس میں ہے اور اس کے شر سے جو اس کے بعد ہے، پھر جب شام ہو تو بھی اسی طرح کہے۔ (منذری نے کہا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کی سند میں محمد بن اسمٰعیل بن عیاش ہے اور اس کا باپ بھی، اور یہ دونوں متکلم فیہ ہیں۔)

حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ جُعْثُمٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَرَازِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيقٌ الْهَوْزَنِيُّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا بِمَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ إِذَا هَبَّ مِنْ اللَّيْلِ فَقَالَتْ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ إِذَا هَبَّ مِنْ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَشْرًا وَقَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضِيقِ الدُّنْيَا وَضِيقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَشْرًا ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ

ترجمہ: شریق الہوزنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو پہلا کام کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تھی، جب آپ رات کو اٹھتے تو دس بار تکبیر کہتے، اور دس بار تحمید کہتے، اور سبحان اللہ وبحمدہ دس بار اور سبحان الملک القدوس دس اور دس بار استغفار کرتے، اور دس بار لا الہ الا اللہ کہتے، پھر کہتے اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا۔ الخ۔ " اے اللہ میں تجھ سے دنیا کی تنگی اور روز قیامت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں، دس بار کہتے، پھر نماز شروع فرماتے تھے۔ (نسائی، اور اس کی سند میں بقیہ بن الولید متکلم فیہ راوی ہے، ہوزنی قبیلہ ہوازن کی طرف منسوب ہے جو حمیر کے قبیلہ ذی الکلاع کی ایک شاخ تھی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ

سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَأَسْحَرَ يَقُولُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللَّهِ وَنِعْمَتِهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا اللَّهُمَّ صَاحِبْنَا فَأَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللَّهِ مِنْ النَّارِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے اور بوقت سحر اٹھتے یا سفر کے لیے سوار ہوتے یا رات کے آخری حصے میں سفر ختم فرماتے تو کہا کرتے، ہر سننے والا اللہ کی تعریف سن لے اور اس کی نعمت اور اس کا ہم پر بہترین احسان سن لے، اے اللہ ہمارا صاحب بن اور ہم پر فضل فرما۔ میں آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (مسلم، نسائی)

حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يَقُولُ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ اللَّهُمَّ مَا حَلَفْتُ مِنْ حَلِفٍ أَوْ قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذَلِكَ كُلِّهِ مَا شِئْتَ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَتَجَاوَزْ لِي عَنْهُ اللَّهُمَّ فَمَنْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِ صَلَاتِي وَمَنْ لَعَنْتَ فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي كَانَ فِي اسْتِثْنَاء يَوْمَهُ ذَلِكَ أَوْ قَالَ ذَلِكَ الْيَوْمَ

ترجمہ: القاسم نے کہا کہ ابوذرؓ کہتے تھے جس نے صبح کے وقت کہا اللھم ماحلفت من حلف او قلت من قول الخ۔ "اے اللہ میں نے جو قسم کھائی یا کوئی بات کہی یا کوئی نذر مانی، پس تیری مشیت ان سب کے آگے ہے تو جو چاہے ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا، اے اللہ مجھے بخش دے اور میرے لیے اس سے درگزر فرما۔ اے اللہ میں نے جس پر رحمت بھیجی پس اس پر میری صلوٰۃ ہے اور جس پر میں نے لعنت کی پس اس پر میری لعنت ہے، وہ اس دن اس سے مستثنیٰ رہا، یا ذالک الیوم کا لفظ بولا۔ (یہ ابوذرؓ پر موقوف ہے اور لؤلؤی نے اسے روایت نہیں کیا۔)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَوْدُودٍ عَمَّنْ سَمِعَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ عَفَّانَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَقَالَ فَأَصَابَ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ الْفَالِجُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ الَّذِي سَمِعَ مِنْهُ الْحَدِيثَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا لَكَ تَنْظُرُ إِلَيَّ فَوَاللَّهِ مَا كَذَبْتُ عَلَى عُثْمَانَ وَلَا كَذَبَ عُثْمَانُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنَّ الْيَوْمَ الَّذِي أَصَابَنِي فِيهِ مَا أَصَابَنِي غَضِبْتُ فَنَسِيتُ أَنْ أَقُولَهَا

ترجمہ: ابان بن عثمانؓ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا۔ من قال الخ۔ "جو شخص تین مرتبہ کہے بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وھوالسمیع العلیم۔ "اس اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین و آسمان میں ضرر نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے" اس کو صبح تک کوئی اچانک مصیبت نہ پہنچے گی اور جو ان کلمات کو تین بار صبح کے وقت کہے تو شام تک اسے کوئی اچانک مصیبت نہ پہنچے گی، راوی نے کہا ہے کہ پھر ابان بن عثمانؓ کو فالج ہو گیا، پس جس شخص نے اس سے حدیث سنی تھی وہ اس کی طرف دیکھنے لگا۔ ابانؓ

نے کہا: کیابات ہے تو میری طرف دیکھتا ہے؟ واللہ میں نے عثمانؓ پر جھوٹ نہیں بولا تھا، اور نہ عثمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا تھا، لیکن جس دن مجھ کو یہ مصیبت پہنچی تھی، اس دن میں غضب ناک تھا اور ان کلمات کو کہنا بھول گیا تھا، (اگلی حدیث دیکھیے جس میں اس مبہم شخص کا نام آیا ہے جو ابانؓ سے روایت کرتا ہے۔)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مَوْدُودٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ لَمْ يَذْكُرْ قِصَّةَ الْفَالِجِ

ترجمه: محمد بن کعب نے ابانؓ سے اور عثمانؓ بن عفان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت کی اور فالج کا حصہ بیان نہیں کیا (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے)

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْجَلِيلِ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي أَسْمَعُكَ تَدْعُو كُلَّ غَدَاةٍ اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو بِهِنَّ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ قَالَ عَبَّاسٌ فِيهِ وَتَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ تُعِيدُهَا ثَلَاثًا حِينَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِينَ تُمْسِي فَتَدْعُو بِهِنَّ فَأُحِبُّ أَنْ أَسْتَنَّ بِسُنَّتِهِ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتُ الْمَكْرُوبِ اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى صَاحِبِهِ

ترجمه: عبدالرحمٰن بن ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے کہا: ابا جان! میں آپ کو سنتا ہوں کہ ہر صبح کہ یہ دعا کرتے ہیں اللھم عافنی فی بدنی فی سمعی، اللھم عافنی فی بصری لا الہ الا انت۔ آپ اسے تین بار صبح کو اور تین بار شام کو دہراتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ دعاء کرتے سنا تھا، پس میں پسند کرتا ہوں کہ آپ کے طریقے پر کاربند ہوں، دعاء کا ترجمہ یہ ہے): اے اللہ مجھے میرے بدن میں مجھے عافیت دے اے اللہ میری قوت سماعت میں مجھے عافیت دے، اے اللہ میری آنکھ میں مجھ کو عافیت دے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے) عباس بن عبدالعظیم راوی نے اس حدیث میں یہ بھی کہا کہ آپ یہ بھی فرماتے تھے، اللھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر لا الٰہ الا انت یہ تو تین بار صبح کو اور تین بار شام کو دہرائے۔ حضور یہ دعاء بھی کرتے تھے، لہٰذا میں آپ کی سنت پر عمل کرنا پسند کرتا ہوں۔ ابو بکرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مصیبت زدہ شخص کی دعا یہ ہے، اللھم رحمتک ارجو فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ، لا الہ الا انت۔ ابو داؤد کے بعض استادوں نے ان الفاظ پر کچھ اضافہ کیا ہے (معنی اس کا یہ ہے کہ اے اللہ میں صرف تیری رحمت کا امیدوار ہوں، مجھے ایک لحہ بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرما اور میری ہر حالت کو درست فرمادے، تیرے

سوا کوئی معبود نہیں (نسائی، حدیث کا راوی جعفر بن عون متکلم فیہ ہے۔)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ وَإِذَا أَمْسَى كَذَلِكَ لَمْ يُوَافِ أَحَدٌ مِنْ الْخَلَائِقِ بِمِثْلِ مَا وَافَى

ترجمه: ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت کہے، سبحان اللہ العظیم۔ سو بار اور شام کو بھی اسی طرح تو جس درجے پر وہ پہنچا کوئی مخلوق نہیں پہنچی (مسلم، ترمذی، نسائی)

بَاب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ (نیا چاند دیکھنے کی دعاء کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ آمَنْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا

ترجمه: قتادہ بن دعامہ سے روایت ہے کہ اسے خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال کو دیکھتے تھے تو فرماتے تھے "اللہ تعالیٰ اسے خیر اور بھلائی کا چاند بنائے، اللہ اسے خیر اور بھلائی کا چاند بنائے، اللہ اسے خیر اور بھلائی کا چاند بنائے۔ میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا فرمایا" تین بار فرماتے، پھر کہتے: تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو فلاں مہینے کو لے گیا اور فلاں مہینے کو لایا ہے۔ (یعنی گذشتہ اور آئندہ مہینے کا نام لے کر یہ فرماتے) یہ مرسل روایت ہے۔ اور آئندہ بھی مرسل ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ أَبِي هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ صَرَفَ وَجْهَهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُد لَيْسَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ مُسْنَدٌ صَحِيحٌ

ترجمه: قتادہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال کو دیکھتے تو اپنا چہرہ اس سے پھیر لیتے تھے۔ (اس کا راوی ابو ہلال ناقابل احتجاج ہے، ابن العبد کی روایت کے مطابق ابوداؤد نے کہا کہ اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث مسند نہیں ہے، اگر یہ ثابت ہو تو منہ پھیرنے کا سبب یہ ہوگا کہ سورج چاند اور ستاروں کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

بَاب مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ (گھر سے نکلتے وقت کی دعاء کا باب)

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا رَفَعَ طَرْفَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَضِلَّ أَوْ أُضَلَّ أَوْ أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ أَوْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ

ترجمه: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی میرے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو اپنی آنکھیں اوپر کو اٹھاتے اور فرماتے اللھم انی اعوذ بک الخ "اے اللہ میں تجھ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں،

پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں، ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، جہالت اختیار کروں یا مجھ پر جہالت اختیار کی جائے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

تشریح: یہ حدیث باب کے عنوان کے مطابق نہیں ہے، سنن ابی داؤد کے ایک نسخے میں باب کا عنوان یہ ہے باب مایقول الرجل اذا خرج من بیتہ۔ وہ عنوان اس حدیث کے مطابق ہے اور اسی طرح اگلی حدیث کے بھی تیسری حدیث پر حاشیے میں اور بعض نسخوں میں یہ عنوان ہے: باب مایقول الرجل اذا دخل بیتہ۔ منذری کا نسخہ جو مدنی کے نسخے کے مطابق ہے، اس میں ان دو احادیث پر یہ عنوان ہے باب مایقول اذا دخل وخرج بیتہ۔ اور تیسری حدیث پر یہ عنوان ہے باب مایقول الرجل اذا دخل بیتہ۔ لیکن مختصر المنذری کا وہ نسخہ جس کے ساتھ معالم السنن اور تہذیب ابن القیم بھی طبع ہوئی ہے۔ اس میں تینوں احادیث پر صرف یہی عنوان ہے باب ماجاء فیمن دخل بیتہ مایقول اور یہی عنوان بذل المجہود میں بھی ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْخَثْعَمِيُّ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ يُقَالُ حِينَئِذٍ هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ فَتَتَنَحَّى لَهُ الشَّيَاطِينُ فَيَقُولُ لَهُ شَيْطَانٌ آخَرُ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر سے نکلے اور کہے: بسم اللہ توکلت علی اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت ملی، تجھے کفایت ملی، اور تجھے بچایا گیا، اس پر شیطان اس سے ہٹ جاتے ہیں اور ایک اور شیطان کہتا ہے، تو اس آدمی پر کیسے قابو پا سکتا ہے جسے ہدایت دی گئی، کفایت دی گئی، اور بچا دیا گیا؟ (ترمذی، نسائی، ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے)

بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ (گھر میں داخل ہونے کی دعاء)

حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ ابْنُ عَوْفٍ وَرَأَيْتُ فِي أَصْلِ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي ضَمْضَمٌ عَنْ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللَّهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ

ترجمہ: ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو یوں کہے اللھم انی اسئلک خیر المولج الخ "اے اللہ میں تجھ سے داخل ہونے کی بھلائی اور خارج ہونے کی بھلائی مانگتا ہوں، ہم اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ خارج ہوئے، اور اللہ ہی پر بھروسہ کیا،" پھر اسے چاہیے کہ گھر والوں پر سلام کرے (منذری نے کہا کہ اس کی سند میں محمد بن اسماعیل بن عیاش عن ابیہ ہے۔ یہ دونوں باپ بیٹے متکلم فیہ ہیں۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا هَاجَتْ الرِّيحُ (تیز ہوا چلنے کے وقت کی دعاء کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وَسَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ شَبِيبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا

مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ قَالَ سَلَمَةُ فَرَوْحُ اللَّهِ تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلَا تَسُبُّوهَا وَسَلُوا اللَّهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے، رحمت بھی لاتی ہے اور عذاب بھی، جب تم اسے دیکھو تو اسے گالی مت دو اور اللہ سے اس کی خیر طلب کرو، اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو، (نسائی، ابن ماجہ) نسائی نے اسے دو اور طریقوں سے بھی ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اور محفوظ یہی ثابت بن قیس کی روایت ہے جو ابوداؤد نے بھی روایت کی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عُرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءَ أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عُرِفَتْ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤَمِّنُنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا منہ کھول کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا تالو نظر آسکتا، آپ صرف مسکرایا کرتے تھے اور جب آپ بادل دیکھتے تو اس کا اثر آپؐ کے چہرے پر دکھائی دیتا تھا۔ پس میں نے کہا: یارسول اللہ! لوگ جب بادل کو دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں، اس امید پر کہ بارش ہوگی اور میں دیکھتی ہوں کہ جب آپؐ بادل کو دیکھیں تو آپؐ کے چہرے پر کراہیت دکھائی دیتی ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ مجھے یہ فکر ہوتا ہے کہ مبادا اس میں عذاب ہو۔ ایک قوم (قوم عاد) پر آندھی کا عذاب آیا تھا، اور ایک قوم (قوم ثمود) نے جب عذاب کو دیکھا تھا تو کہا تھا، یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ (۴۶-۲۴) بخاری و مسلم)

شرح: یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا مشاہدہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مسکراتے دیکھا تھا۔ مسلمہ بن صخر کے قصہ میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں، دونوں قسم کی احادیث کو ملائیں تو نتیجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اکثر مسکراہٹ ہی ہوتی تھی، صرف بعض دفعہ کثرت تعجب کے باعث اس طرح ہنسے کہ نواجذ ظاہر ہو گئے، نواجذ اگلے دانتوں کے اردگرد کے دانت یا کچلیاں ہیں، بعض دفعہ ڈاڑھوں کو بھی نواجذ کہا جاتا ہے، بعض دفعہ واقعی انسان پر شدت سرور یا کثرت تعجب کے باعث ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ ہنس پڑتا ہے اور ڈاڑھیں ننگی ہو جاتی ہیں۔ حضورؐ نے یہ سنت قائم فرمائی کہ گو اکثر احوال میں مسکراہٹ ہی انسب ہے لیکن اگر کبھی اس سے زائد کیفیت بھی طاری ہو جائے تو وہ حرام نہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى نَاشِئًا فِي أُفُقِ السَّمَاءِ تَرَكَ الْعَمَلَ وَإِنْ كَانَ فِي صَلَاةٍ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا فَإِنْ مُطِرَ قَالَ اللَّهُمَّ صَيِّبًا هَنِيئًا

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان کے افق پر بادل اٹھتا دیکھتے تھے تو کام کو چھوڑ دیتے تھے، گو نفل نماز میں ہی کیوں نہ ہوتے (یعنی اسے مؤخر کر دیتے تھے) پھر کہتے تھے، اللھم انی اعوذ بک من شر ھا الخ۔ "اے اللہ میں اس کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں۔" پھر اگر بارش ہو جاتی تو فرماتے اللھم صیبا ھنیئا۔ "اے اللہ موسلا دھار ہو، اور خوشگوار بابرکت ہو۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَطَرِ (بارش کا باب)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُسَدَّدٌ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطَرٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَسَرَ ثَوْبَهُ عَنْهُ حَتَّى أَصَابَهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ صَنَعْتَ هَذَا قَالَ لِأَنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بارش ہوئی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور اپنا کپڑا ہٹا دیا حتیٰ کہ بارش آپ کے جسم پر ہوئی، پس ہم نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیوں کیا؟ فرمایا اس لئے کہ وہ اپنے رب کی طرف سے نیا نیا آیا ہے۔ (مسلم)

شرح: منذری نے یحصبی کے حوالے سے کہا ہے کہ اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ اس بارش سے اللہ تعالے کا ارادہ رحمت کا تھا، جیسا کہ قرآن نے اسے رحمت، مبارک، پاکیزہ پانی، پاک کرنے والا فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالے کا عذاب لے کر نہیں آیا۔ یحصبی سے مراد قاضی عیاض ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدِّيكِ وَالْبَهَائِمِ (مرغے اور بہائم کا باب)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ

ترجمہ: زیدؓ بن خالد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مرغ کو گالی مت دو، کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ (نسائی، مسنداً و مرسلاً)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسَلُوا اللَّهَ تَعَالَى مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مرغے کی چیخ سنو تو اللہ تعالےٰ سے اس کا

فضل مانگو، کیونکہ اس نے کوئی فرشتہ دیکھا ہوگا۔ اور جب تم گدھے کا رینگنا سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے کسی شیطان کو دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی۔)

شرح: حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ نہیں کہ مرغا فرشتے کو دیکھے بغیر نہیں بولتا اور گدھا شیطان کو دیکھے بغیر نہیں رینگتا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ یعنی ان کے بولنے کے اور اسباب بھی ہیں جن میں سے ایک سبب یہ ہے۔ مگر چونکہ یہ متعین نہیں ہو سکتا کہ کون سی کس سبب سے ہے لہٰذا مرغ کی ہر بانگ پر دعاء اور گدھے کی ہر چیخ پر تعوذ کرنا چاہیے، فرشتے کی موجودگی کے وقت دعاء کا سبب یہ ہے کہ وہ رحمت کا وقت ہے جس میں دعاء کی قبولیت کی توقع ہے، اسی طرح شیطان کی موجودگی کے وقت تعوذ کا باعث یہ ہے کہ وہ نجس ہے اور نجاست پھیلانے کا سبب ہے۔ فرشتے بندوں کی دعاء پر آمین کہتے اور ان کے لیے استغفار کرتے ہیں، پس ان کی حاضری کے وقت دعا اور استغفار زیادہ قبولیت کی امید رکھتا ہے۔

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيقَ الْحُمُرِ بِاللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم کتے کے بھونکنے کی آواز سنو اور رات کو گدھے کے رینگنے کی آواز سنو تو اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جنہیں تم نہیں دیکھتے، اس کی سند میں محمد بن اسحاق متکلم فیہ ہے) یعنی وہ آسمان سے نازل ہونے والی آفات اور بلاؤں کو دیکھتے ہیں۔ عذاب قبر کے باب میں گزر چکا ہے کہ کافر یا منافق کے واویلا اور چیخ و پکار کو (قبر کے عذاب کے وقت) انسانوں اور جنوں کے سوا ہر جاندار سنتا ہے والعیاذ باللہ۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ح و حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَغَيْرِهِ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِلُّوا الْخُرُوجَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فَإِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى دَوَابَّ يَبُثُّهُنَّ فِي الْأَرْضِ قَالَ ابْنُ مَرْوَانَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ وَقَالَ فَإِنَّ لِلَّهِ خَلْقًا ثُمَّ ذَكَرَ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَالْحَمِيرِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِهِ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ الْحَاجِبُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

ترجمہ: جابر بن عبداللہؓ سے (مسنداً) اور علی بن عمر بن حسین بن علیؓ سے منقطع روایت ہے، دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں کی آمد و رفت ختم ہونے کے بعد باہر کم نکلو، کیونکہ اللہ تعالےٰ کے کچھ جانور ہیں جنہیں وہ زمین میں پھیلا دیتا ہے، راوی ابن مروان نے کہا، اس گھڑی میں، اور یہ بھی کہا: اللہ تعالےٰ کی کچھ مخلوق ہوتی ہے، پھر اس نے کتے کے بھونکنے اور گدھے کے بولنے وغیرہ کا ذکر کیا۔ اور اس نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ بھی کیا۔ ابن الھاد نے کہا، اور مجھ سے شرحبیل صاحب نے اس جابرؓ بن عبداللہ سے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی۔ (شرحبیل بن سعد غیر معتبر راوی ہے، سعید بن زید ضعیف ہے اور علی بن عمر بن حسینؓ بن علیؓ کی روایت منقطع ہے) مولاناؒ نے فرمایا کہ حضرت حسینؓ کا کوئی بیٹا (صاحب اولاد) ایسا نہ

تھا جس کا نام عمر ہو۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ عمر اشرف ابن علی زین العابدین بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

بَاب فِي الصَّبِيِّ يُولَدُ فَيُؤَذَّنُ فِي أُذُنِهِ

(بچے کے کان میں اذان کہنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ

ترجمہ: ابورافعؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسنؓ بن علی کے کان میں نماز کی اذان کہی جبکہ وہ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تولد ہوئے، ترمذی نے اس کی روایت کر کے اسے حسن صحیح کہا، اس کی سند میں عاصم بن عبداللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب راوی متکلم فیہ ہے۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ زَادَ يُوسُفُ وَيُحَنِّكُهُمْ وَلَمْ يَذْكُرْ بِالْبَرَكَةِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے، پس آپ ان کے لئے دعائے برکت فرماتے تھے، یوسف راوی نے یہ اضافہ کیا کہ آپؐ انہیں گھٹی دیتے تھے، اور اس نے برکت کا ذکر نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رُئِيَ أَوْ كَلِمَةً غَيْرَهَا فِيكُمْ الْمُغَرِّبُونَ قُلْتُ وَمَا الْمُغَرِّبُونَ قَالَ الَّذِينَ يَشْتَرِكُ فِيهِمْ الْجِنُّ

ترجمہ: حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، کیا تم لوگوں میں مغربون دیکھے گئے ہیں؟ یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا کہ مغربون کیا چیز ہے؟ فرمایا، وہ جن میں جن شریک ہوتے ہیں۔ (ام المؤمنین سے روایت کرنے والی عورت ام حمید کا نام ونسب نا معلوم ہے۔)

شرح: مغربون کا معنی ہے مُبعَدُون۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر بوقت جماع اللہ کا ذکر نہیں کیا گیا، حتیٰ کہ ان میں شیطان شامل ہو گیا، نہایہ میں ہے کہ اس سے مراد اولاد الزنا ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وشارکھم فی الاموال والاولاد۔ (۱۷۔۶۴)۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو انسان اور جن کی مشترک اولاد ہیں، فتح الودود میں بھی اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تقریر میں بھی پہلے قول کو ترجیح دی گئی ہے، یعنی جن پر بوقت جماع اللہ کا نام نہیں لیا گیا، جماع کے وقت اللہ کا نام لینا مستحب ہے، اس طرح کان میں اذان اور اقامت کہنا اور گھٹی بھی دینا بھی مسنون ہے جیسا کہ احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسْتَعِيذُ مِنَ الرَّجُلِ (باب آدمی کا آدمی سے خدا کی پناہ مانگنا)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْجُشَمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ نَصْرٌ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَهِيكٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِوَجْهِ اللَّهِ فَأَعْطُوهُ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ مَنْ سَأَلَكُمْ بِاللَّهِ

ترجمه: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم سے اللہ کی پناہ مانگے، اسے پناہ دو اور جو تم سے اللہ کے نام سے مانگے اسے عطا کرو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَسَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ الْمَعْنَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللَّهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ وَقَالَ سَهْلٌ وَعُثْمَانُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ ثُمَّ اتَّفَقُوا وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ قَالَ مُسَدَّدٌ وَعُثْمَانُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا اللَّهَ لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ

ترجمه: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم سے اللہ کی پناہ طلب کرے اسے پناہ دو اور جو تم سے اللہ کے نام سے مانگے اسے عطا کرو۔ سہل اور عثمان راویوں نے یہ اضافہ کیا کہ: جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو۔ پھر سب راوی متفق ہوئے۔ اور جو تم سے نیکی کرے اس کو بدلہ دو، مسدد اور عثمان نے کہا: اگر تمہیں کچھ نہ ملے تو اس کے لیے دعا کرو، حتی کہ تم جان لو کہ تم نے مکافات کر دی ہے (نسائی، یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔)

بَابٌ فِي رَدِّ الْوَسْوَسَةِ (وسوسہ رد کرنے کا باب)

حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَّارٍ قَالَ و حَدَّثَنَا أَبُو زُمَيْلٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ مَا شَيْءٌ أَجِدُهُ فِي صَدْرِي قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ وَاللَّهِ مَا أَتَكَلَّمُ بِهِ قَالَ فَقَالَ لِي أَشَيْءٌ مِنْ شَكٍّ قَالَ وَضَحِكَ قَالَ مَا نَجَا مِنْ ذَلِكَ أَحَدٌ قَالَ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَاسْأَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ الْآيَةَ قَالَ فَقَالَ لِي إِذَا وَجَدْتَ فِي نَفْسِكَ شَيْئًا فَقُلْ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

ترجمه: ابو زمیل نے کہا کہ میں نے ابن عباسؓ سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیا چیز ہے جسے میں اپنے دل میں پاتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہے؟ میں نے کہا! واللہ میں اسے کہہ نہیں سکتا، انہوں نے کہا مجھ سے کہو، کیا کوئی شک کی قسم کی چیز ہے؟ اور ابن عباسؓ ہنس پڑے، میں نے کہا کہ اس سے کوئی بچ نہیں سکتا، ابن عباسؓ نے کہا، حتی کہ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت اتاری، پس اگر تو کسی شک میں ہے اس سے جو ہم نے تیری طرف اتارا تو ان لوگوں سے پوچھ جو کتاب پڑھتے ہیں۔ ۱۰: ۹۴۔ ابن عباسؓ نے

کہا کہ جب تو اپنے دل میں کوئی چیز پائے تو کہہ: وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ۵۷۔ ۳۔ یعنی آیت: ھوالاول والاخر الخ۔

شرح: صحیحین میں حدیث ہے کہ اللہ تعالٰی نے میری امت کے لیے ان چیزوں سے درگزر فرمایا ہے۔ جو ان کے دلوں میں گزریں جب تک کہ زبان سے نہ کہیں یا اس پر عمل نہ کریں، مولانا محمد یحیٰی مرحوم نے تقریر میں فرمایا ہے کہ اس حدیث میں ابن عباسؓ نے جو اس آیت سے استدلال کیا ہے اس سے بظاہر یہ مراد ہے کہ وسوسے سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا، حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی، اور اس میں کوئی ضرر نہیں کیونکہ وسوسہ لوازم بشریت سے ہے، اس میں کسی کا بھی ضرر نہیں نہ نبی کا نہ کسی اور کا، مگر اس آیت اور حدیث میں شک سے مراد وسوسہ ہے، شک تو کسی مومن کو نہیں ہو سکتا (چہ جائیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو) اور یہ مطلب اس صورت میں ہے جبکہ آیت کا روئے سخن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مانا جائے ورنہ اگر خطاب اوروں کے لیے ہے تو پھر اس آیت کا تعلق وسوسے وغیرہ سے نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا الشَّيْءَ نُعْظِمُ أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهِ أَوْ الْكَلَامَ بِهِ مَا نُحِبُّ أَنَّ لَنَا وَأَنَّا تَكَلَّمْنَا بِهِ قَالَ أَوَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے حاضر ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ ہم اپنے دلوں میں بعض ایسی چیزیں پاتے ہیں جنہیں زبان سے کہہ بھی نہیں سکتے، یا یہ کہا کہ ہمیں یہ بھی پسند نہیں کہ ساری دنیا مل جائے تب بھی انہیں زبان سے کہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا واقعی تم نے ایسا پایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، آپؐ نے فرمایا۔ یہ تو خالص ایمان ہے۔ (مسلم، نسائی)

شرح: یعنی اس وسوسے کو بُرا سمجھنا، اسے اپنے دل میں جگہ نہ دینا اور زبان سے اس کا اظہار تک نہ کرنا ہی تو خالص ایمان ہے؟ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وسوسہ خالص ایمان ہے، کیونکہ وہ شیطان کے اثر اور اسکے پھسلانے سے پیدا ہوتا ہے لٰہذا وہ صریح ایمان کیونکر ہو سکتا ہے؟ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب لوگوں نے یہ شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کی خفیہ تدبیر کو وسوسے کی طرف رد کر دیا ہے۔ (خطابی)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَحَدَنَا يَجِدُ فِي نَفْسِهِ يُعَرِّضُ بِالشَّيْءِ لَأَنْ يَكُونَ حُمَمَةً أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي رَدَّ كَيْدَهُ إِلَى الْوَسْوَسَةِ قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ رَدَّ أَمْرَهُ مَكَانَ رَدَّ كَيْدَهُ

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ہم میں سے کسی کے دل میں ایسی بات ڈالی جاتی ہے کہ اسے کہنے سے وہ بہتر جانتا ہے کہ جل کر کوئلہ اور راکھ ہو جائے، پس حضورؐ نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، تعریف اللہ ہی کے لیے ہے کہ اس نے شیطان کی تدبیر کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا، ابن قدامہ نے رد کیدہ

کے بجائے ردامرہ کہا ہے۔ (نسائی) حضورؐ نے دو مرتبہ تکبیر کہی جس سے فرحت کا اظہار ہوتا ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَنْتَمِي إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ

(اپنے موالی کے سوا کسی اور منسوب ہونے والے کا باب)

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ قَالَ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرَةَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا عُثْمَانَ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ أَيُّمَا رَجُلَيْنِ فَقَالَ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ فِي الْإِسْلَامِ يَعْنِي سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ وَالْآخَرُ قَدِمَ مِنْ الطَّائِفِ فِي بِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ فَذَكَرَ فَضْلًا قَالَ النُّفَيْلِيُّ حَيْثُ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَاللَّهِ إِنَّهُ عِنْدِي أَحْلَى مِنْ الْعَسَلِ يَعْنِي قَوْلَهُ حَدَّثَنَا وَحَدَّثَنِي قَالَ أَبُو عَلِيٍّ وَسَمِعْتُ أَبَا دَاوُد يَقُولُ سَمِعْتُ أَحْمَدَ يَقُولُ لَيْسَ لِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ نُورٌ قَالَ وَمَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانُوا تَعَلَّمُوهُ مِنْ شُعْبَةَ

ترجمہ: سعد بن مالکؓ نے کہا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد کیا کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسبت رکھے جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے، ابو عثمان راوی نے کہا کہ پھر میں ابو بکرہؓ سے ملا اور ان سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بھی اپنے کانوں سے سنا اور دل سے یاد کیا، عاصم راوی نے کہا کہ میں نے کہا اے ابو عثمان! تیرے پاس دو آدمیوں نے شہادت دی، یہ دونوں کیسے آدمی تھے؟ اس نے کہا کہ ان میں سے ایک تو وہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں یا اسلام میں پہلا تیر چلایا تھا۔ (یعنی سعد بن مالکؓ) اور دوسرا وہ تھا جو طائف سے تئیس چوبیس آدمی لے کر پیدل حاضر ہوا تھا، (یعنی ابو بکرہؓ) پس راوی نے بڑی فضیلت کا ذکر کیا، ابوداؤد کا شاگرد لؤلؤی کہتا ہے کہ میں نے ابوداؤد کو یہ کہتے سنا کہ عبداللہ بن محمد نفیلی نے کہا، جبکہ اس نے یہ حدیث بیان کی، واللہ یہ میرے نزدیک شہد سے شیریں تر ہے یعنی اس کا قول، حدثنا اور حدثنی۔ (یعنی اس کی سند میں یہ صیغے زیادہ تر استعمال ہوئے ہیں جو ہمیں محبوب تر ہیں) لؤلؤی نے کہا کہ میں نے ابوداؤد کو کہتے سنا کہ: میں نے احمد بن حنبل کو کہتے سنا، اہل کوفہ کی حدیث میں نور نہیں ہے، یہ بھی کہا کہ میں نے اہل بصرہ جیسے لوگ نہیں دیکھے، انہوں نے علم حدیث کو شعبہؒ سے سیکھا تھا۔

شرح: منذری نے کہا کہ جنت کی حرمت تب ہے جبکہ اس فعل حرام کو حلال جان کر کرے۔ اگر وہ اسے حلال نہیں جانتا تو گناہوں کے باعث جنت کسی پر (ہمیشہ کے لیے) حرام نہیں ہوتی، بلکہ گناہگاروں پر اگر اللہ تعالےٰ چاہے گا تو ایک مدت تک اسے حرام کر کے پھر انہیں اس میں داخل کر دے گا۔ اور اگر چاہے گا تو گناہوں کو معاف فرمادے گا، لیکن اس سے سابقون اور ابرار اور اصحاب یمین کے بعد اس میں داخل کرے گا (آج کل بہت سے لوگوں نے اپنا نسب جان بوجھ کر بدل لیا ہے اور اس چیز کو وہ بطور ایک ہتھیار کے اپنے پیٹ کے دھندے کی خاطر استعمال کرتے ہیں، دو پشت قبل وہ مشہور میراثی یا بھانڈ یا جوگی یا کچھ اور تھے اور

اب وہ سید، ہاشمی اور خدا جانے کیا کچھ بن گئے ہیں، یہ لوگ ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً اس حدیث کا مصداق ہیں)

طائف کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص حضرت موت میں اپنی قوم کے ایک شخص کو قتل کر کے یہاں بھاگ آیا اور وادی وج میں آکر اترا اور یہاں مسعود بن معتب سے حلف قائم کرلی۔ اس نے اس جگہ کی حفاظت کی خاطر ایک دیوار بنائی جسے طائف (گھیرنے والی) کہا گیا، اور پھر اس جگہ کو طائف کہا جانے لگا، احمد بن حنبل کے قول کا مطلب یہ ہے کہ کوفہ کے محدثین تحدیث کے صیغوں کے استعمال میں اہل بصرہ کی مانند نہیں ہیں اور اس قدر احتیاط نہیں کرتے، وجہ اس کی یہ تھی کہ کوفہ روافض اور خوارج کا گڑھ تھا، جو اسلام میں بہت سے فتنوں کا باعث بنے تھے، جہاں تک عبداللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کا تعلق ہے جب وہ عبداللہؓ یا علیؓ سے روایت کرتے ہیں تو ان کی حدیث نورانی ہوتی ہے، روافض کی حدیث کی عدم قبولیت میں امام ابو حنیفہ کا معیار سب فقہاء و محدثین کی نسبت شدید تر ہے۔ وہ کسی رافضی یا شیعہ کی حدیث کے کسی طور پر بھی ماننے کے قائل نہیں ہیں۔ عامہ محدثین اگر اس اصول کو مان لیتے تو بے شمار فرعی اختلافات کا خاتمہ ہو سکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب)

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے آقاؤں کی اجازت کے بغیر کسی سے عقد موالات کیا تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اس سے نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل۔ (مسلم)

شرح: علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ آقاؤں کی اجازت سے آزاد شدہ غلام کسی اور کے ساتھ عقد موالات کر سکتا ہے، کیونکہ یہ عقد تو اس کا صرف اس سے ہے جس نے اس کو آزاد کیا، حضورؐ کا ارشاد ہے: الولاء لمن اعتق اور ولاء بھی نسبی رشتے کی مانند ہے جو کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔ کسی کے لیے جائز بلکہ ممکن نہیں کہ کسی اور کو اپنا باپ (اصلی باپ کے ماسوا) بنالے، یہی حال ولاء کا بھی ہے، منذری نے کہا ہے کہ عامہ علماء اور سلف فقہائے احصار کا مذہب یہ ہے کہ ولاء کا نہ ہبہ ہو سکتا ہے اور نہ وہ ایک دوسرے کو منتقل ہو سکتی ہے جیسا کہ نسب کا بھی یہی حال ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ بظاہر اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ آقاؤں کے اذن سے ولاء منتقل ہو جاتی ہے، چنانچہ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ حضرت میمونہؓ ام المومنین نے سلیمان بن یسار کی ولاء ابن عباسؓ کو ہبہ کی تھی، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کے نزدیک یہ جائز تھا، سعیدؒ بن المسیب کے نزدیک ولاء کی بیع اور ہبہ جائز ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ولاء وارثوں کو منتقل ہو جاتی ہے، بعض علماء کا خیال ہے کہ جن لوگوں نے جواز کیا ہے انہیں وہ حدیث نہیں پہنچی جو اس کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ انہیں حدیث پہنچی ہو مگر انہوں نے نہی کو حرمت پر نہیں بلکہ محض کراہت پر محمول کیا ہو، ابن عباسؓ اور سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ انہوں نے بھی ولاء کی بیع اور ہبہ سے منع کیا تھا، شاید جب انہیں ابن عمرؓ کی حدیث پہنچی تو انہوں نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا ہوگا۔ (واللہ اعلم)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ وَنَحْنُ بِبَيْرُوتَ عَنْ أَنَسٍ

بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ الْمُتَتَابِعَةُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

ترجمه: انسؓ بن مالک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا، یا اپنے آقاؤں کے سوا کسی اور کی طرف منسوب ہوا تو اس پر اللہ کی پے در پے لعنت روز قیامت تک رہے گی۔ (بخاری، مسلم، ترمذی) ابوداؤد اور نسائی نے اسی طرح کی حدیث علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے، اور اس میں ہے کہ: اس پر اللہ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہے)

بَابٌ فِي التَّفَاخُرِ بِالْأَحْسَابِ (نسبوں پر فخر کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا الْمُعَافَي ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ وَهَذَا حَدِيثُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ أَنْتُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ لَيَدَعَنَّ رِجَالٌ فَخْرَهُمْ بِأَقْوَامٍ إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ فَحْمِ جَهَنَّمَ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنْ الْجِعْلَانِ الَّتِي تَدْفَعُ بِأَنْفِهَا النَّتِنَ

ترجمه: ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے کبر و نخوت کو دور کر دیا ہے اور اس کا آباء پر فخر کرنا دور کر دیا ہے، آدمی یا تو نیکوکار مومن ہے یا بد بخت فاجر۔ تم آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدمؑ مٹی سے تھا۔ لوگوں کو بالضرور قوموں پر فخر چھوڑنا ہوگا، وہ جہنم کے کوئلوں میں سے کوئلے ہی ہیں، یا وہ اللہ کے نزدیک ان گروہوں سے بھی ذلیل تر ہوں گے، جو اپنی ناک سے گندگی کو دھکیلتے ہیں۔ (ترمذی نے روایت کر کے اسے حسن صحیح کہا ہے)

شرح: یعنی اسلام نے نام و نسب، رنگ و نسل اور آباؤ اجداد کا فخر و غرور مٹا دیا ہے، انسانوں کی صرف دو قسمیں ہیں، ایک تو نیکوکار مومن اور دوسرا بدکار بخت، پہلا اگرچہ اعلیٰ حسب و نسب کا نہ ہو اللہ کو محبوب ہے دوسرا گو اپنی قوم میں بلند و بالا ہو اللہ کے نزدیک گھٹیا ہے، ترمذی نے عبداللہؓ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن لوگوں سے خطاب فرمایا الخ، اس میں اس حدیث کی نسبت کچھ الفاظ زائد ہیں اور یہ بھی کہ حضورؐ نے سورۂ حجرات کی آیت ۱۳۔ تلاوت فرمائی یآیہا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثیٰ الایۃ. ترمذی نے سمرہؓ کی روایت سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ ترمذیؒ نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے۔

بَابٌ فِي الْعَصَبِيَّةِ (عصبیت کا باب)

حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي رُدِّيَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ حَدَّثَنَا ابْنُ

بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

ترجمه: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے ناحق بات پر اپنی قوم کی مدد کی وہ اس اونٹ کی مانند ہے جو کنویں میں گر جائے، پس وہ دُم پکڑ کر باہر کھینچا جاتا ہے (مگر پھر بھی اس سے اس کو کچھ نفع نہیں ہوتا) یہ حدیث موقوف ہے۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ بِشْرٍ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ بِنْتِ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ أَنْ تُعِينَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ

ترجمه: عبدالرحمٰن بن عبداللہؓ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپ چمڑے کے ایک قبے میں تھے، پھر عبداللہؓ بن مسعود نے اوپر کی حدیث مرفوعاً بیان کی (یہ حدیث مسند ہے۔ عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے سماع کیا ہے۔)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ الْمُدْلِجِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيرَتِهِ مَا لَمْ يَأْثَمْ قَالَ أَبُو دَاوُد أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ ضَعِيفٌ

ترجمه: واثلہؓ بن اسقع کی بیٹی نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ عصبیت کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: یہ کہ تو ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے، (ابن ماجہ نے یہ حدیث ایک عورت فسیلہ سے روایت کی، مطلب یہ کہ اس سند میں مبہم عورت شاید وہی فسیلہ ہے)

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَكِّيِّ يَعْنِي ابْنَ أَبِي لَبِيبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ

ترجمه: سراقہ بن مالکؓ بن جعشم مدلجی نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا، تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو اپنے اقارب کا دفاع کرے بشرطیکہ گناہ پر نہ ہو، (ابو داؤد نے حسب روایت ابن العبد کہا کہ اس کا راوی ایوب بن سوید ضعیف ہے۔ سعید کا سماع سراقہؓ مدلجی سے محل نظر ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ مِخْرَاقٍ عَنْ أَبِي كِنَانَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ

ترجمه: جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی عصبیت کی طرف دعوت دے وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور جو عصبیت پر قتال کرے وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں، ابو داؤد نے ابن العبد کی روایت کے مطابق کہا کہ یہ روایت مرسل (یعنی منقطع) ہے کیونکہ عبداللہ بن ابی سلیمان نے جبیرؓ سے نہیں سنا۔ (مسلم اور نسائی نے اسے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُقْبَةَ عَنْ أَبِي عُقْبَةَ

وَكَانَ مَوْلًى مِنْ أَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَهَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْأَنْصَارِيُّ

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قوم کا بھانجا انہی میں سے (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی) نے حضورؐ کے اس ارشاد کو مختصراً اور مطولاً روایت کیا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ننھیال والے کسی مصیبت میں ہوں تو اسلامی احکام کے بموجب ان کی حمایت کی جائے۔

ترجمہ: ابو عقبہ فارسیؓ نے کہا کہ میں جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، پس میں نے مشرکوں میں سے ایک شخص کو تلوار ماری اور کہا یہ مجھ سے لے لو اور میں ایک فارسی لڑکا ہوں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف التفات فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا، تو نے یہ کیوں نہ کہا کہ یہ ضرب مجھ سے لے لو، اور میں ایک انصاری نوجوان ہوں؟ (ابن ماجہ، حافظ ابن عبدالبر نے ابو عقبہ کا نام رشید بتایا ہے۔ حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ جاہلی نسبت ترک کر کے اسلامی نسبت اختیار کرنی چاہیئے، انصار کسی ایک خاندان یا قبیلے کا نام نہ تھا، بلکہ یہ ان لوگوں کی ایک اسلامی و دینی صفت تھی جنہوں نے دین کی اور دین والوں کی محض للہ خدمت اور مدد کی تھی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعدائے اسلام کے دلوں میں ہیبت و رعب جمانے کے لیے افتخار جائز ہے۔ ابو عقبہؓ ولاء کے اعتبار سے انصاری تھے، پس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولاء بھی نسب کی مانند ایک رشتہ ہے۔

بَابُ إِخْبَارِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِمَحَبَّتِهِ إِيَّاهُ

(کسی کی نیکی کے باعث اس سے محبت کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ثَوْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ وَقَدْ كَانَ أَدْرَكَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ

ترجمہ: مقدامؓ بن معدی کرب نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتا دینا چاہیے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (ترمذی، نسائی، ترمذی نے اسے حسن صحیح غریب کہا ہے)

شرح: اس حدیث میں باہمی الفت و محبت کی ترغیب ہے، حافظ ابن القیم نے لکھا ہے کہ ترمذی کی حدیث کے مطابق آدمی جب کسی سے بھائی چارہ قائم کرے تو اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کا نسب و وطن پوچھ لے، اس سے محبت کے حقوق بخوبی ادا ہو سکیں گے، خطابی نے کہا ہے کہ کسی کو محبت کی خبر دینے سے اس کی دلجوئی ہوتی ہے اور وہ شخص اس کی نصیحت کو قبول کرتا ہے۔ صحیحین میں انسؓ کی روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: قیامت کب ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت، فرمایا، تو انہی کے ساتھ ہو گا، جن سے تیری محبت ہو گی۔ ایک روایت ہے کہ اس نے کہا: میں نے اس کے لیے زیادہ روزے اور صدقہ تیار نہیں کیا مگر میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں۔ صحیحین میں ابو موسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی ان کے ساتھ ہو گا جن سے محبت کرے، ترمذی کی ایک حدیث میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں، صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا میرے جلال کے باعث باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے خاص سائے میں جگہ دوں گا، جبکہ میرے سائے کے سوا کہیں سایہ نہیں ہے، حدیث صحیح میں جن سات آدمیوں کو عرش کے سائے میں جگہ ملنے کا ذکر ہے، ان میں دو وہ شخص ہیں جنہوں نے باہم محض للہ محبت کی ہو گی، ترمذی نے معاذؓ بن جبل کی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے جلال میں باہم پیار کرنے والوں کے لیے نور کے منبر ہوں گے، ان پر نبی اور شہید رشک (فخر) کریں گے، اس مضمون کی حدیث ابو الدرداءؓ، ابن مسعودؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابو ہریرہؓ اور ابو مالک اشعریؓ سے بھی مروی ہے، بخاری و مسلم نے انسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا، ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسولؐ اسے اوروں سے محبوب تر ہوں، دوسری یہ کہ جس سے محبت کرے محض اللہ کی خاطر کرے، تیسری یہ کہ کفر سے نکلنے کے بعد اس میں واپس جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا آگ میں گرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں نہیں جا سکتے جب تک ایماندار نہ ہو، اور ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک باہم محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ چیز بتاؤں جس کے کرنے سے تم میں باہم محبت پیدا ہو جائے؟ آپس میں سلام کو عام کر دو۔ مؤطا میں ابو ادریس خولانی سے روایت ہے کہ: میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو وہاں ایک چمکدار دانتوں والا جوان دیکھا۔ وہاں کچھ لوگ بھی تھے جو آپس کے اختلاف کو اس کے سامنے پیش کرتے اور اس کی رائے قبول کرتے تھے۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو کہا گیا کہ یہ معاذؓ بن جبل ہے دوسرے دن میں دوپہر کو مسجد میں گیا، اور میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ گیا تھا اور میں نے اسے نماز پڑھتے پایا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا حتیٰ کہ اس نے نماز ختم کر لی، پھر میں اس کے سامنے گیا، اور سلام کہا اور پھر کہا، واللہ میں تجھ سے پیار کرتا ہوں۔ پس اس نے کہا کیا خدا کی قسم کھاتے ہو؟ میں نے کہا کہ خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ پس اس نے میری چادر پکڑ لی اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا۔ تجھے خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا، کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا، میری خاطر محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہے، اور میری خاطر مل بیٹھنے والوں کے لیے اور میری خاطر باہم زیارت کرنے والوں کے لیے اور میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرنے والوں کے لیے:

صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے اپنے ایک بھائی کی زیارت ایک دوسری بستی میں کی، پس اللہ تعالےٰ نے اس کی سیڑھیوں پر ایک فرشتہ مقرر کیا جس نے پوچھا: تو کہاں جاتا ہے؟ اس نے کہا میں اس بستی میں اپنے ایک بھائی کی طرف جا رہا ہوں، اس نے کہا: کیا تجھ پر اس کا کوئی احسان ہے جس کا تو بدلہ چکانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا نہیں: صرف یہی بات ہے کہ میں نے اس سے اللہ کی خاطر محبت کی ہے، فرشتہ بولا کہ میں تیرے پاس اللہ کی طرف سے آیا ہوں، اللہ بھی تجھ سے پیار کرتا ہے جس طرح تو نے اس شخص کے ساتھ پیار کیا ہے، حافظؒ ابن القیم نے فرمایا کہ: المرء مع من احب کی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اصحاب نے روایت کیا ہے، (۱) انس بن مالکؓ۔ (۲) عبداللہ بن مسعودؓ۔ (۳) ابو موسیٰؓ اشعری۔ (۴) علیؓ بن ابی طالبؓ۔ (۵) ابو سعیدؓ خدری۔ (۶) ابو ذرؓ غفاری۔ (۷) صفوانؓ بن عسال۔ (۸) عبداللہؓ بن یزید خطمی۔ (۹) براء بن عازب۔ (۱۰) عروہؓ بن مضرس۔ (۱۱) صفوانؓ بن قدامہ جمحی۔ (۱۲) ابو امامہؓ باہلی۔ (۱۳) ابو سریحہؓ غفاری۔ (۱۴) ابو ہریرہؓ۔ (۱۵) معاذ بن جبل۔ (۱۶) ابو قتادہؓ انصاری۔ (۱۷) عبادہؓ بن صامت۔ (۱۸) جابرؓ بن عبداللہ۔ (۱۹) عائشہ صدیقہ ام المومنین سلام اللہ علیہا۔

حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ هَذَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمْتَهُ قَالَ لَا قَالَ أَعْلِمْهُ قَالَ فَلَحِقَهُ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللَّهِ فَقَالَ أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ

ترجمہ: انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص تھا، اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا تو اس نے کہا: یارسول اللہ: میں اس سے محبت کرتا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا، کیا تو نے اسے بتادیا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، حضورؐ نے فرمایا: اسے بتادو۔ انسؓ نے کہا کہ وہ شخص اسے جاکر ملا اور کہا: میں تجھے اللہ کی خاطر پیار کرتا ہوں، اس نے کہا، جس کی خاطر تو نے مجھ سے پیار کیا وہ بھی تجھ سے پیار کرے، (اس کی سند میں مبارک بن فضالہ قرشی ہے، جو متکلم فیہ ہے۔)

بَابُ إِخْبَارِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِمَحَبَّتِهِ إِيَّاهُ

الرَّجُلِ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَى خَيْرٍ يَرَاهُ

(ایک آدمی کا دوسرے سے کسی نیک کام پر محبت کرنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَعْمَلَ كَعَمَلِهِمْ قَالَ أَنْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ فَإِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ فَأَعَادَهَا أَبُو ذَرٍّ فَأَعَادَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا: یارسول اللہ! کوئی شخص ایک قوم سے محبت کرتا ہے مگر ان جیسے عمل نہیں کرسکتا؟ حضورؐ نے فرمایا: اے ابوذر! تو انہی کے ساتھ ہے جن سے تو نے پیار کیا۔ ابوذرؓ بولا: پس میں تو اللہ اور اس کے رسولؐ سے پیار کرتا ہوں، حضورؐ نے فرمایا: پھر تو انہی کے ساتھ ہے جن سے تو نے محبت کی، راوی نے کہا کہ ابوذرؓ نے یہ بات دہرائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے دہرایا۔ (منذری نے کہا ہے کہ اس مضمون کی حدیث بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے جس کا لفظ ہے، المرء مع من احب۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ لَمْ أَرَهُمْ فَرِحُوا بِشَيْءٍ أَشَدَّ مِنْهُ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ يُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَى الْعَمَلِ مِنَ الْخَيْرِ يَعْمَلُ بِهِ وَلَا يَعْمَلُ بِمِثْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

ترجمہ: انسؓ بن مالک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس سے زیادہ خوش ہوتے نہیں دیکھا کہ ایک آدمی نے کہا، یارسول اللہ! کوئی آدمی دوسرے کو نیک عمل کرتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتا ہے مگر اس جیسا عمل خود نہیں کرسکتا؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی انہی کے ساتھ ہے جن سے محبت کرے۔ (بخاری، ومسلم)

شرح: منذری نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اطاعت پر قائم و مضبوط رہے، ان کی مخالفت ترک کر دے، ان کی شریعت کے آداب سے آراستہ ہو اور ان کی حدود سے تجاوز نہ کرے۔ اللہ، اس کے نبیؐ اور صالحین کی محبت میں ہی اللہ کی اطاعت ہے اور یہ ایمان کا ثمرہ ہے اور یہ اعمال قلب میں سے ہے، جن کا اجر بہت بڑا ہے۔

بَاب فِي الْمَشُورَةِ (مشورے کا باب)

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے مشورہ مانگا جائے اس کو امانتدار سمجھا جاتا ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مشورہ طلب کرنے والے کو بالضرور مشورہ دینا واجب نہیں ہے، اور یہ کہ مشیر کے لیے صلاح و مشورہ میں اجتہاد ضروری ہے، مگر اتفاق سے مشورہ غلط ہو تو اس پر کوئی گناہ یا تاوان نہیں ہے، اس حدیث کو ترمذی نے مرسلاً بھی بیان کیا ہے، ترمذی نے اسے ام سلمہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اسی مضمون کی حدیث ابو مسعودؓ، ابو ہریرہؓ، ابن عمرؓ، علیؓ بن ابی طالب، ابو الہیثمؓ بن التیہان، نعمانؓ بن بشیر، سمرہؓ بن جندب، عمروؓ بن عوف، عبداللہؓ بن عباس، جابرؓ بن عبداللہ، عبداللہؓ بن عمر اور عبیدؓ بن صخر سے بھی مروی ہے۔

منذری نے کہا ہے کہ مشورہ، شوریٰ اور مشورہ سب کا لغوی معنیٰ استخراج (نکالنا) ہے مثلاً چھتے سے شہد نکالنا، جانور کی بُرائی وغیرہ نکالنا۔ اس حدیث میں مشورہ لینے والے کے لیے یہ حکم ہے کہ جس سے مشورہ طلب کرے وہ لائق اعتماد ایماندار، عالم، تجربہ کار اور مخلص ہو، مشورہ دینے والے کا فرض ہے کہ جب اس کی دیانت و امانت پر اعتماد کیا گیا ہے تو بالکل صحیح اور مخلصانہ مشورہ دے ورنہ بددیانت اور دغاباز ٹھہرے گا۔

بَاب فِي الدَّالِّ عَلَى الْخَيْرِ (نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي قَالَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهِ وَلَكِنْ ائْتِ فُلَانًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَحْمِلَكَ فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ

ترجمہ: ابو مسعودؓ انصاری نے کہا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ میری سواری کا جانور تھک کر بیکار ہو گیا ہے لہٰذا مجھے سواری عطا فرمایئے، حضورؐ نے فرمایا: میرے پاس سواری نہیں جو تجھے دے دوں لیکن تو فلاں شخص کے پاس جا شاید وہ تجھے سواری مہیا کر دے، پس وہ اس کے پاس گیا اور اس نے سواری دیدی پھر وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو بتایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بھلائی کی طرف رہنمائی کی اس کے

لیے بھی بھلائی کرنے والے کی مانند اجر ہے۔ (مسلم، ترمذی)

بَابٌ فِي الْهَوَى (ہوائے نفس کا باب)

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الثَّقَفِيِّ عَنْ بِلَالِ بْنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ

ترجمہ: ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ (مطلب یہ کہ حد سے زیادہ محبت سے گریز واجب ہے جو اندھا بہرا کر دے، ایسا شخص محبوب کے عیوب سے اور محبت کے انجام سے اندھا ہو جاتا ہے اس کے بارے میں کسی نصیحت کا سننا پسند نہیں کرتا، آخرت سے بے خبر ہو جاتا ہے منذری نے کہا ہے کہ اس کی سند میں بقیہ بن ولید اور بکیر بن عبداللہ ہر دو راوی متکلم فیہ ہیں۔)

شرح: حافظ سراج الدین قزوینی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے (منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث کا ابوالدرداءؓ پر موقوف ہونا اشبہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے حافظ قزوینی کا رد کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف تو ہے مگر موضوع نہیں، حافظ علائی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

بَابٌ فِي الشَّفَاعَةِ (شفاعت کا باب)

شفاعت سے مراد کسی کی حق تلفی یا کسی غیر مستحق کی رعایت کی سفارش ہرگز نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ سائل کے وہ احوال و صفات ظاہر کر دیئے جائیں، جن کی بناء پر وہ توجہ کا مستحق ہو، آج کل جس سفارش کا چلن ہے اور جس نے ہمارے معاشرے میں شدید فساد برپا کر دیا ہے، یہ کرنیوالے اور ماننے والے دونوں کے لیے شرعاً ناجائز ہے، اس کا نتیجہ نااہلوں کی سربلندی، اہل اشخاص کی محرومی، ظلم و ستم کی فراوانی ہے، والعیاذ باللہ۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْفَعُوا إِلَيَّ لِتُؤْجَرُوا وَلْيَقْضِ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ

ترجمہ: ابو موسیٰؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سفارش کرو تاکہ تم کو اجر ملے اور اللہ جو چاہے گا، اپنے نبی کی زبان سے فیصلہ کرا دے گا، (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: منذری نے کہا ہے کہ ان ارباب جرائم کی سفارش جائز ہے جو اتفاقاً لغزش سے جرم کا ارتکاب کر بیٹھیں، ویسے وہ اچھے بھلے لوگ ہیں اور اہل ستر و عفاف ہوں، مگر مشہور فسادیوں، باطل پرستوں اور عادی مجرموں کی سفارش جائز نہیں۔ حاکم پہلی قسم کے لوگوں کے لئے سفارش قبول کرتے تو اچھا ہے مگر دوسری قسم کے لوگوں کے لیے رعایت جائز نہیں، حدود قصاص میں نہ سفارش کرنا جائز ہے نہ اس کا ماننا روا ہے۔) جن لوگوں کے حق میں سفارش قبول کرنے سے بدامنی فساد اور بدمعاشی پھیلنے کا اندیشہ ہو ان کے لیے سفارش کرنا یا حاکم کا اسے ماننا حرام ہے۔

بَاب فِيمَنْ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ فِي الْكِتَابِ

(مکتوب میں اپنا نام پہلے لکھنے کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ أَحْمَدُ قَالَ مَرَّةً يَعْنِي هُشَيْمًا عَنْ بَعْضِ وَلَدِ الْعَلَاءِ أَنَّ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ كَانَ عَامِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْبَحْرَيْنِ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهِ

ترجمہ: علاءؓ بن حضرمی بحرین پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل تھا، جب وہ حضور کو خط لکھتا تھا تو اپنے نام سے شروع کرتا تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ ابْنِ الْعَلَاءِ عَنْ الْعَلَاءِ يَعْنِي ابْنَ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَدَأَ بِاسْمِهِ

ترجمہ: علاءؓ بن الحضرمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا تو اپنے نام سے شروع کیا۔

شرح: ان دونوں روایتوں میں ایک مجہول راوی (ابن العلاء یا بعض ولد العلاء) ہے عربوں میں خط لکھنے کا رواج اس طرح تھا کہ من فلاں بن فلاں الیٰ فلاں بن فلاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خطوط کو اسی طرح شروع کر دیا تھا، اور اس چیز سے مشتعل ہو کر شاہ فارس خسرو پرویز نے آپ کے نامہ مبارک کو پھاڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سلطنت واقتدار کے ٹکڑے اڑا دیئے تھے، کتابت کے آداب ہر زمانے اور ملک میں الگ الگ رہے ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ بڑا جب چھوٹے کو لکھے تو اپنا نام پہلے لکھے اور اس کے برعکس چھوٹا اپنا نام بعد میں لکھے۔

بَاب كَيْفَ يُكْتَبُ إِلَى الذِّمِّيِّ (ذمی کو خط لکھنے کی کیفیت کا باب)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى هِرَقْلَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى قَالَ ابْنُ يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو خط لکھوایا، محمد رسول اللہ کی طرف سے شاہ روم ہرقل کے نام، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے، ابن عباسؓ نے کہا کہ ابوسفیانؓ نے انہیں بتایا کہ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو منگوایا، اس میں یہ مضمون تھا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل شاہ روم کی طرف سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا تابع ہو، اما بعد الخ۔ (بخاری،

مسلم، ترمذی، نسائی کہیں طویل کہیں مختصر)

شرح: شاہ روم ذمی نہ تھا، اسلامی سلطنت کی حدود سے باہر تھا اور کافر نصرانی تھا، اس سے ابوداؤد نے استدلال کیا کہ ذمی کو جب خط لکھا جائے تو اسی طرح لکھا جائے گا۔

بَاب فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ (والدین کے ساتھ نیکی کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اولاد اپنے والدین کا حق ادا نہیں کر سکتی مگر اس صورت میں کہ اسے غلام پائے اور خرید کر آزاد کر دے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: خطابی نے کہا ہے کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اس صورت میں والد یا والدہ از خود آزاد ہو جاتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ جب اس نے اسے خریدا تو اس کے ملک میں آتے ہی وہ آزاد ہو گیا، چونکہ آزادی کا سبب اس کا خریدنا تھا، لہٰذا آزادی کو اس کی طرف منسوب کیا گیا آزادی اس دنیا میں بڑے سے بڑا احسان ہے جو کسی پر کیا جا سکتا ہے لہٰذا اسے آدائے حق کا باعث گردانا گیا۔ جس طرح اولاد کی زندگی اور وجود والدین کے سبب سے تھا، اسی طرح ان کی زندگی، آزادی کو ان کی حق رسی فرمایا گیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِي الْحَارِثُ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ وَكُنْتُ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا فَقَالَ لِي طَلِّقْهَا فَأَبَيْتُ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا

ترجمہ: عبداللہؓ بن عمر نے کہا کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، اور حضرت عمرؓ کو وہ ناپسند تھی، پس انہوں نے مجھ سے کہا کہ اسے طلاق دیدو، میں نے انکار کیا تو حضرت عمرؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بتائی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے طلاق دیدو۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طلاق کے جواز کا علم تھا، وہ جانتے تھے کہ فلاں دلیل سے یہ طلاق جائز ہے۔ تاہم عبداللہؓ بن عمر پر یہ حکم واجب نہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو طلاق دینا واجب ہو گیا، کیونکہ بظاہر حضورؐ کا حکم وجوب کے لیے ہی تھا، منذری نے لکھا ہے کہ پہلا باپ جس نے اپنے بیٹے کو طلاق کا حکم دیا وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اس حکم میں بھی ایک شرعی فائدہ تھا، بیٹے کی نیکی جو وہ اپنے والدین سے کرتا ہے، اس میں یہ بھی داخل ہے کہ باپ کی ناپسندیدگی کو اپنی ناپسندیدگی جانے (جبکہ وہ شرعی طور پر ثابت ہو) اور یہ اس وقت ہے جبکہ باپ دیندار ہو، حب فی اللہ اور بغض للہ رکھتا ہو، اگر ایسا نہ ہو تب بھی باپ کی پسندیدگی کے باعث بیوی کو جدا کر دینا مستحب ہے۔ گو واجب نہیں ہے، کتاب الطلاق میں اس پر بحث گزر چکی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبَرُّ قَالَ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أُمَّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ الْأَقْرَبَ فَالْأَقْرَبَ وَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْأَلُ رَجُلٌ مَوْلَاهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَضْلُهُ الَّذِي مَنَعَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ

ترجمہ: معاویہؓ بن حیدہ نے کہا یارسول اللہ میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنی ماں سے، پھر اپنے باپ سے، پھر زیادہ قریبی رشتہ دار سے پھر اقرب سے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے آزاد کردہ غلام سے اس کی حاجت سے زائد چیز مانگے اور وہ نہ دے تو قیامت کے دن وہ فالتو چیز منگوائی جائے گی جو ایک نہایت زہریلے سانپ کی صورت میں ہوگی۔ (ترمذی، ابوداوٗد نے کہا کہ اقرع وہ سانپ ہے کہ اس کے زہر کی شدت سے اس کا سر گنجا ہو گیا ہو۔

شرح: مولا سے مراد آزاد کنندہ بھی ہو سکتا ہے، پھر مطلب اوپر کے ترجمے کے خلاف ہوگا، آزاد شدہ غلام کے ذمہ مملوکیت کا حق تو نہیں ہے لیکن معاشرتی واخلاقی آداب کا حق ضرور ہے کہ جس شخص نے اس پر اتنا بڑا احسان کیا ہو وہ اس سے یوں برگشتہ نہ رہے۔ مولیٰ کے لفظ سے قریبی رشتہ دار بھی مراد ہو سکتا ہے۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَاَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا

ترجمہ: وہب بن منبہ نے اپنے بھائی سے، اس نے معاویہؓ سے روایت کی کہ شفاعت کرو تمہیں اجر ملے گا کیونکہ میں کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں مگر اسے مؤخر کر دیتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور اجر پاؤ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعت کرو تمہیں اجر ملے گا (نسائی، یہ روایت ابوداوٗد کے بعض نسخوں میں لؤلؤی کی روایت سے ہے۔ ابوالقاسم دمشقی نے اسے بیان نہیں کیا۔ یہ بذل کے حاشیے پر باب برالوالدین میں آئی ہے اور مختصر المنذری میں باب الشفاعۃ میں ہے، بظاہر اسے وہیں رکھنا مناسب تھا جہاں منذری نے رکھا ہے یہی حال آئندہ روایت کا بھی ہے۔) نسائی کی روایت کے الفاظ کچھ مختلف ہیں۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ نَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ابوبردہ نے ابوموسیٰؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث گذشتہ کی مانند روایت کی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ مَنْفَعَةَ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَبَرُّ قَالَ أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ وَمَوْلَاكَ الَّذِي يَلِي ذَاكَ حَقٌّ وَاجِبٌ وَرَحِمٌ مَوْصُولَةٌ

ترجمہ: کلیب بن منفعہ نے اپنے دادا سے روایت کی کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہا یارسول اللہ میں کس کے ساتھ نیک سلوک کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن سے اپنے بھائی، اور اپنے قرابت دار سے جو اس کا حق دار ہے۔ یہ واجب حق ہے اور صلہ رحمی ہے۔ (بخاری نے اسے تاریخ کبیر میں تعلیقاً روایت کیا ہے، ابن ابی حاتم نے اس روایت کو مرسل کہا ہے)

شرح: حافظ منذری نے لکھا ہے کہ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا، یارسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں، اس نے پھر کہا پھر کون؟ فرمایا: پھر تیری ماں۔ اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا، پھر تیری ماں، اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، فرمایا پھر تیرا

باپ (مسلم) ابن ماجہ، ان کی حدیثوں میں ماں کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ح و حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَلْعَنُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَلْعَنُ أَبَاهُ وَيَلْعَنُ أُمَّهُ فَيَلْعَنُ أُمَّهُ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبائر میں سے بھی کبیرہ تر گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے، کہا گیا کہ یارسول اللہ آدمی اپنے والدین کو کیونکر لعنت کر سکتا ہے؟ فرمایا: یہ دوسرے کے باپ کو لعنت کرے اور وہ اس کے باپ پر لعنت کرے اور یہ اس کی ماں پر لعنت کرے تو وہ اس کی ماں پر لعنت کرے: (بخاری، مسلم، ترمذی)

شرح: منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث قطع ذرائع (سد ذرائع) میں اصل ہے۔ کسی کے ماں باپ کو گالی دینے والا اپنے ماں باپ کی گالی کا سبب بنتا ہے اس لیے حضورؐ نے فرمایا کہ اس شخص نے گویا خود اپنے والدین کو گالی دی۔ حافظ ابن القیمؒ نے کہا کہ امام احمد نے ان احادیث سے جو اوپر گزریں یہ مسئلہ نکالا ہے کہ نیکی کے تین ذریعے یعنی ۳/۴ ماں کے لیے ہیں، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اطاعت باپ کے لیے ہے اور حسن سلوک ماں کے ساتھ، کیونکہ عبداللہ بن عمر کو جب ان کے والد ماجد نے طلاق کا حکم دیا، اور انہوں نے پس و پیش کیا تو حضور نے فرمایا: اطع اباک۔ ابن ماجہ نے ابوامامہؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ اولاد کے ذمہ والدین کا کیا حق ہے؟ حضورؐ نے فرمایا وہ تیری جنت اور دوزخ ہیں۔ یعنی ان کا حق ادا کرو تو جنت، ورنہ دوزخ ملے گی۔ ابن ماجہ نے یہ حدیث ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا، والد جنت کا درمیانہ دروازہ ہے، اب چاہو تو اس دوازے کو ضائع کر دو اور چاہو تو اس کی حفاظت کرو۔ منذری نے کہا ہے کہ والدہ کا ۳/۴ حق اس لیے ہے کہ حمل، وضع حمل، رضاعت، تربیت کی جو صعوبت ماں نے برداشت کی ہوتی ہے، وہ باپ نے نہیں کی ہوتی۔ یہ تین منزلیں خالصۃً ماں نے گزاریں لہٰذا اسے حقوق کا ۳/۴ ملا۔ ایک حدیث میں ماں کا ۲/۳ حق بھی وارد ہے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْمَعْنَى قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَسِيدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدٍ مَوْلَى بَنِي سَاعِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا

ترجمہ: ابو اسیدؓ مالک بن ربیعہ ساعدی نے کہا کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے بنی سلمہ کا ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا، یارسول اللہ! کیا میرے والدین کا کوئی حق ایسا بھی باقی ہے جو میں ان کی موت کے بعد ادا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ ان کے لیے رحمت کی دعاء کرنا، ان کے لئے استغفار کرنا اور ان کے بعد کے عہد (وعدے) پورے کرنا اور وہ صلہ رحمی جو صرف ان کے رشتہ سے ہوتی ہے، اور ان کے دوستوں (اور سہیلیوں) کا اکرام کرنا۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: منذریؒ نے کہا ہے کہ بر کا لفظ صلہ، صدق، لطف و ترحم، جھکاؤ، حسن سلوک، حسن معاشرت اور اطاعت کے معنی میں آتا ہے، صلوٰۃ سے مراد ان کے لیے دعاء کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہؓ کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتے تھے تاکہ خدیجہؓ کے حق کی ادائیگی ہو۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی موت کے بعد اس سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ (مسلم، ترمذی)

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ ثَوْبَانَ أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ ثَوْبَانَ أَنَّ أَبَا الطُّفَيْلِ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ قَالَ أَبُو الطُّفَيْلِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ أَحْمِلُ عَظْمَ الْجَزُورِ إِذْ أَقْبَلَتْ امْرَأَةٌ حَتَّى دَنَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوا هَذِهِ أُمُّهُ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ

ترجمہ: ابوالطفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم فرماتے دیکھا ابوالطفیلؓ نے کہا کہ میں ان دنوں نوجوان لڑکا تھا اور اونٹ کی ہڈیاں اٹھا رہا تھا۔ اچانک ایک عورت آئی حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آپہنچی، حضورؐ نے اس کے لئے چادر بچھادی اور وہ اس پر بیٹھ گئی، میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہے۔ (یعنی حلیمہ سعدیہؓ)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ السَّائِبِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فَأَقْبَلَ أَبُوهُ مِنْ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهُ بَعْضَ ثَوْبِهِ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَتْ أُمُّهُ مِنْ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهِ مِنْ جَانِبِهِ الْآخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ أَخُوهُ مِنْ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

ترجمہ: عمر بن السائب سے روایت ہے کہ اسے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کا رضاعی باپ آگیا، پس حضورؐ نے اپنا کوئی کپڑا اسے بچھادیا اور وہ اس پر بیٹھ گیا، پھر آپؐ کی ماں آئی، تو آپؐ نے اپنے کپڑے کا ایک حصہ دوسری طرف سے بچھادیا، اور وہ اس پر بیٹھ گئی، پھر آپؐ کا رضاعی بھائی آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اس کو اپنے سامنے بٹھلایا۔

شرح: منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث معضل ہے کیونکہ عمر بن السائب تابعین سے روایت کرتا ہے (پس دو راوی حذف ہوگئے ہیں ایک تابعی اور ایک صحابی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں کا نام حلیمہ سعدیہؓ تھا، یہ مسلمان ہوگئی تھی، اور حضورؐ کی خدمت میں آئی تھی اس نے حضورؐ سے روایت بھی کی ہے اور اس سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے روایت کی

ہے، آپ کی رضاعی بہن کا نام شیماء تھا، بنت الحارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ، اپنی قوم میں اس کا نام شیماء ہی معروف تھا اور اسے شماء بھی کہا جاتا تھا، اس کا اصل نام خذامہ تھا، اور بعض نے جدامہ کہا ہے بعض نے اسے حذافہ کہا ہے، یہ اسلام لائی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا تھا، بچپن میں آپ کو اسی نے کھلایا تھا، آپ کے رضاعی بھائی کا نام عبداللہ بن الحارث تھا، آپ کی ایک رضاعی بہن کا نام انیسہ بنت الحارث تھا۔ اور ان کے باپ کا نام حارث بن عبدالعزیٰ تھا۔

بَاب فِي فَضْلِ مَنْ عَالَ يَتِيمًا (یتیم کی پرورش کرنیوالے کی فضیلت کا باب)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُو بَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ ابْنِ حُدَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَلَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ يَعْنِي الذُّكُورَ

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی کوئی بیٹی ہو پس اس نے اسے زندہ دفن نہ کیا ہو، (جیسا کہ عرب کے بعض قبائل میں رواج تھا) اور اسکی اہانت نہ کی۔ اور اس پر لڑکوں کو ترجیح نہ دی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (جب لڑکیوں کی پرورش کا یہ اجر ہے تو پھر یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کا کیا ثواب ہوگا؟)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ عَنْ سَعِيدٍ الْأَعْشَى قَالَ أَبُو دَاوُد وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُكْمِلٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا اور ان کا نکاح کیا اور ان سے نیک سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ بِنْتَانِ أَوْ أُخْتَانِ

ترجمہ: اوپر کی ہی سند کے ساتھ ایک روایت کے لفظ ہیں۔ تین بہنیں یا تین بیٹیاں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں، (ترمذی) حافظ منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں اختلاف ہوا ہے۔)

شرح: حافظ ابن القیمؒ نے کہا ہے کہ صحیح مسلم میں انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو لڑکیوں کو پالا حتیٰ کہ وہ جوان ہو گئیں تو وہ قیامت کے دن یوں میرے ساتھ ہوگا، اور آپؐ نے اپنی انگلیاں ملائیں، ترمذی کے لفظ یہ ہیں کہ میں اور وہ جنت میں یوں اکٹھے ہوں گے۔ اور آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا مگر میرے پاس اس نے ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا۔ میں نے وہ کھجور اس کو دی تو اس نے وہ اپنی دو بیٹیوں میں تقسیم

کر دی اور خود کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اٹھی اور باہر نکل گئی اور اس کی لڑکیاں بھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ سنایا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ان بیٹیوں سے کسی چیز میں مبتلا ہوا اور ان سے اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے آگ سے پردہ بن جائیں گی، سنن ابن ماجہ میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے تین یتیموں کو پالا وہ اس کی مانند ہے جو رات بھر نماز پڑھتا اور ہر روز روزہ رکھتا ہو، اور صبح وشام اپنی تلوار سونتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہو اور میں اور وہ جنت میں دو بھائیوں کی مانندیوں ہوں گے، اور آپؐ نے دو انگلیاں سبابہ اور وسطیٰ کو ملا دیا۔ اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کا بہترین گھروہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ حسن سلوک ہوتا ہو اور بدترین گھروہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جائے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا النَّهَّاسُ بْنُ قَهْمٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوْمَأَ يَزِيدُ بِالْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ امْرَأَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَاهَا حَتَّى بَانُوا أَوْ مَاتُوا

ترجمہ: عوفؓ بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور خاکستر رنگ کے گالوں والی عورت (بیوہ محنتی) قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے، اور راوی یزید بن زریع نے اپنی دو انگلیوں وسطیٰ اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا، ایسی عورت جو اپنے خاوند کی موت سے بیوہ ہو گئی، وہ منصب اور جمال والی تھی، اس نے اپنی جان کو اپنے یتیم بچوں پر روکے رکھا، حتی کہ وہ اس سے جدا ہو گئے یا مر گئے۔ (اس کی سند میں نہاس بن قہم راوی ناقابل احتجاج ہے)

شرح: اس عورت نے اپنے آپ کو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لئے وقف کر دیا، نکاح نہ کیا کہ زینت کی نوبت آتی۔ اس کا رنگ بھی مصائب اور محنت ومشقت اور ترک تزین کے باعث بدل کر خاکستر ہو گیا۔ لہٰذا اسے یہ بشارت دی گئی کہ وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے نوازی جائے گی۔

بَابٌ فِي مَنْ ضَمَّ الْيَتِيمَ (یتیم کو اپنے ساتھ ملانے والے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَقَرَنَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ

ترجمہ: سہل بن سعدؓ ساعدی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی مانند ہوں گے، اور آپؐ نے اپنی دو انگلیوں وسطیٰ اور شہادت کی انگلی کو ملایا۔ (بخاری، ترمذی)

شرح: منذری نے کہا کہ یہ حدیث یتیموں کے معاملے کی تعظیم کے لیے وارد ہوئی ہے، تاکہ ان پر شفقت کی جائے، ان کا خیال رکھا جائے، ان کے مال کی حفاظت کی جائے اور ان پر مہربانی کی جائے، کیونکہ یتیم خود عاجز ہوتا ہے اور اس کے لیے محنت ومشقت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

بَاب فِي حَقِّ الْجِوَارِ (ہمسائیگی کے حق کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى قُلْتُ لَيُوَرِّثَنَّهُ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیلؑ برابر مجھے ہمسائے کے بارے میں وصیت کرتا، (حکم دیتا) رہا حتیٰ کہ میں نے کہا کہ وہ اسے وارث بنادے گا۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: حافظ منذری نے کہا کہ وارث بنانے کا مطلب یہ ہے کہ گویا ہمسائیگی کا حق بھی رشتہ کی مانند ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بَشِيرٍ أَبِي إِسْمَعِيلَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ ذَبَحَ شَاةً فَقَالَ أَهْدَيْتُمْ لِجَارِي الْيَهُودِيِّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے ایک بکری ذبح کی، پھر فرمایا: کیا تم نے میری یہودی ہمسائے کو تحفہ بھیجا ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے، جبرئیلؑ مجھ کو بار بار ہمسائے کے باب میں وصیت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اب اس کی وراثت کا حکم بھی لے آئے گا (ترمذی) یہ حدیث مجاہد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اور ابوہریرہؓ سے بھی مرفوعاً روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُو جَارَهُ فَقَالَ اذْهَبْ فَاصْبِرْ فَأَتَاهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ اذْهَبْ فَاطْرَحْ مَتَاعَكَ فِي الطَّرِيقِ فَطَرَحَ مَتَاعَهُ فِي الطَّرِيقِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَيُخْبِرُهُمْ خَبَرَهُ فَجَعَلَ النَّاسُ يَلْعَنُونَهُ فَعَلَ اللَّهُ بِهِ وَفَعَلَ وَفَعَلَ فَجَاءَ إِلَيْهِ جَارُهُ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ لَا تَرَى مِنِّي شَيْئًا تَكْرَهُهُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے ہمسائے کی شکایت لے کر آیا تو آپ نے فرمایا: جا اور صبر کر، وہ پھر دو یا تین بار آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا اور اپنا سامان راستے میں پھینک دے، پس اس نے اپنا سامان راستے میں پھینک دیا۔ لوگ اس سے پوچھتے تھے اور وہ اپنا قصہ بتاتا تھا، لوگ اس کے ہمسائے پر لعنت کرتے اور کہتے، اللہ اس کے ساتھ یہ کرے وہ کرے۔ پس اس کا ہمسایہ اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: تو واپس چل، تو مجھ سے آئندہ کوئی ناپسندیدہ چیز نہ دیکھے گا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو دکھ نہ دے اور جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے)

شرح: مہمان کا اکرام یہ ہے کہ اسے خندہ پیشانی سے ملے، اس کے کھانے پینے اور رہائش میں کچھ تکلف کرے اور اس کے آنے پر خوشی کا اظہار کرے، ہمسائے کو ایذاء سے محفوظ رکھنا، اس کا کم سے کم حق ہے۔ جو شخص بھلی بات منہ سے نہیں نکال سکتا وہ کم از کم خاموش رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ بِأَيِّهِمَا أَبْدَأُ قَالَ بِأَدْنَاهُمَا بَابًا قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ شُعْبَةُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ طَلْحَةُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے کہا: یارسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں، میں ہدیہ دینے میں کس سے ابتداء کروں؟ حضورؐ نے فرمایا: جس کا دروازہ زیادہ قریب تر ہو۔ (بخاری)

شرح: حافظ منذری نے کہا کہ قریبی دروازے والا گھر میں آنے والی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے مگر دور والا نہیں دیکھ سکتا پس اس لحاظ سے اس کا حق فائق ہے۔

بَاب فِي حَقِّ الْمَمْلُوكِ (غلام کے حق کا باب)

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أُمِّ مُوسَى عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام قَالَ كَانَ آخِرُ كَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ اتَّقُوا اللَّهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

ترجمہ: علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بات یہ تھی نماز کا خیال رکھو، نماز کا خیال رکھو اپنے مملوک غلاموں کے متعلق اللہ سے ڈرو (ابن ماجہ کی روایت میں ہے: الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم۔

شرح: نماز کا حکم تو واضح ہے کہ یہ دین کا ستون ہے جس پر اس کی عمارت قائم ہے وما ملکت ایمانکم میں لونڈی غلاموں کے علاوہ چارپائے وغیرہا بھی داخل ہیں۔ ابن ماجہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ غلاموں اور یتیموں کا اکرام کرو، جیسا کہ اپنی اولاد کا کرتے ہو، اس کے ساتھ طعام ولباس میں برابری کرو۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ غلاموں کو ساتھ بٹھا کر کھلاؤ، کھانا اگر کم ہو تو ایک دو لقمے ان کے ہاتھ پر رکھ دو، ان پر طاقت سے بڑھ کر بوجھ مت ڈالو۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ غَلِيظٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ قَالَ فَقَالَ الْقَوْمُ يَا أَبَا ذَرٍّ لَوْ كُنْتَ أَخَذْتَ الَّذِي عَلَى غُلَامِكَ فَجَعَلْتَهُ مَعَ هَذَا فَكَانَتْ حُلَّةً وَكَسَوْتَ غُلَامَكَ ثَوْبًا غَيْرَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ إِنِّي كُنْتُ سَابَبْتُ رَجُلًا وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ فَشَكَانِي إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ قَالَ إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ فَضَّلَكُمْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُمْ فَبِيعُوهُ وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللَّهِ

ترجمه: معرور بن سوید نے کہا کہ میں نے ابوذرؓ کو ربذہ کے مقام پر دیکھا، ان پر ایک موٹی چادر تھی اور ان کے غلام پر بھی وہی چادر تھی، لوگوں نے کہا: اے ابوذر! اگر تو وہ غلام والی چادر لے لیتا تو تیرا جوڑا بن جاتا، اور غلام کو تو دوسرے کپڑے پہنا دیتا۔ ابوذرؓ نے کہا کہ میری ایک شخص کے ساتھ گالی گلوچ ہو گئی تھی، اور اس کی ماں عجمی تھی۔ میں نے اس کو اس کی ماں کا طعنہ دیا تھا اور اس نے میری شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کی تھی، پس حضورؐ نے فرمایا تھا، اے ابوذرؓ تو ایک ایسا شخص ہے کہ تیرے اندر جاہلیت ہے۔ پھر فرمایا: وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے تمہیں ان پر فضیلت بخشی ہے، اگر ان میں سے کوئی تمہیں سازگار نہ ہو تو اسے فروخت کر دو، اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ مختصراً) منذری نے کہا ہے کہ یہ شخص جس کو ابوذرؓ نے ماں کا طعنہ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذن بلالؓ بن رباح تھا، جو حبشی تھا اور جسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرمایا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَإِذَا عَلَيْهِ بُرْدٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا ذَرٍّ لَوْ أَخَذْتَ بُرْدَ غُلَامِكَ إِلَى بُرْدِكَ فَكَانَتْ حُلَّةً وَكَسَوْتَهُ ثَوْبًا غَيْرَهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمْ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيَكْسُهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ الْأَعْمَشِ نَحْوَهُ

ترجمه: معرور سے روایت ہے کہ ہم ربذہ میں ابوذرؓ کے ہاں گئے، ان پر ایک چادر تھی اور ان کے غلام پر بھی اس کی مانند۔ پس ہم نے کہا: اے ابوذرؓ اگر آپ اپنے غلام کی چادر بھی اپنے چادر کے ساتھ ملاتے تو یہ جوڑا ہو جاتا اور اسے آپ کوئی اور کپڑا پہنا دیتے پس اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا، یہ تمہارے بھائی ہیں جو اللہ نے تمہارے ہاتھوں کے نیچے کر دیئے ہیں، پس جس کا بھائی اس کے ہاتھوں کے نیچے ہو، وہ خود کھائے اسے بھی کھلائے، اور جو خود پہنے اسے بھی پہنائے اور اسے ایسا کام کرنے کا حکم نہ دے جو اس پر غالب آجائے، اگر وہ اسے ایسا کرنے کا حکم دے تو اس پر غالب آجائے تو اس کی مدد کرے۔

شرح: کھلانے پلانے اور پہنانے کے سلسلے میں حضورؐ کا حکم اس حدیث میں اجماع علماء سے استحبابی ہے اور اس کی طاقت (غلام کی طاقت) سے بڑھ کر اسے حکم دینا اور ایسی خدمت لینا جو اس کے بس میں نہ ہو جائز نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى مَرَّتَيْنِ لَلَّهُ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَعَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ

ترجمہ: ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو پیٹ رہا تھا، کہ اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابو مسعود جان لو۔ بقول محمد بن المثنیٰ دو بار کہا گیا۔ کہ جتنا اقتدار اس پر تجھے حاصل ہے، اللہ کو اس سے زیادہ تجھ پر حاصل ہے۔ پس میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ یہ اللہ کی خوشنودی کی خاطر آزاد ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: دیکھو! تم اگر ایسا نہ کرتے تو تم پر آگ چھا جاتی، یا فرمایا کہ تجھے آگ چھو لیتی۔ (مسلم، ترمذی)

شرح: ابو مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مار حد شرح سے متجاوز تھی، لہٰذا اس کا کفارہ یہی ٹھہرا کہ اس غلام کو آزاد کردیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ نَحْوَهُ قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي أَسْوَدَ بِالسَّوْطِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَمْرَ الْعِتْقِ

ترجمہ: دوسری روایت میں ہے کہ میں اپنے ایک غلام کو کوڑے سے پیٹ رہا تھا، اور آزادی کا معاملہ ذکر نہیں کیا۔ (ایضاً)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّازِيُّ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَاءَمَكُمْ مِنْ مَمْلُوكِيكُمْ فَأَطْعِمُوهُ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَاكْسُوهُ مِمَّا تَلْبَسُونَ وَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُمْ مِنْهُمْ فَبِيعُوهُ وَلَا تُعَذِّبُوا خَلْقَ اللَّهِ

ترجمہ: ابوذرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے غلاموں میں سے جو تم سے موافقت کریں، تو جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ۔ اور جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ، اور جو غلام تم سے موافقت نہ کرے اسے بیچ ڈالو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب مت دو۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ زُفَرَ عَنْ بَعْضِ بَنِي رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ

ترجمہ: رافع بن مکیث سے روایت ہے، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن سلوک بابرکت چیز ہے اور بد خلقی کمینگی ہے۔ (اس روایت میں ایک مجہول شخص ہے) یعنی ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک جن میں غلام بھی شامل ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُصَفَّى حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ زُفَرَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ عَنْ عَمِّهِ الْحَارِثِ بْنِ رَافِعِ بْنِ مَكِيثٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ جُهَيْنَةَ قَدْ شَهِدَ الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ

ترجمہ: حارث بن رافع بن مکیث سے روایت ہے اور رافع قبیلہ جہینہ سے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا خوش خلقی برکت کا سبب ہے اور بد خلقی کمینگی ہے۔

شرح: حارث بن رافع تابعی ہے لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے اور اس کی سند میں بقیہ بن الولید متکلم فیہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَهَذَا حَدِيثُ الْهَمْدَانِيِّ وَهُوَ أَتَمُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ جُلَيْدٍ

الْحَجْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَمْ نَعْفُو عَنْ الْخَادِمِ فَصَمَتَ ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ اعْفُوا عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً

ترجمه: ابن عمرؓ کہتے تھے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا، یا رسول اللہ ہم خادم کو کتنی بار معاف کریں؟ پس آپؐ خاموش رہے، پھر اس نے اپنی بات دہرائی تو آپ خاموش رہے تیسری بار جب اس نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: اس کو ہر روز ستر بار معاف کرو۔ (بخاری نے تاریخ میں یہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی اور کہا کہ اس میں کلام ہے)

شرح: ستر کا لفظ بطور مبالغہ و تاکید ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کی ہر غلطی معاف کردو کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ روزانہ ستر بار تو غلطی نہ کرے گا۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا ح و حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ يَعْنِي ابْنَ غَزْوَانَ عَنْ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ نَبِيُّ التَّوْبَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَدًّا قَالَ مُؤَمَّلٌ حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ الْفُضَيْلِ يَعْنِي ابْنَ غَزْوَانَ

ترجمه: ابوہریرۃؓ نے کہا کہ مجھ سے نبی التوبہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام پر بدکاری کا الزام لگایا، اور وہ اس قول سے بری تھا، تو اسے قیامت کے دن کوڑے مارے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اسی معنی میں)

شرح: ابوہریرۃؓ نے اس حدیث کی روایت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نبی التوبہ بتایا ہے کیونکہ توبہ کے احکام جتنے آسان آپؐ نے بتائے ہیں کسی نبی نے نہیں بتائے۔ پہلی امتوں کی توبہ قتل سے ہوتی تھی، اور آپؐ کی امت کی توبہ دل کے خلوص اور زبانی اعتراف سے ہو جاتی ہے آپ خود بھی ستر ستر بار روزانہ توبہ استغفار کرتے تھے اور یہی تعلیم امت کو دی ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ كُنَّا نُزُولًا فِي دَارِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَفِينَا شَيْخٌ فِيهِ حِدَّةٌ وَمَعَهُ جَارِيَةٌ لَهُ فَلَطَمَ وَجْهَهَا فَمَا رَأَيْتُ سُوَيْدًا أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ ذَاكَ الْيَوْمَ قَالَ عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا لَقَدْ رَأَيْتُنَا سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ وَلَدِ مُقَرِّنٍ وَمَا لَنَا إِلَّا خَادِمٌ فَلَطَمَ أَصْغَرُنَا وَجْهَهَا فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِتْقِهَا

ترجمه: ہلال بن سیاف نے کہا کہ ہم سویدؓ بن مقرن کے مکان پر اترے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ ایک بوڑھا تھا، جس میں تیزی تھی اور اس کے ساتھ ایک لونڈی تھی، جس کے منہ پر اس نے طمانچہ مارا، پس اس دن سے زیادہ میں نے سویدؓ کو کبھی غضبناک نہیں دیکھا، سویدؓ نے کہا: کیا تجھے مارنے کے لئے اس کا آزاد (معصوم) چہرہ ہی رہ گیا تھا؟ جو مقرن کی اولاد میں سے ہم سات آدمی تھے اور ہمارا صرف ایک خادم (غلام) تھا۔ ہمارے سب سے چھوٹے بھائی نے اس کے چہرے پر چپت لگادی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسے آزاد کردینے کا حکم دیا تھا۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

شرح: حر وجہا سے مراد چہرے کا رقیق بشرہ ہے اور ہر چیز کا حر اس کا ارفع و افضل حصہ ہوتا ہے، مولاناؒ نے فرمایا کہ اس کا حر کہنے کا یہ باعث تھا کہ حضورؐ نے اسے مارپیٹ سے بچانے کا حکم دے کر معصوم ٹھہرادیا تھا، آزادی کا حکم جو حضورؐ نے دیا تھا وہ بطور کفارہ تھا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ لَطَمْتُ مَوْلًى لَنَا فَدَعَاهُ أَبِي وَدَعَانِي فَقَالَ اقْتَصَّ مِنْهُ فَإِنَّا مَعْشَرَ بَنِي مُقَرِّنٍ كُنَّا سَبْعَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا خَادِمٌ فَلَطَمَهَا رَجُلٌ مِنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقُوهَا قَالُوا إِنَّهُ لَيْسَ لَنَا خَادِمٌ غَيْرَهَا قَالَ فَلْتَخْدُمْهُمْ حَتَّى يَسْتَغْنُوا فَإِذَا اسْتَغْنَوْا فَلْيُعْتِقُوهَا

ترجمه: معاویہ بن سویدؓ بن مقرن نے کہا کہ میں اپنے ایک غلام کو چپت لگائی تو میرے باپ نے اسے اور مجھے بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس سے قصاص لو۔ پس ہم مقرن کے سات بیٹے تھے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا ذکر ہے، اور ہمارا صرف ایک خادم تھا، پس ہم میں سے ایک نے اسے طمانچہ مارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے آزاد کر دو، انہوں نے کہا کہ اس کے سوا ہمارا کوئی خادم نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ اس وقت تک ان کی خدمت کرے جب تک انہیں ضرورت ہو، جب وہ اس سے بے نیاز ہوں تو اسے آزاد کر دیں۔

شرح: منذری نے کہا کہ آزادی کا حکم اس حدیث میں اور اس کے بعد والی ابن عمرؓ کی حدیث میں بطور وجوب نہ تھا بلکہ ترغیب واستحباب کے لیے تھا کیونکہ اس صورت میں طمانچہ لگانے کا کفارہ ہونے کی امید تھی، اور سویدؓ کی یہ حدیث اس کی دلیل ہے کیونکہ حکم اگر وجوبی ہوتا تو اس پر فوراً عمل کرنا واجب ہوتا، مگر اس کی استدعا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مہلت دے دی تھی۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ زَاذَانَ قَالَ أَتَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَقَدْ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا لَهُ فَأَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ عُودًا أَوْ شَيْئًا فَقَالَ مَا لِي فِيهِ مِنَ الْأَجْرِ مَا يَسْوَى هَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَطَمَ مَمْلُوكَهُ أَوْ ضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أَنْ يُعْتِقَهُ

ترجمه: زاذان سے روایت ہے کہ اس نے کہا: میں ابن عمرؓ کے پاس گیا، اور انہوں نے اپنا ایک غلام آزاد کیا، پھر زمین سے ایک تنکا یا کوئی اور چیز پکڑی اور کہا۔ مجھے اس کو آزاد کرنے میں اس قدر بھی اجر نہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جس نے اپنے مملوک کو طمانچہ مارا یا پیٹا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کرے۔ (مسلم)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَمْلُوكِ إِذَا نَصَحَ (غلام کا باب جب کہ وہ خیر خواہی کرے)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ

ترجمه: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غلام جب جب اپنے آقا کا خیر خواہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی احسن طور پر عبادت کرے تو اس کو دگنا اجر ملے گا۔ (بخاری، مسلم) کیونکہ اسکا عمل بھی دوہرا ہے۔

بَابُ فِيمَنْ خَبَّبَ مَمْلُوكًا عَلَى مَوْلَاهُ (غلام کو اسکے آقا سے فاسد کرنیکا باب)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عِيسَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کی بیوی کو اس کے خلاف بھڑکایا، یا کے غلام کو بدراہ کیا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (نسائی)

شرح: یہ افعال معاشرے کو گندا کرنے کا باعث ہیں، ان سے فساد پھیلتا ہے، اس لیے حضورؐ نے یہ سخت الفاظ استعمال فرمائے، خب کا معنی مکر وفریب ہے۔ دھوکے باز کو خب کہتے ہیں حدیث میں ہے کہ منافق خب لئیم ہے یعنی فریبی اور کمینہ۔

بَابٌ فِي الِاسْتِئْذَانِ (اجازت مانگنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ أَوْ مَشَاقِصَ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرے میں جھانکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تیر کا پھل لے کر اٹھے (مشقص یا مشاقص) انسؓ نے کہا کہ گویا میں (اب بھی چشم تصور میں) دیکھتا ہوں کہ آپؐ اسے تیر چبھونے کی تاڑ میں تھے، (بخاری، مسلم) مشقص یا مشاقص تیر کے طویل وعریض پھل کو کہتے ہیں۔

شرح: ترمذی میں انسؓ بن مالک کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تھے کہ ایک آدمی نے آپ کو جھانکا۔ پس آپ ایک تیر کا لمبا پھل لے کر اس کی طرف بڑھے تو وہ پیچھے ہٹ گیا، ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے، منذری نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص اجازت لیے بغیر اندر جھانکے تو اسے اجازت نہ دینا جائز ہے، کیونکہ اس شخص نے اندر آنے سے پہلے ایک ناجائز فعل کا ارتکاب کر لیا تو اب اجازت لینے دینے سے کیا حاصل؟

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ فَقَدْ هَدَرَتْ عَيْنُهُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جس شخص نے اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کی آنکھ ضائع ہے، (یعنی اس کا قصاص نہیں۔)

شرح: بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی حدیث کچھ مختلف الفاظ سے روایت کی ہے، اس میں یہ ہے کہ: اگر کوئی آدمی تجھ پر اذن کے بغیر جھانکے اور تو نے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں امام شافعیؒ کا اسی پر عمل ہے، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور شوکانی نے نیل الاوطار میں مالکیہ کا مذہب یہ بیان کیا ہے، کہ اس صورت میں آنکھ پھوڑنے والے پر قصاص آئے گا، حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر اس نے جان بوجھ کر آنکھ کا نشانہ باندھ کر مارا تو قصاص ہے بشرطیکہ اس کا بچانا ممکن تھا، اگر بچانا ممکن نہ تھا یا اتفاقاً آنکھ میں ہی جا لگی تو قصاص نہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں کوئی قصاص اور ضمانت نہیں۔

دراصل حنفیہ کی رائے اس مسئلہ میں مختلف ہے اور اس میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین سے کوئی روایت نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے یا علامہ شوکانی نے حنفیہ کی طرف اس حدیث کی مخالفت منسوب نہیں کی۔ ویسے جان بوجھ کر آنکھ ہی میں مارنے اور ویسے ہی کنکری پھینکنے میں (چاہے وہ کہیں جا لگے) بہت فرق ہوتا ہے، جن فقہا نے قصاص کو واجب کہا ہے ان کے نزدیک حدیث کی تاویل غالباً یہ ہوگی، کہ اس میں قصداً آنکھ پھوڑنے کا ذکر نہیں بلکہ کنکری پھینکنے کا ذکر ہے جو اتفاقاً بھی آنکھ میں لگ سکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُؤَذِّنُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْبَصَرُ فَلَا إِذْنَ

ترجمه: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آنکھ داخل ہو گئی تو کوئی اذن نہیں (اس کی سند میں ابو محمد کثیر بن زید اسلمی ہے، جس کی روایت پر اعتبار نہیں کیا جاتا، لیکن مضمون اس حدیث کا درست اور صحاح کے مطابق ہے۔

بَاب كَيْفَ الِاسْتِئْذَانُ (اذن لینے کی کیفیت کا باب)

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَبَنٍ وَجِدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ فَدَخَلْتُ وَلَمْ أُسَلِّمْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ بَعْدَمَا أَسْلَمَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ عَمْرٌو وَأَخْبَرَنِي ابْنُ صَفْوَانَ بِهَذَا أَجْمَعَ عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أُمَيَّةُ بْنُ صَفْوَانَ وَلَمْ يَقُلْ سَمِعْتُهُ مِنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ و قَالَ يَحْيَى أَيْضًا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ كَلَدَةَ بْنَ الْحَنْبَلِ أَخْبَرَهُ

ترجمه: کلدہ بن حنبل سے روایت ہے کہ صفوانؓ بن امیہ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دودھ، ہرن کا بچہ اور ککڑیاں دے کر بھیجا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ کی اوپر کی طرف تشریف فرما تھے، راوی نے کہا کہ میں اندر داخل ہو گیا تو حضورؐ نے فرمایا: واپس جا اور اسلام وعلیکم کہہ، اور یہ واقعہ صفوانؓ بن امیہ کے اسلام لانے کے بعد کا ہے، (اس حدیث کی سند میں راویوں کے صیغے اداء میں اور اساتذہ میں اختلاف ہے۔) اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے بھی کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ أَلِجُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ اخْرُجْ إِلَى هَذَا فَعَلِّمْهُ الِاسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَهُ قُلْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ

ترجمه: ربعی نے کہا کہ بنی عامر کے ایک شخص نے ہمیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی جبکہ آپ گھر میں تشریف فرما تھے، پس اس شخص نے کہا، کیا میں اندر آ جاؤں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا۔

اس شخص کی طرف نکلو اور اسے اجازت مانگنے کا طریقہ بتاؤ اور اس سے کہو کہ یوں کہے: اسلام علیکم کیا میں اندر داخل ہو جاؤں؟ پس اس شخص نے یہ بات سن لی اور بولا: اسلام علیکم کیا میں اندر آ جاؤں؟ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت دی اور وہ اندر چلا گیا۔ (نسائی) تفسیر بن جریر طبری میں ہے کہ جس خادم کو حضورؐ نے باہر جا کر آنے والے کو اجازت کا طریقہ بتانے کا حکم دیا تھا وہ ایک لونڈی تھی جس کا نام روضہ تھا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ نَا جَرِیْرٌ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَا حَفْصٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ طَلْحَۃَ عَنْ ھُزَیْلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ قَالَ عُثْمَانُ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَوَقَفَ عَلٰی بَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَاْذِنُ فَقَامَ عَلَی الْبَابِ قَالَ عُثْمَانُ مُسْتَقْبِلَ الْبَابِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰکَذَا عَنْکَ وَھٰکَذَا فَاِنَّمَا الْاِسْتِیْذَانُ مِنَ النَّظَرِ.

ترجمہ: طلحہ بن مصرف نے ہزیل بن شرحبیل سے روایت کی کہ ایک آدمی۔ بقول عثمان ابن ابی شیبہ، سعدؓ بن ابی وقاص آیا اور اجازت مانگتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ادھر یا ادھر (دائیں طرف یا بائیں طرف) کھڑے ہو، کیونکہ اجازت طلب کرنا تو نظر (سے بچاؤ) کے لیے ہوتا ہے (یعنی جب اجازت مانگنے والا عین دروازے کے سامنے کھڑا ہو جائے تو اندر نظر جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ در آنحالیکہ اجازت تو ہے ہی نظر سے بچاؤ کے لیے، ورنہ اس کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔)

حَدَّثَنَا ھٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ نَا اَبُوْدَاوُدَ الْحَفَرِیُّ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدٍ نَحْوَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: طلحہ بن مصرف نے یہ روایت ایک شخص سے اور اس نے سعدؓ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی ہے۔ (گویا حدیث کے راوی خود سعدؓ ہیں اور واقعہ کسی اور شخص کا بیان کرتے ہیں)

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَلِكَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ وَلَمْ يَقُلْ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ

ترجمہ: ربعیؒ بن حراش نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بنی عامر کے ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلمؐ سے اجازت مانگی (اسی حدیث کے معنی میں)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ قَالَ فَسَمِعْتُهُ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ

ترجمہ ربعیؒ نے بنی عامر کے ایک شخص سے روایت کی کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ اس نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن لی۔ اور میں نے کہا: اسلام علیکم، کیا میں اندر آ جاؤں؟ (یہ روایت حدیث نمبر ۵۱۶۱ کے مطابق ہے)

بَاب كَمْ مَرَّةً يُسَلِّمُ الرَّجُلُ فِي الِاسْتِئْذَانِ

(آدمی اجازت مانگتے وقت کتنی بار سلام کہے؟)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ أَبُو مُوسَى فَزِعًا فَقُلْنَا لَهُ مَا أَفْزَعَكَ قَالَ أَمَرَنِي عُمَرُ أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُهُ فَاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي قُلْتُ قَدْ جِئْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ قَالَ لَتَأْتِيَنَّ عَلَى هَذَا بِالْبَيِّنَةِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ قَالَ فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ مَعَهُ فَشَهِدَ لَهُ

ترجمه: ابو سعیدؓ خدری نے کہا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا پس ابو موسیٰؓ گھبرایا ہوا آیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ تم کس بات سے گھبرائے ہوئے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے حضرت عمرؓ نے اپنے پاس آنے کا حکم دیا تھا، پس میں ان کے پاس گیا اور تین بار اجازت چاہی مگر مجھے اجازت نہ ملی، پس میں واپس چلا گیا، حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تمہیں میرے پاس آنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا، اور تین بار اجازت مانگی تھی، اور مجھے اجازت نہ ملی تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو اسے واپس چلا جانا چاہیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہیں اس پر گواہی لانی پڑے گی، راوی نے کہا کہ پس ابو سعیدؓ نے کہا کہ آپ کے ساتھ سب لوگوں میں سے چھوٹا آدمی جائے گا۔ راوی نے کہا پس ابو سعیدؓ اٹھا اور اس کے لیے شہادت دی۔ (بخاری و مسلم)

شرح: جناب عمر رضی اللہ عنہ نے بارہا ایک شخص کی گواہی اس قسم کے معاملات میں قبول کی تھی۔ یہ محض مزید احتیاط کے لیے دوسری گواہی مانگی تھی، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ابو موسیٰؓ نے غلط نہیں کیا، صرف ان حضرات کی تربیت کے لیے ایسا کرتے تھے، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں احتیاط کی جائے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ أَتَى عُمَرَ فَاسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا فَقَالَ يَسْتَأْذِنُ أَبُو مُوسَى يَسْتَأْذِنُ الْأَشْعَرِيُّ يَسْتَأْذِنُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قَيْسٍ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَرَجَعَ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عُمَرُ مَا رَدَّكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَإِنْ أُذِنَ لَهُ وَإِلَّا فَلْيَرْجِعْ قَالَ ائْتِنِي بِبَيِّنَةٍ عَلَى هَذَا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ هَذَا أُبَيٌّ فَقَالَ أُبَيٌّ يَا عُمَرُ لَا تَكُنْ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَكُونُ عَذَابًا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمه: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کے ہاں گئے اور تین بار اجازت مانگی اور کہا: ابو موسیٰ اجازت چاہتا ہے، اشعری اجازت چاہتا ہے، عبداللہ بن قیس اجازت چاہتا ہے (یہ ان کا نام تھا) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت نہ دی تو وہ واپس چلے گئے، پھر حضرت عمرؓ نے انہیں پیغام بھیجا اور پوچھا کہ تم واپس کیوں گئے تھے، ابو موسیٰؓ نے کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تین بار اجازت مانگو اجازت ہے تو بہتر ورنہ واپس چلے جاؤ، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس پر گواہ لاؤ، پس ابو موسیٰؓ گئے اور واپس ہوئے اور کہا کہ: یہ اُبیؓ ہیں۔ پس اُبیؓ نے کہا: اے عمرؓ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر عذاب مت بن جایئے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر عذاب نہیں بنتا۔ (مسلم)

شرح: حافظ منذری نے کہا ہے کہ ممکن ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰؓ کے اذن مانگنے پر یہ سمجھا ہو کہ وہ ابو موسیٰؓ غافقی مالک بن عبادہ سے صحابہ میں ان کے علاوہ ابو موسیٰؓ حلمی بھی تھے، جن کی حدیث تقدیر کے باب میں ہے، پھر ابو موسیٰؓ نے اشعری کو امتیاز کرایا، پھر سمجھا کہ شاید اس سے بھی اشتباہ ہو گیا ہو، لہٰذا اپنا نام عبد اللہ بن قیس لے کر تعارف کرایا جس میں نام و نسب دونوں کی وضاحت تھی، مطلب یہ کہ حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے اپنی تعریف انتہائی وضاحت وصراحت کے ساتھ کر دی تھی، اس حدیث سے استیذان کا تین بار مشروع ہونا معلوم ہوا۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ عدد تب معتبر ہے جبکہ استیذان لفظ سلام کے ساتھ ہو۔ ورنہ جب کسی آدمی کا نام لے کر پکارا جا رہا ہو تو زیادہ بار بھی آواز دی جا سکتی ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فِيهِ فَانْطَلَقَ بِأَبِي سَعِيدٍ فَشَهِدَ لَهُ فَقَالَ أَخَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَلَكِنْ سَلِّمْ مَا شِئْتَ وَلَا تَسْتَأْذِنْ

ترجمہ: عبید بن عمیر نے ابو موسیٰؓ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اذن مانگنے کا یہ قصہ بیان کیا، اس میں کہا کہ پھر ابو موسیٰؓ اپنے ساتھ ابو سعیدؓ کو لے کر گئے، اور انہوں نے شہادت دی، پھر حضرت عمرؓ نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مجھ سے مخفی رہا؟ مجھے بازاروں کی خرید و فروخت نے اس سے روک دیا، مگر تو جتنی بار چاہے سلام کر، اور اجازت نہ مانگ (بخاری و مسلم) ان کی حدیث میں یہ آخری فقرہ نہیں ہے۔

شرح: حضرت عمرؓ نے یہ آخری فقرہ ابو موسیٰؓ کی دلجوئی کے لیے اور ان کے دل کی وحشت کو دور کرنے کی خاطر فرمایا تھا، اور آئندہ کو انہیں محض سلام کہہ کر داخل ہو جانے کی اجازت عامہ دے دی تھی، تاکہ تہدید و تخویف کی تلافی ہو جائے، ان احادیث میں سے بعض میں ابو سعیدؓ کی گواہی کا ذکر ہے اور بعض میں اُبی بن کعب کے آنے کا، حدیث ۵۱۶۷ میں حضرت اُبی کا ذکر ہے مگر حافظ ابن حجر نے اس حدیث کے راوی طلحہ بن یحییٰ کے متعلق کہا ہے کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے علاوہ ازیں دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تضاد اس لیے نہیں کہ ابو سعیدؓ پہلے آئے تھے، جبکہ اکثر لوگوں کی روایت یہی ہے اور اُبی بن کعب ان کے بعد آئے تھے، واللہ اعلم بالصواب۔

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لِأَبِي مُوسَى إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلَكِنَّ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدٌ

ترجمہ: اسی قصے کی ایک روایت جو ابو بردہ نے ابو موسیٰؓ سے نقل کی ہے اس میں ہے کہ ابو موسیٰؓ نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھ پر تہمت نہیں رکھتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان کرنا شدید ہے (لہٰذا میں نے چاہا کہ تو اس کا ثبوت دے، مبادا لوگ جرأت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے لگیں، اور ہر بات میں

خواہ مخواہ حدیث کا حوالہ دینے لگیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ فِي هَذَا فَقَالَ عُمَرُ لِأَبِي مُوسَى أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلَكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور ان کے کئی علماء سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰؓ سے فرمایا: یاد رکھو میں تمہیں متہم نہیں کرتا ہوں، لیکن مجھے خوف ہوا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے لگیں گے (اس لیے میں نے انہیں روکنا اور خوف دلانا چاہا تھا۔)

حَدَّثَنَا هِشَامُ أَبُو مَرْوَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْمَعْنَى قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَبِي كَثِيرٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ زَارَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِنَا فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا قَالَ قَيْسٌ فَقُلْتُ أَلَا تَأْذَنُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَرْهُ يُكْثِرُ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَرَدَّ سَعْدٌ رَدًّا خَفِيًّا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ تَسْلِيمَكَ وَأَرُدُّ عَلَيْكَ رَدًّا خَفِيًّا لِتُكْثِرَ عَلَيْنَا مِنَ السَّلَامِ قَالَ فَانْصَرَفَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ لَهُ سَعْدٌ بِغُسْلٍ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ نَاوَلَهُ مِلْحَفَةً مَصْبُوغَةً بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ فَاشْتَمَلَ بِهَا ثُمَّ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ ثُمَّ أَصَابَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمَّا أَرَادَ الِانْصِرَافَ قَرَّبَ لَهُ سَعْدٌ حِمَارًا قَدْ وَطَّأَ عَلَيْهِ بِقَطِيفَةٍ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا قَيْسُ اصْحَبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَيْسٌ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْكَبْ فَأَبَيْتُ ثُمَّ قَالَ إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ تَنْصَرِفَ قَالَ فَانْصَرَفْتُ قَالَ هِشَامٌ أَبُو مَرْوَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَابْنُ سَمَاعَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرَا قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ

ترجمہ: قیسؓ بن سعدؓ (بن عبادہ) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ملنے ہمارے گھر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، پس سعدؓ نے آہستہ سے جواب دیا، قیسؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہ دیں گے؟ سعدؓ نے کہا: ٹھہر جاؤ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر بکثرت سلام کہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اور سعدؓ نے آہستہ سے جواب دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس

ہو گئے۔ اور سعدؓ آپ کے پیچھے گیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہ میں آپ کے سلام کو سن رہا تھا اور آہستہ جواب دے رہا تھا تاکہ آپؐ ہم پر زیادہ سلام کریں، قیسؓ نے کہا، کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ واپس تشریف لائے، پس سعدؓ نے آپؐ کے لیے پانی کا حکم دیا۔ (یا غسل کے لیے صابون اور خوشبو وغیرہ کا حکم دیا) پس آپؐ نے غسل فرمایا: پھر سعدؓ نے حضور کو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا ایک لحاف دیا جو آپؐ نے جسم پر اوڑھ لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی: اے اللہ اپنا فضل و کرم اور رحمتیں سعدؓ بن عبادہ کے سارے گھرانے پر فرما۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کھانا کھایا، پس جب آپؐ نے واپس جانا چاہا تو سعدؓ نے آپؐ کے سامنے ایک گدھا پیش کیا جس پر ایک قالین بندھا ہوا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے تو سعدؓ نے کہا: اے قیسؓ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا۔ قیسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار ہو جا! مگر میں نے از راہ ادب انکار کیا، پھر آپؐ نے فرمایا: یا تو سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ، قیسؓ نے کہا کہ میں واپس آ گیا، (ابوداؤد نے کہا کہ عمر بن عبدالواحد اور ابن سماعہ نے یہ حدیث اوزاعی سے روایت کی ہے مگر مرسل، قیسؓ بن سعد کا ذکر نہیں کیا۔ حافظ منذری نے کہا کہ نسائی نے اسے مسند اور مرسل دونوں طرح سے روایت کیا ہے۔)

شرح: سعد بن عبادہؓ نے بکثرت حضورؐ کی دعائیں لینے کا جو طریقہ سوچا یہ بھی محبت و خلوص کا ایک انداز تھا، واقعی کسی محبّ نے اپنے محبوب سے ایسی محبت نہیں کی جیسی اصحاب رسولؐ نے آپؐ کے ساتھ کی ہے، صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم۔

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلْ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلَكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ أَنَّ الدُّورَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ سُتُورٌ

ترجمہ: عبداللہؓ بن بُسر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو بالکل دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے، بلکہ دائیں طرف یا بائیں طرف وار فرماتے، السلام علیکم، السلام علیکم۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ گھروں کے (دروازوں کے) اوپر ان دنوں پردے نہ ہوتے تھے، منذری نے کہا کہ اس کی سند میں بقیہ بن الولید متکلم فیہ راوی ہے۔)

بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَأْذِنُ بِالدَّقِّ

(اجازت لیتے وقت دروازہ کھٹکھٹانے کا بیان)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنِ أَبِيهِ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَنَا قَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهُ

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ کے قرض کے سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، جابرؓ نے کہا کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضورؐ نے فرمایا: یہ کون ہے، میں نے کہا کہ میں ہوں، حضورؐ نے فرمایا: میں، میں، گویا آپؐ نے ناپسند فرمایا! (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: حافظ منذری نے فرمایا کہ حضورؐ کے استفسار، من ھذا کا صحیح جواب یہ نہ تھا کہ جابر: انا کہتے۔ بلکہ جواب یہ تھا کہ وہ اپنا نام لیتے، پس جابرؓ کا: میں کہنا حضور کو اس سبب سے پسند نہ آیا۔ اس قسم کے سوال کے جواب میں تو ہر شخص انا کہہ سکتا ہے، اس

قول سے اجازت لینے والا کی شخصیت کا پتہ نہیں چل سکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جابرؓ نے چونکہ سلام کے بغیر دروازہ کھٹکھٹایا تھا، اس لیے حضورؐ کو ان کا یہ طرز استیذان پسند نہ آیا۔ آثار میں آیا ہے کہ سلام اور استیذان دونوں کو جمع کرنا چاہئے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ يَعْنِي الْمَقَابِرِيَّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْتُ حَائِطًا فَقَالَ لِي أَمْسِكْ الْبَابَ فَضُرِبَ الْبَابُ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو دَاوُد يَعْنِي حَدِيثَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ فِيهِ فَدَقَّ الْبَابَ

ترجمہ: نافع بن عبدالحارث نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا، حتیٰ کہ میں ایک باغ میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دروازے کا خیال رکھو (مبادا کوئی بلا اجازت اندر آجائے) پس دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو میں نے کہا کہ: یہ کون ہے؟ اور پھر حدیث بیان کی، ابوداؤد نے کہا کہ اس سے مراد ابو موسیٰؓ اشعری کی حدیث ہے، اس میں راوی نے کہا کہ فدق الباب۔

شرح: امام احمدؒ نے مسند میں اس لمبی حدیث کو بیان کیا ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنویں کی منڈیر پر کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا، تو میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا کہ ابو بکرؓ، میں نے حضورؐ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ میں نے انہیں آنے دیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنویں کی منڈیر پر پاؤں کنویں میں لٹکا کر بیٹھ گئے، پھر دروازہ پیٹا گیا اور اس طرح سوال جواب ہوئے اور حضورؐ نے عمرؓ کو اجازت دینے اور جنت کی خوشخبری دینے کا حکم دیا۔ وہ بھی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح بیٹھ گئے، پھر دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور اسی طرح سوال و جواب ہوئے تو حضورؐ نے عثمانؓ کو اندر آنے کی اجازت دینے اور ایک مصیبت سمیت جنت کی بشارت دینے کا حکم دیا۔ الخ ابو موسیٰؓ اشعری کا قصہ مسلم نے روایت کیا ہے اور وہ بھی اسی طرح کا ہے، ابوداؤد کی زیر نظر حدیث کو نسائی نے سنن کبریٰ میں ایک روایت کی رو سے تو نافع بن عبدالحارث سے اور دوسری روایت کی رُو سے نافع بن عبدالحارث عن ابی موسیٰؓ اشعری بیان کیا ہے، حافظ ابنؒ عبدالبر نے کہا ہے کہ نافع بن عبدالحارث خزاعی فضلاء صحابہ میں سے تھے اور فتح مکہ سے قبل اسلام لائے تھے۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يُدْعَى أَيَكُونُ ذَلِكَ إِذْنَهُ

(جسے بلایا گیا ہو کیا اس کا یہی اذن کافی ہے؟)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبٍ وَهِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کی طرف سے جب کسی کو بلانے کے لیے کوئی جائے تو یہی اس کا اذن ہے۔ (یعنی جب وہ قاصد کے ساتھ آجائے تو از سر نو اذن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔)

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُولِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَهُ إِذْنٌ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ اللُّؤْلُؤِيُّ سَمِعْتُ أَبَا دَاوُد يَقُولُ قَتَادَةُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي رَافِعٍ شَيْئًا

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ قاصد کے ساتھ آ جائے تو یہی اس کا اذن ہے (ابو علی لؤلؤی کا بیان ہے کہ ابوداؤد نے کہا: قتادہ نے ابورافع سے نہیں سنا: بخاری نے یہ روایت تعلیقاً بیان کی ہے کیونکہ یہ منقطع ہے، اور بخاری نے مجاہد کی روایت ابوہریرہؓ سے بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر میں داخل ہوا اور وہاں دودھ کا ایک پیالہ پایا۔ حضورؐ نے مجھے اصحاب صفہ کو بلانے بھیجا، اور میں انہیں بلا کر لایا، تو انہوں نے اجازت مانگی، اور اجازت ملنے پر اندر گئے، بیہقی نے کہا ہے کہ جہاں پر کسی کو بلایا گیا، اگر وہاں خواتین نہ ہوں تو قاصد کے ساتھ آ جانا ہی اذن ہے گو پھر بھی مستحب یہی ہے کہ اذن لے کر جائے جہاں پردہ ہو وہاں اذن لینا ضروری ہے۔

بَابُ الِاسْتِئْذَانِ فِي الْعَوْرَاتِ الثَّلَاثِ

(پردے کے تین اوقات میں اذن لینے کا باب)

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ وَابْنُ عَبْدَةَ وَهَذَا حَدِيثُهُ قَالَا أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمْ يُؤْمَرْ بِهَا أَكْثَرُ النَّاسِ آيَةَ الْإِذْنِ وَإِنِّي لَآمُرُ جَارِيَتِي هَذِهِ تَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَلِكَ رَوَاهُ عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَأْمُرُ بِهِ

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کہ: اکثر لوگوں کا اس پر عمل نہیں، یعنی آیت اذن پر، اور میں تو اپنی اس لونڈی کو بھی اجازت لے کر آنے کا حکم دیتا ہوں، ابوداؤد نے کہا کہ اسی طرح عطاء نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ اذن کو واجب ٹھہراتے تھے، (وضاحت اگلی روایت میں ہے۔)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ تَرَى فِي هَذِهِ الْآيَةِ الَّتِي أُمِرْنَا فِيهَا بِمَا أُمِرْنَا وَلَا يَعْمَلُ بِهَا أَحَدٌ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ قَرَأَ الْقَعْنَبِيُّ إِلَى عَلِيمٌ حَكِيمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللَّهَ حَلِيمٌ رَحِيمٌ بِالْمُؤْمِنِينَ يُحِبُّ السَّتْرَ وَكَانَ النَّاسُ لَيْسَ لِبُيُوتِهِمْ سُتُورٌ وَلَا حِجَالٌ فَرُبَّمَا دَخَلَ الْخَادِمُ أَوْ الْوَلَدُ أَوْ يَتِيمَةُ الرَّجُلِ وَالرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ فَأَمَرَهُمُ اللَّهُ بِالِاسْتِئْذَانِ فِي تِلْكَ الْعَوْرَاتِ فَجَاءَهُمُ اللَّهُ بِالسُّتُورِ وَالْخَيْرِ فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَعْمَلُ بِذَلِكَ بَعْدُ قَالَ أَبُو دَاوُد حَدِيثُ عُبَيْدِ اللَّهِ وَعَطَاءٍ يُفْسِدُ هَذَا الْحَدِيثَ

ترجمہ: عکرمہؒ سے روایت ہے کہ اہل عراق کی ایک جماعت نے کہا: اے ابن عباسؓ! اس آیت کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں جس میں ہمیں حکم تو ملا ہے مگر اس پر عمل کوئی نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کا قول: "اے ایمان والو تمہارے غلام اور تم میں سے نابالغ

تین مرتبہ تم سے اجازت لیا کریں، نماز فجر سے پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں، ان کے بعد تم پر اور ان پر کوئی گناہ نہیں، بے شک ایک دوسرے کے پاس آ جاؤ، قعنبی نے علیم حکیم تک یہ آیت پڑھی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حلیم اور مومنوں پر رحیم ہے، پردے کو پسند کرتا ہے اور اس دور میں لوگوں کے گھروں میں پردے نہ تھے، اور نہ دلہن کے مخصوص کمرے تھے، پس بارہا ایسا ہوتا کہ خادم یا بیٹا یا گھر میں پرورش پانے والی یتیم بچی اندر آ جاتی اور مرد اپنی بیوی سے مشغول ہوتا، پس اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان تین پردے کے اوقات میں استیذان کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں پردے اور مال دیئے، پس میں نے نہیں دیکھا کہ کوئی اس کے بعد اس پر عمل کرتا ہو۔ (بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ روایت ابن عباسؓ سے صحیح طور پر ثابت نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کہ عبیداللہ اور عطاء کی حدیث اس حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔ (اور اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں کہ عکرمہ نے یہ ابن عباس سے سنی تھی، اس کی سند میں عمرو بن ابی عمرو جو مطلب بن عبداللہ بن حنطب کا غلام تھا، اگرچہ بخاری اور مسلم نے اسے معتبر جانا ہے مگر ابن معین نے اس پر شدید جرح کی ہے۔

شرح: حافظ منذری نے کہا کہ اس آیت میں چھ اقوال ہیں (۱) یہ منسوخ ہے۔ (۲) اس کا حکم استحباب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے۔ (۳) یہ آیت عورتوں سے مخصوص ہے، یعنی ان اوقات میں ان سے اجازت لی جائے، اور مردوں سے ہر وقت اجازت لی جائے، مگر الذین کا لفظ اس سے انکار کرتا ہے عربی زبان میں یہ مذکر کے لیے آتا ہے مؤنث کے لیے اللائی، اللائی اور اللوائی آتا ہے۔ (۴) یہ صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں اگرچہ عورتیں بھی اس لفظ میں داخل ہو سکتی ہیں مگر کسی دلیل کے ساتھ۔ (۵) یہ حکم اس وقت وجوبی تھا اور ہے جبکہ گھروں میں پردے نہ ہوں۔ (۶) اکثر اہل علم کے نزدیک یہ آیت محکمہ اور ثابت ہے، مردوں اور عورتوں کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ ابواب السلام۔

بَاب فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ (افشائے سلام کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم جنت میں نہیں جاؤ گے جب تک کہ باہم محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو باہم محبت کرنے لگے گے؟ آپس میں سلام کو عام کر دو۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: بخاری و مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا آپ نے ہمیں یہ حکم دیا (۱) مریض کی تیمارداری۔ (۲) جنازوں کے پیچھے جانا۔ (۳) چھینک مارنے والے کے لیے دعا کرنا۔ (۴) کمزور کی مدد کرنا۔ (۵) مظلوم کے ساتھ تعاون کرنا۔ (۶) سلام کو پھیلانا۔ (۷) قسم کو پورا کرنا، جامع ترمذی میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رات کو نماز پڑھو، جبکہ لوگ سوئے پڑے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ

داخل ہو جاؤ گے ترمذی نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔ موطا میں سند صحیح کے ساتھ طفیل بن ابیؓ بن کعب سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر کے پاس آیا کرتا تھا اور ان کے ساتھ بازار کی طرف جایا کرتا تھا، کہا کہ جب عبداللہ بن عمر بازار میں نکلتے تھے تو کسی کباڑ خانے والے، تاجر، مسکینی پر نہ گزرتے اور نہ کسی اور پر مگر اسے سلام کہتے جاتے تھے۔ طفیل نے کہا کہ میں ایک دن عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گیا اور وہ مجھے اپنے ساتھ بازار لے گئے، میں نے ان سے کہا: آپ بازار میں کیا کریں گے؟ نہ آپ خرید و فروخت کرتے ہیں، نہ کسی سودے کے متعلق بات کرتے ہیں، نہ اس کی قیمت چکاتے ہیں اور نہ بازار کی مجلسوں میں سے کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ آیئے یہیں بیٹھ کر باتیں کریں، پس عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو بطن! (طفیل کا پیٹ بڑھا ہوا تھا) ہم تو صرف سلام کی خاطر جاتے ہیں، ہر ملنے والے کو سلام کہتے ہیں۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا اسلام (یعنی اسلام کی کون سی صفت) سب سے بہتر ہے؟ حضورؐ نے فرمایا: تو کھانا کھلائے اور واقف و ناواقف کو سلام کہے (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: حافظ منذری نے کہا ہے کہ سوال کا منشاء یہ تھا کہ اسلام کی صفتوں میں سے کون سی صفت سب سے اچھی ہے؟ تحفوں کا تبادلہ، کھانا کھلانا اور افشائے سلام باہمی الفت و محبت کے اسباب ہیں، ان اقوال و افعال سے آپس میں پیار بڑھتا ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اضداد سے منع فرمایا ہے مثلاً باہم قطع تعلق ایک دوسرے سے پشت پھیرنا، ٹوہ میں رہنا، دوسرے کی برائی تلاش کرنا، اور چغلی کھانا، واقف و ناواقف کو سلام کہنا اللہ تعالیٰ کے لیے اصلاح اور باہم محبت و مودت پھیلانے کا باعث ہے اس میں ریاکاری اور تکلف نہیں ہوتا اس سے انس و محبت کے دروازے کھلتے ہیں، باہمی قرب کی راہیں کھلتی ہیں، وحشت و بیگانگی دور ہوتی ہے، اور باہم تعلقات میں خلوص پیدا ہوتا ہے، اس کے برخلاف اگر دو مسلم آپس میں ملیں، ایک دوسرے کو نہ جانتے ہوں مگر سلام نہ کہیں تو آپس میں بیگانگی بڑھتی ہے۔ السلام علیکم کا معنی خطیب بغدادی نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر مطلع ہے لہٰذا غافل مت رہو، بعض کے نزدیک اس کا معنی ہے، میں نے تجھے سلامتی کا پیغام دیا ہے لہٰذا تم بھی مجھے اپنی طرف سے سلامتی کا پیغام دو۔ یہ مطلب بھی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نام تیرے سامنے پیش کرتا ہوں۔

بَاب كَيْفَ السَّلَامُ (سلام کی کیفیت کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُونَ

ترجمہ: عمرانؓ بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: السلام علیکم، آپؐ نے اسے جواب دیا تو وہ بیٹھ گیا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس ہوئیں، پھر ایک اور آیا اور بولا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپؐ نے اسے جواب دیا تو وہ بیٹھ گیا، حضورؐ نے فرمایا: بیس ہوئیں، پھر ایک شخص اور آیا اور اس نے کہا: السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پس حضورؐ نے اسے جواب دیا اور فرمایا: تیس ہوئیں، (نسائی، ترمذی، یعنی سلام، رحمت، برکات، تین دعائیں ہیں اور ہر ایک کی دس نیکیاں ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ سُوَيْدٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَظُنُّ أَنِّي سَمِعْتُ نَافِعَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ زَادَ ثُمَّ أَتَى آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ فَقَالَ أَرْبَعُونَ قَالَ هَكَذَا تَكُونُ الْفَضَائِلُ

ترجمہ: سہل بن معاذ بن انس نے اپنے باپ سے، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معنی کی حدیث روایت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا کہ پھر ایک اور شخص آیا اور بولا: اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ، پس حضورؐ نے فرمایا: چالیس نیکیاں ہوئیں: فرمایا: فضائل اسی طرح ہوتے ہیں، (حافظ منذری نے کہا ہے کہ اس کی سند میں ابو مرحوم عبدالرحیم بن میمون اور سہل بن معاذ ہیں اور دونوں کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ علاوہ بریں اس میں سعید بن ابی مریم نے کہا کہ: میرا خیال ہے کہ میں نے نافع بن یزید سے سنا۔ گویا اس راوی کو اتصال سند پر یقین نہیں ہے۔) مولاناؒ نے فرمایا کہ وہ عبدالرحیم بن میمون ہے نہ کہ عبدالرحمٰن۔)

بَابٌ فِي فَضْلِ مَنْ بَدَأَ السَّلَامَ (پہلے سلام کہنے والے کی فضیلت کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ وَهْبٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ الْحِمْصِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ

ترجمہ: ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے قریب تر وہ شخص ہے جو لوگوں کو پہلے سلام کہے۔ (پہلے سلام کہنے والا تکبر وغرور سے بری ہوتا ہے لہٰذا وہ فضل ورحمت الٰہی کا زیادہ حقدار ہے۔)

بَابٌ مَنْ أَوْلَى بِالسَّلَامِ (کون پہلے سلام کہے، اس کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور تھوڑے زیادہ تعداد والوں کو سلام کہیں۔ (مسلم، ترمذی)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ

ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کہے، پھر پچھلی حدیث بیان کی۔ (بخاری و مسلم)

شرح: حافظ منذری نے کہا ہے کہ سوار دنیوی نقطہ نگاہ سے پیدل پر فضیلت رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے سلام میں ابتدا کرنے کا حکم دے کر شرع نے برابر کر دیا ہے، نیز یہ بات بھی ملحوظ ہو سکتی ہے کہ سوار اپنی سواری کی شان و شوکت کے باعث تکبر و غرور کا شکار ہو سکتا ہے اس لیے اسے یہ حکم دیا گیا کہ پیدل چلنے والے کو سلام کہے، جب دونوں سوار یا دونوں پیدل ہوں تو ادنیٰ کو افضل پر سلام کہنا چاہئے۔ بیٹھے ہوئے کو چلنے اور گزرنے والے کی طرف سے شر کا خدشہ ہو سکتا ہے لہٰذا اسے حکم دیا گیا کہ اسے سلامتی کا پیغام دے تاکہ اس کا دل خوف و خطر سے خالی ہو جائے، علاوہ ازیں ضروری نہیں کہ ہر چلنے والا کوئی دینی سفر کر رہا ہو یا کسی دینی و شرعی مصلحت کی خاطر جا رہا ہو، عموماً چلنے والے خالص دنیوی و کاروباری غرض سے بھاگ دوڑ میں مصروف ہوتے ہیں پس انہیں حکم ملا کہ بیٹھنے والوں کو سلام کہیں، علاوہ ازیں بیٹھنے والے کو ہر گزرنے والے پر سلام پیش کرنے کا حکم دیا جاتا تو اس کی ادائیگی مشکل ہو جاتی، لہٰذا یہ فریضہ گزرنے والوں کا قرار دیا گیا، جنہیں سلام کہنا باعث مشقت نہیں ہوتا، قلیل کو کثیر پر سلام پیش کرنے کا حکم یا تو جماعت کی فضیلت کے باعث ہے یا اس لیے کہ اگر کثیر کو یہ حکم دیا جاتا تو شاید قلیل (مثلاً ایک دو) کے دل میں کبر پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کو سلام کہنا از راہ تربیت اور باعث خلق عظیم ہے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع بھی معلوم ہوتی ہے، عورتوں کو سلام کہنے میں اختلاف ہے، جمہور علماء کے نزدیک بڑی عمر کی عورتوں کو پہلے سلام کہنا جائز ہے مگر نوجوان خواتین کو سلام کہنے میں کراہت ہے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے فقہائے عراق کے نزدیک عورتوں میں اگر کوئی محرم موجود ہو تو مرد کا انہیں سلام کہنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ ربیعہ نے کہا کہ مردوں کا عورتوں کو اور اس کے برعکس سلام کہنا جائز نہیں ہے، چھوٹے کا بڑے کو سلام کہنا ادب و اخلاق اور تعظیم و اجلال کی خاطر ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُفَارِقُ الرَّجُلَ ثُمَّ يَلْقَاهُ أَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ

(آدمی دوسرے سے جدا ہو پھر اس سے ملے تو کیا سلام کہے)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا قَالَ مُعَاوِيَةُ و حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ بُخْتٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے، پھر اگر ان میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر اس سے ملے تو سلام کہے، اور معاویہ نے کہا کہ مجھ سے عبدالوہاب بن بخت نے اس کے ابوالزناد

نے اس سے اعرج نے اس سے ابوہریرہؓ نے اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی۔

شرح: یہ روایت معاویہ بن صالح عن ابی موسیٰ عن ابی مریم عن ابی ہریرہؓ آئی ہے، تقریب میں ہے کہ یہ ابو موسیٰ مجہول ہے اور روایت اس کے بغیر بھی ہے یعنی عن معاویہ بن صالح عن ابی مریم الخ۔

حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيَدْخُلُ عُمَرُ

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ حضورؐ ایک بالاخانے میں تشریف فرما تھے، پس عمرؓ نے کہا، السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیکم، کیا عمرؓ اندر داخل ہو جائے؟ (نسائی)

شرح: السلام علیک میں تخصیص تھی اور پھر السلام علیکم میں تعمیم۔ اس حدیث کا قصہ باب الایلاء میں گزر چکا ہے۔ دراصل حضرت عمرؓ دوبارہ آئے تھے کیونکہ پہلی بار اجازت نہ ملی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے دوسری بار بھی سلام کہا تھا اور اذن مانگا تھا اس باب سے اس کی مناسبت یہی ہے کہ پہلی مرتبہ بھی سلام کہا اور دوسری مرتبہ بھی، دونوں میں کچھ وقفہ تھا۔

بَابٌ فِي السَّلَامِ عَلَى الصِّبْيَانِ (بچوں پر سلام کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غِلْمَانٍ يَلْعَبُونَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر گزرے جو کھیل رہے تھے پس آپ نے انہیں سلام کہا، (نسائی، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے اسے ذرا مختلف سند سے روایت کیا ہے) جیسا کہ اوپر گزرا یہ تعلیم و تربیت کی خاطر تھا۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ قَالَ أَنَسٌ انْتَهَى إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا غُلَامٌ فِي الْغِلْمَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَأَرْسَلَنِي بِرِسَالَةٍ وَقَعَدَ فِي ظِلِّ جِدَارٍ أَوْ قَالَ إِلَى جِدَارٍ حَتَّى رَجَعْتُ إِلَيْهِ

ترجمہ: حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت لڑکا تھا، لڑکوں میں (کھیل رہا) تھا پس آپؐ نے ہمیں سلام کہا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور ایک پیغام دے کر بھیجا اور خود ایک دیوار کے سائے میں (یا دیوار کے پاس) تشریف فرما تھے حتیٰ کہ آپ کی طرف واپس آگیا۔ (ابن ماجہ)

بَابٌ فِي السَّلَامِ عَلَى النِّسَاءِ (عورتوں پر سلام کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ سَمِعَهُ مِنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ يَقُولُ أَخْبَرَتْهُ أَسْمَاءُ ابْنَةُ يَزِيدَ مَرَّ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا

ترجمہ: اسماء بنت یزید نے شہر بن حوشب کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں پر گزرے تو آپؐ نے سلام کہا، (ترمذی، ابن ماجہ، ترمذی نے اس کی تحسین کی ہے۔)

شرح: ابن الملک نے کہا ہے کہ عورتوں پر سلام کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، کیونکہ آپؐ فتنہ میں پڑنے سے مامون تھے، دوسروں کے لئے اجنبی عورت کو سلام کہنا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ وہ بڑھیا ہو جو فتنہ کے خدشے سے بعید ہو، کہا گیا ہے کہ بہت سے علماء نے اسے غیر مکروہ کہا ہے، حلیمی نے کہا ہے کہ جس آدمی کو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو وہ عورتوں کو سلام کہہ سکتا ہے، ورنہ خاموشی ہی بہتر ہے۔

بَابٌ فِي السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ (ذمیوں پر سلام کا باب)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ أَبِي إِلَى الشَّامِ فَجَعَلُوا يَمُرُّونَ بِصَوَامِعَ فِيهَا نَصَارَى فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبِي لَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ فَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْدَءُوهُمْ بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي الطَّرِيقِ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِ الطَّرِيقِ

ترجمہ: سہیل بن ابی صالح نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ شام کی طرف گیا، پس لوگ صومعوں سے گزرتے جن میں عیسائی تھے تو انہیں سلام کہتے پس میرے باپ نے کہا کہ انہیں سلام میں پہل مت کرو، کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی کہ حضورؐ نے فرمایا: انہیں پہلے سلام مت کہو اور جب انہیں راستے میں ملو تو انہیں راستے کے ایک کنارے پر چلنے پر مجبور کرو (مسلم، ترمذی، مگر ان میں یہ سہیل کا قصہ نہیں آیا۔)

شرح: حافظ منذری نے کہا ہے کہ یہ ایک سنت ہے جسے عامہ سلف اور فقہاء نے اختیار کیا ہے۔ کچھ لوگوں کا یہ مسلک ہے کہ انہیں پہلے سلام کرنا جائز ہے۔ یہ ابن عباسؓ، ابوامامہؓ، اور ابن محیریزؒ سے مروی ہے، ان کا استدلال افشوا السلام کی حدیث سے ہے، بعض نے کسی ضرورت کی بناء پر ابتدائے سلام کو جائز کہا ہے، مثلاً کوئی دوست ہو، یا اس سے معاہدہ ہو، یا ہم نسب ہو، یہ ابراہیم نخعی اور علقمہ سے مروی ہے، اوزاعی نے کہا کہ اگر تو سلام کہے تو صالحین نے سلام کہا ہے۔

اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینے میں بھی اختلاف ہوا ہے، ایک گروہ نے کہا کہ مومن ہو یا کافر، اس کے سلام کا جواب فرض ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے: واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا اور ردوھا (۴۔۸۶) ابن عباسؓ اور قتادہ نے یہی کہا ہے اور ان کے نزدیک: اور ردوھا کا معنی یہ ہے کہ کفار کو: وعلیکم کہا جائے، ابن عباسؓ نے کہا کہ سلام کا جواب ہر ایک کو دو خواہ کوئی مجوسی ہی ہو، اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک یہ آیت اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے لہٰذا کفار کو سلام کا جواب نہ دینا چاہئے، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ شرعی جواب وعلیکم السلام نہ دیا جائے بلکہ انہیں وعلیکم کہا جائے جیسا کہ حدیث میں آچکا ہے ابن طاؤس نے کہا، وعلاک السلام کہا جائے، شاید اس نے سلام کہا جس کا معنی پتھر ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ

عَلَيْكُم أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُولُوا وَعَلَيْكُم قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ فِيهِ وَعَلَيْكُمْ

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو وہ السام علیکم کہتے ہیں لہٰذا انہیں جواب دو، وعلیکم۔ ابو داؤد نے کہا کہ اسی طرح مالک نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی، اور ثوری نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی، علیکم (دوسرے نسخے میں وعلیکم ہے) ترمذی ونسائی۔ ترمذی نے علیک روایت کیا اور اس طرح مسلم کی ایک روایت اور نسائی میں بھی ہے۔

شرح: خطابی نے کہا کہ عامہ محدثین نے وعلیکم روایت کیا مگر سفیان بن عیینہ نے: علیکم کہا اور یہی درست ہے کیونکہ واو کے بغیر ہو تو معنی یہ ہے: تم پر ہو، یعنی موت کیونکہ السام کا معنی موت ہے واؤ کے ساتھ ہو تو اشتراک ہو جاتا ہے، یعنی ہم پر بھی اور تم پر بھی۔ حافظ ابن القیم نے خطابی کی تائید کی اور کہا کہ واو اس قسم کے جملوں میں پہلے جملے کی توثیق و تاکید اور اس پر دوسرے اگلے جملے کا اضافہ ظاہر کرتی ہے، مولاناؒ نے فرمایا کہ بقول خطابی مالک کی حدیث جس کا حوالہ ابو داؤد نے دیا ہے وہ صحیح بخاری میں ہے اور ثوری کی حدیث بخاری اور مسلم ہر دو نے روایت کی ہے اور نسائی نے اسے واؤ کے بغیر روایت کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْنَا فَكَيْفَ نَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ قُولُوا وَعَلَيْكُمْ قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَلِكَ رِوَايَةُ عَائِشَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي بَصْرَةَ يَعْنِي الْغِفَارِيَّ

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحابؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اہل کتاب ہمیں سلام کہتے ہیں تو ہم اس کا جواب کیونکر دیں؟ حضورؐ نے فرمایا: تم کہو وعلیکم۔ ابو داؤد نے کہا کہ اسی طرح حضرت عائشہؓ سے اور ابو عبدالرحمٰن جہنی سے اور ابی بصرہؓ غفاری سے بھی مروی ہے۔ (حافظ منذری نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی، ابو عبدالرحمٰن جہنی کی حدیث ابن ماجہ نے اور ابو بصرہ غفاری کی حدیث نسائی نے روایت کی ہے۔)

بَابٌ فِي السَّلَامِ إِذَا قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ

مجلس سے اٹھنے والے کے سلام کا باب

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرٌ يَعْنِيَانِ ابْنَ الْمُفَضَّلِ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ الْمَقْبُرِيِّ قَالَ مُسَدَّدٌ سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتْ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنْ الْآخِرَةِ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے مجلس میں پہنچے تو سلام کہے، اور جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کہے کیونکہ پہلا سلام دوسرے کی نسبت زیادہ حق والا نہیں ہے، (ترمذی، نسائی ترمذی نے اس کی تحسین کی اور ایک اور روایت کی طرف اشارہ کیا جسے نسائی نے روایت کیا ہے، اور وہ سعید بن ابی سعید عن ابیہ

عن ابی ہریرہؓ کی سند سے ہے مرفوعاً آئی ہے جبکہ یہ روایت سعید عن ابی ہریرہؓ الخ ہے۔)

بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَقُولَ عَلَيْكَ السَّلَامُ

(علیک السلام کہنے کی کراہیت کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ أَبِي غِفَارٍ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتَى

ترجمہ: ابوجریؓ الہجیمی (جابر بن سلیم) نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہا: علیکم السلام یا رسول اللہ۔ حضورؐ نے فرمایا: علیکم السلام مت کہو کیونکہ علیک السلام مُردوں کا سلام ہے، (ترمذی، نسائی، اور سنن ابی داؤد کے کتاب اللباس میں یہ حدیث گزر چکی ہے) عرف عام میں یہ سلام مُردوں کے لیے تھا، عرب شاعروں نے اشعار میں بطور مرثیہ اسے اسی طرح استعمال کیا ہے۔ مثلاً ایک نے کہا: عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ قَیْسَ بْنَ عَاصِمٍ وَرَحْمَتُہٗ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَرَحَّمَا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَدِّ الْوَاحِدِ عَنِ الْجَمَاعَةِ

(جماعت کی طرف سے ایک کے جواب کا باب)

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجُدِّيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خَالِدٍ الْخُزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ

ترجمہ: علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے، ابوداؤد نے کہا کہ میرے استاد الحسن بن علی الخلال نے اسے مرفوع بیان کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جماعت (کئی لوگ) گزرے تو ان کی طرف سے ایک کا سلام کافی ہے اور بیٹھے ہوؤں کی طرف سے ایک کا جواب دینا کافی ہے، (خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں سعید بن خالد خزاعی بقول ابی حاتم رازی اور ابی زرعہ رازی ضعیف ہے، بخاری نے کہا کہ اس میں کلام ہے اور دار قطنی نے اسے غیر قوی کہا ہے۔)

شرح: محدث علی القاریؒ نے کہا کہ ابتدائے سلام ایک مستحب سنت ہے اور واجب نہیں ہے۔ یہ سنت علی الکفایہ ہے جماعت کی طرف سے ایک کا سلام کافی ہے اور اگر سب سلام کہیں تو افضل ہے، جواب دینا بھی فرض کفایہ ہے اگر سب جواب دیں تو افضل ہے، حافظ منذری نے امام ابویوسفؒ کی طرف یہ مسلک منسوب کیا ہے کہ سب کا جواب دینا ضروری ہے قاضی حسین شافعیؒ نے ابتدائے سلام کو سنت علی الکفایہ کہا ہے اور یہ بھی کہ سنت کفایہ صرف یہی ایک سنت ہے۔

بَابٌ فِي الْمُصَافَحَةِ (مصافحہ کا باب)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَلْجٍ عَنْ زَيْدٍ أَبِي الْحَكَمِ الْعَنَزِيِّ عَنْ

الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا

ترجمہ: براءؓ بن عازب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ عزوجل کی حمد کریں اور استغفار کریں تو انہیں بخش دیا جاتا ہے، (منذری نے اس کی سند میں اضطراب بتایا ہے، اور اس کا ایک راوی ابو بلج متکلم فیہ ہے۔)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ الْأَجْلَحِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا

ترجمہ: براءؓ بن عازب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دو مسلمان ملیں، مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے قبل ان کی بخشش ہو جاتی ہے (ترمذی، ابن ماجہ۔ حافظ منذری نے کہا ہے کہ اس کا راوی اجلح جس کا نام یحییٰ بن عبداللہ ابو حجیہ الکندی تھا سخت متکلم فیہ ہے۔ محدثین نے اسے منکر الحدیث، مضطرب الحدیث اور مفتری تک کہا ہے۔)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں اور پہلے لوگ ہیں جو مصافحہ لائے ہیں (مولانا محمد یحییٰ مرحوم نے لکھا ہے کہ اس سے مراد مصافحہ کی کثرت ہے ورنہ مصافحہ تو پہلے بھی موجود تھا۔)

شرح: صحیح بخاری میں ہے کہ قتادہ نے انسؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں مصافحہ تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! بخاری و مسلم نے کعب بن مالکؓ کی حدیث تو یہ روایت کی ہے، کعبؓ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے، طلحہ بن عبیداللہ دوڑ کر آئے، مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی، بخاری نے کہا ہے کہ حماد بن زید نے دونوں ہاتھوں کے ساتھ عبداللہ ابن المبارک سے مصافحہ کیا، عامہ علماء کے نزدیک مصافحہ ایک اچھا عمل ہے، جو صحابہ رسولؐ میں رائج تھا، طبرانی وغیرہ کی احادیث سے حضورؐ کا دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ ثابت ہوتا ہے اس سے محبت و مودت میں اضافہ ہوتا ہے اور باہمی تعلقات پختہ ہوتے ہیں۔ مصافحہ کے ثبوت میں حافظ ابن القیم نے ترمذی کی ایک حدیث حسن بہ روایت انسؓ مرفوعاً روایت کی ہے۔

بَابٌ فِي الْمُعَانَقَةِ (معانقہ کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ يَعْنِي خَالِدَ بْنَ ذَكْوَانَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَنَزَةَ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي ذَرٍّ حَيْثُ سُيِّرَ مِنَ الشَّامِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذًا

أُخْبِرُكَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ سِرًّا قُلْتُ إِنَّهُ لَيْسَ بِسِرٍّ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ إِذَا لَقِيتُمُوهُ قَالَ مَا لَقِيتُهُ قَطُّ إِلَّا صَافَحَنِي وَبَعَثَ إِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ أَكُنْ فِي أَهْلِي فَلَمَّا جِئْتُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ أَرْسَلَ لِي فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ فَالْتَزَمَنِي فَكَانَتْ تِلْكَ أَجْوَدَ وَأَجْوَدَ

ترجمہ: عنزہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ جب ابوذرؓ کو شام سے بھیجا گیا تو اس شخص نے کہا: میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پوچھنا چاہتا ہوں، ابوذرؓ نے کہا کہا گر وہ کوئی راز کی بات نہ ہوئی تو میں تمہیں بتادوں گا۔ میں نے کہا کہ وہ راز کی بات نہیں ہے کیا آپ لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے تو آپؐ مصافحہ فرماتے تھے؟ ابوذرؓ نے کہا کہ میں حضورؐ سے جب بھی ملا آپؐ نے مجھ سے مصافحہ فرمایا: ایک دن آپؐ نے مجھے بلا بھیجا اور میں گھر پر نہ تھا جب میں گھر آیا تو مجھے بتایا گیا کہ حضورؐ نے بلایا تھا، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ اپنی چارپائی پر تھے، آپ مجھ سے لپٹ گئے اور یہ معانقہ بہت اچھا اور پاکیزہ تھا، ابوذرؓ سے روایت کرنے والا عنزی مجہول ہے، بخاری نے اس حدیث کو تاریخ کبیر میں درج کیا اور فرمایا کہ یہ مرسل ہے۔

شرح: لمعات میں ہے کہ معانقہ جائز ہے بشرطیکہ کسی فتنے کا خوف نہ ہو، حدیث میں زیدؓ بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب کا قصہ وارد ہوا ہے، جس سے اس کا ثبوت ملتا ہے، امام ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن کے نزدیک کسی شخص کا ہاتھ یا منہ یا اس کے جسم کا کوئی اور حصہ چومنا جائز نہیں اور نہ معانقہ جائز ہے کیونکہ اس سے نہی وارد ہوئی ہے، جو حدیث انسؓ میں ہے، شیخ ابو منصور ماتریدیؒ نے فرمایا ہے کہ جو معانقہ بر بنائے خواہش نفسانی ہو وہ ناجائز ہے اور جو اکراماً بطور محبت وانس ہو وہ جائز ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ جسم پر فقط ازار ہو، جب ازار کے علاوہ قمیص بھی ہو تو بالاجماع معانقہ میں حرج نہیں، اور جسم کے جن اعضاء پر نظر ڈالنا حرام ہے ان کو مس کرنا بھی حرام ہے، بلکہ مس کرنا شدید تر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِيَامِ (قیام کا باب)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ لَمَّا نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ أَقْمَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ إِلَى خَيْرِكُمْ فَجَاءَ حَتَّى قَعَدَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اہل قریظہ جب سعدؓ (بن معاذ) کے فیصلے پر اتر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا بھیجا۔ وہ ایک سفید گدھے پر آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے سردار، یا اپنے بہترین شخص، کی طرف اٹھو، پس وہ آیا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔

شرح: امام خطابیؒ نے فرمایا کہ کسی نیکوکار فاضل شخص کو سید یا سردار کہنا اور اسے یا سیدی کہہ کر خطاب کرنا جائز ہے کراہت اگر ہے تو اس میں ہے کہ کسی فاجر کو سید کہا جائے، اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ کسی فاضل رئیس (سردار) کے لیے قیام کرنا، عادل حاکم کے لیے اٹھنا اور متعلم کا عالم کی خاطر اٹھنا مستحب ہے، مکروہ نہیں۔ کراہت وہاں آتی ہے جہاں کسی میں یہ صفات نہ پائی جاتی ہوں، اور حدیث میں جو مروی ہے کہ: من احب ان یتمثل لہ الرجال صفوفا الخ اس کا مطلب یہ ہے کہ بطور کبر ونخوت اس

قسم کا حکم دینایالوگوں کے لیے اسے لازم قرار دینا جائز ہے اور اس حدیث میں یہ دلیل بھی ہے کہ کسی کو ثالث بنانا اور اس کا فیصلہ جب حق ہو تو اس کا ماننا فریقین کے لیے ضروری ہے۔ حافظ منذری نے کہا ہے کہ عالم اور اہل خیر کے لیے اٹھنا ممنوع نہیں ہے، اہل تحقیق کا اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے ممنوع قیام یہ ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہو اور لوگ کھڑے ہوں، جس حدیث میں قیام کی ممانعت ہے اس کا مطلب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کوئی شخص اسے اپنے لیے پسند کرے، تو یہ ناجائز ہے اور قیام کرنے والے کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ احتراماً کھڑا ہو سکتا ہے، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سعدؓ بن معاذ چونکہ بیمار تھے، اس لیے حضورؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اٹھ کر انہیں سنبھالیں اور سواری سے اتارنے کا انتظام کریں۔ حافظ منذری کے بقول یہ مطلب درست نہیں مگر حدیث کے الفاظ: قوموا الی سید کم سے یہی معنی واضح نظر آتا ہے۔ سعدؓ بن معاذ کو جنگ خندق میں ایک تیر لگا تھا جس سے وہ بیمار تھے، اگر دوسرا معنی مراد ہوتا تو حضور فرماتے: قوموا السید کم

حافظ ابن القیمؒ نے فرمایا کہ ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زیدؓ بن حارثہ مدینہ میں آیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے، زیدؓ آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تیزی سے) اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے اٹھ کر تشریف لے گئے، اس سے معانقہ کیا اور اس کا بوسہ لیا، ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا ہے، ترمذی نے مسلم کی شرط کی سند سے انسؓ سے روایت کی ہے کہ صحابہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا۔ مگر آپؐ کے لیے وہ نہ اٹھتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ آپؐ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے، ترمذی نے سفیان الثوری عن حبیب بن الشہید عن ابی روایت کی ہے کہ معاویہؓ باہر نکلے تو عبداللہ بن زبیر اور ابن صفوان (محمد بن صفوان) اٹھ کھڑے ہوئے، پس معاویہؓ نے کہا: بیٹھ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جو شخص اس بات پر خوش ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے، یہ حدیث حسن ہے۔ (ابن حجر نے فتح الباری میں ابوداؤد وغیرہ کی ان روایات کو ترجیح دی ہے جن میں عبداللہؓ بن زبیر کے اٹھنے کی نفی کی ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ سفیان ثوری حفظ کا پہاڑ ہے مگر راویوں کی کثیر تعداد جن میں شعبہ بھی شامل ہے ابن زبیرؓ کے قیام کی نفی کرتی ہے اور ان کی روایت ہی محفوظ ہے) ابن القیم نے کہا کہ یہ روایت ان لوگوں کے خیال کا رد کرتی ہے جو نہی سے مراد یہ لیتے ہیں کہ آدمی بیٹھا ہو اور لوگ کھڑے ہوں۔ حافظ ابن القیم نے کہا ہے کہ جن احادیث میں قیام کا ثبوت ہے ان سے مراد کسی آنے والے کی ملاقات کے لیے اٹھنا ہے نہ کہ اس کے احترام واکرام کے لیے کسی کے استقبال کے لیے اٹھنا ممنوع نہیں ہے بلکہ اس کے اکرام کیلئے ممنوع ہے، اس طرح تمام احادیث کا مضمون متفق ہو جاتا ہے۔

مولاناؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے ابوداؤد، بخاری اور مسلم نے استدلال کیا ہے کہ کسی کے لیے قیام مشروع ہے مسلم نے کہا ہے کہ قیام میں اس سے صحیح تر حدیث میرے علم میں نہیں ہے ابن الحجاج وغیرہ نے اسکے خلاف کہا ہے کہ حضورؐ کے سعدؓ کے لیے اٹھنے کا حکم دینے کا منشاء یہ تھا کہ وہ مرض کے باعث سواری سے خود اترنے کے قابل نہ تھے، جیسا کہ مسند احمد میں ہے کہ: اپنے سردار کی طرف اٹھو اور اسے اتارو، اگر یہ قیام متنازعہ فیہ قیام ہی ہوتا تو حضورؐ خاص طور پر انصار کو حکم نہ دیتے بلکہ تعمیم فرماتے: حافظ تورپشتی نے اس کے حق میں اور سیوطی نے اس کے خلاف قیام کے حق میں اسی حدیث کے لفظ سید کم سے استدلال کیا ہے، حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں اور اس حدیث پر بہت کچھ کہا ہے، ترک قیام بہر حال اولیٰ ہے بشر طیکہ اسی سے کوئی اذیت اور خصومت پیدا نہ ہو، شیخ عبدالحق نے لمعات میں کہا ہے کہ قیام کے جواز پر اس حدیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے عکرمہؓ ابن ابی جہل کے لیے قیام کا ذکر ہے جبکہ وہ فتح مکہ کے بعد آیا تھا، عدی بن حاتم کی حدیث میں ہے کہ میں جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ کھڑے ہو گئے، اس مسئلہ میں طویل کلام ہے مگر صحیح یہ ہے کہ اہل فضیلت کے علم وصلاح کے لئے قیام جائز ہے، مطالب المومنین میں ہے کہ آنے والے کی تنظیم کے لیے قیام مکروہ نہیں ہے اور قیام لعینہ ناجائز نہیں، ناجائز یہ بات ہے کہ آنے والا قیام کو اپنی خاطر پسند کرے اور حضورؐ نے اپنے لیے قیام کو ناپسند فرمایا تو اس کا منشاء بے تکلفی کو فروغ دینا تھا، تاکہ باہمی اتحاد قائم ہو جائے، نوویؒ نے آنے والے کے لیے قیام کو مستحب کہا ہے، ان کے نزدیک اس سے نہی میں کوئی صریح حدیث ثابت نہیں ہے۔ یہ قیام بدعت نہیں ہے، مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ اگر کوئی اور چیز عارض نہ ہو جائے تو قیام فی نفسہ جائز ہے۔ ہاں اگر آنے والا اپنے لیے قیام چاہے، پسند کرے تو مکروہ ہے۔ اسی طرح بطور ریاکاری وشہرت پسندی قیام مکروہ ہے۔ ابوداؤد نے جو احادیث روایت کی ہیں ان سے مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ یہ قیام اعانت وامداد کے لیے تھا یا بغرض معانقہ وغیرہ۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فَلَمَّا كَانَ قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

ترجمہ: اوپر کی حدیث ایک اور سند سے، اس میں راوی نے کہا کہ جب سعد بن معاذؓ مسجد کے قریب آئے تو حضورؐ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھو۔ (بخاری و مسلم)

شرح: مسجد سے مراد یہاں مسجد نبوی نہیں ہے، بلکہ بنی قریظہ کے محاصرے کے دنوں میں جو جگہ نماز کے لیے معین کی گئی تھی اسے مسجد کہا گیا ہے حافظ منذری نے کہا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک مسجد کا لفظ اس حدیث میں وہم ہے مگر صحیح تر بات وہی ہے جو بتائی گئی۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا وَقَالَ الْحَسَنُ حَدِيثًا وَكَلَامًا وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَسَنُ السَّمْتَ وَالْهَدْيَ وَالدَّلَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهَا كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا

ترجمہ: اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے وطیرے، طریقے، چال ڈھال اور ہیئت میں اور بات چیت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ تر نہیں دیکھا، جب فاطمہ حضورؐ کے پاس آتیں تو آپ اٹھتے اس کا ہاتھ پکڑتے اور چومتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فاطمہ کے ہاں جاتے تو وہ بھی اٹھتیں آپ کا ہاتھ پکڑتیں، آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتی تھیں۔ (نسائی، ترمذی)

بَابٌ فِي قُبْلَةِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ (آدمی کے اپنی اولاد کا بوسہ لینے کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُقَبِّلُ حُسَيْنًا فَقَالَ إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا فَعَلْتُ

هَذَا بِوَاحِدٍ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اقرعؓ بن حابس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسینؓ کا بوسہ لے رہے تھے اس نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی سے کبھی یہ کام نہیں کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (بخاری، مسلم، ترمذی) یعنی اولاد کا بوسہ لینا تقاضائے رحمت ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْشِرِي يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْزَلَ عُذْرَكِ وَقَرَأَ عَلَيْهَا الْقُرْآنَ فَقَالَ أَبَوَايَ قُومِي فَقَبِّلِي رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا إِيَّاكُمَا

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ واقعہ افک کے بعد آیات قرانی کے نزول پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تجھے خوش خبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیری بریت نازل فرمادی ہے۔ اور حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو قرآن کی وہ آیات پڑھ کر سنائیں۔ پس میرے والدین نے کہا کہ اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کا بوسہ لے، تو میں نے کہا کہ میں اللہ عزوجل کی حمد کرتی ہوں، آپ دونوں (والدین) کی نہیں (یہ حدیث الافک کا ایک حصہ ہے، بخاری و مسلم نے اسی سند سے اسے مطول و مختصر روایت کیا ہے۔)

شرح: نازل ہونے والی آیات ان الذین جاءوا بالافک سے لے کر دس آیتوں کے آخر تک تھیں۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

بَابٌ فِي قُبْلَةِ مَا بَيْنَ الْعَيْنَيْنِ (آنکھوں کے درمیان بوسہ لینے کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَجْلَحَ عَنْ الشَّعْبِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّى جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ

ترجمہ: شعبی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفرؓ بن ابی طالب کا استقبال کیا، اس سے معانقہ فرمایا، اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ (یہ حدیث مرسل ہے اور اس کا راوی اجلح متکلم فیہ ہے۔)

شرح: یہ واقعہ حبشہ کے مہاجرین کے مدینہ وارد ہونے پر پیش آیا تھا۔)

بَابٌ فِي قُبْلَةِ الْخَدِّ (رخسار کے بوسے کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ إِيَاسِ بْنِ دَغْفَلٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ قَبَّلَ خَدَّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام

ترجمہ: ایاس بن دغفل نے کہا کہ میں نے ابونضرہ کو حسن رضی اللہ عنہ کے رخسار پر بوسہ لیتے دیکھا (حافظ منذری نے کہا ہے کہ ایاس بن دغفل حارثی بصری تابعی ہے۔ ابونضرہ منذر بن مالک عوفی بصری بھی تابعی ہے اور الحسن نے مراد ابن ابی الحسن بصری ہے، مولاناؒ نے فرمایا کہ رضی اللہ عنہ کا لفظ یہ وہم ڈالتا ہے کہ الحسن سے مراد شاید حسنؓ بن علی ہوں مگر منذری کی

صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسن بصری ہیں۔ زمانے کا اتحاد یہ امکان پیدا کرتا ہے کہ دونوں حضرات میں سے کوئی بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ترجیح کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے، اگر یہ حسن بصری ہیں تو رضی اللہ عنہ کا لفظ کسی کاتب کا وہم ہوگا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى فَأَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَهَا كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ وَقَبَّلَ خَدَّهَا

ترجمه: براءؓ بن عازب نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ جب پہلے پہل مدینہ میں آئے تو میں ان کے ساتھ ان کے مسکن میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی ہیں اور انہیں بخار تھا پس ابو بکرؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا: پیاری بیٹی تیرا کیا حال ہے؟ اور ان کے رخسار کا بوسہ لیا۔

بَابٌ فِي قُبْلَةِ الْيَدِ (ہاتھ کے بوسے کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ وَذَكَرَ قِصَّةً قَالَ فَدَنَوْنَا يَعْنِي مِنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْنَا يَدَهُ

ترجمه: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان کیا جس میں ہے کہ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گئے اور آپ کا ہاتھ چوما۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ترمذی نے اسے حسن کہا اور یہ حدیث کتاب الجہاد میں اسی سے تمام تر گزری ہے۔

شرح: ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے صفوانؓ بن عسال سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ اس نبی کے پاس چلیں۔ صفوانؓ نے کہا کہ ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اور پاؤں کو چوما۔ نسائی نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔ نسائی کا یہ انکار شاید راوی عبداللہ بن سلمہ کے باعث ہے جو ایک متکلم فیہ راوی ہے۔ ترمذی نے اسے اپنی کتاب میں دو جگہ روایت کیا اور اسے دونوں جگہ صحیح کہا ہے اور کہا ہے کہ اسی باب میں یزیدؓ بن الاسود، ابن عمرؓ اور کعبؓ بن مالک سے بھی مروی ہے، حافظ ابو بکر اصفہانی نے جو ابن المقری کے نام سے مشہور ہیں ہاتھ چومنے کی رخصت کے باب میں ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، جابر بن عبداللہ، بریدہؓ بن الحسیب، صفوانؓ بن عسال، مزیدہؓ العبدی اور زارع، تو بن علی العبدی کی احادیث درج کی ہیں اور صحابہ و تابعین کے آثار نقل کیے ہیں۔ بعض رواۃ نے امام مالکؒ سے اس مسئلے کا انکار نقل کیا ہے اور یہ کہ مالکؒ نے اس باب کی روایات کا بھی انکار کیا ہے، (بصری نے کہا کہ مالک کا انکار اس صورت پر ہے جبکہ یہ از راہ تکبر ہو، اور جس کا ہاتھ چوما جائے وہ غرور و عظمت کا شکار ہو جائے مگر جب کوئی کسی بزرگ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے قرب کے خیال سے چومے یا اس شخص کے علم و شرف کے باعث ایسا کرے تو اس میں حرج نہیں، کسی دنیادار انسان، بادشاہ، حاکم یا سلطان کا ہاتھ چوما جائے تو یہ جائز نہیں ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چومنا اللہ کے تقرب اور آپ کی محبت کے باعث ہوتا تھا، واللہ اعلم۔

بَابٌ فِي قُبْلَةِ الْجَسَدِ (جسم کا بوسہ لینے کا باب)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ

أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيهِ مِزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَاصِرَتِهِ بِعُودٍ فَقَالَ أَصْبِرْنِي فَقَالَ اصْطَبِرْ قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ قَمِيصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيصِهِ فَاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ قَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ

ترجمہ: اُسیدؓ بن حضیر انصاری سے روایت ہے کہ ایک شخص لوگوں سے باتیں کر رہا تھا اور اس میں مزاح تھا، وہ لوگوں کو ہنسا رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی کے ساتھ اس کے پہلو میں ٹھونکا دیا۔ پس اس نے کہا کہ مجھے قصاص دیجئے، حضورؐ نے فرمایا: قصاص لے لو، اس نے کہا کہ آپؐ پر تو قمیص ہے اور مجھ پر نہیں تھی، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اٹھا دی، پس وہ آدمی آپؐ کے ساتھ لپٹ گیا، اور آپ کے پہلو سے بوسے لینے لگا، اور کہا یارسول اللہ میں دراصل یہی چاہتا تھا۔

شرح: مولاناؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کے متعلق میرے جی میں خلجان ہے کہ آیا یہ اُسیدؓ بن حضیر کا قصہ ہے یا کسی اور کا؟ بظاہر اس حدیث سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود اُسیدؓ بن حضیر کا قصہ تھا، ابوداؤد کے سوا یہ واقعہ مجھے کیوں نہیں ملا، میرے نزدیک یہ قصہ اُسیدؓ بن حضیر کا نہیں بلکہ اُسیدؓ کسی اور شخص کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، کسی روایت میں یہ نہیں آتا کہ اُسیدؓ بن حضیر میں مزاح پایا جاتا تھا۔ اصابہ میں اُسیدؓ کے حالات میں ان کے مزاح کا ذکر نہیں ہے، مولانا محمد یحیؒ مرحوم نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں لکھا ہے کہ: رجل من الانصار، ابتدائے کلام ہے اور اُسیدؓ بن حضیر کی صفت نہیں ہے اور معنی یہ ہے کہ حسب بیان اُسیدؓ بن حضیر ایک انصاری شخص جس میں مزاح پایا جاتا تھا لوگوں کو ہنسا رہا تھا۔ الخ

بَابٌ فِي قُبْلَةِ الرِّجْلِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنُ الطَّبَّاعِ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْنَقُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ أَبَانَ بِنْتُ الْوَازِعِ بْنِ زَارِعٍ عَنْ جَدِّهَا زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ قَالَ وَانْتَظَرَ الْمُنْذِرُ الْأَشَجُّ حَتَّى أَتَى عَيْبَتَهُ فَلَبِسَ ثَوْبَيْهِ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ فِيكَ خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَتَخَلَّقُ بِهِمَا أَمِ اللَّهُ جَبَلَنِي عَلَيْهِمَا قَالَ بَلِ اللَّهُ جَبَلَكَ عَلَيْهِمَا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَبَلَنِي عَلَى خَلَّتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

ترجمہ: زارعؓ (ابن عامر عبدی) جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھا، اس نے کہا کہ ہم اپنے ڈیروں سے جلدی جلدی جاتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اور پاؤں چومنے لگے اور منذر الاشج نے انتظار کیا، حتی کہ وہ اپنے صندوق کے پاس گیا، اپنے کپڑے پہنے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تیرے اندر دو صفتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے، حلم اور آہستہ روی۔ اس نے کہا یارسول اللہ! کیا میں انہیں اختیار کرتا ہوں یا اللہ تعالٰے نے وہ میرے اندر بطور فطرت پیدا فرمائی ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا: بلکہ اللہ تعالٰی نے وہ بطور جبلت تیرے اندر رکھی ہیں۔ اشج نے کہا کہ اس خدا کی حمد ہے جس نے مجھ میں دو خصلتیں پیدا کی ہیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔

شرح: حافظ منذری نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابو القاسم بغوی نے معجم الصحابہ میں بیان کی اور کہا ہے کہ زارع ؓ کی اس کے سوا کوئی روایت مجھے معلوم نہیں ہے اور ابو عمر نمری (حافظ ابن عبد البر) نے کہا ہے کہ زارع ؓ کی کنیت ابو الوازع تھی اور اس کا ایک بیٹا زارع تھا اور یہ حدیث حسن ہے۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يَقُولُ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ

(باب کسی کا یہ کہنا کہ اللہ مجھے تجھ پر فدا کرے)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح و حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ حَمَّادٍ يَعْنِيَانِ ابْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا فِدَاؤُكَ

ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں حاضر ہوں اور سعادت کی پیشکش کرتا ہوں اور میں آپ پر قربان ہوں۔

شرح: حافظ شمس الدین ابن القیم ؒ نے لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ابو سعید ؓ خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی شادابی اور اپنے پاس کی رحمت میں اختیار دیا تھا، پس اس نے اللہ کی رحمت کو اختیار کر لیا، پس ابو بکر ؓ رو پڑے اور فرمایا: ہم آپ ؐ پر اپنے باپوں اور ماؤں کو قربان کرتے ہیں، یہ واقعہ حضور ؐ کی وفات کے قرب کا ہے اور اس وقت ابو قحافہ اسلام لا چکے تھے، اور طبرانی نے حضور ؐ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ؐ نے سعد ؓ سے فرمایا تھا: ارم فداک ابی وامی۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يَقُولُ أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا

(اللہ تیرے ساتھ آنکھ ٹھنڈی رکھے، کہنا)

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا وَأَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ نُهِينَا عَنْ ذَلِكَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ مَعْمَرٌ يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا وَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَيْنَكَ

ترجمہ: قتادہ یا کسی اور کا قول ہے کہ عمران ؓ بن حصین نے فرمایا: ہم زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے، اللہ تیرے ساتھ آنکھ ٹھنڈی رکھے اور تو صبح کو راحت میں رہے۔ جب اسلام آیا تو ہمیں اس سے منع کر دیا گیا، عبد الرزاق نے کہا کہ معمر نے کہا: کسی شخص کا یہ کہنا مکروہ ہے کہ اللہ تیرے ساتھ آنکھ ٹھنڈی رکھے، اور یہ کہنے میں حرج نہیں کہ اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی رکھے، (منذری نے کہا کہ یہ روایت منقطع ہے، قتادہ نے عمران بن ؓ حصین سے نہیں سنا۔)

شرح: یہ کلام دو اسباب سے ممنوع ہوا، ایک یہ کہ یہ زمانہ جاہلیت کی رسم سلام تھی، دوسرا یہ کہ انعم اللہ بک عینا کا معنی بدیں سبب فاسد ہے کہ شاید اس میں عین کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ یعنی یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ شاید کہنے والا یہ کہہ رہا ہے

کہ اللہ تیری وجہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ انعم صباحا کی ممانعت شاید صرف اس لیے ہوئی کہ یہ جاہلیت کا سلام تھا۔ انعم اللہ عینک میں ان میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی۔

بَاب فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ حَفِظَكَ اللَّهُ

(کسی کو حفظک اللہ کہنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ لَهُ فَعَطِشُوا فَانْطَلَقَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَلَزِمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَقَالَ حَفِظَكَ اللَّهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ

ترجمہ: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے کہ لوگوں کو پیاس لگی، تیز رو لوگ آگے چلے گئے مگر میں رات بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا، پس آپؐ نے فرمایا: تونے اللہ کے نبی کی حفاظت (نگرانی) کی اس کے عوض اللہ تیری حفاظت کرے (مسلم میں یہ طویل حدیث آئی ہے اور سنن ابی داوٗد میں مختصراً گزر چکی۔ ترمذی اور نسائی نے بھی اسے مختصراً روایت کیا ہے۔

بَاب فِي قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ (تعظیم کی خاطر کسی دوسرے کیلئے قیام کرنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ عَامِرٍ فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَجَلَسَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَامِرٍ اجْلِسْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ: ابو مجلز نے کہا کہ معاویہؓ حضرت ابن الزبیرؓ اور ابن عامرؓ کی طرف نکلے۔ پس ابن عامرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور ابن زبیرؓ بیٹھے رہے، پس معاویہؓ نے ابن عامرؓ سے کہا: بیٹھ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا، جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہئے (ترمذی نے اسے روایت کر کے حسن کہا ہے۔)

شرح: اس پر اوپر بحث ہو چکی ہے دیکھیے شرح حدیث ۵۲۰۱)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ أَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ أَبِي الْعَدَبَّسِ عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَكِّئًا عَلَى عَصًا فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا

ترجمہ: ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عصا پر سہارا لیے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے، آپؐ نے فرمایا: عجمیوں کی مانند مت اٹھو جو ایک دوسرے کی یوں تعظیم کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

شرح: اس حدیث کی سند میں ابو غالب (حزور) راوی ہے جو متکلم فیہ ہے، ابن سعد نے اسے ضعیف اور منکر الحدیث کہا ہے، نسائی بھی اسے ضعیف کہتے ہیں۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ (کسی کو دوسرے کا سلام پہنچانے کا باب)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ غَالِبٍ قَالَ إِنَّا لَجُلُوسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَعَلَى أَبِيكَ السَّلَامُ

ترجمہ: غالب (بن خطاف بصری) نے کہا کہ ہم لوگ حسن کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک مرد آیا اور اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کی، اس نے کہا کہ میرے باپ نے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور کہا، آپؐ کے پاس جاؤ اور میرا سلام عرض کرو، پس میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرا باپ آپ کو سلام عرض کرتا ہے، حضورؐ نے فرمایا: علیک وعلی ابیک السلام "تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔ (نسائی نے اسے روایت کیا اور کہا: عن رجل من بنی نمیر اور اس سند میں مجہول اشخاص ہیں، (منذری)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: جبریلؑ تجھے سلام کہتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) اسی حدیث میں صرف سلام کہنے یا بھیجنے والے کو سلام کہا گیا ہے پچھلی حدیث میں پہنچانے والے کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ پس یہ دونوں امر جائز ہیں۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُنَادِي الرَّجُلَ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ

(پکارنے والے کے جواب میں لبیک کہنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هَمَّامٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْفِهْرِيَّ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَسِرْنَا فِي يَوْمٍ قَائِظٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَنَزَلْنَا تَحْتَ ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا زَالَتْ الشَّمْسُ لَبِسْتُ لَأْمَتِي وَرَكِبْتُ فَرَسِي فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي فُسْطَاطِهِ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ قَدْ حَانَ الرَّوَاحُ قَالَ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بِلَالُ قُمْ فَثَارَ مِنْ تَحْتِ سَمُرَةٍ كَأَنَّ ظِلَّهُ ظِلُّ طَائِرٍ فَقَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَأَنَا فِدَاؤُكَ فَقَالَ أَسْرِجْ لِي الْفَرَسَ فَأَخْرَجَ سَرْجًا دَفَّتَاهُ مِنْ لِيفٍ لَيْسَ فِيهِ أَشَرٌ وَلَا بَطَرٌ

فَرَكِبَ وَرَكِبْنَا وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو دَاوُد أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْفِهْرِيُّ لَيْسَ لَهُ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ وَهُوَ حَدِيثٌ نَبِيلٌ جَاءَ بِهِ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ

ترجمہ: ابو عبدالرحمٰنؓ الفہری نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوا۔ پس ہم لوگ بہت سخت گرمی کے دن میں چلے اور ایک درخت کے سائے میں اترے، جب سورج ڈھل گیا تو میں نے اپنا جنگی لباس پہنچا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ اپنے خیمے میں تھے پس میں نے کہا: السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کوچ کا وقت آگیا ہے، حضورؐ نے فرمایا اچھا۔ پھر فرمایا: اے بلال! کہاں ہو؟ پس وہ ایک کیکر کے نیچے سے تیزی سے اٹھا، جس کا سایہ ایک پرندے کا سایہ تھا (بہت کم تھا) پس وہ بولا: لبیک وسعدیک وانا فداء ک پس حضورؐ نے فرمایا: میرے گھوڑے پر زین ڈال، پس اس نے ایک زین نکالی جس کے دونوں اطراف کھجور کی چھال کے تھے اس میں کوئی سجاوٹ اور تکلف نہ تھا، پس آپ سوار ہوئے اور ہم بھی سوار ہوئے، الخ

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِلرَّجُلِ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ

(اضحک اللہ سنک کہنے کا باب)

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبِرَكِيُّ وَسَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيِّ وَأَنَا لِحَدِيثِ عِيسَى أَضْبَطُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ السَّرِيِّ يَعْنِي السُّلَمِيَّ حَدَّثَنَا ابْنُ كِنَانَةَ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ مِرْدَاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ ضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ أَوْ عُمَرُ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

ترجمہ: ابن کنانہ بن عباس بن مرداس اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے تو آپؐ سے حضرت ابو بکر یا عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ آپ کے دانت کو ہنسائے الخ (ابن ماجہ)

شرح: ابن ماجہ کی روایت مفصل ہے، بخاری نے کہا کہ کنانہ کی روایت اپنے باپ سے غیر صحیح ہے، ابن حبان نے کہا کہ کنانہ سخت منکر الحدیث ہے، حافظ ابن حجر نے تقریب میں ابن کنانہ کا نام عبداللہ بتایا ہے اور کہا ہے کہ وہ مجہول ہے عباسؓ بن مرداس سلمی صحابی ہے اور مؤلفۃ القلوب میں سے ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ (عمارت کی تعمیر کا باب)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي السَّفَرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُطَيِّنُ حَائِطًا لِي أَنَا وَأُمِّي فَقَالَ مَا هَذَا يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ شَيْءٌ أُصْلِحُهُ فَقَالَ الْأَمْرُ أَسْرَعُ مِنْ ذَلِكَ

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے جبکہ میں اور میری والدہ اپنی ایک دیوار کی لپائی کر رہے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: اے عبداللہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یارسول اللہ یہ ایک چیز ہے

جس کی درستی کر رہا ہوں، حضورؐ نے فرمایا کہ: معاملہ اس سے جلد تر ہے (یعنی اس دیوار کی خرابی سے بھی موت قریب تر ہے۔)

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهَنَّادٌ الْمَعْنَى قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ مَرَّ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُعَالِجُ خُصًّا لَنَا وَهَى فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْنَا خُصٌّ لَنَا وَهَى فَنَحْنُ نُصْلِحُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا أَعْجَلَ مِنْ ذَلِكَ

ترجمہ: اسی حدیث کی دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہؓ بن عمرو نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور ہم لکڑی اور سرکنڈے کا ایک مکان درست کر رہے تھے، آپ نے فرمایا، یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ ہمارا ایک کچا مکان ہے جو بوسیدہ ہو گیا تھا تو ہم اس کی اصلاح (مرمت) کر رہے ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو معاملے کو اس سے جلد تر دیکھتا ہوں! (ترمذی وابن ماجہ) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح: اس ارشاد سے مقصد یہ نہ تھا کہ بوسیدہ مکان کی مرمت نہ کی جائے، بلکہ آخرت کی تذکیر اور موت کی یاد دہانی مقصود ہے کہ آدمی کو کسی چیز میں پڑ کر آخرت سے غافل ہونا درست نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ الْقُرَشِيُّ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَسَدِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ مَا هَذِهِ قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ هَذِهِ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنْ الْأَنْصَارِ قَالَ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِي نَفْسِهِ حَتَّى إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ أَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذَلِكَ مِرَارًا حَتَّى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيهِ وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُنْكِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا خَرَجَ فَرَأَى قُبَّتَكَ قَالَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلَى قُبَّتِهِ فَهَدَمَهَا حَتَّى سَوَّاهَا بِالْأَرْضِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتْ الْقُبَّةُ قَالُوا شَكَا إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ عَنْهُ فَأَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا إِلَّا مَا لَا يَعْنِي مَا لَا بُدَّ مِنْهُ

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپؐ نے ایک بلند قبہ دیکھا، پس فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ کے اصحاب نے کہا کہ یہ فلاں انصاری کا قبہ ہے (یعنی بلند عمارت ہے) انسؓ نے کہا کہ آپؐ خاموش ہو گئے، اور اس بات کو اپنے دل میں رکھا، حتیٰ کہ اس شخص نے آپ کی ناراضگی اور بے توجہی کو جان لیا، اس نے اس کی شکایت اپنے دوستوں سے کی اور کہا کہ واللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بیگانگی پاتا ہوں، لوگوں نے کہا کہ آپؐ باہر نکلے تھے اور تیرا بلند مکان دیکھا تھا، انسؓ نے کہا کہ وہ آدمی اپنے بلند مکان کی طرف واپس گیا اور اسے ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے تو وہ نہ دیکھا۔ فرمایا: وہ بلند عمارت کہاں گئی؟ لوگوں نے کہا کہ اس کے مالک نے ہم سے شکایت کی تھی کہ آپؐ اس سے اعراض فرماتے ہیں تو ہم نے اسے خبر دی، اور اس نے اسے گرا دیا، پس آپؐ نے فرمایا:

ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال ہے، مگر جو ضروری ہو، مگر جو ضروری ہو، (یعنی جس کے بغیر گزارہ نہ ہو سکتا ہو۔

شرح: حضورؐ کی ناپسندیدگی کا باعث شاید اس کا مکان کا سب سے بلند تر ہونا تھا، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اور آپؐ کے مقرب اصحاب نے پوری توجہ مکان بنانے اور انہیں بلند کرنے کی طرف نہ دی تھی تو اصحاب میں سے کسی ایک کا سب سے الگ تھلگ ہو کر اتنا بلند مکان بنانا نامناسب تھا، اگر وہ لوگ اس زمانے میں اس کام کی طرف لگ جاتے تو دین کا کام جو دنیا بھر میں ہوا ہے، نہ ہو سکتا، صحابی ہونے کی وجہ سے اس شخص کی یہ ذمہ داری تھی کہ زندگی کو حتی الوسع عیش و تنعم سے بچا کر رکھے۔

بَاب فِي اتِّخَاذِ الْغُرَفِ (بالاخانے بنانے کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ دُكَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ الطَّعَامَ فَقَالَ يَا عُمَرُ اذْهَبْ فَأَعْطِهِمْ فَارْتَقَى بِنَا إِلَى عِلِّيَّةٍ فَأَخَذَ الْمِفْتَاحَ مِنْ حُجْرَتِهِ فَفَتَحَ

ترجمه: دُکینؓ بن سعید المزنی نے کہا کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سے کھانا طلب کیا، پس حضورؐ نے فرمایا: اے عمرؓ جاؤ اور انہیں دو، راوی نے کہا کہ پس حضرت عمرؓ ایک بالاخانے پر چڑھے اور تہبند باندھنے کی جگہ سے کنجی لی اور دروازہ کھولا۔ (اسے بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے۔)

شرح: اس حدیث کو تفصیل و تطویل کے ساتھ امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بالاخانہ حضرت عمرؓ کا تھا، اور حضورؐ نے انہیں اپنے پاس سے دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ان حضرات کو جن کی تعداد چالیس تھی، کھجوریں دی تھیں۔

بَاب فِي قَطْعِ السِّدْرِ (بیری کاٹنے کا باب)

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُبْشِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللَّهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ سُئِلَ أَبُو دَاوُد عَنْ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هَذَا الْحَدِيثُ مُخْتَصَرٌ يَعْنِي مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً فِي فَلَاةٍ يَسْتَظِلُّ بِهَا ابْنُ السَّبِيلِ وَالْبَهَائِمُ عَبَثًا وَظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ يَكُونُ لَهُ فِيهَا صَوَّبَ اللَّهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ

ترجمه: عبداللہ بن حبشی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کوئی بیری کاٹی، اللہ اس کے سر کو آگ میں جھکائے گا، (نسائی اور اس کی روایت میں خثعمی آیا ہے) ابوداؤد سے اس حدیث کا مطلب پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا کہ یہ حدیث مختصر ہے، اور پوری یہ ہے کہ جس نے بیابان میں کوئی بیری کاٹی، جس کے نیچے مسافر، اور جانور سایہ حاصل کرتے تھے، اس نے یہ بیری ناحق از راہ ظلم و عبث کاٹ دی، اس میں اس کا کوئی حق (ملکیت وغیرہ کا) نہ تھا تو اللہ تعالیٰ اس کا سر جہنم میں نیچا کرے گا۔

شرح: اس بیری سے بعض نے مکہ کے حرم کی بیری مراد لی ہے جس کا کاٹنا ممنوع ہے۔ بیہقی نے اپنی سنن میں لکھا ہے کہ ابوثور نے کہا، میں نے ابوعبداللہ الشافعی سے بیری کے کاٹنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بعض نے کہا کہ ممانعت مدینہ کی بیریوں کے متعلق تھی تاکہ مہاجرین ان کے سائے میں آرام پائیں، خطابی کے خیال میں یہ کوئی

خاص بیری تھی جو کسی یتیم کی ملکیت تھی، سوال اس کے متعلق حضورؐ سے کیا گیا تھا، راوی نے جواب تو سن لیا مگر سوال نہ سنا اور اس سے تعمیم کی غلط فہمی پیدا ہو گئی۔ واللہ اعلم۔

حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ وَسَلَمَةُ يَعْنِي ابْنَ شَبِيبٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

ترجمہ: عروہ بن زبیرؓ اسی حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کرتے ہیں۔ (یہ مرسل روایت ہے۔)

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَأَلْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى قَصْرِ عُرْوَةَ فَقَالَ أَتَرَى هَذِهِ الْأَبْوَابَ وَالْمَصَارِيعَ إِنَّمَا هِيَ مِنْ سِدْرِ عُرْوَةَ كَانَ عُرْوَةُ يَقْطَعُهُ مِنْ أَرْضِهِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ زَادَ حُمَيْدٌ فَقَالَ هِيَ يَا عِرَاقِيُّ جِئْتَنِي بِبِدْعَةٍ قَالَ قُلْتُ إِنَّمَا الْبِدْعَةُ مِنْ قِبَلِكُمْ سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ بِمَكَّةَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ السِّدْرَ ثُمَّ سَاقَ مَعْنَاهُ

ترجمہ: حسان بن ابراہیم نے کہا کہ میں نے ہشام بن عروہ سے بیری کاٹنے کے متعلق پوچھا اور ہشام اس وقت عروہ کے محل سے پشت لگائے ہوئے تھا، پس وہ بولا کہ کیا تم ان دروازوں کو اور کواڑوں کو دیکھتے ہو؟ یہ عروہ کی بیریوں کے بنے ہوئے ہیں اور عروہ انہیں اپنی زمین سے کاٹ دیتے تھے، اور کہتے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، حمید بن مسعدہ راوی نے یہ اضافہ کیا کہ ہشام نے کہا: اے عراقی اور بولو، تم تو میرے پاس ایک بدعت لائے ہو، راوی نے کہا کہ میں نے کہا: بدعت تو تمہاری طرف سے ہی ہے، میں نے مکہ میں کہنے والے کو سنا کہ بیری کاٹنے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، الخ پھر راوی نے اسی حدیث کا معنے بیان کیا، (حافظ منذری نے کہا کہ اس کی سند مضطرب ہے، حدیث عروہ سے مروی ہے اور اس کا بیٹا ہشام کہتا ہے کہ عروہ بیری کو قطع کر دیتا تھا، اس سے مراد حرم مکہ کی بیری ہے یا مدینہ کی کیونکہ مہاجر اور مسافر اس کے سائے میں پناہ لیتے تھے، یا پھر جنگل کی بیری ہے جس کے نیچے انسان اور چارپائے آرام پائیں اور کوئی شخص ناحق ظلم و عبث کی رو سے اسے کاٹ دے (اس پر کچھ گفتگو اوپر گزر چکی ہے۔)

بَاب فِي إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ (اذیت دینے والی چیز کو دور کرنے کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْإِنْسَانِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ مَفْصِلًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ قَالُوا وَمَنْ يُطِيقُ ذَلِكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ النُّخَاعَةُ فِي الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا وَالشَّيْءُ تُنَحِّيهِ عَنْ الطَّرِيقِ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا الضُّحَى تُجْزِئُكَ

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہؓ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ پس اس پر لازم ہے کہ ان میں سے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرے، لوگوں نے کہا کہ اے نبی اللہ اس

کی طاقت کون رکھتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مسجد میں کھنکار کو تو دفن کر دے اور راستے سے کسی چیز کو ہٹادے اور اگر تو اور کچھ نہ پائے تو چاشت کی دو رکعات تجھے کافی ہیں (اس کی سند میں علی بن الحسین بن واقد متکلم فیہ ہے) مگر صحاح میں اس مضمون کی احادیث وارد ہیں۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ وَهَذَا لَفْظُهُ وَهُوَ أَتَمُّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ ابْنِ آدَمَ صَدَقَةٌ تَسْلِيمُهُ عَلَى مَنْ لَقِيَ صَدَقَةٌ وَأَمْرُهُ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيُهُ عَنْ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَإِمَاطَتُهُ الْأَذَى عَنْ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ وَبُضْعَتُهُ أَهْلَهُ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَأْتِي شَهْوَةً وَتَكُونُ لَهُ صَدَقَةٌ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِي غَيْرِ حَقِّهَا أَكَانَ يَأْثَمُ قَالَ وَيُجْزِئُ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ رَكْعَتَانِ مِنْ الضُّحَى

ترجمه: ابوذرؓ نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوقت صبح بنی آدم کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہوتا ہے، ملنے والے کو سلام کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، بدی سے روکنا صدقہ ہے، راستے سے اذیت ناک چیز کو ہٹانا صدقہ ہے اور اپنی گھر والی کے ساتھ مباشرت کرنا بھی صدقہ ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ تو شہوت پوری کرے اور پھر بھی صدقہ ہو! آپؐ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ اگر وہ ناحق میں اپنی شہوت پوری کرے تو کیا وہ گنہگار ہو گا یا نہیں؟ پھر حضورؐ نے فرمایا: ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں۔ (نسائی، ابوداؤد نے کہا کہ حماد نے امر و نہی کا ذکر نہیں کیا) خطابی اور منذری نے سلامی کا معنی ہر ہڈی اور ہر جوڑ بتایا ہے۔

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَسَطِهِ

ترجمه: ابوالاسود دیلی نے یہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو کے وسط میں یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی الخ (مسلمؒ، امام نوویؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث سے قیاس کا جواز ثابت ہوتا ہے اور اہل ظاہر کے سوا ساری امت کے علماء اس کے جواز پر متفق ہیں۔ حدیث میں بیان شدہ قیاس کو اصولی عکس کا نام دیتے ہیں۔ بعض نے اسے تسلیم نہیں کیا مگر صحیح تر یہ ہے کہ اس پر عمل جائز ہے۔

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنْ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

ترجمه: ابوہریرہؓ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مرد جس نے اور کوئی نیکی نہ کی تھی، ایک کانٹے دار شاخ کو راستے سے ہٹادیا، یا تو وہ کسی درخت پر تھی جسے اس نے کاٹ کر پھینک دیا یا وہ راستے میں پڑی تھی تو اسے دور کر دیا، سو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو شرف قبولیت بخشا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ (پس مخلوق خدا کی ایک ذرا سی پر خلوص خدمت کے باعث اس کی بخشش ہو گئی۔)

بَابٌ فِي إِطْفَاءِ النَّارِ بِاللَّيْلِ (رات کو آگ بجھادینے کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رِوَايَةً وَقَالَ مَرَّةً يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ

ترجمہ: سالم بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے روایت کی، اور راوی نے ایک بار کہا کہ وہ اس روایت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تک پہنچاتے تھے کہ جب تم سوتے ہو تو اپنے گھروں میں آگ کو مت چھوڑو (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ) کیونکہ آگ جلتی رہے، بجھی ہوئی یا محفوظ اور بند نہ ہو تو آگ لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، مبادا کوئی چوہا وغیرہ یا شیطان اسے مکان میں وہاں تک پہنچادے کہ وہ بھڑک اٹھے۔

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّمَّارُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِيلَةَ فَجَاءَتْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِي كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هَذِهِ عَلَى هَذَا فَتُحْرِقَكُمْ

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک چوہیا آئی اور وہ بتی کو پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی لائی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسے مصلے پر ڈال دیا جس پر کہ آپ تشریف فرما تھے اور اس میں سے درہم کی مقدار کے برابر جگہ جلادی، پس حضور نے فرمایا کہ جب تم سوؤ تو اپنے چراغ بجھادو کیونکہ شیطان اس جیسی (چوہیا جیسی) چیزوں کو اس جیسی بات بتاتا ہے مبادا تمہیں جلادے، منذری نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی عمرو بن طلحہ کا ذکر ہوتے کتب حدیث میں نہیں پایا۔ اگر یہ عمر بن طلحہ ہے تو اس میں تصحیف ہوگئی ہے۔

شرح: حافظ منذری نے کہا کہ بخاری و مسلم نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ مدینہ میں ایک گھر جل گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا واقعہ بتایا گیا تو حضور نے فرمایا "یہ آگ جو ہے یہ تمہاری دشمن ہے، پس جب تم سوؤ تو اسے بجھا کر سویا کرو، بخاری نے جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برتن ڈھانک کر رکھو، کیونکہ چوہیا بعض دفعہ چراغ کی بتی کھینچ کرلے جاتی ہے اور گھر والوں کو جلادیتی ہے۔ مسلم نے بھی کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ اسی قسم کی روایت کی ہے۔

بَابٌ فِي قَتْلِ الْحَيَّاتِ (سانپوں کے قتل کا باب)

حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ وَمَنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنْهُنَّ خِيفَةً فَلَيْسَ مِنَّا

ترجمہ: ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے جب سے ان کے ساتھ جنگ کی ہے تب سے ان سے صلح نہیں کی، اور جو شخص ڈر کر ان میں سے کسی چیز کو چھوڑدے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

شرح: مولاناؒ نے فرمایا کہ شاید اسے سے مراد وہ واقعہ ہے جو مروی ہے، کہ ابلیس سانپ کے جسم میں داخل ہو کر جنت میں گیا تھا (مگر یہ روایت اسرائیلی ہے) اور ممکن ہے کہ یوں کہا جائے، انسان اور سانپ کے درمیان جنگ جبلی وفطری ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک فطرتاً دوسرے کو قتل کرنا چاہتا ہے، منذری نے کہا ہے کہ احمد بن صالح سے اس حدیث کی شرح پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ یہ عداوت جنت سے خروج کے وقت کی ہے کہ آدمؑ وحواؑ اور ابلیس اور سانپ کو نیچے اتارا گیا اور فرمایا گیا: یہاں سے اترو تم میں سے بعض بعضوں کے دشمن ہوں گے۔ (مگر یہ قول تب درست ہو گا جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ سانپ کو بھی اس وقت نیچے بھیجا گیا تھا۔)

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانَ السُّكَّرِيُّ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ يُوسُفَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَأْرَهُنَّ فَلَيْسَ مِنِّي

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سانپوں کو قتل کرو، پس جو ان کے انتقام سے ڈرا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (نسائی)

شرح: یعنی ہر قسم کے سانپ کو قتل کر دینا چاہئے، زمانہ جاہلیت میں وہم تھا کہ سانپ کو قتل کیا جائے تو اس کا جوڑا آکر انتقام لیتا ہے، اور ہر سال مارنے والے کو ڈستا ہے۔ ہندوستان کے بعض علاقوں میں بھی یہ وہم موجود ہے، حضورؐ نے اسی سے منع فرمادیا۔ اور ہر سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ فِيمَا أَرَى إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْحَيَّاتِ مَخَافَةَ طَلَبِهِنَّ فَلَيْسَ مِنَّا مَا سَالَمْنَاهُنَّ مُنْذُ حَارَبْنَاهُنَّ

ترجمہ: موسیٰ بن مسلم نے کہا کہ عکرمہ میرے خیال میں اسی حدیث کو ابن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سانپوں کو اس خوف سے چھوڑ دے کہ وہ اس کا پیچھا کریں گے تو وہ ہم میں سے نہیں۔ جب سے ہم نے ان سے جنگ کی ہے تب سے ان کے ساتھ صلح نہیں کی۔ (گویا موسےٰ راوی کو اس حدیث کے رفع کا یقین نہیں ہے۔)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ مُوسَى الطَّحَّانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَابِطٍ عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَكْنُسَ زَمْزَمَ وَإِنَّ فِيهَا مِنْ هَذِهِ الْجِنَّانِ يَعْنِي الْحَيَّاتِ الصِّغَارَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِنَّ

ترجمہ: عباسؓ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ ہم چاہتے ہیں کہ چاہ زمزم کو صاف کریں اور اس میں یہ جنان ہیں یعنی چھوٹے سانپ، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مار ڈالنے کا حکم فرمایا (حافظ منذری نے کہا ہے کہ عبدالرحمٰن بن سابط، (جو عباسؓ سے روایت کر رہا ہے) کہ حضرت عباسؓ سے سماع کرنے میں کلام ہے اور اظہر یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔)

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ

الْحَبَلَ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ وَجَدَهَا فَأَبْصَرَهُ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ

ترجمه: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو اور (خصوصاً) دو لکیروں والے کو اور بے دُم (دُم کٹے) کو، کیونکہ وہ نظر کو فاسد کرتے ہیں اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔ سالم نے کہا کہ عبداللہؓ ہر سانپ کو جسے پاتے تھے قتل کر دیتے تھے پس ابو لبابہ نے یا زید بن الخطابؓ نے عبداللہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ ایک سانپ کو قتل کرنے کی کوشش کر رہے تھے، پس کہا کہ گھروں میں رہنے والوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

تشریح: یلتمسان البصر کا معنی یہ ہے کہ ان میں ایسی خاصیت ہے کہ انسان کو دیکھیں تو اس کی نگاہ پر اثر ڈالتے ہیں یا کاٹنے اور ڈسنے کے لیے آنکھوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر حاملہ عورت کی ان پر نظر پڑ جائے تو ان کے زہر کے باعث اس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ منذری نے کہا ہے کہ بقول النضر بن شمیل ابتر نیلے رنگ کا بے دم کا سانپ ہوتا ہے جسے اگر حاملہ دیکھ لے تو اس کا حمل گر جاتا ہے۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ انْطَلَقَ هُوَ وَصَاحِبٌ لَهُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ يَعُودَانِهِ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِينَا صَاحِبٌ لَنَا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِ فَأَقْبَلْنَا نَحْنُ فَجَلَسْنَا فِي الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْهَوَامَّ مِنَ الْجِنِّ فَمَنْ رَأَى فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فَلْيُحَرِّجْ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ عَادَ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ

ترجمه: ابو لبابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چھوٹے سانپوں کے قتل سے منع فرمایا تھا، جو گھروں میں رہتے ہیں، لیکن اگر دو لکیروں والا (جس کی پشت پر دو خط ہوتے ہیں) اور دُم کٹا ہو تو وہ مستثنیٰ ہیں، کیونکہ یہ دونوں نگاہ کو اُچک لیتے ہیں اور عورتوں کا حمل گرا دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي تَكُونُ فِي الْبُيُوتِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ وَجَدَ بَعْدَ ذَلِكَ يَعْنِي بَعْدَ مَا حَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ حَيَّةً فِي دَارِهِ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ يَعْنِي إِلَى الْبَقِيعِ

ترجمه: نافع سے روایت ہے کہ ابو لبابہؓ کے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد عبداللہؓ بن عمر نے اپنے گھر میں ایک سانپ پایا تو اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ پس اسے بقیع کی طرف نکال دیا گیا۔

تشریح: جنان سفید رنگ کے پتلے سانپ کو کہتے ہیں جو گھروں میں رہتا ہے، قرآن مجید میں عصائے موسیٰ کے سانپ میں تبدیل ہونے کو ایک جگہ کا نھا جان فرمایا ہے۔ (۲۸۔۳۱) اور ایک مقام پر اسے ثعبان (۷۔۱۰۷) فرمایا گیا ہے۔ بظاہر یہ دونوں لفظ ایک دوسرے کے خلاف ہیں، کیونکہ ثعبان اژدہا کو کہتے ہیں۔ ثعلب نحوی نے کہا کہ وہ بڑائی میں اژدہا اور تیزی میں ہلکا پھلکا تھا، منذری نے کہا کہ یہ دو مختلف حالتیں بتائی گئی ہیں، فرعون کے سامنے وہ اژدہا تھا اور موسیٰؑ نے پہلی مرتبہ جب طور پر اسے سانپ

بننے دیکھا تو وہ پتلا سا سفید رنگ کا سانپ تھا، واللہ اعلم بالصواب۔

حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ رَأَيْتُهَا بَعْدُ فِي بَيْتِهِ

ترجمہ: گذشتہ حدیث میں نافع کا قول ہے، کہ پھر میں نے وہ سانپ عبداللہؓ بن عمر کے گھر میں دیکھا تھا۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ بِهَذَا الْحَدِيثِ مُخْتَصَرًا قَالَ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَأَتَمَّ مِنْهُ قَالَ فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

ترجمہ: محمد بن ابی یحییٰ نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ وہ اور اس کا ایک دوست ابو سعیدؓ کی عیادت کو گئے، پس جب ہم ان کے ہاں سے نکلے تو ہمارا ایک دوست ہم سے ملا جو ابو سعیدؓ کے پاس جانا چاہتا تھا، پس ہم چلے آئے اور مسجد میں بیٹھ گئے، پھر وہ دوست آیا اور اس نے ہمیں بتایا کہ اس نے ابو سعیدؓ کو کہتے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ زہریلے جانور (سانپ وغیرہ) جنوں میں سے ہیں پس جو اپنے گھر میں کوئی چیز دیکھے تو تین بار اسے تنگ کرے، اگر پھر واپس آجائے تو اسے مار ڈالے کیونکہ وہ شیطان ہے (منذری نے کہا کہ اس کی سند میں ایک مجہول آدمی ہے۔

شرح: تنگ کرنیکا معنی یہ ہے کہ تین بار اس سے کہے: میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ہمارے ہاں ظاہر مت ہو ورنہ ہم تجھے قتل کردینگے۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مَوْهَبٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ صَيْفِيٍّ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِي السَّائِبِ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَهُ سَمِعْتُ تَحْتَ سَرِيرِهِ تَحْرِيكَ شَيْءٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ مَا لَكَ قُلْتُ حَيَّةٌ هَاهُنَا قَالَ فَتُرِيدُ مَاذَا قُلْتُ أَقْتُلُهَا فَأَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي دَارِهِ تِلْقَاءَ بَيْتِهِ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ عَمٍّ لِي كَانَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ اسْتَأْذَنَ إِلَى أَهْلِهِ وَكَانَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ بِسِلَاحِهِ فَأَتَى دَارَهُ فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً عَلَى بَابِ الْبَيْتِ فَأَشَارَ إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ حَتَّى تَنْظُرَ مَا أَخْرَجَنِي فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَإِذَا حَيَّةٌ مُنْكَرَةٌ فَطَعَنَهَا بِالرُّمْحِ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فِي الرُّمْحِ تَرْتَكِضُ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الرَّجُلُ أَوْ الْحَيَّةُ فَأَتَى قَوْمُهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَرُدَّ صَاحِبَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَفَرًا مِنْ الْجِنِّ أَسْلَمُوا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَحَذِّرُوهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ إِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدُ أَنْ تَقْتُلُوهُ فَاقْتُلُوهُ بَعْدَ الثَّلَاثِ

ترجمہ: ابو السائب نے کہا کہ میں ابو سعیدؓ خدری کے پاس گیا، جب میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ان کی چارپائی کے

نیچے کسی چیز کی حرکت سنی، میں نے دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا، پس میں اٹھا تو ابو سعیدؓ نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ یہاں ایک سانپ ہے، ابو سعیدؓ نے کہا کہ پھر تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ اسے قتل کرنا چاہتا ہوں، پس ابو سعیدؓ اپنے مکان کے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا جو ان کے کمرے کے ساتھ تھا اور کہا کہ میرا ایک چچازاد بھائی اس گھر میں تھا، جب جنگ احزاب ہوئی تو اس نے گھر آنے کی اجازت مانگی اور اس کی نئی نئی شادیاں ہوئی تھی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی، اور حکم دیا کہ اپنے ہتھیاروں سمیت جائے، پس وہ اپنے گھر میں آیا تو اپنی بیوی کو گھر کے دروازے پر کھڑی ہوئی پایا۔ پس اس نے اس کی طرف نیزے سے اشارہ کیا، اس نے کہا: جلدی مت کر جب تک کہ تو خود دیکھ لے کہ کس چیز نے مجھے باہر نکالا ہے۔ پس وہ گھر میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک بڑا سا سانپ ہے پس اس نے اسے نیزہ مارا اور اسے لے کر باہر نکالا اور وہ (نیزے میں پرویا ہوا) تڑپ رہا تھا۔ ابو سعیدؓ نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ پہلے کون مرا، آیا وہ آدمی یا سانپ؟ پس اس کی قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، اور کہا: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے دوست کو واپس (زندہ) کر دے۔ حضورؐ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے دعائے مغفرت کرو، پھر فرمایا کہ جنوں کی ایک جماعت مدینہ میں مسلمان ہو گئی تھی، پس جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین بار اسے ڈراؤ۔ اس کے بعد اگر تمہارا جی چاہے تو اسے قتل کر دو (مسلم، ترمذی، نسائی) مسلم کا لفظ ہے کہ وہ کافر ہے۔

شرح: اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ تین بار اعلان کرنے اور تنگ کرنے کا حکم مدینہ کے گھریلو سانپوں کے ساتھ مخصوص تھا، حافظ منذری نے کہا ہے کہ بعض علماء مدینہ اور دوسری ہر جگہ کے صحرائی اور گھریلو سانپوں کے قتل کے قائل ہیں، انہوں نے نہ کسی جنس و نوع کا استثناء کیا نہ کسی جگہ کا۔ ان کا استدلال ان عام اور مطلق احادیث سے ہے جنہیں کوئی تخصیص یا استثناء نہیں کیا گیا، اور ان میں سانپوں کے مارنے کا حکم ہے، بعض نے کہا کہ گھریلو سانپ اسی حکم سے مستثنیٰ ہیں سوائے دو لکیروں والے اور ابتر کے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ گھریلو سانپوں کو تین دفعہ تنگ کرنے اور اعلان کرنے کا حکم مدینہ منورہ کے گھریلو سانپوں کے متعلق ہے، اور ان کی دلیل ابو سعیدؓ خدری کی حدیث ہے منذری نے کا خیال ہے کہ شاید اس وقت تک صرف مدینہ کے جن ایمان لائے تھے، لہٰذا ان کا حکم مومن انسانوں جیسا بتایا گیا ہے ممکن ہے بعد میں جنوں میں سے کچھ اور بھی بعض اور مقامات پر ایمان لائے ہوں لہٰذا اعلان و تخریج ہر آبادی میں ضروری ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ بِهَذَا الْحَدِيثِ مُخْتَصَرًا قَالَ فَلْيُؤْذِنْهُ ثَلَاثًا فَإِنْ بَدَا لَهُ بَعْدُ فَلْيَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ

ترجمہ: اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اسے تین بار خبر دار کرے، اگر اس کے بعد جی چاہے (یا وہ پھر بھی ظاہر ہو) تو اسے قتل کر دے، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَأَتَمَّ مِنْهُ قَالَ فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ (ابو السائب) ابو سعید خدریؓ کے پاس داخل ہوا، الخ یہ روایت اوپر والی کی نسبت تمام تر ہے۔ اس میں ہے کہ فرمایا: اسے تین دن تک خبر دار کرو، اس کے بعد اگر تمہارا جی چاہے (یا یہ کہ وہ اس کے بعد ظاہر ہو) تو

اسے قتل کر دو، کیونکہ وہ شیطان ہے، اور مسلم کی ایک روایت کا لفظ ہے کہ وہ کافر ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ هَاشِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ حَيَّاتِ الْبُيُوتِ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُنَّ شَيْئًا فِي مَسَاكِنِكُمْ فَقُولُوا أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ نُوحٌ أَنْشُدُكُنَّ الْعَهْدَ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْكُنَّ سُلَيْمَانُ أَنْ لَا تُؤْذُونَا فَإِنْ عُدْنَ فَاقْتُلُوهُنَّ

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھریلو سانپوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: جب تم ان میں سے کسی کو اپنے گھر میں دیکھو تو کہو: "میں تمہیں وہ عہد یاد دلاتا ہوں جو نوحؑ نے تم سے لیا تھا، میں تمہیں وہ عہد یاد دلاتا ہوں، جو تم سے سلیمانؑ نے لیا تھا کہ تم ہمیں اذیت مت دو۔" اس کے بعد اگر وہ پھر نکلیں تو انہیں قتل کر دو۔ (ترمذی، نسائی)

شرح: منذری نے کہا ہے کہ یہ ابن ابی لیلیٰ جو اس حدیث کو ثابت بنانی سے روایت کر رہا ہے اسکی حدیث نا قابل اعتبار ہے، اس کا نام دراصل محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے۔ ابو لیلیٰؓ صحابی ہے جس کا نام یسار، یا داؤد، یا اوس یا بلال تھا، اور لقب ایسر ہے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا إِلَّا الْجَانَّ الْأَبْيَضَ الَّذِي كَأَنَّهُ قَضِيبُ فِضَّةٍ قَالَ أَبُو دَاوُد فَقَالَ لِي إِنْسَانٌ الْجَانُّ لَا يَنْعَرِجُ فِي مِشْيَتِهِ فَإِذَا كَانَ هَذَا صَحِيحًا كَانَتْ عَلَامَةً فِيهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

ترجمہ: ابراہیم نخعی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: تمام سانپوں کو قتل کر دو سوائے اس سفید پتلے سانپ کے جو چاندی کی چھڑی کی طرح ہے، ابو داؤد نے کہا کہ ایک انسان نے مجھ سے کہا کہ جن لنگڑا کر نہیں چلتا، اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ اس کی علامت ہے۔ ان شاءاللہ۔

شرح: حافظ منذری نے کہا ہے کہ ابراہیم کا سماع ابن مسعودؓ سے نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے، حافظ ابن عبدالبر نے کہا کہ ابن مسعودؓ کا یہ قول عجیب و غریب اور حسن ہے، میری گزارش یہ ہے کہ ابو داؤد کا قول واضح نہیں ہے جن اگر سانپ کی شکل میں ہو تو اس کا لنگڑا پن کیسے معلوم ہو سکے گا؟ واللہ اعلم۔

بَابٌ فِي قَتْلِ الْأَوْزَاغِ (چھپکلیوں کے قتل کا باب)

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا

ترجمہ: عامر بن سعدؓ (ابن ابی وقاص) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کے قتل کا حکم دیا، اور اس کا نام فویسق (بدکار) رکھا۔ (مسلم)

شرح: حافظ ابن القیمؒ نے فرمایا کہ بخاری نے اُم شریکؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا: یہ ابراہیمؑ کی چتا پر پھونکیں مارتی تھی، بخاری و مسلم دونوں نے اُم شریک سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے چھپکلی کے قتل کی اجازت مانگی تو آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حضورؐ نے اسے فویسق اس کے اندر پائے جانے والے ضرر کے باعث فرمایا۔ اور اس کے لیے صیغہ تصغیر کا استعمال تحقیراً ہوا ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى مِنَ الْأُولَى وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً أَدْنَى مِنَ الثَّانِيَةِ

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے پہلی ضرب میں چھپکلی کو مار دیا تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں ملیں گی اور جس نے اسے دوسری ضرب میں مارا اسے اتنی اور اتنی نیکیاں، پہلے سے کم ملیں گی، اور جس نے تیسری ضرب میں قتل کیا تو اس کو اتنی اور اتنی نیکیاں، دوسرے سے کم ملیں گی۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

شرح: مسلم کی روایت میں ہے کہ پہلی ضرب سے مار دینے والے کو سو نیکیاں ملیں گی۔ مولاناؒ نے شیخ عزالدینؒ عبدالسلام سے نقل کیا ہے کہ پہلی ضرب پر زیادہ ثواب کا باعث یا تو یہ ہے کہ اس نے اچھی طرح قتل کیا، (مقتول کو تڑپایا نہیں) پس یہ حضورؐ کے اس قول میں داخل ہوا کہ جب قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، اور یا اس کا سبب یہ ہے کہ خیر کی طرف جلدی کرنا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے تحت میں داخل ہے کہ: نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت کرو، ان دونوں معنوں کے لحاظ سے سانپ اور بچھو اذیت و نقصان کی زیادتی کے باعث اس کے زیادہ مستوجب ہوتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي أَوْ أُخْتِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ سَبْعِينَ حَسَنَةً

ترجمہ: سہیل نے کہا کہ میرے بھائی یا میری بہن نے مجھ سے ابو ہریرہؓ سے روایت کر کے بیان کیا، اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: پہلی ضرب پر ستر نیکیاں ہیں۔ (صحیح مسلم میں سہیل بن ابی صالح عن ابی ہریرہؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: پہلی ضرب پر ستر نیکیاں ہیں۔

شرح: حافظ منذری نے اس روایت کو اس بناء پر منقطع ٹھہرایا ہے کہ ابو صالح کی اولاد میں کوئی ایسا نہیں جس نے ابو ہریرہؓ کو پایا ہو، سہیل بن ابی صالح کے بھائیوں کے نام: محمد بن ابی صالح، صالح بن ابی صالح، عبداللہ بن ابی صالح ہیں، آخری شخص عباد کے نام سے معروف تھا، اور اس کی بہن کا نام سودہ بنت ابی صالح تھا، سہیل نے یہ نہیں بتایا کہ ان میں سے اس نے کسی سے روایت کی ہے، ابو مسعود دمشقی کی تعلیق میں ہے کہ سہیل نے کہا: مجھ سے میرے بھائی نے، اس سے میرے باپ نے، اور اس سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا۔ اس طرح روایت تو متصل ہو گئی مگر بھائی پھر بھی مجہول رہا۔

بَابٌ فِي قَتْلِ الذَّرِّ (چیونٹیوں کے قتل کا باب)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَأَمَرَ بِجِهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترا، تو ایک چیونٹی نے اسے کاٹ لیا۔ پس اس نے حکم دیا کہ اس کا سامان درخت کے نیچے سے نکال دیا جائے، چنانچہ وہ نکال لیا گیا۔ پھر اس نے حکم دیا تو اسے جلادیا گیا، پس اللہ نے اس کی طرف وحی کی کہ: ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہ مارا؟ (مسلم، نسائی) "اسے جلادیا گیا" یعنی چیونٹیوں کے گھر کو جلادیا گیا، چنانچہ بخاری کی ایک روایت میں بیتھا اور ایک میں قریۃ النمل کا لفظ ہے۔

شرح: اہل عرب ہر جاندار کے مسکن کا نام الگ رکھتے ہیں، انسان کے مسکن کے لیے وطن، اونٹ کے مسکن کے لیے عطن، شیر کے مسکن کے لیے عرین اور غابہ، ہرن کے لیے کناس، بجو کے لیے وجار، پرندے کے لیے عش، بھیڑ کے لیے کور، جنگلی چوہے کے لیے نافق اور چیونٹیوں کے لیے قریہ بولتے ہیں۔ (مولانا)۔ نوویؒ نے کہا کہ شاید اس نبی کی شریعت میں چیونٹی کا قتل اور اسے آگ سے جلانا جائز ہوگا اسی لئے زیادتی پر عتاب ہوا، اصل قتل یا جلانے پر نہیں، اسلامی شرع میں حیوان کو آگ سے جلانا جائز نہیں اور چیونٹی کا قتل بھی ممنوع ہے جیسا کہ حدیث ابن عباسؓ میں چیونٹی اور شہد کی مکھی کے قتل کی ممانعت آئی ہے، مگر حافظ خطابی نے چیونٹی اور ہر موذی کے قتل کا جواز لکھا ہے اور کہا ہے کہ عتاب اس لیے ہوا کہ اس نبی نے اپنے نفس کی تشفی کے لیے ایسا کیا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عتاب کا باعث ایک بے جا سوال تھا کیونکہ اس نبی کے قصے میں آیا ہے کہ وہ ایک مہذب ہلاک شدہ بستی پر گزرا اور کہا کہ اے میرے پروردگار! ان میں بچے اور چارپائے اور بے گناہ بھی تھے، پھر اللہ کی تقدیر سے خود اس کے ساتھ یہ قصہ گزرا اور اس نے چیونٹیوں کا گھر جلوادیا تو عتاب آیا، ایک چیونٹی کو کیوں سزا نہ دی جس نے کاٹا تھا۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَفِي أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَهْلَكْتَ أُمَّةً مِنْ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹا تو اس نے چیونٹیوں کی بستی کو جلانے کا حکم دے دیا اور وہ جلادی گئی، پس اللہ تعالےٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ ایک چیونٹی نے تجھ کو کاٹا تھا تو اس نے ایک امت کو ہلاک کردیا جو تسبیح کرتی تھی۔ (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

شرح: حافظ منذری نے کہا کہ یہ نبی غالباً عزیزؑ تھا اور بظاہر جلاڈالنا ان کی شرع میں جائز تھا، جیسا کہ پہلے ہماری شرع میں بھی جائز تھا اور پھر حرام کیا گیا۔ اور یہ قول کہ تو نے ایک چیونٹی کو کیوں نہ مارا۔ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اگر وہ اس ایک کو جلاتا تو جائز ہوتا، اور چونکہ اس پیغمبر کو اس سے منع نہیں کیا گیا لہٰذا معلوم ہوا کہ اس نے کوئی ناجائز کام نہ کیا تھا، خطابی نے کہا ہے کہ اگلی حدیث میں جس چیونٹی کے مارنے کی ممانعت آئی ہے وہ ایک خاص نوع ہے، یعنی بڑی چیونٹی جس کے لمبے لمبے پاؤں ہوتے ہیں کیونکہ اس کی اذیت اور ضرر کم ہوتا ہے۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنْ الدَّوَابِّ النَّمْلَةُ وَالنَّحْلَةُ وَالْهُدْهُدُ وَالصُّرَدُ

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کے قتل سے منع فرمایا:

چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور ممولا۔ (ابن ماجہ)

شرح: خطابی نے کہاہے کہ شہد کی مکھی کے قتل سے ممانعت اس لیے ہے کہ اس میں نفع پایا جاتا ہے اور ہدہد اور ممولے کے قتل سے ممانعت، ان کے گوشت کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، بعینہ یہی بات حافظ منذری نے لکھی ہے مگر ان حضرات نے ان کے گوشت کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں دی، اور جو دلیل لکھی ہے اسے دلیل نہیں کہا جا سکتا، ظاہر ہے کہ یہ: کل ذی مخلب من الطیر میں تو داخل نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں حرمت کی اور بھی کوئی دلیل موجود نہیں، عموماً دلائل سے ثابت ہے کہ کھانے کی ضرورت کے سوا حلال پرندوں کو بھی مارنا حرام ہے، پس ہدہد اور ممولے کو اگر کھانے کے لیے مارا جائے تو جائز ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ أَبُو دَاوُد وَهُوَ الْحَسَنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتْ الْحُمَرَةُ فَجَعَلَتْ تَفَرَّشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا رُدُّوا وَلَدَهَا إِلَيْهَا وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ قُلْنَا نَحْنُ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پس آپؐ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے، ہم نے ایک چڑیا حُمرہ دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو چوزے تھے پس ہم نے اس کے چوزے پکڑ لیے، وہ آئی اور اوپر چکر کاٹنے اور پروں کا سایہ کرنے لگی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا: اس کے بچوں کے باعث کس نے اس کو دُکھ دیا ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو، اور آپ نے چیونٹیوں کا ایک گھر دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا۔ پس آپؐ نے فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم نے، حضورؐ نے فرمایا: کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ آگ کے رب کے سوا آگ کا عذاب کوئی اور دے۔ (یہ حدیث کتاب الجہاد میں بھی گزری ہے)

بَابٌ فِي قَتْلِ الضِّفْدَعِ (مینڈک کو قتل کرنے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عثمانؓ (القرشی التیمی) سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا وہ مینڈک کو (مار کر) کسی دوائی میں ڈال لے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو اسکے قتل سے منع فرمایا (نسائی) ممانعت کا باعث یہ تھا کہ یہ نہ موذی ہے، نہ اسے کھایا جا سکتا ہے اور نہ دوا اس پر موقوف ہے کہ اس کا کوئی اور بدل ہی نہ ہو سکے۔

بَابٌ فِي الْخَذْفِ (کنکری پھینکنے کا باب)

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

مُغَفَّلٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الْخَذْفِ قَالَ إِنَّهُ لَا يَصِيدُ صَيْدًا وَلَا يَنْكَأُ عَدُوًّا وَإِنَّمَا يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ

ترجمہ: عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ: یہ نہ تو کوئی شکار کرتی ہے نہ کسی دشمن کو زخمی کر سکتی ہے، ہاں آنکھ پھوڑ سکتی ہے اور دانت توڑ سکتی ہے۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

شرح: ٹھیکری یا کنکری پھینکنا لوگوں کی ایک بیکار عادت ہوتی ہے جو مفید تو ہرگز نہیں، البتہ ضرر ضرور پہنچا سکتی ہے، لہٰذا اس سے منع فرمادیا گیا، یہ حدیث غالباً کتاب الصلوٰۃ میں بھی گزر چکی ہے یہ نہ تو جہاد کے لیے کسی آلہ جنگ کی مشق ہے جسے مستحب یا واجب کہیں، نہ شکار کی چیز ہے کہ اس سے کوئی نفع اٹھایا جا سکے، اگر اس سے کوئی جانور مارا جائے، تو حلال نہ ہوگا کیونکہ وہ موقوذ ہوگا۔ البتہ اس سے نقصان کا اندیشہ ضرور ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِتَانِ (ختنے کا باب)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْأَشْجَعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْكُوفِيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْهِكِي فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْظَى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ قَالَ أَبُو دَاوُد رُوِيَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بِمَعْنَاهُ وَإِسْنَادِهِ قَالَ أَبُو دَاوُد لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ وَقَدْ رُوِيَ مُرْسَلًا قَالَ أَبُو دَاوُد وَمُحَمَّدُ بْنُ حَسَّانَ مَجْهُولٌ وَهَذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ

ترجمہ: اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک عورت ختنہ (عورتوں کا) کرتی تھی، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: زیادہ مت کاٹ کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ لذت کا باعث اور خاوند کے لیے زیادہ باعث محبت ہے۔ ابو داؤد نے کہا۔ اسی سند سے عبیداللہ بن عمرو بن عبدالملک مروی ہے جس کا یہی معنی ہے مگر وہ قوی نہیں ہے، محمد بن حسان مجہول ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

شرح: ختان اور ختن کا معنی ہے عضو مخصوص کا کچھ فالتو حصہ کاٹ دینا۔ اس کے وجوب میں اختلاف ہے، شافعیؒ اور بہت سے مشائخ سے مروی ہے کہ یہ مردوں اور عورتوں کے لیے واجب ہے۔ امام مالکؒ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ سنت ہے اور بقول نوویؒ یہی اکثر علماء کا مذہب ہے اور ان حضرات کے نزدیک ختنہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سنت ہے، مولاناؒ نے فرمایا کہ در مختار میں ہے کہ اگر کوئی ایسا بچہ ہو جو پیدائشی طور پر مختون نظر آتا ہو اور اس کے ختنہ میں شدید الم کا خدشہ ہو تو اسے اس کے حال پر چھوڑا جائے گا، اسی طرح جب بڑی عمر کا آدمی مسلمان ہو تو اس کا ختنہ بھی ضروری نہیں۔ اگر فالتو جلد کا نصف سے زیادہ کاٹ دیں تو یہ ختنہ ہے اس سے کم نہیں، اصل میں ختنہ سنت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، مگر یہ اسلامی شعار ہے (ہمارے دیار میں عورتوں کے ختنے کا کوئی رواج نہیں ہے علمائے حق کو اس پر غور کرنا لازم ہے۔ جب ختنہ دونوں جنسوں میں اسلامی شعار ہے تو پھر عورتوں کے بارے میں یہ غفلت بلکہ مدہوشی کیوں ہے) عورتوں کے ختنے میں وارد سب احادیث ضعیف ہیں جن سے حجت قائم نہیں ہوتی، اور مردوں کا ختنہ سنت یا واجب ہے۔

بَابٌ فِي مَشْيِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الطَّرِيقِ
(عورتوں کے راستے میں چلنے کا باب)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي الْيَمَانِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَبِي عَمْرِو بْنِ حِمَاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوقِهَا بِهِ

ترجمه: حمزہ بن ابی اسید انصاری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپؐ مسجد سے باہر تھے اور راستے میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو گیا تھا، پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا: تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ کیونکہ تمہیں راستے کے وسط میں نہیں چلنا چاہئے، تم راستوں کے کناروں کو اختیار کرو، پس اس کے بعد عورتیں دیوار سے لگ کر چلتی تھیں، دیوار سے لگ جانے کے باعث ان کا کپڑا دیوار سے چپک جاتا تھا، (ابو اُسیدؓ صحیح تر ہے اور بعض نے ابو اَسید کہا ہے۔ اکثر کے نزدیک اس کا نام مالک بن ربیعہ تھا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي صَالِحٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلَ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ

ترجمه: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا تھا، (اس کا راوی داؤد بن ابی صالح مجہول ہے اور اس کی حدیث منکر ہے، ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رازی نے یہی کہا ہے، بخاری نے اس پر تنقید کی ہے اور ابن حبان نے تو اس کی حدیث کو موضوع تک کہا ہے۔

بَابٌ فِي الرَّجُلِ يَسُبُّ الدَّهْرَ (دہر کو گالی دینے کا باب)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ قَالَ ابْنُ السَّرْحِ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ مَكَانَ سَعِيدٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

ترجمه: ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا ابن آدم مجھے دکھ دیتا ہے وہ دہر کو گالی دیتا ہے اور میں ہی دہر ہوں، ہر چیز میرے قبضے میں ہے، دن رات کا الٹ پھیر میں کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

شرح: یعنی انسان از راہ حماقت یہ سمجھ کر کہ اس پر تکلیف گردش کائنات سے آتی ہے، فلک کو، زمانے کو، اور گردش کو

گالی دیتا ہے۔ یہ چیزیں بے جان اور بے اختیار ہیں۔ زمانہ اور اس کا الٹ پھیر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تو گویا انسان کی گالی اللہ کو لگی، حافظ خطابی نے کہا ہے، کہ اہل عرب مصائب و مکارہ کو زمانے کی طرف سے جان کر اسے گالی دیتے تھے مگر فاعل حقیقی تو فقط اللہ تعالیٰ ہے، یہ گالی اور اصل فاعل کو لگتی تھی، یعنی اللہ تعالےٰ کو، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الدہر کو گالی مت دو کیونکہ کائنات کا نظام، حالات کا الٹ پھیر اور انقلابات عالم دراصل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں، ابو بکر بن داؤد نے محدثین کی روایت کے برخلاف اس حدیث کے الفاظ کی یوں روایت کی ہے، انا الدھر اقلب الیل والنھار" میں ہی ہمیشہ دن رات کا الٹ پھیر کرتا ہوں، گویا الدہر بالنصب کی طرف واقع ہوا ہے، خطابی نے کہا کہ پہلا معنی جو بیان ہوا وہی صحیح ہے۔ ابن حزم نے کہا ہے کہ الدہر اللہ تعالےٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے مگر بقول حافظ منذری یہ صحیح نہیں ہے۔

باب فی الرجل یسب الدھر

۱۔ مقصد یہ ہے کہ حوادث کو برا نہ کہو کیونکہ اس میں مصلحتیں ہوتی ہیں جیسے کفارہ ذنوب، غفلت کا علاج، تکبر کا علاج، رفع درجات، امتحان کے بعد ترقی، محبوب کی دونوں جانبوں کو دیکھنا، محبوب سے معانقہ۔ ۲۔ الفاظ میں احتیاط ہونی چاہئے کہ دھر کا نام لیکر عموماً شاعر برا بھلا کہتے ہیں فرمایا کہ حوادث کا خالق دہر اور زمانہ کو سمجھتے ہیں حالانکہ خالق حوادث تو اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میں ہوں یہ گالی مجھے لگتی ہے۔

الوداعی نصائح

(۱)۔ والذین ھم عن اللغو معرضون اور حدیث میں ہے من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے میرے شیخ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ وقت ضائع نہ کرنا مجھے اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا بہت کام کرنے کا موقعہ ملا انتھی۔

اے خواجہ چہ پرسی زشب قدر نشانی　　　ہر شب شب قدراست اگر قدر بدانی

(۲) اکثروا ذکر ھاذم اللذات الموت۔ گناہ چھوڑنے کی ایک اہم تدبیر یہی ہے کہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے سوچے کہ میں مرچکا ہوں قبر میں سوالات ہو رہے ہیں پھر قیامت میں سب کے سامنے پوچھ ہو رہی ہے۔ عذاب کا اندیشہ ہے بلکہ جب آسمان پر نظر پڑے تو جنت کا تصور کرے اور جب زمین پر نظر پڑے تو سوچے کہ میرے پاؤں کے نیچے نہ معلوم کتنے دفن ہیں۔

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو آگیا　　　یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
بولا ذرا سنبھل کے چلو راہ بے خبر　　　میں بھی کبھی کسی کا سر پُر غرور تھا

اور قبر کو دیکھ کر تو ضرور ہی اپنی موت یاد کرنی چاہیے۔ (۳) ہر وقت یہ حدیث پیش نظر رکھے کہ دین کا اونچا مقام احسان ہے اس کے معنی ہیں ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ راجح یہ ہے کہ اس حدیث میں ایک ہی درجہ مذکور ہے کہ دارومدار اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں میں ان کو دنیا میں دیکھوں یا نہ دیکھوں گا یا اس آیت کا تصور ہر وقت رکھے الم یعلم بان اللہ یریٰ ایک بزرگ نے دینی ترقی کے لئے سالکین کو اس آیت کا مراقبہ کرنے کا حکم دیا کہ چالیس دن اس آیت کو پڑھو اور اس کے معنی سوچو پھر ان کا امتحان لیا کہ ہر ایک کو ایک ایک کبوترا اور ایک ایک چھری دی کہ چھپ کر ذبح کر لاؤ کوئی جھاڑی کے نیچے کوئی دیوار کے پیچھے کوئی کمرے میں چھپ کر ذبح کر لایا لیکن ایک زندہ کبوتر لے آیا اس سے فرمایا کہ تم زندہ کیوں لے آئے عرض کیا کہ مجھے چھپنے کی جگہ نہ ملی جہاں جاتا ہوں اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں فرمایا تو کامیاب باقی سب ناکام۔ حدیث شریف میں ہے والحیاء شعبۃ من الایمان۔ حیاء کا اونچا مقام یہی ہے کہ ہر وقت دل میں یہ تصور پختہ رہے کہ ان مولاک یراک حیث نھاک کہ جہاں جہاں

سے مولانے روکا ہے وہاں وہ دیکھ بھی رہے ہیں کہ تم جاتے ہو یانہ۔ (۴) یہ نصیحت شروع میں ہو ہی چکی ہے کہ گناہ بالکل نہ کرے یہ تو اپنے گھر سانپ اور بچھو لانا ہے۔ سب نیک کاموں میں اللہ تعالیٰ کی رضایا جنت حاصل کرنے کی یا عذاب سے بچنے کی نیت کرے کہ تینوں اخلاص میں داخل ہیں۔ اور جائز کاموں میں جو اینٹ اور پتھر جمع کرنے کی طرح ہیں ان میں بھی عبادت کی تیاری کی ہمیشہ نیت کرنی چاہئے تاکہ یہ اینٹ اور پتھر سونا اور چاندی بن جائیں جو دنیا اور قبر اور قیامت اور ہمیشہ کی آخرت میں کام آنے والے ہیں یہ کیمیاگری اس حدیث میں مذکور ہے انما الاعمال بالنیات ایسا کرنے سے ۲۴ گھنٹے نامہ اعمال میں عبادت ہی عبادت لکھی جائے گی۔ (۵) ہر وقت چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے کوئی نہ کوئی ذکر ضرور کرتے رہیں یا تلاوت کرتے رہیں یہی طریقہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ ابوداؤد کی روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ عزوجل علی کل احیانہ اور ہمیں بھی یہی حکم فرمایا لایزال لسانک رطبا بذکر اللہ یاد نہ رہے تو ہاتھ میں تسبیح رکھے کسی کے مذاق اڑانے کی پرواہ نہ کرے وہ تو گذشتہ غفلت پر ہنستے ہیں اسی لئے جو پہلے سے تسبیح ہاتھ میں رکھتے ہیں ان پر کوئی نہیں ہنستا جو نیا نیا ہاتھ میں تسبیح رکھتا ہے اس پر بعض کم سمجھ ہنستے ہیں۔ اگر حکومت کسی کو کہہ دے کہ تسبیح ہاتھ میں رکھو گے تو ایک سو روپے روزانہ ملینگے تو کیا پھر بھی کسی کے ہنسنے سے آپ چھوڑ دینگے۔ بڑی نہ رکھ سکیں تو چھوٹی تسبیح رکھیں۔ یا پھر چھوٹی سی تسبیح مٹھی میں بند رکھیں۔ (۶) حضرت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ علماء میں اگر استعداد و استغناء ہو تو بادشاہ ہیں۔ اس لئے کبھی چندہ کے لیے علماء کو امراء کے مکانوں پر نہ جانا چاہئے۔ عام اعلان کی گنجائش ہے وہ بھی اگر غیر علماء کریں تو زیادہ اچھا ہے اور استعداد مطالعہ اور درس اور تدریس سے بڑھتی ہے اس کا ہمیشہ اہتمام ہونا چاہئے۔ (۷) حب جاہ علماء کے دین کو برباد کرتی ہے اس کو چھوڑنا نہایت ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دو بھوکے بھیڑیئے اگر بھیڑ بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا حب الشرف اور حب المال کرتے ہیں۔ بڑائی اور نام کی خواہش اور شہرت کی طلب پوری عمر کی محنت کو برباد کرتی ہے۔ دوسرے اچھا سمجھیں بھلا یہ بھی کوئی کمال ہو سکتا ہے۔ جو دوسروں کے اختیار میں ہو۔ (۸) ظاہری تعلیم کے درمیان اگر اصلاح باطن کا موقعہ نہیں ملا تو اب سستی نہ کرنی چاہیے فارغ ہوتے ہی کسی شیخ کامل سے اخلاق کی اصلاح کا پورا اہتمام ہونا چاہئے۔

بے عنایات حق و خاصان حق　　گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

(۹) حق تعالےٰ نے ہمیں اہل حق کا مسلک عطاء فرمایا ہے اس مسلک پر مضبوطی سے قائم رہ کر اس کا شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ وعدہ ہے ان شکرتم لازیدنکم اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے اساتذہ اور اکابر دین سے تعلق رکھنا چاہئے خصوصاً شیخ کامل سے تاکہ دین مضبوط رہے اور مسلک میں کمزوری نہ آئے۔ (۱۰) فارغ ہو کر جلد از جلد کسی نہ کسی دینی خدمت میں ضرور لگ جانا چاہئے۔ یہ نہ سوچے کہ کسی بڑے مدرسہ کا شیخ الحدیث لگایا جائے تو کام کرونگا ورنہ نہیں۔ ڈی سی کی جگہ بھی مل رہی ہو اور موذن کی جگہ بھی تو میرے نزدیک موذن کی جگہ بہتر ہے اور امامت تو گورنر سے بہتر ہے اور خطابت صدر پاکستان سے نہایت بلند ہے۔ مدرس، مفتی اور شیخ باطن کے اونچے مقام کی کوئی دنیوی کام میں نظیر ہی نہیں حق تعالیٰ ہمیں اخلاص سے نوازیں اور ہماری دینی کوششیں قبول فرماویں۔ آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نہ باشی　　شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

چند وفاقی پرچہ جات برائے بخاری شریف (للبنات)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ...... شعبان ۱۴۱۴

ورقة الاختبار السنوی للمرحلة العالمية ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقين من كل سوال فقط ان اجبت بالعربية الفصحى تستحق عشر درجات

الورقة الرابع الجامع الصحيح البخارى

السوال الاول (الف): عن عطاء سمع ابن عباسؓ يقرء على الذين يطيقونه فدية طعام مسكين قال ابن عباسؓ ليست منسوخة هوالشيخ الكبير والمرأة الكبيرة لايستطيعون ان يصوما فليطعمان مكان كل يوم مسكينا عن سلمة قال لما نزلت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين كان من اراد ان يفطر ويفتدى حتى نزلت الاية التى بعدها نسختها عن ابن عمرانه فدية طعام مسكين قال هى منسوخ.

درج ذیل امور کی وضاحت کیجئے (۱) ابن عباسؓ اور سلمہؓ کی قرأت کا فرق واضح کیجئے؟ (۲) قرأۃ عامہ اور ابن عمرؓ کی قرأت میں فرق بیان کیجئے؟

(۳) قال ابن عباسؓ ليست منسوخة و قال سلمة هى منسوخة

دونوں متضاد اقوال میں تطبیق کی کیا صورت ہے، غور کر کے لکھئے؟

مندرجہ ذیل امور کا جواب لکھیں؟

(۱) مذکورہ بالا عبارت کا مطلب صحیح تحریر کیجئے؟ (۲) محکم اور متشابہ کی تفسیر میں علماء کے اقوال بیان کیجئے؟

(۳) اسی باب میں نص قرآنی میں محکمات کو کہا گیا ہے اور متشابہات کے لیے ارشاد ہے: واما الذين فى قلوبهم زيغ فيتبعون ماتشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاويله. آپ ام الکتاب کا مفہوم واضح کیجئے اور بتائیے کہ اہل زیغ کون ہیں اور کیوں وہ متشابہات کے درپے ہوتے ہیں؟

السوال الثانی (الف): بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ ﷺ الی ھرقل عظیم الروم والسلام علی من اتبع الھدی امابعد فانی ادعوان بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم و اسلم یؤتک اللّٰہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم یریسین و یااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لانعبد الا اللّٰہ.

(۱) ایک مشرک کوعظیم کیوں فرمایا؟ (۲) والسلام علی من اتبع الھدی سلام کا کون ساطریقہ ہے؟ (۳) دعایۃ الاسلام کیا ہے؟ (۴) اسلم تسلم واسلم پراعراب لگایئے اور بتایئے کہ اسلم اور تسلم کس باب سے ہیں؟ (۵) اجر مرتین کی کیا وجہ ہے؟ (۶) اریسین سے کون لوگ مراد ہیں؟

او (ب) : یایھا النّبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا و ان کنتن تردن اللّٰہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللّٰہ اعد للمحسنات منکن اجرا عظیما. (ص ۳۳ ج ۱)

(۱) اس آیت کا کیا نام ہے؟ (۲) اس آیت میں کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے؟ (۳) سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس خاتون سے اس کا ذکر فرمایا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟ (۴) ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد اور نام بیان کیجئے؟ (۵) تعدد ازواج کے بارے میں اہل اسلام اور غیر مسلمین کے نقطۂ نظر میں کیا فرق ہے اور کس کی رائے برحق ہے؟ (۶) آیت میں جو دو قسمیں بیان کی گئی ہیں آپ کو ان میں سے کون سی قسم پسند ہے؟

السوال الثالث (الف): قل یایھا الکفرون بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. یقال لکم دینکم الکفر ولی دین الاسلام ولم یقل لان الایات بالنون فحذفت الیاء کما قال اللّٰہ تعالیٰ لا اعبد ماتعبدون الان ولا اجیبکم فی مابقی من عمری ولا انتم عبدون ما اعبدوھم الذین قال ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا و کفرا بخاری (ص ۷۴۲ ج ۲)

مذکورہ بالاعبارت کی مکمل تشریح کیجئے اور وقال غیرہ میں مضاف الیہ کی ضمیر کس طرف راجع ہے؟

او (ب): عن ذر قال سالت ابی بن کعب قلت ابا النذر ان اخاک ابن مسعودؓ یقول کذا و کذا فقال ابی سألت رسول اللّٰہ ﷺ فقال لی قبل لی قل فقلت فنحن نقول کمال قال رسول اللّٰہ ﷺ

تمام عبارت کی مکمل تشریح کیجئے اور ابن مسعودؓ اور ابی بن کعبؓ کے نقطۂ نظر کو واضح کیجئے؟

وفاق المدارس العربیہ پاکستان .... شعبان ۱۴۱۵

ورقة الاختبار السنوی للمرحلة العالمية ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظہ: اجب عن احد الشقین من کل سوال فقط ان اجبت بالعربیة الفصحی تستحق عشر درجات

الورقة الرابع .... الجامع الصحیح البخاری

السوال الاول (الف): باب فان تابوا و اقاموا الصلوٰة واتوا الزکٰوة فخلوا سبیلھم اخرج البخاریؒ فی الباب عن ابن عمرؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لااله الا اللّٰہ وان محمد رسول اللّٰہ ویقیموا الصلوٰة ویوتوالزکٰوة فاذ ادخلوا ذلک عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللّٰہ بخاری. (ص ۸ ج ۱)

مندرجہ ذیل سوالات کا جواب لکھئے۔ (۱) ترجمة الباب کا مقصد کیا ہے؟ (۲) فقط کلمہ، نماز اور زکوٰة کا ذکر کیوں کیا گیا، روزہ اور حج کیا ارکان میں داخل نہیں؟ (۳) الا بحق الاسلام سے کیا مراد ہے؟ (۴) حسابھم علی اللہ کا کیا مطلب ہے؟ (۵) کیا اس حدیث سے تارک صلوٰة کے قتل کے جواز پر استدلال درست ہے؟ تفصیل سے لکھئے؟

او (ب): حدثنا صدقة قال اخبرنا ابن عیینة علی معمر عن الزھری عن ھند عن ام سلمةؓ ح و عمر و یحییٰ بن سعید عن الزھری عن امرأة عن ام سلمةؓ قالت استیقظ النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ذات لیلة فقال سبحان اللّٰہ ماذا انزل اللیلة من الفتن وما ذافتح من الخزائن ایقظوا صواحب الحجرات فرب کاسیة فی الدنیا عاریة فی الاخر. (ص ۱۵۱ ج ۱)

۱۔ مصنفؒ نے حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں آپ ہر سند کو مکمل طور پر الگ ذکر کیجئے؟

۲۔ ح کے متعلق اپنی معلومات درج کیجئے اور بتلایئے کہ عام طریقے کے مطابق مذکورہ بالا اسناد میں ح کو کہاں لکھا جانا چاہیے؟

۳۔ ماذا انزل اللیلة من الفتن اور ماذا فتح من الخزائن سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ صواحب الحجر کون ہیں ان کا یہ لقب کیوں رکھا گیا ہے اوران کی تخصیص کی وجہ کیا ہے؟ ۵۔ کاسیة اور عاریة کی تشریح میں جملہ اقوال کو پیش کیجئے اور عاریة کا اعراب بتایئے اور وہ ترکیب میں کیا واقع ہے؟

السوال الثانی (الف): عن ابی ھریرةؓ قال اتیت رسول اللّٰہ ﷺ وھو بخیبر بعد ما افتتحوھا فقلت یا رسول اللّٰہ اسھم لی فقال بعض بنی سعید بن العاص لاتسھم له یا رسول اللّٰہ ﷺ فقال ابوھریرةؓ ھذا قاتل ابن قوقل فقال ابن سعید بن العاص واعجبالوبر تدلی علینا من قدوم ضان ینعی علی قتل.

رجل مسلم اکرمه اللّٰہ علی یدی ولم یھنی علی یدیه (ص ۳۹۶ ج ۱)

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کیجئے اور اعراب لگایئے؟ (۲) خط کشیدہ کی لغوی اور صرفی تحقیق کیجئے؟ (۳) ابن قوقل کون ہیں اوران

کے قتل کا ذکر کس لیے کیا ہے؟ (۴) ابن سعید بن العاص کون ہیں؟ (۵) لاتسھم جملہ سے کیا مراد ہے وضاحت سے لکھئے؟

او (ب): عن ابی وائل قال قال عبداللّٰہ لقد اتانی الیوم رجل فسألنی عن امرما دریت ماارد علیہ فقال ارئیت رجلا مؤدبانشیطا یخرج مع امراء نافی المغازی فیعزم علینا فی شیء لایحصیھا فقلت لہ واللّٰہ ادری ما اقول لک ابدان کنا مع النبی فعسی ان لایعزم علینا فی امرالامرۃ حتٰی نفعلہ وان احدکم لن یزال بخیر مااتقی اللّٰہ واذا شک فی نفسہ شیء سال رجلا فشفاہ منہ معک وما اوشک الا تجدوہ والذی لااله الا ھو ماذکرما غبر من الدنیا الا کالثغب شرب صفوہ وبقی کدرہ. (ص ۴۱۶ ج ۱)

امام بخاری نے باب باب عزم الامام علی الناس فیما یطیقون کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے۔ ترجمۃ الباب سے اس کی مناسبت واضح کیجئے۔ (۳) حدیث کا مطلب خیز ترجمہ لکھئے؟ (۴) سائل کے سوال اور حضرت عبداللہ کے جواب کا خلاصہ کیجئے اور آخری دو جملوں پر اعراب لگائیے؟

السوال الثالث (الف): عن ابن شھاب قال اخبرنی عروۃ ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللّٰہ ﷺ یوم خسفت الشمس فقام فکبر فقرء قرأۃ طویلۃ ثم رکع رکوعا طویلا اثم رفع رأسہ فقال سمع اللّٰہ لمن حمدہ فقام کما ھو ثم قرء قراۃ طویلۃ وھی ادنٰی من القراء ۃ الاولی ثم رکع رکوعا طویلا وھی ادنیٰ من الرکعۃ الاولی الخ (ص ۱۴۲ ج ۱)

(۱) کسوف اور خسوف میں فرق بیان کیجئے؟ (۲) کسوف شمس کا واقعہ آپ کی حیات میں کس موقع پر پیش آیا تھا؟ (۳) نماز کسوف کی تعداد رکوعات میں اختلاف مدلل بیان کیجئے اور مذہب احناف کی وجوہ ترجیح تحریر کیجئے؟

او (ب): اخبرنی سعید بن المسیب سمع ابا ھریرۃؓ قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول بینما انا نائم فارئیتنی علی قلیب علیھا دلو فنزعت منھاماشاء اللّٰہ ثم اخذھا ابن ابی قحافۃ اخر فنزع منھا ذنوبا او ذنوبین و فی نزعہ ضعف واللّٰہ یغفرلہ ضعفہ ثم استحالت غرباء فاخذھا ابن الخطاب فلم ارعبقر یامن الناس ینزع نزع عمر حتٰی ضرب الناس بعطن. (ص ۵۱۷ ج ۱)

(۱) سلیس ترجمہ کیجئے؟ (۲) حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے تقابل سے حضرت عمرؓ کی افضلیت معلوم ہورہی ہے حالانکہ ابوبکرؓ افضل ھذہ الامۃ بعد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس اشکال کا معقول جواب پیش کیجئے؟ (۳) حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت کے دلائل قلمبند کیجئے؟

وفاق المدارس العربیه پاکستان .... شعبان ۱۴۱۵

ورقة الاختبار السنوی للمرحلة العالمیة ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقین من کل سوال فقط ان اجبت بالعربیة الفصحی تستحق عشر درجات

الورقة الرابع .... الجامع الصحیح البخاری

السوال الاول (الف): عن ابن ابی ملیکة قال ابن الزبیرؓ قلت بعثمانؓ بن عفان والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا قال قد نسختها الایة الاخری فلم تکتبها او تدعها قال یا ابن اخی لااغیر شیئا منه من مکانه.

ا۔آیت منسوخہ اور ناسخہ کو علیحدہ علیحدہ تحریر کریں؟ نمبر(۲) آیت منسوخہ کا مفہوم اور ناسخہ کا مطلب لکھیں؟ اور بتائیں کہ پہلے کیا حکم تھا اور بعد میں کیا حکم دیا گیا فلم تکتبھا او تدعھا کا مطلب بتائیں اور دونوں جملوں پر اعراب لگائیں جب کوئی آیت منسوخ ہوگئی ہے تو پھر اس کو قرآن کریم میں کیوں لکھا گیا ہے اس کی وجہ تحریر کریں۔نسخ کے اقسام لکھیں اور بتائیں کہ کیا حدیث کے ذریعے قرآن کا نسخ ہوسکتا ہے۔

او (ب): باب قوله ولکم نصف ماترک ازواجکم امام بخاریؒ نے اس باب میں ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے **قال کان المال للولد وکانت الوصیة للوالدین فنسخ الله من ذلک مااحب فجعل للذکر مثل حظ الانثیین وجعل للابوین لکل واحد منهما السدس والثلث وجعل للمرأه الثمن والربع وللزوج الشطر والربع.**

(۱) مذکورہ بالا عبارت کا مطلب خیز ترجمہ لکھئے؟ (۲) ناسخ اور منسوخ کی نشاندہی کیجئے؟ (۳) روایت میں جن حصوں کا ذکر ہے ان کو وضاحت کے ساتھ قلم بند کیجئے۔ (۴) جن حصہ پانے والے ورثہ کا یہاں ذکر ہے بتائیے کہ وہ ورثہ کی کون سی قسم میں داخل ہیں؟ نیز تحریر کیجئے کہ ورثہ کی کل کتنی قسمیں ہیں اور وہ کون کون سی ہیں؟

السوال الثانی (الف): المؤمن قال مجاهد حم مجازها مجازا وائل السور و یقال بل هو اسم لقول شریح بن ابی اوفی العبسی. یذکرنی حم و الرمح شاجر. فهلا تلاحم قبل التقدم الطول التفضل اخرین خاضعین وقال مجاهد الی النجاة الایمان لیس له دعوة یعنی الوثن.

مذکورہ بالا عبارت کا مطلب بتائیے؟ شریح عبسی کے مذکورہ شعر سے متعلق پورا واقعہ بیان کیجئے؟

او (ب) : باب قوله فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب اخرج البخاری فی الباب عن عبدالله قال کنا جلوسا لیلة مع النبی ﷺ فنظر الی القمر لیلة اربع عشره فقال انکم سترون ربکم کما ترون هذا لاتضامون فی رؤیة فان استطعتم ان لاتغلبوا علی صلوة قبل طلوع الشمس ولا قبل غروبها فافعلوا ثم قرأ

فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب.

رؤیۃ باری تعالیٰ کے مسئلہ پر روشنی ڈالئے؟ دنیا وآخرت میں رؤیۃ کے امکان اور وقوع کو تفصیل کے ساتھ مدلل تحریر کیجئے؟ نیز بتائیے قبل الطلوع اور قبول الغروب نماز کو رؤیت میں کیا دخل ہے؟ ان دونوں کی تخصیص کی وجہ بھی تحریر کیجئے۔ لا تضامون کی لغوی تحقیق قلم بند کیجئے؟

السوال الثالث (الف): باب الاکفاء فی الدین اخرج الامام البخاری فی الباب عن عائشۃؓ قالت دخل رسول اللہ ﷺ علی ضباعۃ بنت الزبیر فقال لھا لعلک اردت الحج قالت واللہ لااجد فی الارجعۃ فقال لھا حجی واشترطی وقولی اللّٰھم محلی حلت جستنی وکانت تحت المقداد بن الاسود.

(۱) اشتراط فی الحج کا مسئلہ دلائل کے ساتھ تفصیل سے بیان کیجئے؟ (۲) فقہاء احناف کا موقف واضح کرتے وقت اس کی وجوہ ترجیح کے بیان کو فراموش نہ کیجئے؟ (۳) حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت ضرور تحریر کیجئے؟

او (ب): قالت الاولی زوجی لحم جمل غث علی راس جبل لاسھل فیرتقی ولا سمین فینتقل. قالت الرابعۃ زوجی کلیل تھامۃ لاحر ولا قر ولا مخافۃ ولا سامۃ قالت الثامنۃ زوجی المس مس ارنب والریح ریح زرنب.

(۱) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کیجئے؟ (۲) اور ہر ایک بیوی نے جو شوہر کی حالت بیان کی ہے اس کو واضح کیجئے؟

(۳) قالت الاولی سے فینتقل تک مذکورہ عبارت کی ترکیب نحوی لکھئے؟

چندوفاقی پرچہ جات.....جامع الترمذی (للبنات)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان .... شعبان ۱۴۱۵

ورقۃ الاختبار السنوی للمرحلۃ العالمیۃ ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظہ: اجب عن احد الشقین من کل سوال فقط ان اجبت بالعربیۃ الفصحی تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان

الورقۃ الخامسۃ .... الجامع ترمذی

السوال الاول (الف): باب ماجاء فی اکل لحوم الخیل. عن جابرؓ قال اطعمنا رسول اللہ ﷺ لحوم الخیل ونهانا عن لحوم الحمر.

حدیث باب میں مذکورہ مسئلہ میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف لکھئے؟ اور احناب کے دلائل لکھئے؟ یہ حدیث اگر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے خلاف ہوتو توجیہ کیا ہوگی؟

او(ب):باب ماجاء فی النهی عن اختناث الاسقیۃ واخرج فیہ عن ابی سعید روایۃ انہ نهی عن اختناث الاسقیۃ. واخرج فی باب اخر بعد ذالک عن عبداللہ بن انیس قال رأیت النبی ﷺ قام الی قربۃ معلقۃ فختنها ثم شرب من فیها.

(۱) دونوں حدیثوں کا ترجمہ کیجئے؟ (۲) قولہ عن ابی سعید روایۃ اس جملے کا مطلب لکھئے؟ (۳) دونوں حدیثوں میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔

السوال الثانی (الف) : باب ماجاء فی القافۃ واخرج فیہ عن عائشۃؓ ان النبی ﷺ دخل علیها مسرور اتبرق اساریر وجهہ فقال الم تر ان مجززانظر انفا الی زید بن حارثۃ و اسامۃ بن زید فقال هذہ الاقدام بعضها من بعض. وقد احتج بعض اهل العلم بهذا الحدیث فی اقامۃ امر القافۃ.

(۱) حدیث کا صحیح اور سلیس ترجمہ لکھئے؟ (۲) مجززکون تھے؟ (۳) نبی اکرم ﷺ کی خوشی کیا کیا وجہ تھی؟ (۴) قائف کون ہوتا ہے؟ (۵) کیا قائف کا قول شرعاً قابل اعتبار ہوتا ہے؟ اور کیا اس کی بناء پر ثبوت نسب ہوجاتا ہے؟

او (ب) : باب ماجاء فی تعبیر الرؤیا. واخرج فیہ عن ابی رزین العقیلی قال قال رسول اللہ ﷺ رؤیا المؤمن جزء من اربعین جزء من النبوۃ وهی علی رجل طائر مالم یتحدث بها فاذا تحدث بها سقطت قال واحسبہ قال ولا تحدث بها الالبینا او حبینا.

(۱) حدیث کا ترجمہ لکھئے؟ (۲) قولہ جزء من اربعین الخ اس جملے کا صحیح مفہوم لکھئے؟

السوال الثالث (الف): باب ماجاء ترک الصلوٰۃ واخرج فیہ عن جابرؓ ان النبی ﷺ قال بین الکفر و الایمان ترک الصلوٰۃ.

تارک صلوٰۃ کے حکم کے بارے میں آئمہ مجتہدین کا اختلاف مدلل اور مفصل لکھئے؟

او(ب): تدوین حدیث پر ایک مختصر اور جامع مقالہ لکھئے جو منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات پر بھی مشتمل ہو۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان .... شعبان ۱۴۱۵

ورقة الاختبار السنوی للمرحلة العالمية ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقين من كل سوال فقط ان اجبت بالعربية الفصحى تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان

الورقة الخامسة .... الجامع ترمذی

السوال الاول (الف): عن ابی ثعلبة قال سئل رسول الله ﷺ عن قدور المجوس قال انقوها غسلا و اطبخوافيها ونهى عن كل سبع ذى ناب.

حدیث کا ترجمہ (۱۵) کفار کے استعمال کیے برتنوں کا کیا حکم ہے (۱۰) ذی ناب سے کیا مراد ہے؟ (۸)

او (ب): عن سالم عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ لاحسد الافى اثنتين رجل اتاه الله مالا فهو ينفق منه اناء الليل واناء النهار ورجل اتاه الله القرآن فهو يقوم به اناء الليل والنهار.

حدیث کا ترجمہ لکھیں؟ اس حدیث میں جو دو آدمی مذکور ہیں کیا ان سے حسد جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو حدیث کا کیا مفہوم ہے؟ حسد جو حرام ہے اس کا مفہوم اور اس کا علاج لکھیں۔ (۳۳)

السوال الثانی (الف): عن ابی امامةؓ ان اغبط اوليائى عندى لمؤمن خفيف الحاذ ذوحظ من الصلوٰة احسن عبادة ربه واطاعه فى السر كان غامضا فى الناس لايشار اليه بالاصابع و كان رزقه كفافا فعبد على ذلك ثم نقر بيديه فقال عجلت منيته قلت بواكيه قل تراثه.

(۲۷) میت پر رونا جائز ہے یا نہیں جائز ناجائز کی کیا حد ہے؟ (۷)

او (ب): عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان الله يحب العطاس ويكره التثاءب فاذا عطس احدكم فقال الحمدلله فحق على كل من سمعه ان يقول يرحمك الله وامام التثاؤب فاذاتثائب احدكم فليرده ما استطاع ولا يقول هاه هاه فانما ذلك من الشيطن يضحك منه.

حدیث کا ترجمہ و تشریح لکھیں؟ (۲۷) عطاس اور تثائب وجہ فرق کیا ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور دوسری ناپسند ہے۔ (۷)

السوال الثالث (الف): عن ام سلمةؓ انها كانت عند رسول الله ﷺ وميمونة قالت فبينما نحن عنده اقبل ابن ام مكتوم فدخل عليه وذلك بعدها امرنا بالحجاب فقال رسول الله ﷺ احتجبا عنه فقلت يا رسول الله اليس هو اعمى لايبصرنا ولا يعرفنا فقال رسول الله ﷺ افعميا وان انتما الستما لاتبصرانه.

حدیث کا ترجمہ لکھیں؟ (۱۵) حجاب کی فرضیت اور اہمیت قرآن وسنت سے لکھیں؟

او (ب): حضرت حارث اشعریؓ کی حدیث میں ہے:

وامركم بالصدقة فان مثل ذلك كمثل رجل اسره العدوفاوثقوا يده الى عنقه وقد مواه ليضربوا عنقه فقال انا افديه منكم بالقليل والكثير فقد انفسه منهم و امركم ان تذكروا الله فان مثل ذلك كمثل رجل خرج العدو فى اثره سراع حتى اذا اتى على حص حصين فاحرز نفسه منهم كذلك العبد لايحرز نفسه من الشيطن الا بذكر الله.

حدیث کا ترجمہ لکھیں؟ (۲۰) صدقہ اور ذکر کی اہمیت قرآن وسنت سے بیان کریں؟ حدیث میں ان دونوں کی جو مثالیں بتائی گئی ہیں ان کی تشریح کریں؟ (۱۳)

وفاق المدارس العربیه پاکستان .... شعبان ۱۴۱۶

ورقة الاختبار السنوی للمرحلة العالمية ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقين من كل سوال فقط ان اجبت بالعربية الفصحى تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربیه پاکستان ملتان الورقة الخامسة .... الجامع ترمذی

السوال الاول (الف): عن حذيفةؓ ان رسول الله ﷺ اتی سباطة قوم فبال عليها قائما فاتيته بوضوء فذهبت لاتاخر عنه فدعالي حتى كنت عند عقبيه فتوضا و مسح علي خفيفه.

حدیث کا ترجمہ کریں؟ کیا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو اس حدیث کی توجیہات لکھیں؟

او (ب) : عن جابرؓ خرج رسول الله ﷺ وانا معه فدخل على امرء ة من الانصار فذبحت له شاة فاكل واتته بقناع من رطب فاكل منه ثم توضا للظهر و صلى ثم انصرف فاتت بعلالة من علالة الشاة فاكل ثم صلى العصر ولم يتوضا.

حدیث کا ترجمہ کریں؟ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مامست النار سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے "الوضوء مما مست النار ولو من ثور اقط" سے وجوب وضوء معلوم ہوتا ہے' دونوں میں بظاہر تعارض ہے تطبیق کیا ہے۔ مامست النار سے وضوء واجب ہونے نہ ہونے میں فقہاء کی تحقیق لکھیں؟

السوال الثانی (الف) : عن عبدالله بن الصامت سمعت اباذرؓ يقول قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى الرجل وليس بين يديه كاخرة الرحل اودو كواسطة الرحل قطع صلوته الكلب الاسود والمرأة والحمار فقلت لابی ذرما بال الاسود من الاحمر و من الابيض فقال يا ابن اخی سألتنی كما سألت رسول الله ﷺ فقال الكلب الاسود شيطان.

حدیث کا ترجمہ اور تشریح لکھیں؟ اس حدیث میں جو تین چیزیں مذکور ہیں کیا ان کے نماز کے سامنے سے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' فقہاء کی تحقیق لکھیں؟ اگر نہیں ٹوٹتی تو اس حدیث کی توجیہات لکھیں' کالے کتے کو شیطان کہنے کی کیا توجیہ ہے؟

او (ب) : عن ام عطية ان رسول الله ﷺ كان يخرج الابكار والعواتق و ذوات الخدر والحيض فی العيدين فيقربن المصلی ويشهدن دعوة المسلمين قالت احداهن يا رسول الله ان لم يكن لها جلباب قال فلتعرها اختها من جلبابها.

حدیث کا ترجمہ لکھیں؟ اس حدیث سے عورتوں کے لیے نماز عیدین میں شریک ہونے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں عورتوں کا عیدین کے لیے اور صلوٰت خمسہ کے لیے نکلنا کیسا ہے؟ علماء احناف کی تحقیق لکھیں؟ حدیث مندرجہ بالا کا جواب لکھیں؟ اگر منع کی کوئی دلیل ہو تو مع جواب لکھیں؟

السوال الثالث (الف): عن ابن عمرؓ انه قال قام رجل فقال يا رسول الله ماذا تأمرنا ان نلبس من الثياب فی الحرم فقال رسول الله ﷺ لاتلبس القميص ولاالسراويلات ولاالبرانس ولا العمائم والا الخفاف الا ان يكون احد ليست له نعلان فليلبس الخيف مااسفل من الكعبين ولا تلبسوا شيئا من الثياب مسه الزعفران ولاالورس ولا تنتقب المرء ة الحرام ولا تلبس القفازين.

حدیث کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟ اس حدیث میں جو ممنوعات احرام ذکر کیے گئے ہیں ان میں سے عورت کا استثناء کن کن چیزوں سے ہے۔

او (ب) : عن عقبة بن الحارث قال تزوجت امرء ة فجاء تنا امرء ة سوداء فقالت انی قدار ضعتكما فاتيت النبی ﷺ فقلت تزوجت فلانة بنت فلان فجائتنا امرء ة سوداء فقالت انی قدار ضعتكما وهی كاذبة قال فاعرض عنی قال فاتيته من قبل وجهه فقلت انها كاذبة قال و كيف بها و قد زعمت انها قدار ضعتكما دعها عنك.

حدیث کا ترجمہ کریں؟ ثبوت رضاع کے لیے کتنے گواہوں کی ضرورت ہے' علماء احنافؒ کی تحقیق لکھیں؟ بظاہر یہ حدیث ان کے خلاف ہے اس کی توجیہ لکھیں؟

چندوفاقی پرچہ جات.....صحیح المسلم (للبنات)

وفاق المدارس العربیه پاکستان .... شعبان ۱۴۱۶

ورقة الاختبار السنوی للمرحلة العالمیة ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقین من کل سوال فقط ان اجبت بالعربیة الفصحی تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربیه پاکستان ملتان

الورقة الثانیة .... الجامع الصحیح مسلم

السوال الاول (الف): عن عائشةؓ تقول سمعت رسول اللّٰه ﷺ وهو بین ظهرانی اصالحابه انی علی الحوض انتظر من یرد علی منکم فواللّٰه لیقتطعن دونی رجال فلاقولن ای رب منی ومن امتی فیقول انک لاتدری ماعملو ابعدک مازالوایرجعون علی اعقابهم.

(۱) حدیث شریف کااردو میں ترجمہ وتشریح ضبط کیجئے (۲) حدیث میں جن لوگوں کی مذمت کی گئی ہےان سے کون لوگ مراد ہیں؟

او (ب) : عن انسؓ قال کان رسول اللّٰه ﷺ ازهر اللون کان عرقه اللؤلؤ اذا مشی تکفأولامست دیباجة ولا حریرة الین من کف رسول اللّٰه ﷺ ولا شممت مسکة ولا عنبرة من رائحة رسول اللّٰه ﷺ

حدیث شریف کا ترجمہ اردو میں تحریر کیجئے؟ تفکاء کی صرفی تحقیق لکھئے کہ صیغہ باب اورہفت اقسام میں کیا ہیں؟

السوال الثانی (الف) : قالت سابعة زوجی غیایاء او عیایاء او طباقا کل داء له داء شجک اوفلک او جمع کلالک.

پوری عبارت پر اعراب ڈالیئے' پھر اردو میں ترجمہ کیجئے؟

ا و (ب) : زوجی ان اکل لف وان شرب اشتف وان اضطجع التف ولا یولج الکف لیعلم البث

اعراب ڈال کر اردو میں ترجمہ کیجئے؟

السوال الثالث (الف) : عن عبداللّٰهؓ قال سئل رسول اللّٰه ﷺ ای الناس خیر قال قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یجیئ قوم تبدر شهادة احدهم یمینه و تبدریمینه شهادة.

اردو میں ترجمہ ومطلب لکھئے؟

او (ب) : عن ابی هریرةؓ ان رسول اللّٰه ﷺ قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباداللّٰه اخوانا.

اردو میں ترجمہ وتشریح ضبط کیجئے؟

وفاق المدارس العربیہ پاکستان .... شعبان ۱۴۱۷

ورقة الاختبار السنوی للمرحلة العالمية ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظہ: اجب عن احد الشقین من کل سوال فقط ان اجبت بالعربیة الفصحی تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان الورقة الثانية .... الجامع الصحيح مسلم

السوال الاول (الف): عن عبدالله قال : لعن الله الو اشمات والمستوشمات والنامصات ولا متنمصات وامتفلجات للحسن المغيرات خلق الله قال: فبلغ ذلک امرأةً من بنی اسدو کانت تقرا القرآن فأتته فقالت: انک لعنت الواشمات والمستوشمات فقال عبدالله: مالي لاألعن من لعن رسول الله ﷺ وهو فی کتاب الله عزوجل فقالت المرأة لقد قرأ مابين لوحی المصحف فما وجدته فقال: لئن کنت قرأتیه لقد وجدتیه' قال تعالیٰ: ﴿وماآتکم الرسول فخذوه ومانهکم عنه فانتهوا﴾

خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق کرتے ہوئے حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔اس حدیث سے ایک دوسرا مسئلہ بھی معلوم ہو رہا ہے وہ لکھیں؟

او (ب): سئل أنس بن ملکؓ عن خضاب النبی ﷺ فقال: لوشئت أن أعد شمطاتٍ کن فی رأسه فعلت' قال: ولم یایختضب' وقداختضب أبوبکر بالحناء والکتم' واختضب عمر بالحناء بحتاً.

حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔شمطات' حناء اور کتم کا مفہوم بطور خاص لکھیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے اور نہ لگانے کے بارے میں روایات مختلف ہیں ان میں ترجیح یا تطبیق ذکر کریں؟ نیز سیاہ خضاب کا مردوں اور عورتوں کے لیے کیا حکم ہے؟

السوال الثانی (الف): عن انسؓ قال: کان النبی ﷺ لایدخل علی امن النساء الا علمی ازواجه الاام سليم فانه کان یدخل علیها' فقیل له فی ذلک' فقال: انی ارحمها قتل اخوها معی.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ام سلیم کا نام کیا ہے؟ حضرت انسؓ سے ان کا کیا رشتہ ہے؟ ام سلیم کے بھائی جو شہید ہوئے تھے ان کا نام کیا ہے؟ وہ کیسے شہید ہوئے تھے؟ مرد کو غیر محرم عورت کے پاس خلوت میں جانا جائز نہیں۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیمؓ کے پاس کیوں جاتے تھے؟ ام سلیمؓ کی فضیلت کا کوئی واقعہ ذکر کریں؟

او (ب) : عن عائشةؓ قالت قال لی رسول الله ﷺ فی مرضه : ادعی لی ابابکر اباک حتی اکتب کتاباً فانی أخای أن یتمنی متمن ولیقول قائل: أنا أولی ویابی الله والمؤمنون الاابابکر.

حدیث پاک کا واضح ترجمہ کر کے امور ذیل پر روشنی ڈالیں؟

(الف) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الموت میں کیا لکھوانا چاہتے تھے؟ (ب) سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت بلافصل اور آپ کے پہلے خلیفہ ہونے کے کیا دلائل ہیں؟ یہ خلافت صریح ارشاد نبوی سے ثابت ہے یا اجماع صحابہ سے؟ (ج) مرض الوفات میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا: کیا مسئلہ خلافت کے لیے اس سے استدلال کیا جاسکتا ہے؟

السوال الثالث (الف) : عن ابی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: صنفان من أهل النارلم أرهما: قوم معهم سياط كاذ ناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات، رؤسهن كأسنمة البخت المائلة لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها، وان ريحها ابوجد من متبرة كذوا كذا.

حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ کاسیات عاریات کا کیا مفہوم ہے؟ دو متضاد صفات کو کیسے جمع فرمایا گیا؟ ممیلات اور مائلات کا مطلب لکھیں؟ کاسنمۃ البخت میں وجہ تشبیہ کیا ہے؟ آج کل اس کا مصداق کون سی عورتیں ہیں؟ یہ عورتیں کافر ہوں گی یا فاسق؟ اگر فاسق ہوں تو فسق کی وجہ سے جنت سے ہمیشہ کی محرومی کیسے ہوگی؟ اور اگر کافر ہوں تو گناہ کرنے سے کفر کیسے لازم آیا؟ اس کی وضاحت کریں۔

او (ب): عن عائشةؓ قالت: دعی رسول الله ﷺ الی جنازة من الانصار فقلت : يا رسول الله ﷺ اطوبی لهذا عصفورمن عصافير الجنة لم يعمل السوء ولم يدركه قال: اوغيرذالک يا عائشة ان الله خلق للجنة اهلاً خلقهم لها وهم فی اصلاب آبائهم :وخلق للنار اهلاً خلقهم لهاوهم فی اصلاب آبائهم.

حدیث شریف کا ترجمہ کریں؟ اطفال مسلمین اہل جنت میں سے ہیں یا نہیں؟ اگر اہل جنت ہیں تو اس حدیث کا کیا جواب ہے کیونکہ اس حدیث میں جہنمی ہونے کا احتمال ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اطفال مشرکین کے جنتی یا جہنمی ہونے کے بارے میں اہل سنت کی کیا تحقیق ہے؟

چندوفاقی پرچہ جات برائے ابوداؤد (للبنات)

وفاق المدارس العربية پاكستان .... شعبان ۱۴۱۵

ورقه الاختبار السنوى للمرحلة العالمية...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقين من كل سوال فقط ان اجبت بالعربية الفصحى تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربيه پاكستان ملتان

الورقة الرابع .... الجامع الصحيح ابو داؤد

السوال الاول: (الف) كان ابن عباسؓ يقول ان النبى صلى الله عليه وسلم و عن طعام المتباريين ان يؤكل

۱۔اس حدیث کا سلیس اردو ترجمہ تحریر کر کے ''التباریین'' کے معنی اور مطلب واضح کیجئے۔

۲۔اگر قرائن سے یہ معلوم ہو جائے کہ کسی دعوت میں طعام المتباریین پایا جارہا ہے تو اس میں شرکت کرنے کا کیا حکم ہے۔

۳۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طعام المتباریین سے منع فرمایا ہے۔اس کی علت تحریری فرمائیں۔

او (ب) عن عبدالله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الرقى والتمائم والتولة شرک و

فى رواية عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لارقية الامن عين اوحمة

۱۔دونوں حدیثوں کا سلیس اردو ترجمہ کر کے رقی تمائم، تولۃ، عین اور حمۃ'' کے صحیح معنی اور مفہوم واضح کیجئے۔

۲۔کیا جھاڑ پھونک اور جانوروں یا بچوں کے گلے وغیرہ میں تعویذ ڈالنا شرک ہے؟ اگر نہیں ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہے۔

۳۔''تولۃ'' کو کیوں شرک فرمایا گیا اور زہریلے جانور کے کاٹ لینے پر جھاڑ پھونک کی کیوں اجازت دی گئی۔

السوال الثانى :(الف) عن عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الشوم فى الدار و المرأة والفرس قال ابو داؤد. سئل مالک عن الشوم فى الفرس والدار قال كم من دار سكنها قوم فهلكو اثم سكنها اخرون فهلكوا فهذا تفسيره فيما نرى والله اعلم.

اس حدیث کا صحیح اردو ترجمہ کر کے حسب ذیل امور کا جواب تحریر کیجئے۔

۱۔شوم کے کیا معنی ہیں۔اور کیا سواری، عورت اور مکان میں اسلامی نقطہ نظر سے نحوست ہو سکتی ہے؟

۲۔امام مالکؒ نے اس حدیث کی جو تفسیر فرمائی ہے۔کیا آپ اس سے متفق ہیں؟ اگر نہیں تو آپ کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر کیا ہے؟ تحریر کریں۔

۳۔طیرۃ اور فال میں کیا فرق ہے؟ واضح انداز میں تحریر کریں۔

(ب) عن بريدةؓ ان رجلا جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من شبيه فقال له مالى اجد منک ريح الاصنام فطرحه ثم جاء و عليه خاتم من حديد فقال مالى ارى حلية اهل النار هلحه فقال يا رسول الله من

ای شیء اتخذه فقال اتخذه من ورق و لا تتمه مثقالا

ا۔اس روایت کا اردو ترجمہ تحریر کر کے شبہ حدید اور ورق کے معنی بیان کیجئے۔

۲۔کیا خواتین کے لئے سونے اور چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نا جائز؟

۳۔کیا خواتین کی سونے اور چاندی کی انگوٹھی میں کسی خاص وزن کی تحدید ہے کہ اس سے زیادہ جائز نہ ہو۔

السوال الثالث (الف) : عن ابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن المخنثین من الیہ والمترجلات من النساء وقال اخر جوھم من بیوتکم

اس حدیث کا اردو ترجمہ کر کے امور ذیل کا جواب دیجئے۔

(ا) مخنث کس کو کہتے ہیں؟ کیا مخنث بنا گناہ کبیرہ ہے اور مخنث سے خواتین کے پردہ کا کیا حکم ہے تفصیل سے تحریر کریں۔

(ب) ''مترجلات'' سے کیا مراد ہے؟ کیا اپنے سر کے بالوں کو کٹوانے والیاں اور مردانہ جوتا پہننے والی عورت بھی اس میں داخل ہے؟

(ج) گھروں سے ان کو نکالنے سے کیا مراد ہے؟

(ب) عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلم صرف الکلام لیصبی بہ قلوب الرجال او الناس لم یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا

اس حدیث کا اردو ترجمہ کر کے مندرجہ ذیل امور کا جواب تحریر کیجئے۔

(ا) ''صرف الکلام'' سے کیا مراد ہے؟

(ب) ''لیصبی'' کی لغوی تحقیق تحریر کیجئے۔

(ج) ''صرفا ولا عدلا'' کا کیا مطلب ہے؟ صرف الکلام اور اس صرفا میں کیا فرق ہے۔

وفاق المدارس العربیۃ باکستان .... شعبان ۱۴۱۶

ورقۃ الاختبار السنوی للمرحلۃ العالمیۃ ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظہ: اجب عن احد الشقین من کل سوال فقط ان اجبت بالعربیۃ الفصحی تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان

الورقۃ الرابع .... الجامع الصحیح ابو داؤد

السوال الاول (الف) قال انسؓ فذھبت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ذلک الطعام نقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبز من شعیر و مرقافیہ دباء و قدید قال انس فرئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتتبع الدباء من حوالی الصحفۃ فلم ازل احب الدباء بعد یومئذ

حدیث شریف کا ترجمہ کریں دباء کیا چیز ہے حضرت انسؓ کو اس سے کیوں محبت ہوئی؟

او (ب) عن عبداللہ بن عمروؓ قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل علیہ ثوبان احمران فلم علیہ

فسلم یرد علیه النبی صلی الله علیه وسلم

حدیث شریف کا ترجمہ کریں ثوب احمر کا شرعا کیا حکم ہے مرد وعورت اس حکم میں برابر ہیں یا کچھ فرق ہے؟

السوال الثانی (الف) عن عائشةؓ قالت او مأت امرء ة من وراء ستر بیدها کتاب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقبض رسول الله صلی الله علیه وسلم یده فقال ما ادری ایدرجل ام ید امرء ة قالت بل امرء ة قال لو کنت امرء ة لغیرت اظفارک یضی بالحناء.

حدیث شریف کا ترجمہ اور مفہوم بیان کریں تشبہ بالرجال عورت کے لئے کیسا ہے۔ اس حدیث شریف سے اس پر روشنی پڑتی ہے اس کی وضاحت لکھیں۔

او (ب) عن علیؓ عن النبی صلی الله علیه وسلم لا تدخل الملائکة بیتافیه صورة ولا کلب ولا جنب

حدیث کا ترجمہ کر کے یہ بتائیں کہ فرشتوں سے کون سے فرشتے مراد ہیں اور جنبی سے کون سا جنبی اور کتا رکھنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

السوال الثالث (الف) عن عبدالله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ماتعدون الصرعة فیکم قالوا الذی لا یصرعه الرجال قال ولکن الذی یملک نفسه عند الغضب.

حدیث شریف کا ترجمہ اور تشریح لکھیں۔

احادیث شریفہ میں غصے کے کئی علاج بتائے گئے ہیں وہ لکھیں۔

او (ب) عن ابی هریرةؓ انه قیل یا رسول الله ما الغیبة قال ذکرک اخاک بما یکره قیل افرئیت ان کان فی اخی ماأقول قال فان کان فیه ما تقول فقد اغتبته و ان لم یکن فیه ماتقول فقد بهته

حدیث شریف کا ترجمہ لکھیں۔ غیبت اور بہتان کا مفہوم لکھیں۔ غیبت چھوڑنے کا کیا طریقہ ہے۔

....

وفاق المدارس العربیة باکستان .... شعبان ۱۴۱۷

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقین من کل سوال فقط ان اجبت بالعربیة الفصحی تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربیه پاکستان ملتان

الورقة الرابع ...... الجامع الصحیح ابوداؤد

السوال الاول (الف): أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا عدوی ولا صفر ولا هامة فقال أعرابی مابال الإبل تکون فی الرمل کأنها الظباء فیخالطها البعیر الأجرب فیجربها قال فمن أعدی الأول

عدوی، صفر، ہامہ کی تشریح کریں۔ اعرابی نے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اشکال پیش کیا۔ اشکال اور جواب وضاحت سے لکھیں۔

او (ب) عن حمید بن عبدالرحمن أنه سمع معاویة بن أبی سفیان عام حج وهو علی المنبروتناول قصة من شعر کانت فی ید حرسی یقول: یا أهل المدینة أین علماؤکم ؟ سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم ینهی

عن مثل هذه و يقول: إنما هلكت بنو إسرائيل حين اتخذ هذه نساؤهم.

ترجمہ کرنے کے بعد یہ بتائیں کہ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ نے کون سا مسئلہ بیان فرمایا ہے۔عورتوں کے فعل سے مردوں کو کیوں ہلاک کیا گیا۔

السوال الثانی (الف): عن عمران بن حصين أن نبی صلی الله علیه وسلم قال:لا أركب الأرجوان ولا البس المعصفر ولا البس القميص المكفف بالحرير قال: أو ما ألحسن إلى جيب قميصه قال وقال ألا وطيب الرجل ريح لا لون له قال: و طيب النساء لون لا ريح له قال سعيد: أراه: إنما حملوا قوله في النساء على أنها إذا خرجت فاما إذا كانت عند زوجها فلتطيب بما شاء ت

ارجوان، معصفر قمیص مکفف بالحریر کا مفہوم لکھیں، ان کے ممنوع ہونے کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ عورتوں کے لئے بھی ممنوع ہیں؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک مکفوف تھا۔کمافی أبي داود۔ پھر اس حدیث میں آپ نے اپنے پہننے کی نفی کیوں فرمائی؟

حسن بصریؒ نے اپنے گریبان کی طرف اشارہ کیا؟ سعیدؒ نے جو حدیث کی تشریح فرمائی ہے اس کی وضاحت کریں۔

(ب) حدثنا محمد بن الصباح وابن السرح قالا: حدثنا سفيان عن الزهري عن سعيد عن أبي هريرةؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم: يو ذيني ابن آدم يسب الدهر و أنا الدهر بيدى الأمر أقلب الليل و النهار قال ابن السرح عن ابن المسيب مكان سعيد

ترجمہ کریں، اعراب لگائیں، خط کشیدہ الفاظ کے صیغے بمع تعلیل ذکر کریں۔ اللہ جل شانہ انسانی رسائی سے بالاتر ہیں ان کو انسان تکلیف کیسے پہنچا سکتا ہے؟ نیز اللہ جل شانہ نے انا الدہر کیسے ارشاد فرمایا جب کہ دھر نہ اللہ پاک کا ذاتی نام ہے اور نہ ہی صفاتی نام ہے؟ قال ابن السرح سے امام ابوداؤدؒ کا مقصد بھی بیان فرمائیں۔

السوال الثالث (الف) عن أبي أمامةؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الأمير إذا ابتغى الريبة في الناس أفسدهم

ترجمہ کرنے کے بعد حدیث کی پوری تشریح کریں۔

او (ب) عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت: جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فدخل على صبيحة بنى بى فجلس على فراشي كمجلسک مني فجعلت جويريات يضربن بدف لهن و يندبن من قتل من آبائي يوم بدر إلى أن قالت احدهن: وفينا نبي يعلم مافي غد فقال: دعي هذا وقولي الذى كنت تقولين.

حدیث شریف کا ترجمہ کریں۔ حضرت ربیعؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر محرم تھیں۔ پھر ان کے پاس خلوت میں بلا پردہ کیسے بیٹھے اس حدیث سے بعض لوگوں نے گانے بجانے کا جواز نکالا ہے ان کی مدلل تردید کریں اور اس حدیث سے استدلال کا بطلان واضح کریں۔

....

وفاق المدارس العربية باكستان .... شعبان ۱۴۱۸

ورقة الاختبار السنوى للمرحلة العالمية ..... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقين من كل سوال فقط ان اجبت بالعربية الفصحى تستحق عشر درجات

وفاق المدارس العربيه پاكستان ملتان

الورقة الرابع .... الجامع الصحيح ابو داؤد

السوال الاول (الف) عن انس بن مالک ان ملک الروم اهدی الی النبی صلی الله علیه وسلم مستقة من سندس فلبسها فکانی انظر الی یدیه تذبذبان ثم بعث بها الی جعفر فلبسها ثم جاء فقال النبی صلی الله علیه وسلم انی لم اعطکها تلبسها قال فما اصنع بها قال ارسل بها الی اخیک النجاشی

حدیث کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں۔ ملک الروم کافر تھا پھر اس کا ہدیہ کیونکر قبول فرمایا۔ نجاشی کا تعارف پیش کریں۔

(ب) عن عبدالله بن بریدة عن ابیه ان رجلا جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم خاتم من شبه فقال له مالی اجد منک ریح الاصنام فطرحه ثم جاء وعلیه خاتم من حدید فقال مالی اری علیک حلیة اهل النار فطرحه فقال یا رسول الله من ای شیء اتخده قال اتخذ من ورق ولا تتمه مثقالا

حدیث کا مفہوم لکھیں۔ شبہ اور ورق کیا چیز ہے۔ اس حدیث سے جو احکام مستنبط ہو رہے ہیں وہ لکھیں۔ عورت کے لئے چاندی کے علاوہ کون کون سی دھات کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

السوال الثانی (الف) عن اسماء بنت یزید ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ایما امرأة تقلدت قلادة من ذهب قلدت فی عنقها مثله من النار یوم القیامة و ایما امرأة جعلت فی اذنها خرصا من ذهب جعل فی اذنها مثله من النار یوم القیامة

حدیث کا ترجمہ تحریر کرنے کے بعد بتلائیں کہ اس کے ظاہر سے عورت کے لئے سونے کا ممنوع ہونا معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ عورت کے لئے بالاجماع سونا پہننے کی شرعاً اجازت ہے۔ اس حدیث پاک کی صحیح توجیہات بیان کریں۔

(ب) عن معاذ بن جبل قال استب رجلان عند النبی صلی الله علیه وسلم فغضب احدهما غضبا شدیدا حتی خیل الی ان انفه یتمزع من شدة غضبه فقال النبی صلی الله علیه وسلم انی لا علم کلمة لو قالها لذهب عنه مایجد من الغضب فقال ما هی یا رسول الله قال یقول اللّٰهم انی اعوذبک من الشیطان الرجیم.

حدیث پاک پر اعراب لگا کر مطلب خیز ترجمہ کیجئے اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور معنی تحریر کریں۔

السوال الثالث (الف) : عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من اجلال الله اکرام ذی الشیبة المسلم و حامل القران غیر الغالی فیه والجافی عنه واکرام ذی السلطان المقسط.

حدیث کا ترجمہ اور مفہوم لکھیں۔ ترکیب میں غور کر کے حدیث پر اعراب لگائیں۔

(ب) عن سالم عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اقتلوا الحیات وذالطفیتین والابتر فانهمایلتمسان البصر ویسقطان الحبل قال وکان عبدالله یقتل کل حیة وجدها فابصره ابولبابة او زید بن الخطاب وهو یطارد حیة فقال انه قد نهی عن ذوات البیوت.

حدیث کا ترجمہ اور مطلب تحریر کریں۔ ہر قسم کے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم ہے یا گھروں والے سانپ مستثنیٰ ہیں اور گھروں سے بھی سب گھر مراد ہیں یا مدینہ منورہ کے گھر؟ تحقیقی بات لکھیں۔

وفاق المدارس العربية باكستان .... شعبان ۱۴۱۹

ورقة الاختبار السنوى للمرحلة العالمية ...... للبنات

مجموع الدرجات ۱۰۰ .... الوقت ۴ ساعات

ملحوظه: اجب عن احد الشقين من كل سوال فقط ان اجبت بالعربية الفصحى تستحق عشر درجات وفاق المدارس العربيه پاكستان ملتان

الورقة الرابع .... الجامع الصحيح ابو داؤد

السوال الاول (الف) عن عبدالله بن عثمان الثقفى عن رجل اعور من ثقيف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الوليمة اول يوم حق والثانى معروف و اليوم الثالث رياء و سمعة ماهو حكم الوليمة فى الاسلام وماهوالمراد بقوله فى الحديث حق و معروف و رياء و سمعة ولو اولم احد الى سبعة ايام او نحوه هل يجوز ذلک ام لا ؟

(ب) عن قبيصة عن ابيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول و ساله رجل ان من الطعام طعاما اتحرج منه فقال لا يختلجن فى نفسک شىء ضارعت فيه النصرانية؟

ترجمى هذا الحديث و بينى ماهو منشأ سوال الرجل؟ ولم جعله صلى الله عليه وسلم النصرانية؟ (۳۴)

السوال الثانى (الف): عن ام قيس بنت محصنؓ قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم بابن لى قد اعلقت عليه من العذرة فقال علام تدغون اولاد كن بهذا العلاق عليكن بهذا العود الهندى فان فيه سبعة اشفية منها ذاتا لجنب يسعط من العذرة ويلد من ذات الجنب قال ابو داؤد يعنى بالعود العسط ترجمى هذا الحديث واشرحيه شرحاتا ما و حققى الفاظ المخططة لغة و عرفا.

(ب) عن عائشةؓ ان اسماء بنت ابى بكر دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم و عليها ثياب رقاق فاعرض عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا اسماء ان المرأة اذا بلغت المحيض لم يصلح لها او يرى هذا وهذا و اشار الى وجهه وكفيه وما هو حكم الحجاب لأمراة البالغه فى الاسلام وهل وجهها وكفاها يجب عليها احتجابها ام لا؟ وهذا الحديث يدل على ان وجهها خارج عن الحجاب فما هوالجواب.

السوال الثالث (الف): عن ابن عباسؓ قال لعنت الواصلة والمستوصلة والنامصة والمتنمصة والواشمة والمستوشمة اشرحى هذا الحديث واكتبى معنى الالفاظ المخططه لغة و شرعا.

(ب) عن ابن عباس ان خالته اهدت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم سمنا واقطا واضبأ فاكل عن السمن والاقط وترک الاضب تقذ رأو أكل على مائدته صلى الله عليه وسلم ولوكان حراما ما اكل على مائدة رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجمى هذا الحديث واشرحيه شرحا كا ملائم اكتبى حكم الضب حرام اكله ام لا ولو كان حراما فاجيبى هذا الحديث.